The Religious Examination was held on 24th August.

The Examiners appointed by the British Indian Association were :—

Sunnis.—Choudhri Nusrat Ali, Khan Bahadur.
Shias.—Raja Shaban Ali, Khan Bahadur.
Hindus.—Pt. Suraj Bali.

They Report :—

1. The work of the *Sunni* students was "not only satisfactory but praiseworthy." Sh. Bunyad Hosain, 2nd class, and Sh. Imtiaz Rasul Khan. 1st class, with 70 per cent. and 68 per cent., respectively, were highly commended. With the exception of one new boy, who was unable to write clearly, all passed.
2. Of the *Shia* students in the 1st class, Syed Irshad Hosain got 68 per cent. and in the 2nd class, Shahzada Zia Quadr, 72 per cent. All passed.
3. Of the *Hindu* students 94 per cent. passed. Bhaya Ambika Dat Ram gained 85 per cent. and the work was very creditable throughout.

1323/H / 1905 A.D.

بمعہ صنائع مکین و مکان فضل و خلق میں زمین و زمان

کتاب مشتہر بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب جو بعبارت فارسی تصنیف سلطان المحققین حضرت شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے اسکا ترجمہ نہایت خوب فصاحت اسلوب و حقائق مشتمل

جذب القلوب

ترجمۂ مرغوب

[illegible] شواہ اردو زبان مفید [illegible]

کہ برکت بیان فضائل مدینہ انوار گنجینہ سے حرز جان اہل ایمان و تمیمہ گلوی ارباب ایقان ہے بہ تصحیح مالا کلام بہ حسن اہتمام سنجیدہ و بہ انتظام پسندیدہ کارپردازان

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں چھپا

اعلان اس ترجمہ کے جملہ حقوق مطبع اودھ اخبار مین محفوظ و محدود ہیں

اطلاع

اِس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جس کی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپے خانہ سے مل سکتی ہے جس کے معائنہ وملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ازران ہر اس کتاب کی ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادہ ہین اون مین کتب اخلاق وموعظت وغیرہ فارسی واردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب متفرقات دینیہ

تذکرۃ المعاد۔
فتوح الحرمین۔ منظوم مع نقشجات کاغذ سفیدہ گندہ۔
ایضاً۔ کاغذ رسمی حنائی۔
ہفت تماشاے قتیل۔
تحقیق الانساب۔
رسالہ قاضی قطب۔
تذکرۃ الجمعہ۔
خصائل السعادت۔ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۵ع
گلدستہ عقائد۔
تطہیر الاسلام۔
تبیان فی احکام الدخان۔
روضۃ الشہدا۔
کربلاے معلی۔ معروف بہ کربلا نامہ کاغذ سفید چکنا۔
ایضاً۔ کاغذ رسمی حنائی۔

شرح اوراد فتحیہ مع شرح دعاء رقاب وخلاصۂ اوراد۔

اسرار الاولیاء۔
حج اکبر مسمی بہدایت المشہور کاغذ سفید۔
ایضاً۔ کاغذ حنائی رسمی۔
میزان الفرقان۔
نقوش معظم۔ دافع ہر درد وغم وحفاظت اطفال
دعاے گنج العرش۔ مع شش قفل۔
شرح سفر السعادت از شاہ عبد الحق دہلوی۔
مجموعۂ اوراد۔ دو وظائف سائل پنج دعا۔
جواہر القرآن۔ مترجم مطبوعہ سنہ ۱۸۸۶ع۔
رسالہ تنبیہ الانسان۔ در حلت وحرمت جانوران مطبوعہ سنہ ۱۸۸۶ع۔
شواہد النبوۃ۔
معارج النبوۃ۔
مدارج النبوۃ۔ دو جلدین۔

بمعہ صنائع مکین و مکان فضل و خلق میں زمین و زمان

کتاب مشتہر بہ جذب القلوب الی دیار المحبوب جو بعبارت فارسی تصنیف سلطان المحققین
حضرت شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہے اُسکا ترجمہ نہایت خوب فصاحت اسلوب و حقائق مسمی

جذب القلوب

ترجمۂ مرغوب

الجتہ شواہ اُردو زبان مفید ہمگنان

کہ برکت بیان فضائل مدینہ انوار گنجینہ سے حرز جان اہل ایمان و تمیمہ گلوی ارباب ایقان
ہے یہ تصحیح مالا کلام بحسن اہتمام سنجیدہ و بہ حسن انتظام پسندیدہ کارپردازان

مطبع نامی منشی نول کشور کانپور میں بطبع مزین چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادای شکر منعم حقیقی جلت نعمائہ مین عقل حیران ہو کہ خارج از حیز امکان ہے اوسکی نعم غیر مترقبہ کی انتہا نہین کہ داخل دائرۂ احصا نہین ہر فرد مخلوق مین نعمتین غیر متناہیہ بالفعل موجود ہین فلاسفہ کے براہین ابطال تسلسل بے سود ہین ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوہا اسپر دلیل ہے پھر شکر بجا لانے کی کیا سبیل ہے بلکہ نعم لا تحصے ایک طرف ایک نعمت عظیمہ جو رحمۃ للعالمین کا ارسال ہے اوسکا اداے شکر واجب کما ینبغی ذوات ممکنہ سے محال ہے وجود باوجود اون کا اصل وجود عالم ہے اور جود و نوال اونکا موجب بخشایش آدم و اولاد آدم ہے شفاعتی لاہل الکبائر من امتی بشارت عامہ ہے اور وجوب شفاعت زائرین کی زیارت قبر مطہر علت تامہ زبان علو اونکا خیر از منہ وہ پھور ہے اور مضجع شریف اونکا مزار سبعین الف ملک فی کل یوم ولیلۃ الی یوم البعث والنشور ہے ذات سراسر برکات اونکی علت غائیہ ایجاد ممکنات ہے محبت اونکی وسیلۂ نجات ہے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اما بعد پوشیدہ نرہے کہ بندۂ درگاہ احد محمد عبد ابو احمد غفر اللہ الصمد ایک مدت مدید سے چاہتا تھا کہ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب کہ سلطان المحققین فخر المدققین عمدۃ المحدثین زبدۃ العلماء الراسخین وارث الانبیاء والمرسلین خاتمۃ البررۃ المحصلین محیی السنۃ السنیہ مروج الملۃ الحنفیہ

لہ اگر شمار کرو تم نعمتون خدا کو نہ پاؤ تم اوسکو ۱۲   لہ میری شفاعت گناہ کبیرہ کرنے والون میری امت سے ۱۲   لہ مرقد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جگہ زیارت ستر ہزار فرشتون کا ہر دن اور ہر رات مین روز قیامت تک ۱۲

معدن الصفات الرضیہ منبع الملکات المرضیہ من آیات الباری شیخنا وامامنا الشیخ **عبدالحق** المحدث الدہلوی
البخاری قدس اللہ سرہ نے احوال مدینہ مطہرہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً وتکریماً مین تالیف کی ہے زبان
اردو مین ترجمہ کیا جاوے کہ مسلمان بھائی جو زبان فارسی پر قادر نہین ہین اس سے بہرہ یاب ہون
اور سو جان سے قربان نام بلند عظمی مآب ہون لیکن بوجوہ چند در چند سے اس کا میسر نہوا کہ سنہ ۱۲۷۹
مین سید العلما سلطان الفضلا امام ائمۃ المعقول البحر الزاخر فی علوم التفسیر والحدیث والفقہ
والاصول برہان السلف حجۃ الخلف مرشد زادہ آفاق مولانا شاہ **عبدالحق** بن شیخ سادۃ
الواصلین سید شیوخ العارفین سرخوش رحیق مروق خمخانہ تحقیق سرجوش صہبای فیض اماے
تدقیق سرمست نشۂ عرفان یزدانی غریق بحر معرفت سبحانی مستغرق دریاے گوہر اماے توحید سباح
لجہ پر موجہ تجرید سیاح اقالیم کشف شہود پرتو خورشید عین الوجود ثمرہ شجرہ باغستان رشادت
وہدایت رائحہ طیبہ چمنستان فضل وولادت شیخ معرفت پیر طریقت شبلی دوران جنید زمان الشیخ
الاجل الکامل الفحول مولانا ومرشدنا حضرت سید شاہ **غلام رسول** بریلوی ثم الکانفوری روح
اللہ روحہ بقبول القبول حج بیت اللہ الحرام وزیارت مرقد سید الانام علیہ وعلی آلہ السلام سے
شرف حاصل کرکے مراجعت فرما کے وارد دار الامارۃ کلکتہ ہوئے فقیر حقیر کمال مشتاق ہو کر حاضر
آستانہ شریف ہوا اور ملازمت عالی سے شرف حاصل کیا اور اپنی تمنای دلی کا کہ سالہا سال
سے جاگزین دل اخلاص منزل تھی آپکی خدمت معلی مین مظہر ہوا آپ نے از راہ کمال عنایت
میری عرض کو پذیرا فرمایا اور ایک چند عرصہ مین کمال خوبی اور لطافت کے ساتھ ترجمہ لکھا
اللہ تعالی آپ کی سعی کو مشکور فرمائے اور اس ترجمے مین ایک لطف اور بھی ہے کہ اوسکے
مطالعہ کرنے والے کو حاصل ہوگا کہ جو جو تغیرات وتبدلات مدینہ طیبہ مین زمانہ حضرت شیخ
قدس سرہ کے بعد واقع ہوئے ہین ہمارے حضرت نے اوس کی طرف بھی جہان جہان
مناسب تھا ارشاد فرمایا ہے اور اس ترجمہ شریفہ کا نام **ترجمۂ مرغوب**
جذب القلوب رکھا گیا اللہ تعالے مسلمانون کو اس نفع پہونچاوے بحرمت
سید الامجاد وہو الہادی
الی سبیل الرشاد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلوٰۃ و السلام علیٰ رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین بعد اسکے جاننا چاہیے کہ بندۂ مسکین ضعف عباد اللہ عبد الحق بن شاہ غلام رسول بن شاہ ولی اللہ غفر اللہ لہم سن بارہ سو اناسی ہجری نبوی مین ہمراہ رکاب حضرت والد ماجد قدس اللہ سرہ کے حج بیت اللہ الحرام و زیارت قبر مطہرہ نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام سے شرف و سعادت حاصل کر کے دار الامارۃ کلکتہ مین وارد ہوا اور کسی جہت سے چندے وہان ٹھہرا اوس درمیان مین مسلمانان کلکتہ خصوصًا دوست دلی محب قلبی فاضل بے بدل عالم باعمل مولوی قاضی عبد الواحد سلمہ اللہ تعالےٰ کے بپاس خاطر ترجمہ کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب زبان اردو مین لکھا اللہ تعالےٰ قبول فرمائے اور مسلمانون کو اوس سے نفع پہونچائے بھائی مسلمان کی خدمت مین عرض یہ ہے کہ اس ترجمے مین جہان کہین غلطی پاوین اصلاح فرماوین کہ موجب اجر و ثواب ہوگا و علی اللہ التوکل و بہ الاعتصام حضرت شیخ قدس اللہ سرہ فرماتے ہین کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے فقیر حقیر نحیف و ضعیف اضعف عباد اللہ القوی عبد الحق بن سیف الدین ترک دہلوی بخاری کہ ہر زمانے مین علمائے سیر و تواریخ نے مدینہ مطہرہ کے فضائل و اخبار مین کتابین لکھی ہین اور اون سب مین

لہ سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ کے جو پروردگار ہے تمام عالم کا اور نیکو ئی عاقبت کی ثابت ہے واسطے پرہیزگارونکے اور رحمت کاملہ نازل ہوجیو اوپر رسول اوس کے کہ اسم مبارک اونکا محمد ہے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اوپر آل اور اصحاب اونکے اور سب پر ۱۲ لہ اور اوپر اللہ کے بھروسا ہے اور باستعانت اوسکے گناہون سے بچتا ہے ۱۲ –

تالیفات عالم المدینۃ سید نورالدین علی بن سید عفیف الدین عبداللہ بن احمد حسینی سمہودی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور تر اور عمدہ ترین تواریخ مین پہلی کتاب اونکی وفاء الوفا باخبار دار المصطفی ہے کہ جسکو دوسری کتاب مسمی باقتفاء الوفاء سے قبل اوسکے تمام کرنے کے سن آٹھ سو چھیاسی مین ختم کیا تھا اور اصل کتاب وہ جو مسجد شریف مین آتش زدگی ہوئی تھی اوس مین جل گئی اور مختصر اوسکا سلامت رہا اور یہ کتاب وفاء الوفا ایک ایسی کتاب ہے کہ سارے احوال مدینۂ طیبہ اور وقائع وحوادث جو اوس مین واقع ہوئے ہین اور احادیث وآثار جو اوسکی شان مین وارد ہوئے ہین ساتھ تعدد روایات اور اختلاف اقوال کے اوس مین مذکور ہین بعد اوسکے سن آٹھ سو ترانوے مین سید ممدوح نے اسی کتاب وفاء الوفا سے ایک اور مختصر نہایت منقح ومہذب منتخب کیا اور اوسکا نام خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفے رکھا اب اس زمانے مین مشہور ومتداول آدمیون مین یہی خلاصہ ہے اور کاتب حروف کے پیش نظر اکثر مواضع کتاب وفاء الوفا کے تھے اگر اتفاقاً بعضے روایات مین کتاب خلاصہ کے ساتھ مخالفت ظاہر ہو تو عجب نہین اور سید سمہودی علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ اور ہے کہ جس مین خاص قصۂ آتش زدگی اور منہدم ہوجانے مسجد شریف اور لوگون کے تاخیر کرنے کا سبب اوسکی تجدید عمارت مین مذکور ہے اور اس رسالے مین مسئلہ حیات انبیا کو نہایت تفصیل کے ساتھ تحقیق کیا ہے کچھ اس رسالے سے بھی جہان چاہیے تھا نقل کیا ہے اور اگر احیاناً کسی اور تواریخ وکتب سے بھی کچھ نقل کیا گیا ہوگا تو نے ذکر ماخذ نہوگا الا ماشاء اللہ اور اس کتاب یعنے جذب القلوب الی دیار المحبوب کے مسودہ کرنے کی ابتدا سن نو سو اٹھانوے مین مدینۂ طیبہ مین ہوئی اور صاف کرنے کی توفیق سن ایکہزار ایک مین بلدۂ دہلی مین پائی واللہ الموفق للعباد ومنہ الاستعانۃ فی المبداء والمعاد اور مقاصد اس کتاب کے سترہ باب مین منحصر ہین **باب پہلا** تعداد اسما والقاب شریفہ مدینۂ طیبہ زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً مین **باب دوسرا** اس جدۂ طیبہ کے فضائل مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین **باب تیسرا** اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے رہنا اختیار کیا اور جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت وہان کون لوگ

پہلا باب

تعداد اسما و القاب شریف مدینۂ طیبہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً میں جاننا چاہیے کہ اکثر اسما دلیل ہیں عظمت مسمّٰی پر چنانچہ کثرت اسماے الٰہی جلّ سلطانہ اور القاب حضرت رسالت پناہی صلّی اللہ علیہ وسلّم اسبات پر دلیل ہی علی الخصوص جسوقت ہر نام مشتق ہوا چھے ماخذ سے اور سوا مدینۂ منورہ کے کوئی شہر ایسا نہین جسکے اس کثرت سے نام ہون بعضے علما نے ڈھونڈھکر سو نام کے قریب نکالے ہین اور بعضون نے زیادہ اس سے بھی اور بعضون نے کم اور ان اوراق مین فقط جتنے نام کہ اسکی شرف اور کرامت پر دلالت کرتے ہین ذکر مین آتے ہین بسم اللہ العلی العظیم ایک طابہ ہے بہ تخفیف بای موحدہ دوسرا طیبہ بسکون یای تحتانیہ تیسرا طیّبہ بہ تشدید یای تحتانیہ چوتھا طائب ہے اور جتنے مشتق ہون اس مادہ سے اگرچہ تعظیم اور ادب مقتضی اسی کو ہے کہ جتنے نام حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہین اوتنے ہی لینا چاہیے مگر شاید اس مقام مین دعوی پائے جانے کسی دلالت کا جواز توسیع پر گنجایش رکھتا ہو واللہ اعلم اور ان نامون کا اطلاق مدینۂ منورہ پر کئی سبب سے ہے ایک تو یہ کہ مدینۂ مطہرہ طاہر ہے نجاسات شرک سے دوسرے یہ کہ وہانکی ہوا طبیعتون کے ساتھ موافقت رکھتی ہے تیسرے یہ کہ وہان بوے بد کا نام و نشان نہین چوتھے یہ کہ ہر چیز وہانکی اچھی ہے لوگ کہتے ہین کہ مدینے کے رہنے والے وہانکی مٹی اور در و دیوار سے ایسی خوشبو پاتے ہین کہ کسی خوشبو مین یہ بات نہین ہے اور شاید کے کہ کچھ تھوڑیسی خوشبو بعضے محبان صادق غریب الوطنون نے بھی سونگھی ہوگی ابو عبداللہ عطار کہتے ہین شعر بِطِیبِ رَسُولِ اللہِ طَابَ نَسِیمُہَا ٭ فَمَا الْمِسْکُ وَالْکَافُورُ وَالصَّنْدَلُ الرَّطْبُ اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مدینے کی مٹی مین ایسی ایک خاص خوشبو ہے کہ ویسی خوشبو مشک اور عنبر مین نہین اور یہ بھی کہتے ہین کہ یہ بات بڑی عجیب ہے اور حقیقت مین کچھ عجیب نہین جہان خوشبو مین نفاس حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی پہنچی ہون وہان خوشبو مشک و عنبر کی حقیقت کیا ہے بیت در ان زمین کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست ٭ چہ جاے دم زدن نافہاے تاتاریست ٭ اور بھی وہان جتنی خوشبو کی چیزین پھول وغیرہ ہین اونکی

لہ یعنی ساتھ خوشبو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے خوشبو ہوگئی ہواے مدینہ پس کیا چیز ہے مشک اور کافور اور صندل ۱۲

خوشبوئین کچھ ایسی اچھی ہین کہ اور جگہ کی چیزون اوس قسم کی خوشبوئین ہرگز نہین پائی جاتین خصوصًا گلِ سُرخ ہین کہ ساتھ نسبت خاص آن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور اور معرُوف ہے **بیت** ز نسیم جان فزایت تنِ مُردہ زندہ گردد ٭ ز کدام باغی اے گُل کہ چنین خوش ست بویت اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان اللہ امرنی ان اسمی المدینۃ طابہ اور یہی ابن منبہ سے منقول ہے کہ نام مدینہ طیبہ کا توراۃ مین طابہ اور طیبہ اور طیّبہ ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہی کہ جو شخص زمین مدینے کی طرف بوے بد کی نسبت کرے یا وہان کی ہوا کو کہے اچھی نہین وہ شخص واجب التعزیر ہے اُسکو قید کرنا چاہیے جب تک توبہ نہ کرے زمانِ نبوت سے پہلے مدینۂ منورہ کو یثرب اور اثرب بروزن مسجد کے کہتے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خداے تعالےٰ و تبارک کے حکم سے اُسکا نام طابہ اور طیبہ رکھا کہتے ہین کہ یثرب نام ایک شخص ہے اولاد نوح علیہ السلام سے جب اونکی اولاد زمین پر پھیلی تو وہ شخص یہین آکر رہا اور علماے تاریخ مین اختلاف ہے کہ یثرب نام مدینہ کا ہے یا اوس ناحیہ کا جو مغرب کی طرف جبل اُحد سے واقع ہے اور اوسمین چشمے اور کھجور کے درخت بہت سے ہین اکثر علما اسی قول کو ترجیح دیتے ہین اور وارد ہونا اثارب کا بصیغۂ جمع اسکی تائید کرتا ہے اور ابن زبالہ کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب مین سے ہین اور پیشواے مؤرخان مدینہ طیبہ اور بعضے علما بھی روایت کرتے ہین کہ مدینہ کو یثرب نکہا کرین اور تاریخ بخاری مین ایک حدیث اس مضمون کی مروی ہی کہ جو شخص ایکبار یثرب کہے چاہیے کہ اوسکی تلافی کے واسطے دس بار مدینہ کہے اور امام احمد اور ابو یعلی روایت کرتے ہین کہ جو شخص مدینہ کو یثرب کہے اوسکو چاہیے کہ استغفار کرے نام اُسکا طابہ ہے اور مثل اسکے اور روایات بھی آئے ہین اور وجہ مکروہ ہونے اُس نام کی یہ ہی کہ وہ مشتق ہے ثرب سے بمعنی فساد کے یا تثریب سے بمعنی مواخذہ کے یا یہ کہ اصل مین چونکہ وہ نام کافر کا ہی اُس سے ایسے مکانِ پاک کو جو شرک سے پاک ہو موسوم کرنا مناسب نہ تھا اور وہ جو قرآن مجید مین واقع ہوا ہے یا اہل یثرب لامقام لکم بعضے منافقون کی زبان سے ہے اور بعضے احادیث مین جو یثرب کا لفظ واقع ہوا ہے کہتے ہین کہ نہی سے پہلے تھا واللہ اعلم اور جملہ اسماے شریفہ اس بلدۂ مکرمہ سے اَرضُ اللہ اور اَرضُ الہجرۃ ہے ان دونون نامون کو صحت

ل یعنی تحقیق اللہ تعالی نے مجھکو حکم دیا ہی کہ مدینہ کا نام طابہ رکھون اھ ای یثرب دا او تمکو ٹھکانا نہین ۱۲-

آیۂ کریمہ سے ہوتی ہے وہ آیۂ کریمہ الم یکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا ہے اور اکالۃ البلدان اور اکالۃ القرای بھی ہے بنظر اُسکے تسلط کے تمامی بلاد پر ہر بات مین چنانکہ مکہ معظمہ کو اُم القریٰ کہتے ہین باعتبار اُسکی اصالت کے اور علمانے کہا ہے کہ مضمون اکالۃ القریٰ کا بہ نسبت مفہوم اُم القریٰ کی نسبت بلیغ ہے اسواسطے کہ مان ہونا دوسرے کے محو کرنے اور مٹانے کو نہین چاہتا بخلاف کل کے کہ چاہتا ہے دوسرے کے کم کرنے اور مٹانے کو اور از جملہ اُسکے نامون کے ایک نام ایمان ہے یہ اُس آیت سے معلوم ہوتا ہے جو تعریف مین انصار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے نازل ہوئی ہے یعنے والذین تبوء الدار والایمان اور اس جہت سے بھی اسکو ایمان کہنا لایق ہے کہ مرجع اور مآل ایمان ہے یہین سے ایمان ظاہر ہوا ہے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتۂ ایمان کہ متقین دلون کی دلون پر الہام اور القا کرتا ہے اور فرشتۂ حیا نے باہم عہد کیا ہے کہ مدینے ہی مین رہین اور مدینے سے باہر کبھی نجائین اور حقیقت مین یہ دونون صفتین مدینے مین مجتمع ہین اور آپس مین لازم اور ملزوم ہین کہ الحیاء من الایمان برّہ اور بارّہ بھی کہ دلالت کرتے ہین معنے خیر پر اس بلدۂ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہین اور بلد کہ اللہ تعالی لا اقسم بھذا البلد مین اُسکی قسم کھاتا ہے بقول بعض مفسرین کے مراد اس سے مدینۂ طیبہ ہے کہ حلول اور نزول سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے حیات اور ممات مین مشرف ہوا اور بعضون کے نزدیک مراد اس سے مکہ معظمہ ہے اور نازل ہونا اس سورہ کا مکہ معظمہ مین قول ثانی کی ترجیح دیتا ہے واللہ اعلم بیتُ رسُولِ اللہ بھی اس شہر مکرم کے القاب مین سے ہے اور وجہ اُسکے ملقب ہونے کی اس اسم کے ساتھ ظاہر اور باہر ہے اور اس جہت سے کہ مکہ معظمہ کو بیت اللہ کہتے ہین اس بلد مکرم کو بیت رسول اللہ کہنا نہایت مناسب ہے بیت زہی سعادت آن بندہ کہ کرد نزول گہی بہ بیت خدا و گہے بہ بیت رسول ✿ جابرۃ اور جبارۃ بتخفیف بای موحدہ اور جبّارہ بہ تشدید با بھی اس بلدۂ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہے اور حدیث للمدینۃ عشرۃ اسماء بتعدد روایات پہلے دونون نامون پر کہ جابرۃ اور جبارۃ بتخفیف باہے دلالت کرتی ہے اور جبّارہ جو بہ تشدید باہے صاحب کتاب النواحی توریت سے نقل کرتا ہے اور وجہ اس تسمیہ کی کئی ہین اگر جبر کے

۵۱ کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہان ۱۲ ۵۲ اور جو پکڑ رہے ہین اس گھر مین اور ایمان مین ۱۲
۵۳ یعنے قسم کھاتا ہون مین اس شہر کی ۱۲

معنی پورا کرنے کے لین تو ظاہر ہے کہ غربا اور فقرا اور ٹوٹے دلون کو جس چیز مین نقصان اور کمی واقع ہو یہان وہ نقصان جاتا رہتا ہے اور پھر پاتے ہین اور اگر جبر کے معنی وہ لین جو مرادف قہر کی ہین تو بھی ظاہر ہے کہ غرور والون اور گردن فرازون کی یہان گردنین ٹوٹتی ہین کہ مجبور اور مقہو ہو کر اسلام اور تابعداری یہان کی قبول کرتے ہین اور مجبورہ بھی اس بلدۂ شریفہ کے اسما سے ہے اسواسطے کہ بلدۂ شریفہ مجبور حکم الٰہی ہے حضرت سید الانبیا کے یہان تشریف رکھنے مین حالت حیات مین اور حالت ممات مین اور جزیرۃ العرب سے بھی بقول بعضے محدثون کے حدیث اَخرِجُوا المُشرِکِینَ مِن جَزِیرَۃِ العَرَبِ[1] سے یہ شہر مکرم مراد ہے اگرچہ اور علما کہتے ہین کہ یہ لفظ شامل ہر تمام ارض حجاز کو او محبہ اور جلیبہ اور محبوبہ اس بلدۂ مکرمہ کے مخصوص اور مرغوب نامون مین سے ہین اور حدیث اَللّٰھُمَّ حَبِّب اِلَینَا المَدِینَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اس بات کی مثبت ہے حرم اور حرم رسول اللہ بامنافت بھی اس شہر مکرم کے القاب مین سے ہے حدیث مسلم مین آیا ہے کہ اَلمَدِینَۃُ حَرَمٌ اور حدیث طبرانی مین واقع ہے حَرَمُ اِبرَاھِیمَ مَکَّۃُ وَحَرَمِی المَدِینَۃُ[2] تعیین حد حرم مدینہ مین اور اثبات احکام حرمت حرم مین علما کا اختلاف مشہور ہے اور اپنی جگہ پر مذکور ہوا اور شاید ان اوراق مین کچھ اسکا ذکر آوے اور **حسنہ** بھی اوس کے اسماے شریفہ سے ہے کہ حَسُنَ ہے حسنا اور معنی حُسنًا تو بسبب کثرت باغات کے اور اکثر چشمون وغیرہ کے اور وسعت فضا کے اور وفور قبون اور عمارتون اور مزارات اور مشاہد کے اور معنی بسبب تشریف رکھنے حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ شاہد اور مشہود حضرت حق کے ہین اور مقصد اور مقصود تمام ابرار کے اور بجہت موجود ہونے آل اور اصحاب اور اتباع حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ جامع کل کرامات و برکات ہین عَرَفَ مَن ذَاقَ وَجَاءَ مَن عَرَفَ **مصرع** ﴿ ذوق این مے نشناسی بخدا تا نچشی ﴾ اور قسم خدا کی قطع نظر لذات باطنیہ سے کہ ثمرۂ اعتقاد ہے اصل حسن و زیبائی جتنی اس شہر مین دکھلائی دیتی ہے اتنی کسی شہر مین نظر سے نہین گذری اور کہین سننے مین نہین آئی مگر بعضی جگہ کہ یہان کے نور کا ایک ایک شمہ پایا جاتا ہے اور اس شریفہ کے برکات کا اثر ہے جیسے دہلی یا اسکل اور اسکے سوا اوسکی وجہ یہ ہے کہ ایسی درگاہ تا پہنچا کے بعضے بعضے غلام وہان سوتے ہین **بیت** ﴿ ہر کجا نور سیت تابان باکمال ظاہر ست

[1] یعنی نکالو مشرکون کو عرب کے جزیرے سے ۱۲ [2] یعنے ابراہیم کا حرم مکہ ہے اور میرا حرم مدینہ ہے ۱۲

اصل آن از آفتاب این جمال افتادہ ہست ٭ **خیّرہ** بہ تشدید اور **خیرہ** بہ تخفیف بھی نام اس بلدۂ شریفہ کے ہین اس سبب سے کہ یہ بلدۂ علیبہ جامع ہے جمیع خیرات دنیا اور آخرت کا اور حدیث اَلْمَدِیْنَۃُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ کہ حضرت نے خبر دی ہے فتح بلاد سے اور لوگون کے مدینہ چھوڑنے سے وسعت معشیت کی طلب مین اور اون کے متوجہ ہونے سے اون بلاد کی طرف اس بلد مکرم کا خیر ہونا ثابت کرتی ہے دَارُ الْاَبْرَارِ دَارُ الْاَخْیَارِ وَدَارُ الْاِیْمَانِ وَدَارُ السُّنَّۃِ وَدَارُ السَّلَامِ وَدَارُ الْفَتْحِ وَدَارُ الْہِجْرَۃِ وَقُبَّۃُ الْاِسْلَامِ یہ سب القاب اوسی ڈیوڑھی شریف کے ہین زادہا اللہ تعظیماً وتکریماً **شافیہ** بھی اس شہر مکرم کا نام ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ خاک مدینہ کی شفا ہے ہر مرض سے یہان تک کہ جذام اور برص سے اور شفا پانے کو یہان کے میوہ جات کا استعمال بھی حدیث صحیح سے ثابت ہے اور بعضے علماے قدیم نے کتاب اسماء المدینۃ مین لکھا ہے کہ تعلیق اسکی بخار والے کو نافع ہے اور جو وہان حاضر ہوتا ہے اوسکے امراض قلبی اور گناہ کی بیماریان دور ہو جاتی ہین **عاصمہ** بھی اسماے شریفہ اس بلدۂ مکرمہ سے ہے اس جہت سے کہ مہاجرین یہان آنے سے ایذاے مشرکین سے بچے بلکہ جتنے وہان کے رہنے والے ہین اور جتنے وہان کے قصد کرنے والے ہین دنیا اور آخرت کی آفتون سے بچتے ہین اور نام رکھنا اوسکا معصومہ بمعنی محفوظ کے بھی جائز ہے اسواسطے کہ اگلے زمانے مین حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے لشکرون اور گروہون کے سبب سے بعضے جابرین اور متکبرین کے ہاتھ سے محفوظ رہا اور آخر کو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے برکات سے دجال اور طاعون سے محفوظ رہے اور رہے گا گایا اسی لفظ عاصمہ کو بمعنی معصومہ لین تو بھی گنجایش ہے **غلبہ** بھی اس شہر مکرم کے اسماے شریفہ سے ہے اور یہ نام قدیم ہے کہ زمانۂ جاہلیت مین بھی اس نام سے اوسکو موسوم کرتے تھے جیسے یثرب سے غلبہ اور قہر اور تسلط لازم ہے یہان آنے اور یہان اوترنے کو یعنے جو شخص یہان آیا اور یہان ٹھہرا آخر کو غالب اور مشتہر ہوا چنانچہ یہودی عمالقہ پر غالب آئے اور اوس اور خزرج قبائل انصار یہودیون پر اور مہاجرین اوس

سلہ مدینہ انکے واسطے بہتر ہے اگر وہ جانتے ۱۲

اور خزرج پر اور عجمی لوگ مہاجرون پر الا ماشاء اللہ اور ایک اُس بلد طیب کے اسمای شریفہ مین سے **فاضحہ** ہے یعنے بداعتقاد اور بدکار لوگ وہان پوشیدہ نہین رہ سکتے آخر کو فضیحت اور رسوا ہوتے ہین اللہ اپنے غضب سے بچاوے **مُؤمِنَہ** بھی اِس مکان شریف کے اسمای سے ہے اِس جہت سے کہ اہلِ ایمان کی سکونت وہان ہوئی اور وہین سے احکام ایمان جاری ہوتے یا یہ بات کہ برکت اور الفت اور مسکنت کہ علامات مومن سے ہے اِس بلدۂ معظمہ مین پیدا ہین یا یہ کہ یہ کلمہ اپنے معنے حقیقی پر ہو کہ یہ بلدۂ مکرم حضرت صلی اللہ عَلَیہِ وسلم پر از روی حقیقت کے ایمان لایا ہو جس طرح سنگریزون نے حضرت صلی اللہ عَلَیہِ وسلم کے دستِ مبارک مین تسبیح کی اور پتھر وغیر حضرت سے بولے اور جبلِ اُحد بہ نسبت محبت آن حضرت صلی اللہ عَلَیہِ وسلم کے مخصوص ہوا اور حدیث شریف مین آیا ہے وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ تُرْبَتَہَا لَمُؤْمِنَۃٌ [۱] اور روایت ہے کہ توریت مین اسکا نام مومنہ ہے **مُبَارَکہ** بھی القاب شریفہ اِس بلدۂ منورہ سے ہے احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ حضرت سیّد الکائنات صلے اللہ عَلَیہِ وسلم نے اِس کے حق مین اور جو چیز اِس شہر مین ہے اوسکے حق مین دعاے برکت کی ہے اور اس طرح فرمایا ہے کہ الٰہی جتنی برکت تونے مکۂ معظمہ مین دی ہے اُس سے زیادہ یہان عنایت کر اس دعاے شریفہ کا اثر ظاہر ہے جس کا جی چاہے جا کر دیکھ لے **مَجْبُوْرَہ** مشتق جبر سے بمعنی سر درکے یا جبر سے بنا بمعنے نعمت کے بھی اِس بلد مکرم کے اسماے شریفہ سے ہے اور مجبار اوس زمین کو کہتے ہین جو سریع النبات اور کثیر الخیرات ہو یعنی گھانس اوسکی جلد اوگتی ہو اور خیر اوس مین بہت ہو اور یہ دونون باتین مدینۂ منورہ مین مشاہد اور محسوس ہین **محَرَّمَہ** اور **محفوظہ** اور **مَحْفُوْفَہ** بھی اس بقعۂ شریفہ کے اسمای شریفہ سے ہین اور وجہ تسمیہ کی ان نامون کے ساتھ پہلے بعضے نامون کے معانی سے ظاہر ہوئی ہوگی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ہر دو کوچے کے سرے پر ایک فرشتہ بیٹھا نگہبانی کرتا ہے **مَرْحُوْمَہ** اور **مَرْزُوْقَہ** بھی اِس کے اسماے شریفہ سے ہے پہلا نام توریت سے منقول ہے اور وجہ تسمیہ کی اِن نامون کے ساتھ ظاہر ہے کیونکہ یہ جگہ ہے تشریف لانے اور تشریف رکھنے رحمۃ للعالمین کی اور اوترنے رحمت

---

[۱] یعنے قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے قبضۂ قدرت مین ہے تحقیق خاک قوبیہ کی مومنہ ہے ۱۲ ۱۲

حضرت ارحم الراحمین کے اور یہ بھی ہے کہ وہان کی برکت سے سارے عالم کو رزق ظاہری اور باطنی ملتا ہے **مسکینہ** بھی اوسکے اسماء شریفہ سے ہے اور وجہ اس تسمیہ کی مومنہ کے معنے دریافت کرنے سے معلوم ہوگئی ہوگی اور حضرت علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حق تعالےٰ نے مدینہ سے خطاب کرکر فرمایا کہ یَا طَیِّبَۃُ یَا طَابَۃُ یَا مِسْکِیْنَۃُ لَا تَقْبَلِیْ الْکُنُوْزَ درحقیقت یہ خطاب رجوع کرتا ہے وہان کے رہنے والون کی طرف کہ ہمیشہ مسکنیت اور غربت سے بسر کرین اور اہل دنیا کی طرف رغبت نہ کرین اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ اَعْنِیْ فی اہل بلدۃ حبیب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین **مسلمۃ** بھی اس بلدہ کے اسماء شریفہ سے ہے مثل مومنہ کے ایمان اور اسلام ایک چیز ہے فرق اسی قدر ہے کہ ایمان مین معنی تصدیق قلبی کی رعایت ہے اور اسلام مین اقرار اور تابعداری معتبر ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ یہ دونون نام یعنی مومنہ اور مسلمہ مشتق ہو وین امان اور سلامت سے **مطیبہ مقدسہ** یہ بھی اس بلدہ عظیمہ کے نامہای مبارک ہین اِن دونون کے معنی بھی قریب قریب ہین جیسے اسمای کے معنی سے **مقر** بھی اسکے اسمای شریفہ سے ہے مشتق قرار سے حدیث شریف مین آیا ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا قَرَارًا وَرِزْقًا حَسَنًا **مکینۃ** بھی اس بلدہ مکرمہ کے اسمای شریفہ سے ہے بمعنی مکانت اور منزلت اور عزت کے اللہ تعالےٰ کے نزدیک **ناجیۃ** اسکے نامہای پاک سے ہے اشتقاق اسکا نجات سے ہے یا ناجاہ سے یعنے خوش کیا اوس کو یا نجوہ سے کہ زمین بلند کا نام ہے اور اِن سب معانی کی وجوہ اس مین پائے جاتے ہین مدینہ یہ اسم شریف اُسکے اور نامون متبرک سے مشہور زیادہ ہے اصل لغت مین مدینہ چند گھر مجتمع کو کہتے ہین کثرت اور عمارت مین قریہ کی تعریف سے تجاوز کرکے مرتبہ مصریت تک پونہچا یعنے سب سے پایمین قریہ کا درجہ ہے اور سب سے مصر کا اور مدینہ اور بلد ان دونون کے درمیان مین ہین اور بعض لوگ مصر اور مدینہ کو ایک درجہ مین رکھتے ہین یہ بیان بطور لغت کے تھا اب مدینہ نام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کا چنانچہ اگر مطلق مدینہ بولین تو یہی بلدہ معظمہ

ف۵ یعنے ای زمین پاک اور ای جاے سطہر اور اے مکان مسکین گنجون کو قبول نکر اور اپنی مسکینت پر رہ ۱۲ ف۶ الٰہی میرے زندہ رکھ مجکو مسکین اور موت دے مجکو مسکینون مین اور حشر کر میرا گروہ مسکینون مین ۱۲

مراد ہوگا اور استعمال عرب مین یہ مدینہ الف ولام کے ساتھ آتاہے اور اس طرح کا تفاوت لغت عرب مین بہت آیاہے چنانچہ نجم کا اطلاق ہر ستارہ پر کرتے ہین لیکن النجم الف ولام کے ساتھ خاص ثریا کو کہتے ہین اور اگر نسبت کسی شخص کے کسی ور مدینہ کی طرف کی جائے گی تو اسکو مدینی کہینگے یے کے ساتھ اور اگر کسی کو منسوب کرین مدینۃ الرسول کی طرف تو اوسکو مدنی کہتے ہین بغیر یاے کے اور اللہ تعالی نے قرآن مجید مین اس نام شریف کو کئی جگہہ ذکر فرمایا اور توریت مین یہی واقع ہواہے سَیِّدُ الْبُلْدَان بھی ایک اوسکا نام مبارک ہو حدیث شریف مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے آیاہے یا طَیْبَۃُ یا سَیِّدُ الْبُلْدَان بیان فضائل مدینہ منورہ مین یہ معنی بھی واضح ہو جائینگے انشاء اللہ تعالی

باب دوسرا

ذکر فضائل بلدۂ طیبہ مین جو احادیث وغیرہ سے ثابت ہین جاننا چاہیے کہ اجماع اُمت اور اتفاق علما اس بات پر ہے کہ تمامی بلاد سے افضل اور اشرف مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ہین لیکن آپس مین ایک دوسرے سے افضل ہونے مین اختلاف ہو بعد منعقد ہونے اجماع تمامی علما کے اوس ٹکڑے زمین کی فضلیت پر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف سے ملاہو سارے اجزای زمین کی نسبت یہان تک کہ بہ نسبت کعبہ کے بھی اور بعضے علما لکھتے ہین کہ اوتنا ٹکڑا تمام آسمانون سے افضل ہے یہان تک کہ عرش سے بھی اور کہتے ہین کہ اگرچہ قوم کی کتابون مین صریح ذکر آسمانون اور عرش کا واقع نہین ہوا لیکن یہ بات اس قبیل سے ہے کہ جس شخص کے آگے اس بات کو کہین اوس کو انکار نہ ہوسکے آسمان اور زمین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پای مبارک سے مُشرّف ہین بلکہ اگر سارے اجزای زمین کو آسمانون پر اس جہت سے کہ حضرت کی قبر شریف اجزاے زمین سے ہے ترجیح دین تو گنجائش رکھتی ہے اور آخر کو یہ کلام منجر اوس خلاف کو ہوتا ہے جو آسمانون اور زمین کی تفضیلون مین واقع ہے اور اوس مقام مین امام نووی کا کلام ساتھ ان کو چاہتاہے کہ جمہور علما نے آسمانون کو زمین پر فضیلت دی ہے اور بعضون نے زمین کو آسمانو پر اسواسطے کہ زمین انبیا علیہم السلام کے رہنے اور دفن ہونے کی جگہ ہے جمہور کہتے ہین کہ اگر زمین اونکے رہنے اور اونکے اجسام شریفہ کے دفن ہونے کی جگہ ہے تو آسمان انکی ارواح مقدسہ

کے رہنے کا مقام ہو اور بعد ثابت ہونے حیات انبیا علیہم السلام کے قبرون مین جمہور کے کلام کا جواب بہت ظاہر ہے اسواسطے اس تقدیر پر جیسے زمین اونکے جسمون کے رہنے کی جگہ ہو ویسی ہی محل ہے اونکی ارواح شریفہ کی بھی حاصل کلام یہ ہو کہ استثنا کرنے اوتنے ٹکڑے زمین کے اختلاف ہو کہ مکہ افضل ہو مدینہ سے یا مدینہ افضل ہو مکہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک اور اکثر علمای مدینہ کا مذہب یہ ہو کہ مدینہ افضل ہو مکے سے اور علمائے مدینے کی افضلیت دینے مین مکہ معظمہ پر ان حضرات کے ساتھ موافق ہین لیکن کعبہ شریف کا استثنا کرتے ہین اور کہتے ہین کہ مدینہ افضل ہے مکے سے مگر خانہ کعبہ سے نہین پس حاصل کلام کا یہ ہو کہ قبر شریف حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ہو مطلقا خواہ مکے سے کہین خواہ کعبے سے اور کعبہ معظمہ افضل ہو شہر مدینہ سے نہ قبر شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور باقی مدینے کے افضل ہونے مین باقی مکہ پر اور باقی مکہ کے افضل ہونے مین باقی مدینہ پر اختلاف ہو اور دلیلین جو مدینے کی افضلیت پر بیان کی ہین جہان فضائل اور محامد مدینہ منورہ کے ذکر ہونگے ظاہر ہو جاینگی مگر خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو سارے بلاد سے بہت دوست رکھا اور آپ خود اوس مین تشریف رکھی اور جن فتوحات کی آپکو امید تھی وہان حاصل ہوئے اور جتنے کمالات سے آپ وعدہ دے گئے تھے وہین حصول ہونے اور قوت اسلام اور رواج دین وہین سے ہوا اور ساری نیکیان اول دفعہ حضور کی وہین سے نکلین اور وہی جگہ ہے سارے کمالات ظاہر و باطن کے اور علاوہ سب فضیلتون کے ایک فضیلت بڑی یہ ہی کہ وہان قبر شریف اور مرقد منیف خلاصہ موجودہ ہزار عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس فضیلت کے برابر کوئی فضیلت نہین اور اس نعمت کی برابری کوئی نعمت دنیا اور آخرت کی نہین کر سکتی اسواسطے کہ کوئی عمل بعد فرائض و واجبات کے حضرت کی زیارت کے برابر نہین اور احادیث صحیحہ مین طرق متعددہ سے وارد ہے کہ پیدائش ہر آدمی کی اوسی مٹی سے ہوتی ہے جہان دفن ہو تو ضرور ہے کہ پیدائش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینے کی مٹی سے ہو گی اور اسی طرح پیدائش اکثر آل و اصحاب اور تابعین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کی جو اوس زمین شریف مین مدفون ہین یہ کیا تھوڑی فضیلت ہے اور بڑی دلیل مکے کی فضیلت مین یہ ہے کہ مکے کی مسجد مین بلکہ اوس کے سارے حرم مین ایک رکعت پڑھنا لاکھ رکعت کے برابر ہے اور مدینے کی مسجد مین ایک رکعت برابر

ہزار رکعت کے اور فرق ظاہر ہے قائلین فضیلت مدینہ اوسکے جواب مین یون کہتے ہین کہ اسباب
فضیلت کچھ زیادہ ہونے ثواب مین منحصر نہین ہو سکتا ہے کہ یہ خاصیت کسکے ساتھ خاص
ہو اور اور طرح طرح کی کرامات وبرکات ومنفعت اسلام اور اہل اسلام مخصوص مدینہ
ہو اور اس کلام کی تائید اور تقویت مین کہتے ہین کہ عرفات کی طرف جانے والے نماز عرفات
مین اور ظہر یوم النحر کا منا مین افضل ہے اوسی نماز سے جو مسجد الحرام مین پڑھی جائے باوجود
ملانے اوس زیادتی مذکورہ کے بھی اور سبب اوسکا وہ برکت ہے جو رعایت کرنے اتباع سنت آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاصل ہے علاوہ یہ ہے کہ حاصل زیادتی سے سوا کثرت عدد کے کچھ اور
نہین ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ یہ ایک عمل ایسا ہو کہ عدد اور مقدار مین کم ہو اور کیفیت اور برکت
اور عظمت مین زائد ہو اور مطلق زیادتی ثواب کی اگر فضیلت مین کافی ہوتی تو ظاہر ہے کہ داخل
کعبہ کے افضل ہونے مین خارج مسجد الحرام سے کسی کا خلاف معلوم نہین ہوا ہے باوجود اس بات
کے کہ کعبے کے اندر نماز فرض کی صحت مین علما کا اختلاف ہے امام مالک رض جائز ہی نہین رکھتے چہ جائے
زیادتی ثواب پس معلوم ہوا کہ وہ وجوہ فضیلت منحصر زیادتی ثواب مین نہین ہین اور وجہ بھی
ہو سکتی ہے کہ بسبب قبول درگاہ الٰہی ہو اور جب کہ قبر شریف نبوی ساری برکتون اور رحمتون کی
جگہ سے افضل ہے تو ضرور ہے کہ برکت جوار اس مقام سے ایسی توریت اور قبول نصیب ہو کہ ساتھ
زیادتی اعمال کے اور زیادتی طاعت کے حاصل نہو اور ایک اور زیادتی یہ ہے کہ سرور کائنات
صلے اللہ علیہ وسلم جب کہ اوس جائے مقدس مین صفت حیات سے قائم اور باقی ہین
اور ہمیشہ طاعت مین مشغول اور اوس مین شک نہین ہے کہ اعمال آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے تمام بندون سے ساتھ فرض زیادتی مذکورہ کے اکثر اور افضل ہین اور جب کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ مدد اور طلب مغفرت اور شفاعت امت مین مشغول ہین تو امت کو قرب جوار
مدینے سے بہ نسبت نفع طاعت کثیرہ مکے کے زیادہ نفع ہے حاصل ہے یہ کلام ہے امام تقی الدین
سبکی کا نہایت دقت اور لطافت کے ساتھ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ودوسری جو مکہ معظمہ کی فضیلت
پر لاتے ہین یہ ہے کہ مکہ مقام ادای مناسک مثل حج وعمرہ ہے ساتھ اون فضائل و ثوابات کے
جو ان اعمال کے ادا کرنے مین وارد ہین جواب کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالی نے مدینے کے

جانیوالون کے واسطے ایک ایسی چیز رکھی ہے کہ عوض حج اور عمرہ کے ہوسکتی ہے احادیث مین آیا ہی
کہ جو شخص کہ دو رکعت نماز پڑھنے کو مسجد نبوی کا قصد کرے وہ حج کامل کا ثواب پاوے اور جو شخص
قصد مسجد قبا کرے تاکہ دو رکعت نماز اُس مین پڑھے اوسکو ثواب عمرے کا نصیب ہو تو اب دیکھو کہ مسجد
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین شب و روز کتنی نمازین پڑھ سکتا ہے اور کتنے کا حج جبتک سال نہ گذر جاوے ہو ہی
نہین سکتا تیسری دلیل مکہ معظمہ کی فضیلت پر یہ ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی مکۃ خیر بلاد اللہ[1]
اور دوسری روایت مین آیا ہے احب ارض اللہ الی اللہ[2] اور بھی سید الکائنات علیہ افضل الصلوۃ نے مکہ
معظمہ سے برآمد ہونے وقت مقام حزورہ مین اور بقول بعضون کے حجون[3] پر کھڑے ہوئے اور مکہ معظمہ سے خطاب
کر کر فرمایا کہ ای بلد کریمہ تو سب شہرون سے میرے نزدیک نہایت محبوب ہی اگر تیری قوم مجھکو تجھ سے باہر نہ لاتی
تو مین باہر نکلتا یہ بات دلالت کرتی ہی افضلیت مکہ پر اور اسکی محبوبیت پر رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم
وعلی آلہ اجمعین کے نزدیک جواب اس دلیل کا یہ ہی کہ یہ فرمانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ثابت ہونے تفضیلت
مدینہ سے تھا جب مدینہ مین بہت دنون تشریف رکھی اور وہانسے دین ثابت ہوا اور برکات حاصل ہوے
اور فتوحات ظاہر ہوئی اور نیکیان پھیلین تو یہ بات ظاہر ہوئی کہ مدینہ افضل اور اکمل ہی سب شہرون سے اسیواسطے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالے سے مکے سے زیادہ مدینے کے واسطے برکت مانگی اور اسکی محبت خدا سے
طلب کی چنانچہ جن احادیث مین یہ مضمون مذکور ہے انشاء اللہ تعالی اون احادیث کو ذکر مین لاوینگے اور
اللھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد[4] اور طبرانی معجم کبیر مین رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ کہا سنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے المدینۃ خیر من مکۃ[5] اور امام
مالک نے موطا مین روایت کی ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس مخزومی سے طریق
انکار سے کہا کہ آیا تو کہتا ہی کہ مکہ افضل ہے مدینے سے اونھون نے کہا کہ مکہ اللہ تعالی کا حرم ہے اور جگہ
ہے اوسکے امن کی اور اسی مین ہے اوسکا گھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور
اوسکے گھر کے باب مین کچھ نہین کہتا پھر فرمایا تو کہتا ہے کہ مکہ افضل ہے مدینے سے اونھون نے پھر کہا
کہ مکہ خدا کا حرم ہے اور اُس مین اوسکا گھر ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین خدا کے حرم اور

---

[1] یعنی مکہ بہتر ہی سب خدا کی شہرون سے ١٢ [2] یعنی بہت محبوب اللہ کی زمین کا اللہ کی طرف ١٢ [3] حجون ایک مقام ہے معلات کے قریب ١٢ [4] یعنی ای اللہ محبوب کر طرف ہماری مدینہ کو مانند محبت ہماری کی مکہ کو بلکہ بہت زیادہ ١٢ [5] یعنی مدینہ بہتر ہے مکے سے ١٢

خدا کے گھر مین کلام نہین کرتا چند بار یہی کلام مکرر فرمایا اور چلے گئے اس کلام سے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہے کہ فضیلت دینے مین مدینے کی مکہ پر کعبہ معظمہ مستثنٰے ہے اور مدعا فضیلت دینا مدینے کا ہے مکے پر سواے بیت اللہ کے اور حاکم نے اپنی مستدرک مین روایت کی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَخْرَجْتَنِیْ مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیَّ فَاَسْکِنِّیْ فِیْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَیْکَ[1] بعد ظاہر ہونے اثر قبولیت اس دعا کے یہ جگہ محبوب ترین سب جگھون کی ہو گئی خدا کے نزدیک اور رسول کے نزدیک بھی اور اسی واسطے بعد فتح مکہ کے اوس طرف عود نہ فرما کر مدینہ کا رہنا اختیار کیا اگر کوئی کہے کہ رہنا دار ہجرت مین بسبب اوسکی فرضیت کے ہے خدا کے حکم سے پس حضرت کا نہ پھرنا مکے کو رہنے کے واسطے اسی جہت سے ہے نہ باب فضیلت سے جواب اوسکا یہ ہے کہ حکم آلہی بہ نسبت اقامت مدینہ کے ضرور ہے کہ مبنی فضیلت مدینہ پر اور ناشی اوسکی حبیبیت سے عند اللہ ہوگا اِذِ الْحَبِیْبُ لَا یَخْتَارُ لِحَبِیْبِہٖ اِلَّا مَا ھُوَ اَحَبُّ وَاَکْرَمُ عِنْدَہٗ[2] یہ مباحثہ ہے جو علما مین واقع ہوا تجھکو چاہیے کہ نسبت نگاہ رکھ اور محبت کے مشرب پر قائم رہ اور یہ اعتقاد رکھ کہ بعد جناب باری جل و علی شانہٗ کے ہر چیز پر اور ہر شخص پر ہر وجہ سے اور ہر جہت سے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فضیلت حاصل ہے اور جو چیز حضرت کے سوا ہے خواہ مکہ ہو خواہ مدینہ خواہ غیر اوس کے اوس مین فضیلت متفاوت ہے جیسی نسبت آن جناب صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھتی ہوگی ویسی فضیلت حاصل ہوگی مکہ معظمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے اور جوان ہونے اور نبی ہونے کی جگہ ہے اور مدینہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف رکھنے اور دین کے جاری کرنے کا مقام ہے تجھکو چاہیے کہ خدای تعالےٰ کے حکم کے تابع رہ اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت مین جھگڑا اور سختی نکر مکے مین حضرت کی شان جلالی کو دیکھ اور مدینے مین حضرت کے دین کی برکت ملاحظہ کر ہر جگہ خدا کے حکم کا مشاہدہ چاہیے اور ہر جگہ ملاحظہ نور محمدی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اب تم اے مسلمانون ذوق اور شوق سے کان رکھکر سنو ہم اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مدینہ طیبہ کے فضائل اور محامد ذکر کرتے ہین وباللہ التوفیق

---

[1] اے اللہ میری تو اگر باہر لایا مجھکو اس جگہ سے جو محبوب ہے اپنا سب جگھون کی تھا اُس جگہ مین جو محبوب ترین سب جگھون کی طرف تیری ہے ۱۲

[2] یعنے محبوب اپنے محبوب کے واسطے اختیار نہین کرتا مگر وہ چیز جو اوسکے نزدیک محبوب تر اور مکرم تر ہو۔

فصل منجملہ فضائل مدینہ منورہ کے یہ ہے کہ پہلے اس سے ہم لکھ چکے ہین کہ حضرت پروردگار
تعالیٰ و تقدس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکے سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینے مین تشریف
رکھنے کا حکم فرمایا جتنے کمالات ظاہر و باطن کہ چھپے ہوئے تھے وہ سب اسی بلدہ شریفہ
مین ظاہر گئے اور مدینے کو سارے فتوحات و برکات کا مبدا ٹھہرایا اور اوس کی پاک مٹی
کو حضرت کے گوہر عنصر کا صدف بنایا تاکہ قیامت کے آنے تک یہ زمین پاک حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی ہمسائگی سے مشرف ہو کر سارے عالم کو فیض بخشے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہین کہ جب روح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قبض ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
موضع دفن مین صحابہؓ کا اختلاف ہوا حضرت علی بن ابی طالب سلام اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے محل قبض روح مبارک سے کوئی جگہ اللہ کے نزدیک افضل و اشرف نہوگی
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مطابق اس کلام کے ایک حدیث حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے نقل فرمائی یہان تک کہ سب صحابہؓ کی رائے اسی پر ٹھہری کہ آپ موضع قبض روح مبارک
مین دفن ہوں اور منجملہ فضائل مدینہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بلدہ طیبہ کو بہت
دوست رکھتے تھے چنانچہ آن جناب صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے اور قریب
مدینہ منورہ کے پہنچتے تو اپنی سواری کو بکمال شوق وصول مدینہ سے تیز کر دیتے اور چادر مبارک
اپنے دوش مبارک سے گرا دیتے اور فرماتے ہٰذِہٖ[1] اَرْوَاحُ طَیْبَۃٍ اور گرد و غبار جو چہرۂ مبارک
پر پڑتا اوس کو چہرۂ مبارک سے پاک نہ فرماتے اور اگر کوئی صحابی سر اور منھ گرد و غبار کی جہت
سے چھپاتے تو آپ منع فرماتے اور ارشاد ہوتا کہ خاک مدینہ شفا ہے چنانچہ نام رکھنا مدینے
کا شافیہ اشارہ اسی بات کی طرف ہے اور منجملہ اوس کے یہ ہے کہ علے مرتضی سلام اللہ علیہ
نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ شیاطین نا امید ہو گئے اس بات سے کہ انکو
کوئی مدینے مین پوجے ایک تحریش[2] ہے کہ باقی رہ گئی ہے ان کے درمیان مین حضرت عباس
رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے
نے اس جزیرے کو اور ایک روایت مین اس قریے کو شرک کی نجاست سے پاک کیا ہے۔

[1] ہوائین خوش آیندہ ہین ۱۲ [2] تحریش آمادہ کرنا لوگون کو شر اور فساد پر ۱۲

اگر ان لوگون کو نجوم گمراہ نہ کرے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ گمراہ کرنا نجوم کا کیونکر ہوتا ہے
فرمایا کہ حق تعالیٰ پانی بھیجے اپنے حکم سے اور یہ لوگ کہین کہ قمر فلانی منزل مین آیا اس سے
پانی برسا اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے رہنے پر اپنی اُمّت
کو ترغیب دی ہے اور وہان کی شدت اور محنت پر فرمایا ہے کہ صبر کرین اور وہان کی موت اختیار کرین
مَنْ صَبَرَ عَلٰی اَذَاہَا وَشِدَّتِہَا کُنْتُ لَہٗ شَہِیْدًا وَّشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ[1] علما کہتے ہین کہ مطیعون کی گواہی
دینگے اور گنہگارون کی شفارش کرین گے اور فرمایا کہ مَنْ مَاتَ فِی الْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ[2]
اور ابن ماجہ اور عبدالحق نے تصحیح اس حدیث کی کرکے ان لفظون کے ساتھ روایت کی ہے مَنِ
اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَمُتْ فَمَنْ مَاتَ بِالْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّشَہِیْدًا[3] اور حدیث مین وارد
ہے کہ پہلے سب اُمّت سے کہ شفاعت کو پونہچین اہلِ مدینہ ہونگے پھر اہلِ مکہ۔ پھر اہلِ طائف
اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم دُعا کی ہے کہ میرا انتقال مدینے مین واقع
ہو اسی طرح اصحاب و اتباع رضی اللہ عنہم نے بھی دُعائین کی ہین حدیث مین آیا ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اَللّٰہُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَایَانَا بِمَکَّۃَ[4] اور بھی حدیث مین آیا ہے کہ روے زمین
پر ایسی جگہ کوئی نہین ہے کہ دوست رکھون مین اپنی قبر وہان سوا مدینے کے اور نقل ہے کہ اکثر
دُعا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ تھی اَللّٰہُمَّ ارْزُقْنِیْ شَہَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ[5]
اور کہتے ہین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے سوا ایک حج کے اور حج نہین کیا اور بعد حج فرض ادا کرنے
کے پھر مکے کو نہ گئے اس ڈر سے کہ سواے مدینے کے کہین اور نہ موت آجائے ساری عمر مدینے مین رہکر
اور دفن وہین ہوئے رحمۃ اللہ علیہ اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ حدیث صحیح مین متعدد طرق سے وارد
ہے اور صحیح بخاری مین آیا ہے کہ اِنَّمَا الْمَدِیْنَۃُ تَنْفِیْ خُبْثَ الرِّجَالِ کَمَا یَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثَ الْحَدِیْدِ[6]

---

[1] یعنے جو شخص صبر کرے وہان کی ایذا پر اور شدت پر تو ہونگا اسکے واسطے مین گواہ اور شفارش کرنے والا قیامت کے دن ۱۲
[2] یعنے جو شخص مدینے مین مرے ہین قیامت کے دن اُنکی شفارش کرونگا ۱۲ [3] یعنے جو شخص مدینے مین مر سکتا ہو مرے
پس جو شخص مدینہ مین مریگا مین اوسکا گواہ اور شفارشی ہونگا ۱۲ [4] یعنے اے اللہ میرے نہ ہمکو مارکے مین ۱۲ [5]
یعنے اے اللہ میرے شہادت دے مجھے اپنی راہ مین اور مجھکو موت دے اپنے رسول کے شہر مین ۱۲ [6]
یعنے مدینہ دور کر دیتا ہے آدمیون کے میل کو جیسا کہ دور کر دیتی ہے بھٹی لوہے کی میل کو ۱۲۔

عَلَیْہَا ۃُ تَنْفِی الذُّنُوْبَ کَمَا تَنْفِی الْکِیْرُ خُبْثُ الْفِضَّۃِ اس حدیث سے مراد دور کرنا اہل شر و فساد کا ہے مدینہ طیبہ سے اور اکثر علما کے قول سے ایسا معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ خاصیت مدینۂ منورہ مین ہمیشہ سے ہے روایت کرتے ہین کہ ایک اعرابی نے حضرت صلے اللہ عَلَیْہِ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اس اقرار پر کہ مدینے مین ٹھہرے گا دوسرے دن اتفاق سے اوسکو تپ لاحق ہوئی اوس نے حضرت صلے اللہ عَلَیْہِ وسلم کے پاس حاضر ہو کر بیعت توڑنے کی درخواست کی اور اپنے اصلی وطن جانے کی اجازت مانگی حضرت صلی اللہ عَلَیْہِ وسلم نے اسی قضیہ مین یہ حدیث فرمائی اور بھی نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر بن عبد العزیز مدینۂ طیبہ سے باہر نکلنے کے وقت اپنے اصحاب سے فرماتے تھے کہ تخشے ان تکون ممن نفتہ المدینۃ اور تمام و کمال یہ خاصیت اس روز ظاہر ہوگی کہ جب دجال نکلے گا اور مدینۂ منورہ مین جانے نپاوے گا اور سب بری آدمی اوسکی تابعداری کو مدینۂ منورہ سے باہر نکل جائینگے اور وہ جلے متبرک نجاست شر و فساد سے پاک ہو جائے گی جیسا کہ احادیث مین وارد ہوا ہے اسوقت طہارت مدینہ شر کلی وغیرہ سے جو مخالفین دین اسلام مین پر ظاہر ہے اور وہ لوگ جو گناہون کی خباثت مین اور ذنوب کی نجاست مین لتھڑے ہوے مدینے مین رہتے ہین اور وہین مرجاتے ہین تو ممکن ہے کہ اونکے دور کرنے کا اتفاق بعد مرنے کے ہوتا ہوگا چنانچہ بعض علما اور صالحین اس طرف گئے کہ ملائکہ نقالہ غلمانی بدفون کو زمین مقدس مدینۂ منورہ سے باہر پھینکتے ہین واللہ اعلم بالصواب حاصل کلام کا یہ ہے کہ جو شخص حضرت صلے اللہ عَلَیْہِ وسلم کی شفاعت کا اہل ہے وہ اُس خبث کا اہل نہین ہے کہ موجب ہو باہر نکالے جانے کا مدینے سے اور بعض لوگ اس حدیث کے مضمون حمل کرتے ہین پاک کرنے نفس پر شہوتون اور لذتون نفسانیہ سے یعنے ٹھہرنا مدینۂ منورہ کا تحمل کرنا وہان کی سختیون ایسا نفس کو گھلاتا ہے کہ بالکل کدورات نفسانی اور شہوات جسمانی پر باقی نہین رہتی تاکہ بازار حشر مین قدر اور قیمت اوسکی بڑھے اور اسبات مین شک نہین ہے کہ روایت تنفی الذنوب کی اس احتمال کی تائید کرتی ہے اسواسطے کہ باقی رہنا گناہون کی کدورتون کا کثرت برکت و رحمت کے ساتھ کہ حضرت صلے اللہ عَلَیْہِ وسلم کے جوار مین نازل اور فائض ہین ہو نہین سکتا اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّئَاتِ ؛ حاصل کلام کا یہ ہے کہ سب قسم کے طہارات مذکورہ انشاء اللہ

ؔ۱ یعنے مدینہ پاک ہے اور گناہون کی نجاست کو ایسا دور کرتا ہے جیسا کہ بھٹی دور کرتی ہے چاندی کے میل کو ۱۲ ؔ۲ یعنے ہم ڈرتے ہین کہ ہم اون لوگون سے نہون جن کو مدینہ دور کر دیتا ہے ۱۲ ؔ۳ تحقیق نیکیان لیجاتی ہین برائیون کو ۱۲

طیبہ کو لازم ہین آور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ سید کائنات علیہ افضل الصلواۃ مدینے کے حق مین بار ہا دعاے خیر و برکت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَ بَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَ بَارِکْ لَنَا اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاہِیْمَ عَبْدُکَ وَ خَلِیْلُکَ وَ نَبِیُّکَ وَ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَ نَبِیُّکَ وَ اِنَّہٗ دَعَاکَ لِمَکَّۃَ وَ اَنَا اَدْعُوْکَ لِلْمَدِیْنَۃِ بِمِثْلِ مَا دَعَاکَ لِمَکَّۃَ وَ مِثْلِہٖ مَعَہٗ حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ سلام اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت علیہ السلام کے ساتھ مدینۂ منورہ سے باہر نکلا حرّہ سقیا مین جہان سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ رہتے تھے پونہچکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی وضو کو مانگا اور وضو کرکے قبلہ کی طرف مُنھ پھیر کے کھڑے ہوئے اور فرمایا اے اللہ میرے ابراہیم بندہ تیرا اور دوست تیرا ہے اس نے تجھ سے مکّے والون کے واسطے دعاے خیر و برکت مانگی ہے اور مین بھی بندہ تیرا اور رسول تیرا ہون تجھسے مدینے والون کے واسطے دُعاے خیر و برکت مانگتا ہون خداوندا برکت عطا کر اون کے مُد اور صاع مین جیسا برکت دی تو نے مکے والون کو برابر ہر برکت کے اہل مدینہ کو دو برکتین عنایت کر اور احادیث اس باب مین بہت ہین اور جس جگہ کہ دعاء برکت مُد اور صاع کی نسبت وارد ہے مراد اُس سے برکت خیر دنیاوی ہے اور جہان مطلق واقع ہے بغیر ایسے قیود کے وہ دارین کی نعمت کو شامل ہے اور آثار برکت ظاہری اور باطنی اس بلدۂ مطہرہ مین آنکھ سے دکھائی دیتے ہین آور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ تپ و وبا مدینۂ منورہ سے حجفہ کی چلی جائے اور مدینے مین پہلے اس سے کہ آپ دُعا فرمائین تپ و وبا بہت تھی نقل ہے کہ جس زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے مین تشریف لائے حضرت کے اصحاب عارضۂ تپ مین مبتلا ہوے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مع اپنے دو غلام بلال و عامر ایک مکان مین بیمار پڑے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اون کی خبر گیری کو آئین والد بزرگوار کو دیکھا کہ نہایت تپ مین مبتلا ہین اور ایک گوشے مین لیٹے فرما رہے ہین

لہ یعنے اے میرے اللہ برکت دے ہمارے واسطے ہمارے مدینے مین اور برکت ہمارے پیمانے کے صاع مین اور برکت ہمارے یہان کے مُد مین اے میرے اللہ تحقیق ابراہیم تیرا بندہ اور تیرا دوست اور تیرا نبی تھا اور مین تیرا بندہ اور تیرا نبی ہون اس نے دُعا کی تھی مکّے کی نسبت اور مین دعا کرتا ہون مدینے کی نسبت ویسی ہی دُعا اور مثل اوسکے ۱۲ ؎ حجفہ اوس زمان سابق مین مشرکین اور طاغی لوگون کے رہنے کی جگہ تھی۔

شعر کُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِی اَہْلِہٖ ۔ وَالْمَوْتُ اَدْنیٰ مِنْ شِرَاکِ نَعْلِہٖ ۔ اور دوسرے گوشے مین بلال اور عامر کو دیکھا کہ کفار قریش پر لعنت کر رہے ہین اور مکے کی یاد مین کچھ اشعار پڑھ رہے ہین اور زمین مدینہ کی شدت سے شکایت رکھتے ہین پس آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ حکیم ذے الجلال تپ و وبا اس بلدہ سے جحفہ کی طرف لیجاے چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا یہ بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باہرات سے ہے نقل کرتے ہین کہ ایام جاہلیت مین جو شخص مدینے مین آنے کا قصد کرتا اور چاہتا کہ وباے مدینہ سے سلامت رہے تو جب ثنیۃ الوداع تک پونہچتا دس بار گدھے کی سی آواز کرتا اور نام کرتا اس موضع کا ثنیۃ الوداع اسی جہت سے ہے کہ اگر کوئی یہان پونہچکر آواز گدھے کی سی نکرتا تھا تو کہتے تھے کہ اوس کی زندگی تمام ہوئی اور اوس نے اپنے تئین ہلاک کیا یہان تک کہ زمان سعادت نشان حضرت سید الانس و الجان صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک شخص نے شعراے عرب سے کہ نام اسکا عروہ بن الورد تھا قصد مدینے کے آنے کا کیا جب اُس جگہ پونہچا تو وہ اس طریقۂ بد کو عمل مین نہ لایا اور یہ شعر پڑھا شعر لَعَمْرِیْ لَئِنْ عَشَّرْتُ مِنْ خَشْیَۃِ الرَّدیٰ ۔ نُہَاقَ الْحَمِیْرِ اِنَّنِیْ لَجَزُوْعٌ ۔ اوسکو کوئی آفت نہ پونہچی جبسے وہ عادت بد چھوٹ گئی اور ذکر ثنیۃ الوداع کا حدیث کی کتابون مین بہت واقع ہے اور وجہ تسمیہ اوس کی یہ بھی جو مذکور ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ اوسکو ثنیۃ الوداع اس جہت سے کہتے ہین کہ اہل مدینہ اوس موضع تک مسافرون کو پونہچانے آتے تھے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ شہر مطہرا آخر زمانے مین دجال سے محفوظ رہے گا روایت صحیحین سے ثابت ہے کہ اوس زمانے مین مدینۂ منورہ کی حفاظت کے واسطے ہر کوچے کے سرے پر ایک جماعت ملائکہ کھڑی کیجائیگی کہ دجال کو داخل نہونے دیگی اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ روے زمین پر کوئی ایسا شہر نہوگا دجال نہ پونہچیگا سواے مکے اور مدینے کے اور حدیث مسلم مین آیا ہے کہ دجال مشرق کی طرف سے نکلیگا بعد اسکے قصد مدینہ کریگا اور جبل اُحد کے پیچھے آکر اترے گا ملائکہ اُسکا منھ شام کی طرف پھیر دینگے اور شام مین ہلاک بھی ہو جاویگا اور صحیحین مین آیا ہے کہ ایک مرد مدینے کے بہترین لوگون سے دجال کی طرف نکلیگا

۱ہر آدمی صبح کرتا ہے اپنے اہل مین اور موت قریب ہے اوس کی جوتی کی شراک سے ۱۲ ۲ یعنے قسم ہے میری جان کی اگر مین موت کے ڈر سے گدھے کی بولی بولون تو مین بڑا بے صبر ہون ۱۲

اور کہیگا کہ تو وہی دجال ہو کہ جسکے نکلنے کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے آخر حدیث
تک ابو حاتم معمر سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ ایسا سُنا ہے کہ وہ مرد خضر علیہ السلام ہین
اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث صحیح مین روایت کی ہے کہ ایک روز آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے یوم الخلاص کو یاد فرمایا اور زبان معجز بیان پر ذکر اُسکا مکرر جاری رہا صحابہ رضہ نے پوچھا
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الخلاص کیا ہے فرمایا وہ دن ہے کہ دجال آویگا اور جبل اُحد
پر چڑھ کر نگاہ کریگا اور اپنے لوگون سے کہے گا کہ تم جانتے ہو کہ یہ سفید محل جو دکھائی دیتا ہے کیا چیز
ہے یہ احمدؐ کی مسجد ہے بعد اسکے مدینہ کے اندر آنے کا قصد کریگا تو ہر راہ کے سرے پر ایک فرشتے
کو پائے گا کہ حراست اور حفاظت مدینہ کرتا ہوگا پس اوس وادی کے قریب جو جنب سیلون کا
مجمع ہے خیمہ ڈالے گا اور مدینے مین تین بار زلزلہ آویگا اوس مین جتنے کافر اور منافق اور فاسق
ہونگے نکل کر دجال کی طرف چلے جائینگے اور مدینہ ہر خبث اور نجاست سے پاک ہو جاتے گا یہی یوم
الخلاص ہے اور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے مدینہ منورہ کی مٹی اور پھلون مین خاصیت
شفا رکھی ہے اور بہت سے حدیثون مین آیا ہے کہ مدینہ کے غبار مین شفا ہے ہر بیماری سے
اور بعضے طرق مین آیا ہے ومن الجذام والبرص[1] اور بعضے اخبار مین تخصیص ایک موضع خاص
کی مٹی کی ہے جسکا نام صعیب ہے اور وادی بطحان بھی کہتے ہین اور آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے بعضے اصحاب رضہ کو حکم فرمایا کہ عارضہ تپ کا اوس خاک پاک سے علاج کرین چنانچہ مدینہ
منورہ مین یہ بات ہمیشہ سے چلی آتی ہے اور دوا کے واسطے یہ مٹی لیجانے کے باب مین آثار وارد
ہوتے ہین اور وہ جو حرم کی مٹی نقل کرنے کو منع کرتے ہین اوس عموم سے اس خاک پاک کو مستثنا
کرتے ہین واللہ اعلم اور اکثر علما نے لکھا ہے کہ اسکا تجربہ بہت ہوا چنانچہ مجد الدین فیروزآبادی
فرماتے ہین کہ مین نے اس خاک کا خود تجربہ کیا ہے میرا ایک غلام تھا کہ ایک سال کامل اُسکو تپ
آئی اور کسی طرح نہ گئی مین نے تھوڑی سے وہی خاک لیکر پانی مین گھولکر غلام کو پلادی اوس نے
اُسی آن صحت پائی اور شیخ علیہ الرحمۃ لکھتے ہین کہ کاتب الحروف بھی اس تجربہ سے مشرف ہوا ہے
جس زمانے مین کہ مین حاضر مدینہ منورہ تھا ایک عارضے مین پاؤن پر ورم آگیا اطبا اسکے علاج

[1] یعنے اور جذام اور برص سے ۱۲

عاجز آئے اور سب کے نزدیک عارضہ مہلک قرار پایا مین نے اُسی خاکِ پاک کا استعمال کیا اللہ تعالےٰ نے تھوڑے دنون مین بہت سہل طرح سے دس محنت سے خلاصی دی اب وہانکے پھلون کا حال صحیحین مین آیا ہو کہ جو شخص سات خرمے عجوہ کے ناشتا کرے کوئی زہر اور کسی طرح کا جادو اُسکو اثر نہ کرے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرض دوار والے کو کہ نہایت سخت مرض ہو عجوہ کھانے کا حکم دیتی تھین اور عجوہ ایک قسم ہے خرمے کی اہلِ مدینہ اوسکی حقیقت جانتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اصل اُسکی وہ کھجور کا درخت ہے جسکو سید الکائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بٹھایا تھا اور اقسام کھجور کے مدینے مین اس کثرت سے ہین کہ شمار مین نہین آسکتے سید علیہ الرحمۃ نے تاریخ کبیر مین ایک سو اوتیس قسم گنے ہین اور اقسام کھجور سے ایک قسم صیحانی ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہین کہ ایک روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سلام اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے مدینہ منورہ کے بعضے باغات کی طرف سے گذرے کہ ناگاہ ایک کھجور کے درخت سے آواز آئی ہٰذَا مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْاَنْبِيَاءِ وَهٰذَا عَلِيٌّ سَيِّدُ الْاَوْلِيَاءِ اَبُوالْاَئِمَّةِ الطَّاهِرِيْنَ[1] بعد اوسکے دوسرے درخت کے پاس سے گذرے اوس سے آواز آئی کہ ہٰذَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَهٰذَا عَلِيٌّ سَيْفُ اللّٰهِ[2] اسی جہت سے اوسکو صیحانی کہتے ہین کہ صیحہ لغت مین بمعنی آواز ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کَانَ اَحَبُّ التَّمْرِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَجْوَةُ[3] اور غالب ہے کہ یہ خاصیت اُسکی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے پیدا ہوئی ہوگی امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ حکمت تخصیص قسم کھجور اور عدد خاص یعنے سات کے سوا شارع کے کوئی نہین جانتا یہ از قسم اسرار ہے ہمکو اُسپر ایمان لانا چاہیے اور وہ جو بعضے علما نے کہا ہے کہ یہ زمین خاص کی تاثیر سے ہے یا کیفیت ہوای خاص سے یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ شریف کی خاصیت سے یا یہ کہ اکثری امور سے ہے نہ امور دائمی سے یا اوس درخت خاص کی تاثیر تھی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تھا اور آج معدوم ہے ان احتمالات کا منشا عقل ناقص ہے اور اوس ایمانداری سے نہایت تعجب ہو کہ حضرت سرِّ انبیا

---

[1] یعنے یہ محمد ہین سردار انبیا اور یہ علی ہین سردار اولیا ائمہ طاہرین کے باپ ۱۲ [2] یعنے یہ محمد ہے خدا کا رسول اور یہ علی ہے خدا کی تلوار ۱۲ [3] یعنے سب کھجورون سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم عجوہ محبوب تھی ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس قسم کو دوست رکھنا اور اسکو رغبت سے نوش فرمانا سُننا ہو پھر اوسکی خاصیت شفا مین تاویلین باطل کرے یہ بات اوسکی بے نسبتی سے خبر دیتی ہے نعوذ باللہ منہ شعر جو لب بہ کوزہ نہی کوزۂ نبات شود + ز کوۃ قطرہ چکد چشمۂ حیات شود + آور منجملہ شرافت اور فضیلت اس بلدہ طیبہ کے یہ ہے کہ اوس زمین پاک پر مسجد نبوی ہے کہ آخر مساجد انبیا ہے اور مسجد قبا ہے کہ دین محمدی مین سب مسجدون سے پہلے اوسکی بنا ہے اور درمیان قبر شریف اور منبر کے ایک چمن ہے چمنہا جنت سے اور مسجد شریف مین منبر ہے کہ بہشت برین رکھا ہے اور اوس زمین پر ایک پہاڑ ہے جنت کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محب اور محبوب یعنے اُحُد اور مقبرۂ بقیع ہے کہ مقام ہے آل واصحاب کا اور اُوس زمین پر مشہد ہے جناب سیّد الشہدا یعنے سیدنا حمزہ کا اور اوسکے سوا اور بہت سے مشاہد اور مقامات متبرکہ ہین کہ ہر ایک کی فضیلت اور کرامات مین اخبار اور آثار وارد ہین انشاء اللہ تعالی کچھ اوسمین سے اِن اوراق مین مذکور ہونگے آور منجملہ اوس کے یہ ہے کہ سارے بلاد کی فتح تلوار سے واقع ہوئی اور مدینہ فتح ہوا برکت سے چنانچہ اسکا ذکر بیان سبب ہجرت نبی صلے اللہ علیہ وسلّم مین واضح ہوگا آور منجملہ اوس کے یہ ہے کہ اُوس بلدہ طیبہ سے بے ضرورت شرعی باہر جانا گناہ ہے اور مورد ہوتا ہے وعید کا اسی واسطے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اجمعین مناسک حج ادا کرکے بہت جلد مدینے کو پھرتے تھے اور مکہ معظمہ مین قدر ضرورت سے زیادہ نہ ٹھہرتے تھے چنانچہ اہل مدینہ یہی ردیہ آج تک ہے شعر صبر از درت محال بود اہل شوق را ورنہ کہ در بہشت برین رفتہ جا کنند + آور منجملہ اوسکے یہ ہے کہ مکے کے طور پر اسکا بھی حرم مقرر ہوا ہے چنانچہ ذکر اسکا بہت سی احادیث مین واقع ہوا ہے بعد اسکے علما اوس کی تحدید حدود اور حکم تحریم مین مختلف ہین امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک حرمت مدینہ کی معنے مجرد تعظیم و تکریم ہین نہ ثبوت احکام مثل حرمت شکار وقطع شجر وغیرہا آور امام شافعی رح کے نزدیک حرمت اور ترتب احکام مین دونون حرم ایک طرح ہین کچھ تفاوت نہین اور تحقیق اس مسئلے کے ابواب فقہ مین ظاہر ہے سیّد علیہ الرحمۃ نے اس مقام کو بہت بڑھا کر لکھا ہے واللہ اعلم آور منجملہ اوس کے یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساکنین مدینہ کے تعظیم کی وصیت فرمائی ہے اور یہ مدعا اوس وعید سے جو ایذا اور تخویف اہل مدینہ پر واقع ہوئی ہے ثابت

ہوتا ہی سوا اوس کے اور احادیث بھی اس مضمون مین وارد ہوئے ہین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اَلْمَدِیْنَۃُ مُہَاجَرِیْ [۱] یعنے مدینہ ہجرت کی جگہ ہے وَفِیْہَا مَضْجَعِیْ [۲] یعنے اوس مین میری خواب گاہ
ہو یہ اشارہ اسبات سے ہے کہ میری قبر شریف اسی مین ہوگی وَفِیْہَا مَبْعَثِیْ [۳] یعنے یہین سے میرا اوٹھنا ہے
یعنے قیامت کے دن ستر ہزار ملائکہ رحمت کے ساتھ کہ ہر روز و شب قبر شریف کے گرد حاضر رہتے
ہین مبعوث ہونگے حَقِیْقٌ عَلٰی اُمَّتِیْ حِفْظُ جِیْرَانِیْ [۴] یعنے چاہیے ہے کہ اونکے حقوق کی رعایت مین
ایک شمہ فروگذاشت نہ کرین اور جو کچھ کہ میرے ہمسایے سے صادر ہو اسکا مواخذہ نہ کرین جہانتک
ہو سکے اوس سے درگذر کرین مَا اجْتَنَبُوا الْکَبَائِرَ جب تک کہ ان لوگون سے گناہ کبیرہ نہو اور جب ہو
تو جو حق شریعت غرا ہے حق اللہ مین یا حق العباد مین اوسکو قائم کرین مَنْ حَفِظَہُمْ کُنْتُ لَہٗ شَہِیْدًا
وَشَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ [۵] وَمَنْ لَمْ یَحْفَظْہُمْ سُقِیَ مِنْ طِیْنَۃِ الْخَبَالِ [۶] اور طینۃ خبال ایک حوض ہے دوزخ
مین کہ پیپ اور خون دوزخیون کا اوس مین جمع ہوتا ہے نعوذ باللہ منہا اور منجملہ اوس کے یہ ہے
کہ حدیث صحیح مسلم مین ہی کہ لَا یُرِیْدُ اَحَدٌ اَہْلَ الْمَدِیْنَۃِ بِسُوْءٍ اِلَّا اَذَابَہُ اللّٰہُ فِی النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ
اَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِی الْمَاءِ [۷] یعنے لوگون نے اس عذاب سے عذاب آخرت مراد لیا ہے لیکن ظواہر
احادیث اسکے خلاف پر ناطق ہین اسواسطے کہ بعد مستحق ہونے عذاب آخرت کے اللہ تعالے
کی تقدیر کا جاری ہونا اس طور پر آیا ہے کہ جو شخص ایذا دینے اور برائی کرنے کا اہل
مدینہ کے ساتھ قصد کرکے چڑھ آوے وہ ادنے مدت مین اُس کے وبال مین گرفتار
ہو کر ہلاک ہوتا ہے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک
روز حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے قریب مدینہ منورہ کے پونچکر دونون دست مبارک اٹھا کر
دعا کی اَللّٰہُمَّ مَنْ اَرَادَنِیْ وَاَہْلَ بَلَدِیْ بِسُوْءٍ فَعَجِّلْ ہَلَاکَہٗ [۸] چنانچہ بعض وقائع کا وقوع یزید پلید کے زمانے مین

---

[۱] یعنے مدینہ میری ہجرت کی جگہ ہے ۱۲ [۲] یعنے اوس مین میری خوابگاہ ہو ۱۲ [۳] یعنے یہین سے میرا اٹھنا ہے ۱۲ [۴]
یعنے لازم ہے میری امت پر حفاظت کرنا حرمت اور تعظیم میرے ہمسایہ کی ۱۲ [۵] یعنے جو شخص میرے ہمسایون کی حرمت کو نگاہ
رکھے مین قیامت کے دن اسکا گواہ اور سفارش کرنے والا ہونگا ۱۲ [۶] یعنے جو شخص میرے ہمسایونکی حرمت نگاہ نرکھے پلایا
جاویگا طینۃ خبال سے ۱۲ [۷] یعنے جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ ارادہ برائی کا کرے تو اللہ تعالی اوسکو گلا دیتا ہی آگ مین جیسے
سیسا گل جاتا ہی آگ مین یا نمک گل جاتا ہی پانی مین ۱۲ [۸] یعنے اے اللہ میرے جو شخص میری برائی کا اور میرے شہر والونکی برائی کا ارادہ کرے تو اسکو جلد ہلاک کر ۱۲

اس حدیث شریف کا مصدق ہو امام احمد حنبل حدیث صحیح مین حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
سے روایت لاتے ہین کہ ایک امیر امراے فتنہ سے مدینے مین آیا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ
مدینہ منورہ مین تھے اور کبر سن کی جہت سے اونکی بصارت مین ضعف آگیا تھا لوگون نے
اون سے کہا کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ چند روز آپ اس ظالم کے سامنے سے الگ ہو جایئے
اور اپنے تئین اسکے فتنے سے بچایئے کہتے ہین کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ دونون ہاتھ اپنے
دونون بیٹون کے کندھون پر رکھکر مدینہ منورہ سے باہر چلے اتفاقاً ایک جگہ بسبب ضعف
بصارت کے ٹھوکر کھاکر گر پڑے کہنے لگے کہ ہلاک ہو وہ شخص جسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو ڈرایا ایک بیٹے نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈرانا کیونکر ہو سکتا ہے وہ
تو اس جہان فانی سے تشریف لے گئے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مین نے حضرت
سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جو شخص اہل مدینہ کو ڈرا لے
تحقیق اوس نے مجھے ڈرایا اور روایات نسائی مین آیا ہے کہ مَنْ اَخَافَ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ ظَالِمًا
اَخَافَهُ اللّٰهُ وَكَانَتْ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ اور دوسری حدیث مین آیا
ہے کہ اُسکا کوئی عمل خواہ فرض ہو خواہ نفل مقبول نہین سوا اِسکے اور احادیث اس باب مین بہت
ہین سید علیہ الرحمتہ فرماتے ہین کہ ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ امیر جس سے حضرت جابر
رضی اللہ عنہ بھاگے تھے بشر بن ارطاہ تھا اسواسطے کہ قرطبی ابن عبدالبر سے روایت لائے
ہین کہ حضرت معاویہ نے بعد قضیہ تحکیم حکمین کے بشر بن ارطاہ کو فوج کثیر کے ساتھ مدینہ منورہ
پر بھیجا کہ مدینہ والون سے اوس کی خلافت پر عہد بیعت لیوے حضرت ابوایوب انصاری
رضی اللہ عنہ کہ اوس زمانے مین علی مرتضے سلام اللہ علیہ کی طرف سے عامل مدینہ
منورہ تھے خوف سے مدینہ چھوڑ کر جناب ولایت مآب کے پاس پہونچے اور بشر شہر مدینہ مین
داخل ہوا اور کہنے لگا کہ اگر عہد امیرالمومنین اور اونکے حکم کے خلاف نہوتا تو مین ایک شخص
کو بھی مدینہ مین زندہ نہ چھوڑتا پھر سب اہل مدینہ کو حضرت معاویہ کی طرف سے بیعت لینے
کو طلب کیا اور بنی سلمہ کی طرف ایک قاصد بھیجا کہ اگر تم لوگ جابر بن عبداللہ کو حاضر نہ کروگے

؎ یعنے جو شخص ڈراویگا اہل مدینہ کو ظلم سے تو ڈراویگا اوسکو اللہ اور ہوگی اوپر اُسکے لعنت خدا اور ملائکہ اور سب آدمیون کی ۱۲

تو میرے عہد ذمت سے باہر ہو جاؤ گے حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سُنکر حضرت امیر المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین حاضر ہو کر صورت حال بیان کی اور اُن سے بسر کی مجلس مین جانے کی صلاح لی اور کہا کہ یہ بیعت ضلالت پر ہے اس مین اُمّیدِ فلاح نہین اور ترک مین بھی امان نہین اب کیا تدبیر کرین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے اونکو کرہًا اور جبرًا بیعت کرنے کی رخصت دی اور اکثر اہل مدینہ اوسکے خوف سے بھاگ کر حرۂ بنی سلیم مین چھپ رہے علمار رحمہم اللہ تعالی کہتے ہین کہ یہ لعن جوار ادۂ ظلم اور فساد پر وارد ہوئی ہے یعنی کفار اور اہل شرک نہین ہے کہ خدا کی رحمت سے یاس مطلق ہو جائے اور جنت مین کبھی داخل نہو بلکہ حاصل اس لعن کا دور پڑتا ہے خدا کی رحمت خاص سے اور نہ داخل ہونا اہل قرب کے ساتھ جنت مین اور حقیقت مین مقصود تہدید ہے بے ادبی اور ترک حرمت اور عظمت مدینۂ منورہ پر یہان تک کہ بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ مدینۂ منورہ مین گناہ صغیرہ حکم گناہ کبیرہ رکھتا ہے جیسا بعض علما کہتے ہین کہ حرم مکہ مین ایک گناہ کے لاکھ گناہ لکھے جاتے ہین واللہ اعلم بالصواب

فصل یزید پلید کے زمانے مین جناب امام حسین بن علی سلام اللہ علیہما کی شہادت کے بعد قبیح قبائح جو واقع ہوئے انہین سے وہ واقعۂ حرہ تھا اسکو حرۂ واقم اور حرۂ زہرہ بھی کہتے ہین وہ ایک جگہ ہے سواد مدینۂ طیبہ مین ایک ایک میل پر اور اس واقعہ مین جو کچھ قتل اور فساد اور ہتک حرمت اس خیر البلاد کا ظہور مین آیا اگرچہ ذکر اُسکا باعث کدورت قلوب صافیہ ہے مگر چونکہ وقوع اوسکا حدیث مخبر صادق کا مصداق ہے اوس کے واقع ہونے سے پہلے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خبر دی تھی اور فرمایا تھا کہ جو شخص اہل مدینہ کو ایذا دے اور خوف دلائے آخر کو دنیا اور آخرت کے عذاب اور نکال مین گرفتار ہوگا اور اس واقعے کا انجام جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس جہت سے لازم ہے کہ ایک اشارہ اوسکے طرف کیا جائے بعضے علما کے نزدیک مصداق اوس خبر کا بھی کہ مدینۂ مطہرہ بعد نہایت آباد ہونے کے ویران ہو جائے گا اور آدمی اوس کو چھوڑ دینگے اور جانوران صحرائی اوس مین آکر رہین گے یہی واقعہ حرہ ہے لیکن تحقیق یا ور مختار جیسا امام نووی لکھتے ہین یہ ہے کہ وہ حال قرب قیامت مین ہوگا اسواسطے کہ بعض علامات اور آثار جو ان اخبار مین وارد ہین اس قضیہ مین

نہین پائے گئے جیسا ابن شیبہ کی روایت مین آیا ہے کہ چالیس برس یہ بلدۂ مکرمہ ویران رہیگا
اور وحوش اور طیور اور درندے اس مین رہینگے بعد اوس کے دو چرواہے قبیلۂ مزینہ
سے آئین گے مدینۂ منورہ کو اس حال پر دیکھکر آپس مین تعجبًا کہین گے کہ یہان کے
آدمی کہان چلے گئے پس ثابت ہوا کہ وقوع ایسی حالت کا آخر زمانے مین ہوگا اور
اس واقعے خاص مین بھی اخبار اور آثار صحیح وارد ہین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہین کہ فرمایا ایک روز ایسا پیش آوے گا کہ اہل مدینہ کو مدینے سے باہر کرین گے
لوگون نے پوچھا کہ وہ کون شخص ہے جو باہر کرے گا فرمایا امراء السوء یعنے برے آدمی
اور حدیث صحیح بخاری اور مسلم مین آیا ہے کہ ہلاک میری اُمت کا ایک قبیلۂ قریش کے ہاتھ
پر ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت مین ہمکو آپ کیا فرماتے
ہین فرمایا گوشہ نشین ہوجانا خلق سے اور دوسری حدیث مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
آیا ہے کہ فرمایا قسم ہے اوس خدا کی کہ جان میری اوسکے قبضۂ قدرت مین ہے مدینے مین
ایک ایسی لڑائی ہوگی کہ دین یہان سے صاف نکل جائے گا جیسے سر کے بال مونڈتے
ہین تم لوگ مدینے سے اوس دن باہر چلے جاؤ اگرچہ ایک منزل کی قدر ہو اور بھی حضرت
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اے خداے پاک مجھکو سن ساٹھ کے حادثون سے
اور لڑکون کی امارت سے نگاہ رکھنا اور وہ دن آنے سے پہلے مجھکو دنیا سے اُٹھالے یہ
اشارہ تھا زمانِ یزید پلید کی طرف اسواسطے کہ وہ بے دولت سنہ ساٹھ ہین تخت شقاوت
پر بیٹھا اور واقعۂ حرہ اوسکے زمانِ شقاوت نشان مین واقع ہوا واقدی کتاب حرہ مین
ایوب بن بشیر سے روایت لاتے ہین کہ حضرت سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر مین باہر
آئے تھے حرہ زہرہ مین پونچکر کھڑے ہوگئے اور آیۂ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھی صحابہ رضی
نے جانا کہ شاید اس سفر کا انجام اچھا نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس سے خبر دی
گئی ہے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا آپ نے دیکھا
کہ استرجاع کیا فرمایا کوئی امر اس سفر مین ایسا نہین ہے اونھون نے عرض کیا پھر استرجاع کا کیا سبب ہوا

؎ ہم اللہ کے مال ہین اور ہمکو اوسی طرف پھر جانا ہے ۱۲

فرمایا مارے جائینگے اس حرہ سنگستان مین بہترین اُمّت میرے بعد صحابہؓ کے اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ جب اس جگہ آپ پونہچے تو دستِ مبارک سے اشارہ کرکے فرمایا کر اس حرہ مین مارے جائینگے میری امت کے بہترین لوگ اور حضرتِ عبداللہ بن عباس سے بھی روایت آئی ہے اور حضرت کعب احبار سے روایت کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے کہ توریت مین آیا ہے کہ مدینہ منورہ کے پورب کے سنگستان مین کچھ ایسے لوگ شہید ہونگے کہ قیامت کے دن اونکے منھ چودھوین رات کے چاند سے زیادہ روشن ہونگے اور ابن زبالہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کے وقت مین پانی بہت برسا حضرتؓ اپنے یارون کے ساتھ سواد مدینہ کی سیر کو باہر تشریف لائے جب اوس جگہ پونہچے جسکو حرہُ واقم کہتے ہین اور سیل پانی کی ہر طرف سے بہتی تھی حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ کہ اُسوقت آپکے ہمراہ تھے قسم کھاکر کہنے لگے اے امیرالمومنین جیسے یہان سیلین پانی کی جاری ہین اسی طرح یہان خون کی سیلین جاری ہونگی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے نزدیک جاکر پوچھا کہ یا ابا اسحٰق کعب یہ کس زمانے مین ہوگا فرمایا اے زبیرؓ کے بیٹے تو ڈر اس بات سے کہ تیرے ہاتھ پانون سے واقع ہو اب جاننا چاہیے کہ اہلِ سیر اور تواریخ نے بطریق اجمال اور تفصیل کے اِس واقعے کو لکھا ہے کہ ہم اس جگہ جس نہج پر کہ اِن لوگون نے تحریر یا تقریر کی ہے خواہ مفصّل ہر ایک کی عبارت کا ترجمہ کرتے ہین تاکہ تحریر اور تقریر اصل قصہ مین تغیر اور نقصان واقع نہ ہو واللہ اعلم بالصواب قرطبی کہتے ہین اہلِ مدینہ کا مدینۂ منورہ سے باہر نکلنے کا سبب جو بعضے احادیث مین واقع ہوا ہے یہی واقعۂ حرہ ہے کہ مدینۂ منورہ پر کمال رونق اور آبادی کے زمانے مین کہ بقایاے صحابہؓ اور تابعین سے مملو تھا حادثے اور فتنے پے درپے آنے لگے تو اہلِ مدینہ اِن فتنون کے خوف سے اوس جاے مطہر سے رحلت اختیار کرکے باہر نکلے اور یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو ایک فوجِ عظیم شامی ساتھ دیکر اہلِ مدینہ منورہ کے ساتھ قتال کرنے کو بھیجا اور اون اشقیا نے اِن حضرات کو اُسی مقام حرہ مین نہایت ذلت دخواری کے ساتھ شہید کیا اور تین دن تک تہ حرمت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین مشغول رہے اِس سبب سی اسکو واقعۂ حرہ کہتے ہین اِس

قصے مین ایک ہزار سات سو مہاجرین اور انصار اور علماے تابعین شہید ہوئے اور عوام الناس سوا عورتون اور لڑکون کے دس ہزار اور سات سو حافظ قرآن شریف اور ستانوے آدمی قوم قریش کے درجۂ شہادت کو پونہچے اور اُن بے دولتون نے فسق وفساد اور زنا کو مباح کیا یہان تک کہ لوگ نقل کرتے ہین کہ بعد اس واقعے کے ایک ہزار عورت نے بچے زنا کے جنے اور ان نالائقون نے مسجد شریف مین گھوڑے باندھے اور وہ روضۃ مین ریاض الجنۃ مین گھوڑون کی لید اور پیشاب کیا اور لوگون سے اس مضمون کی بعیت لی کہ یزید چاہے تمکو بیچے اور چاہے آزاد کرے اور چاہے خدا کی طاعت کی طرف بلاوے اور چاہے معصیت کی طرف عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے سامنے کہا کہ بعیت حکم قرآن شریف اور سنت لینا چاہیے اون کو یزید نے اسی وقت شہید کیا اور قرطبی کہتے ہین کہ اہل اخبار نے لکھا ہے کہ مدینۂ منورہ اوس زمانے مین مطلق آدمیون سے خالی رہا اور وہان کے میوہ جات وغیرہ نصیب جانوران جنگلی ہوئے اور کتون وغیرہ نے مسجد شریف کو اپنا آرام گاہ بنایا مخبر صادق کی خبر کا ظہور ہوا اور طبرانی نے ایک خبر طویل مین عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ حضرتِ معاویہ کے انتقال کے بعد عبداللہ بن زبیر نے عقد بعیت اور اطاعت یزید پلید سے انکار کیا اور اوس کے حق مین گالی گلوج کرنا شروع کی یزید نے یہ سنکر قسم کھائی کہ واللہ مین عبداللہ بن زبیر کے گردن مین طوق ڈالون گا بعد اس کے ایک شخص ان کے بلانے کو بھیجا اون کے یارون نے اون سے کہا کہ اگر تم ایک چاندی کا طوق بناؤ اور یزید کو قسم سے بری کرنے کیواسطے اپنی گردن مین ڈالو اور اوس کے اوپر جامے پہن لو یقین ہے کہ اوسکے ہاتھ سے سلامت رہو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا کہ خداوند تعالے ہرگز اوسکو اس قسم مین سچا نہ کرے گا مین ہرگز غیر حق پر نرم نہون جب تک کہ سخت پتھر دانتون کے نیچے نرم نہو جائے بعد اوسکے عبداللہ بن زبیر نے دعوت شروع کی اور لوگون کو اپنی اطاعت کی طرف بلایا یزید پلید نے مسلم بن عقبہ مری کو ایک لشکر شامی ساتھ دیکر مدینے کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ بعد مدینے کے قلع وقمع کے مکے کی طرف جانا اور عبداللہ بن زبیر کا کام تمام کرنا جب مسلم بن عقبہ مدینے مین آیا

سب صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم شہر سے نکل گئے مسلم وہان کے باقی لوگون کو قتل کرکے مکّے
کی جانب متوجہ ہوا اور راہی مین مرگیا اور مرتے وقت حصین بن نمیر کندی کو اپنا خلیفہ کرکے ابن
زبیرؓ کے محاصرہ کرنے اور منجنیق مارنے اور آگ لگادینے کی وصیت کی حصین بن نمیر ہنوز راہی
مین تھا کہ یزید کے مرنے کی خبر پائی راہی سے بھاگ گیا اور جس بات پر خلیفہ بنا تھا وہ کچھ
ظہور مین نہ آیا اور ابن جوزی کہتے ہین کہ سن باسٹھ مین یزید پلید نے عثمان بن محمد ابی
ابی سفیان کو کہ اوسکے چچا کا بیٹا تھا مدینۂ منورہ پر بھیجا کہ اوسکے بیعت وہان کے لوگون
سے لیوے اوس نے ایک جماعت کو اہلِ مدینہ سے یزید پلید کی طرف روانہ کیا جب وہ لوگ
یزید پلید کے پاس سے پھرے تو اونھون نے یہان آکر یزید پلید کو گالی دینا اور برا کہنا
شروع کیا اور کہا کہ وہ بے دین شارب الخمر فاسق ہے ہمنے اوس کی بیعت توڑ دی
اوس جماعت مین منذر بھی تھے اونھون نے کہا کہ واللہ کہ اوس نے مجھکو لاکھ درہم دیے
ہین اور احسان کیا ہے لیکن مین سچائی کو ہاتھ سے نہ دونگا وہ شرابی اور بے نمازی
ہے یہ حال سُنکر باقی اہلِ مدینہ کو بھی اوسکی اطاعت سے بیزاری ہوئی اور سب نے
بیعت توڑ دی بعد اسکے اہلِ مدینہ نے عبد اللہ بن حنظلہ غسیل کے ہاتھ پر بیعت کی اور عثمان
بن محمد کو بلدۂ طیبہ سے نکال دیا عبد اللہ بن حنظلہ کہتے تھے واللہ کہ ہم یزید کی بیعت سے
باہر نہ نکلے اور ہم نے اوس سے مقابلے کا قصد نکیا جب تک کہ ہم نہ ڈرے کہ آسمان سے
پتھر برسین گے اور بھی ابن جوزی ابو الحسن مداہنی سے کہ ایک راوی ہین نقل کرتے ہین
کہ مدینے والون نے بعد ظاہر ہونے دلائل فسق و فساد یزید پلید کے منبر پر چڑھ کر اوسکی
بیعت توڑی عبد اللہ بن ابی عمرو بن حفص مخزومی نے عمامہ اپنے سر سے جدا کیا
اور کہا کہ اگرچہ مجھکو یزید نے صلہ اور انعام دیا لیکن وہ دشمنِ خدا دائم السکر ہے مین نے
اپنے تئین اوس کی بیعت سے یون الگ کیا جیسا اپنا عمامہ مین نے اپنے سر سے
الگ کیا دوسرے کھڑے ہوئے اُنھون نے پانُون سے جوتیان نکالین اور یزید کی
بیعت سے الگ ہوئے یہان تک کہ مجلس عمامون اور جوتیون سے بھر گئی بعد اوس کے
عبد اللہ بن مطیع کو قریش پر اور عبد اللہ بن حنظلہ کو انصار پر حاکم کیا اور جتنے بنی اُمیہ تھے

سب کو دار مروان مین محاصرہ کیا مروان اور جتنی جماعت اوسکے ساتھ تھی اُن سبھون نے یزید پلید کو اپنا حال لکھلا بھیجا اور اوس سے اپنی مدد کو ایک لشکر مانگا اوس نے مسلم بن عقبہ کو اہلِ مدینہ کے قتال پر آمادہ کیا وہ کم بخت بہت بوڑھا تھا باوجود ضعف پیری کے اہل مدینہ کی خونریزی پر طیار ہوا پھر یزید پلید نے منادی کی کہ جو شخص حجاز کا ارادہ کریگا اوس کو ہماری سرکار سے اسبابِ سفر اور لڑائی کے ہتھیار ملین گے اور سو دینار بطریق انعام اوپر اضافہ ہونگے اوس مین بارہ ہزار آدمی مستعد ہوئے اونکو روانہ کیا اور ابن مرجانہ کو حکم بھیجا کہ عبد اللہ بن زبیرؓ سے جاکر لڑے ابن مرجانہ نے اس حکم کی تعمیل مین تامل کیا اور کہا واللہ ہرگز جمع نہ کرون ایک فاسق کے واسطے پیغمبر کے فرزند کا قتل ساتھ لڑائی بیت اللہ سے پھر اوس نے مسلم بن عقبہ کو بھیجا اور اوسکو وصیت کی کہ اگر تجھ کو کوئی حادثہ ہو تو حصین بن نمیر سکونی اپنا خلیفہ کر اور کہا کہ مین جنہیں تجھکو بھیجتا ہون تین بار اون کو دعوت کر اگر تیری بات قبول کرین چھوڑ دے نہین تو اون کے ساتھ لڑائی کر یہان تک کہ جب تو اونپر غالب آجائے تین روز حرم مدینہ کو مباح کر دے اور جو کچھ وہان مال اور اسباب اور ہتھیار اور رکھا ہو اوسکو لشکریون پر حلال کر اور تین روز کے بعد اون کے قتل سے باز رہو اور علی بن حسینؓ سلام اللہ علیہما سے کچھ تعرض نہ کر کہ انھون نے اوس جماعت سے اتفاق نہین کیا یہ خبر جب اہل مدینہ کو پونہچی تو سب کے سب اس فساد کے دفع کرنے پر مستعد ہو کر جماعت بنی اُمیہ سے جو دار مروان مین محصور تھے کہا کہ اگر تم لوگ اگر ہم سے اس بات کا عہد کرو کہ کچھ مکر و فساد نہ کروگے اور جاسوسی وغیرہ عمل مین نہ لاؤگے اور ہمارے دشمنون کی مدد نکروگے تو ہم تمکو چھوڑتے ہین ورنہ اسی وقت ہم تمکو قتل کیئے ڈالتے ہین بنی اُمیہ منافقانہ عہد و پیمان کرکے اونکے ساتھ ہو کر مسلم بن عقبہ کے دفع کرنے کو باہر نکلے مروان بن حکم نے اپنے بیٹے عبد الملک کو خفیہ مسلم بن عقبہ کے پاس بھیجا کہ یہان پونہچکر تین روز لڑائی کو موقوف رکھے اور بعد تین روز کے اہل مدینہ کے ساتھ مشورہ کیا اور کہا تدبیر کیا ہے اور کیا کرتے ہو اہل مدینہ نے کہا سوائے لڑائی کے کوئی تدبیر نہین جس سے یہ فساد اور فتنہ مرفع ہو اور یہ خبر البلاد اس شر و شور سے پاک ہو مروان نے کہا لڑائی مناسب نہین

اوس سے فساد اور زیادہ بڑھے گا مصلحت یہ ہے کہ یزید کے ہاتھ پر بیعت کرلو اور گردن اطاعت
اوس کے سامنے رکھدو مدینے والون کو یہ بات ناپسند آئی سب کے سب لڑائی پر مستعد
ہوکر مدینے سے باہر نکلے عبداللہ بن غسیل سوار ہوئے لڑائی کی صف مین آکر داد شجاعت
دی اوس طرف مسلم بن عقبہ کو ضعف پیری کی جہت سے ایک چوکی پر بٹھاکر دو صفون کے بیچ
مین لاکر کھڑا کیا وہ بے دولت اپنے لشکریون کو لڑنے کی رغبت دلاتا تھا عبداللہ بن حنظلہ
بھی مع اپنے سات بیٹون کے خوب مقابلہ کرکے درجۂ شہادت کو پونچے مسلم بن عقبہ نے اون کا
سر مبارک یزید پلید کے پاس بھیجا آخر الامر یزیدی غالب آئے اور اون نالائقون نے موافق
حکم یزید پلید کے تین دن تک حرم مدینہ کو مباح کیا اور مال اور اسباب لوٹا اور زناکاری
مین مشغول رہے واقدی نقل کرتے ہین کہ اہل مدینہ نے بعد قریب ہونے لشکر یزید کے
آپس مین مشورہ کرکے ایک خندق کھودی تھی اوس خندق کے جو جناب سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کے وقت مین کھودی گئی تھی اور پندرہ روز تک اوس مین بڑی شفقت کی اور
گرداگرد مدینے کے کانٹون کی باڑ لگائی اور دشمنون کی راہین ہر طرف سے بند کرکے
ہر طرف تیر اور پتھر پھینکنا شروع کیا دشمنون کو اندر آنے مین نہایت دقت ہوئی اور
گھبرائے مسلم بن عقبہ واقعہ سے ڈر کر حرہ کے ایک گوشے مین جا چھپا اور مروان کے پاس
ایک آدمی بھیجا کہ اس معرکہ مین کوئی حیلہ نکال کہ ہم لوگ ظفریاب ہون مروان کے بنی
حارثہ کے پاس آکر اون کو کچھ طمع خام دیکر ایک طرف سے راہ کھلوادی لشکریان
یزید اوس طرف گھس پڑے اہل مدینہ سب کے سب ہر طرف سے سمٹ کر اوسی طرف
کو آکر مقابلہ اور محاربہ مین مشغول ہوئے نقل کرتے ہین کہ ایک عورت مسلم بن عقبہ کے پاس فریاد
لائی کہ میرا بیٹا تمھاری قید مین پکڑ گیا ہے اوس کو چھوڑ دو اور تضرع اور عاجزی بہت سی
کی اوس بے حیا نے اوسکے بیٹے کا سر کٹوا کر اوسکے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ تو اپنے جینے پر بس نہین
کرتی جو اپنے بیٹے کی سفارش کرنے کو آئی ہے نقل کرتے ہین کہ تین روز تک اکثر اہل مدینہ
منورہ کو قید مین رکھا اور کھانا پانی اونکو کچھ نہ دیا سعید[1] بن مسیب کو مسلم بن عقبہ کے

---

[1] حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین سے ہین ۱۲

سامنے لائے اوس نے اون سے کہا کہ یزید کی بیعت اختیار کرو اونھون نے فرمایا کہ بیعت کی مین نے
ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ کے طریقے پر اوس نے کہا کہ اسکی گردن مارو اور اس درمیان مین ایک آدمی
نے کھڑے ہوکر اون کے جنون کی گواہی دی اوس نے اونکو چھوڑ دیا اور مسلم بن عقبہ مسرف
کہلاتا ہے اس جہت سے کہ اوس نے قتال اور فساد مین بڑا اسراف اور افراط کیا واقدی کتاب
الحرہ مین نقل کرتے ہین کہ یزید پلید اوسکے پاس آیا دیکھا کہ وہ مرض فالج مین گرفتار ہے اور بستر
ہلاک پر پڑا ہے اوس نے کہا کہ اگر تم اتنے ضعیف اور مریض نہوتے تو مین اس مہم کے سر کرنے کو
تمکو افسر کرکے بھیجتا مین تم سے زیادہ اپنا مخلص اور ناصح کسیکو نہین دیکھتا ہون مسرف یہ بات
سنتے ہی اوٹھ بیٹھا اور کہنے لگا کہ تجھکو قسم ہے اے امیرالمومنین کہ یہ کام دوسرے کے حوالے
نہ کر مجھ سے زیادہ دشمن کوئی اہل مدینہ کا نہ ہوگا مین نے اسباب مین ایک خواب دیکھا ہے
کہ ایک درخت مع اپنی شاخون کے بقیع مین عثمان بن عفان کے انتقام مین فریاد کر رہا ہے
مین نے نزدیک اوسکے جاکر سنا کہ وہ درخت کہہ رہا تھا کہ یہ کام مسلم بن عقبہ کے ہاتھ سے نکلے
گا اوس روز سے مجکو یقین ہے کہ مین اہل مدینہ کو قتل کرونگا اور اسی اُمید پر اپنے دل کو تسلی دی
رکھی ہے یزید نے جو اس بات پر اوسکو آمادہ و مستعد بکمال رغبت دل پایا کہا کہ اچھا تم تیار
ہو اور علی برکۃ اللہ جلدی روانہ مدینہ ہو اگر وہ لوگ تمھارے داخل ہونے مین مدینے کے
اندر اور قبول بیعت اور اطاعت مین سدّ راہ ہون تو وہان کے چھوٹے سے بڑے تک
ایک کو نچھوڑنا سب کو قتل کرنا اور سب اسباب اور مال اون کا لوٹنا اور اگر ایسا
نہ کرین بلکہ بیعت اور اطاعت قبول کرین تو اون سے تعرض نہ کرنا وہان سے عبداللہ بن
الزبیر کے طرف جانا اور اوس کا کام تمام کرنا لکھا ہے کہ یہ مسرف ناعاقبت اندیش شہدائے
حرم کو دیکھکر کہتا تھا کہ باوجود ان لوگون کے قتل کرنے کے اب بھی مین دوزخ مین جاؤن
تو مجھ سے زیادہ کوئی بدبخت نہوگا اور ذکوان روایت کرتا ہے کہ مسلم بن عقبہ نے جس
مرض مین مبتلا تھا اوسکی دوا کھاکر کھانا مانگا طبیب نے منع کیا کہ ابھی دوا کھائی ہے غذا
اوس پر نہ کیجیے ورنہ دوا فائدہ نہ کرے گی اوس نے کہا کہ اب مین اپنے جینے کی تمنا کیون
کرون مجھکو اپنی حیات کی تمنا فقط اسواسطے تھی کہ قاتلان عثمان کو مار کر اپنا دل ٹھنڈا کرون

وہ مُراد میری حاصل ہوگئی اَب سوا موت کے مجھکو کوئی چیز محبوب نہین یقین ہے کہ اللہ تعالی نے
اِن ناپاکون کے قتل کرنے سے مجھکو سب گناہون سے پاک کردیا ہوگا سید علیہ الرحمہ فرماتے
ہین کہ یہ بات اوسکی کمال حماقت اور جہالت اور شقاوت سے تھی اس واسطے کہ شہید کرنا
اس جماعت مرحومہ کا موجب ایسے جرم اور معصیت کا تھا کہ اوسکے وبال اور نکال سے اوس
نالائق بدبخت کو چھوٹنا محال دور مشکل ہوجائیگا گناہ بخشا جانا کس کا اور منجملہ صحابہ رضو
کے جنکو جبراً قتل کیا وہ عبداللہ بن خنظلہ غسیل ہین کہ مع اپنے سات بیٹون کے شہید ہوئے
اور عبداللہ بن زید حاکی وضوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور معقل بن سنان جو مکے کی
فتح مین حاضر تھے اور جھنڈا اون کی قوم کا اونکے ہاتھ مین تھا اور بھی نقل کرتے ہین کہ یہی سرف
شقی اور مروان بن الحکم شہداے حرم کی لاشون کے گرد بطور سیر اور تماشے کے پھرتے تھے
یکایک عبداللہ بن خنظلہ غسیل پر نگاہ پڑی دیکھا کہ اون کی اونگلی شہادت کی آسمان کی طرف
اوٹھی ہے مروان نے کہا واللہ تونے اگر بعد موت کے اونگلی آسمان کی طرف اٹھائی ہے تو
ہم نے کسقدر اونگلیان اپنی حیات مین تمھارے ہاتھون سے آسمان کی طرف نہین اوٹھائین
اور خدا کی درگاہ مین کتنی تضرع وزاری نہین کی اور کتنی دعائین نہین مانگین ایک شخص
یہ بات سُنکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ اگر احوال اس جماعت مقتولین کے ایسے ہی تھے جیسے
تم کہتے ہو تو تم ہم سب کی دُعا اہل جنت کے قتل مین تھی وہ بولا کہ اِن لوگون نے مخالفت
دین کی اور عہد مسلمانی توڑا نقل ہے کہ مروان بعد اس واقعے کے یزید پلید کے پاس
گیا یزید نے بڑا شکرانہ اوسکا ادا کیا اور اوس کو اپنا مقرب ٹھہرایا ابن جوزی روایت
لاتے ہین کہ سعید بن مسیّب فرماتے تھے کہ اون راتون کو جن مین واقعہ حرہ درپیش تھا
کوئی شخص سوا میرے مسجد شریف مین حاضر نرہتا تھا اہل شام مسجد مین آکر مجھے دیکھتے تو کہتے
تھے کہ یہ بڈھا دیوانہ یہان کیا کیا کرتا ہے اور کوئی وقت نماز کا نہ آتا تھا کہ مین آواز اذان
اور اقامت نماز کی حجرۂ شریف سے نہ سنتا تھا اور اُوسی اذان اور اقامت سے مین
نماز پڑھتا تھا رضی اللہ تعالے عنہ وارضاہ عنا اور اس واقعے مین ایک بڑا قبیح امر یہ ہوا
کہ حضرت ابوسعید حذری رضی اللہ عنہ کے ساتھ اُن ناعاقبت اندیشون نے گستاخی کی نقل

کرتے ہین کہ لوگون نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی ریش مبارک جڑ سے اوکھڑی ہوئی ہے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا صورت ہے آیا تم اپنی داڑھی کے ساتھ کھیل کیا کرتے ہو اور منھ سے نوچا کرتے ہو اونھون نے فرمایا کہ نہین یہ مجھپر ظلم ہوا ہے اہل شام کا واقعۂ حرہ مین ایک جماعت شامیون کی میری گھر مین گھس پڑی اور جو کچھ مال اور متاع اور اسباب گھر کا تھا لوٹ لے گئی بعد اوسکے دوسری جماعت گھسی اونھون نے میرے گھر مین کچھ نپایا تو اون کو نہایت غصہ آیا ہر شخص نے میری ڈاڑھی اوکھاڑی اور اس حال کو جو تم دیکھتے ہو پونہچایا اون شیاطین سے اس طرح کے اور بھی قبائح بے شمار ظہور مین آئے اَب سنو اِن ظالمون کا انجام کار کہ دلالت کرتا ہے اون کے خَسِرَ الدُّنیَا وَالآخِرَة ہونے پر نقل کرتے ہین کہ جب مسلم بن عقبہ مسرف بدکردار نے بجبر و اکراہ اہلِ مدینہ سے بعیت یزید پلید کی لینی چاہی تو اکثر آدمیون نے خوف سے جیسا حالتِ اکراہ اور اضطرار مین بعیت اور اطاعت کرنا قبول کی اُون مین سے ایک شخص[۱] نے کہا کہ بعیت کی مین نے مگر طاعت پر نہ معصیت پر مسرف نے اِس طرح کی بعیت اون سے قبول نہ کی اور قتل کا حکم دیا جب قتل ہوگئے تب اون کی والدہ نے قسم کھائی کہ اگر اللہ تعالےٰ مجھے اسپر قدرت دیوے تو واللہ مین اسکو جلادون مُردہ پاؤن یا زندہ جاننا چاہیے کہ جب مسرف قتل اور لوٹ مدینہ سے فارغ ہوا تو بقصد مقابلہ ومقاتلہ عبد اللہ بن زبیر رض مکۂ معظمہ کو روانہ ہوا دو تین روز کے بعد جس مرض مین کہ مبتلا تھا جہنم واصل ہوا وہ بی بی اپنے عہد کے موافق چند غلام اپنے ساتھ لیکر اوسکی قبر پر گئین کہ اوسکو قبر سے نکال کر اپنی قسم پوری کرین اوس کی قبر کھولی تو دیکھا کہ ایک اژدہا مسرف کی گردن سے لپٹا اوس کی ناک کی ہڈی چوس رہا ہے سب لوگ یہ حال دیکھکر ڈرے اور اُون بی بی سے کہا کہ قادر مطلق نے اوس کی اعمال کی سزا دی اور تمھاری طرف سے انتقام لیا یہی عذاب اوسپر کافی ہے وہ بولین نہین واللہ جب تک مین اپنے عہد کو جو خدا سے کیا ہے پورا نہ کرلون اس مسرف سے در نہ گذرون اور کہا کہ اس کو پانی کی طرف سے نکالو اوس طرف بھی ایک اژدہا پایا

---

[۱] یہ شخص قبیلے قریش سے تھے ۱۲

اون بی بی نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھکر حق تعالےٰ سے دُعا کی کہ یا الٰہی تو جانتا ہے
کہ میرا غصہ مسلم بن عقبہ پر تیری رضا کے واسطے ہے مجھکو فرصت دے کہ مین اوسکو گڑھے
سے نکال کر جلادون بعد اوس کے ایک لکڑی ہاتھ مین لیکر سانپ کی دُم پر ماری کہ اوسکی
قبر سے نکل گیا پھر اوس کی لاش کو نکلوا کر جلوادی واقدی کہتے ہین کہ ہمکو ایسا ثابت ہوا
ہے کہ وہ بی بی یزید بن عبداللہ بن زمعہ کی مان تھین بعد متوجہ ہونے مسرف کے مکہ معظمہ
کی طرف یہ بی بی دو تین منزل مسرف کے لشکر سے الگ الگ اپنی قوم کو ساتھ لیکر پھرتی
تھین جو نہین مسرف کی خبر مرنے کی پائی آ پونچین اور اوسکو قبر سے نکال کر سولی پر رکھدیا
ضحاک کہتے ہین کہ جنھون نے مسرف کو دار پر دیکھا تھا ہم سے حکایت کرتے تھے کہ لوگون
نے اوس کو دار پر سنگسار بھی کیا یعنے اوسپر پتھراؤ بھی ہوا اور ذکر جلانے کا اِس روایت
مین نہین آیا شاید سولی رکھنے کے بعد دو تین دن کے جلادیا ہوگا پس جس شخص نے جلانے
کی روایت نہین کی اوس قبل جلانے کے اوس سُولی پر دیکھا ہوگا واللہ اعلم بالصواب
قرطبی کہتے ہین کہ مسرف اس واقعہ کے بعد تین راتین نہین گذرین کہ مرگیا اور راہ
مین مدینہ منورہ کے اوس کا پیٹ پیپ اور خون سے بھر گیا تھا سخت بُری حالت مین
مرا لیکن وہ بے حیا کمال حماقت اور نہایت قساوت دلی سے کہتا تھا کہ خداوندا مجھسے
بعد کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ کے کوئی عمل ایسا جو میرے نزدیک سب عملون سے محبوب
اور تیری درگاہ مین قبولیت کے لائق ہو سوا قتل کرنے اہل مدینہ کے نہین ہوا اگر تو مجھے
باوجود ایسے عمل نیک کے بھی جہنم مین داخل کرے تو میرے برابر کوئی بدبخت عالم مین
نہ ہوگا بعد اسکے حصین بن نمیر سکونی کو طلب کیا اور کہا کہ تجھکو امیرالمومنین یعنے یزید پلید
نے بعد میرے والی اور حاکم کیا ہے جلد مکہ معظمہ مین پونچکر عبداللہ بن الزبیر کا کام تمام
کر اور اوس سے لڑنے مین کمی نہ کر منجنیق نصب کرکے پتھرون سے مار اگر وہ خانہ کعبہ
کی طرف پناہ لاوے تو کچھ خوف نہ کر اور منجنیق پھینکنے سے باز نہ رہ حصین بن نمیر اوس کی
وصیت کے موافق چونسٹھ روز اوس بلدہ معظمہ کو گھیرے رہا اور قتال شدید کیا اور
منجنیق کعبۃ اللہ کی طرف پھینکی لکھا ہے کہ اِن لوگون کے ساتھ ایک شخص تھا کہ اوس نے

اپنے نیزے کے سرے پر آگ لگائی تھی یکایک ایک ہوا ایسی تیز ہوا چلی کہ کعبہ مین اوس
سے آگ لگ اوٹھی اوسی درمیان مین یزید کے مرنے کی خبر پونچی کہ مرض ذات الجنب مین
جہنم واصل ہو یہ خبر پونچتے ہی پریشان اہل شام اور بنو امیہ مین پڑگئی سب کے سب
رسوا اور خوار شکست پاکر بھاگے واقعہ حرہ چہار شنبہ کے دن ستائیسوین یا اٹھائیسوین
ذی الحجہ ۶۳ سنہ ترسٹھ مین اور موت مسلم بن عقبہ غرہ محرم کو ۶۴ سنہ چوسٹھ مین اور قتال مکہ اور پتھراؤ
کرنا بیت اللہ کا منجنیق سے شنبہ کے روز تیسری ربیع الاول کو اور مرنا یزید پلید کا پہلی تاریخ
ربیع الثانی کو بعد واقعہ حرہ کے واقع ہوا جیسا کہ سمہودی کتاب وفا مین ذکر کرتے
واللہ اعلم بالصواب

فصل اور منجملہ وقائع غریبہ کے کہ حضرت سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس سے
خبر دی ہے ظہور نار حجاز ہے کہ اوس دیار عظمت شعار مین واقع ہوا اور اوس کا ظاہر ہونا
دلالت کرتا ہے اوس زمین کرامت نشان کی عظمت شان پر اور حکمت اوسکے ظاہر ہونے
مین ڈرانا تھا برے لوگون کا اور خاص بلدۂ شریفہ مین ظاہر ہونے کی حکمت یہ تھی کہ یہ زمین
رحمت اور شفاعت کی جگہ ہے ایسے امر کا ظاہر ہونا خالی تخویف اور عبرت سے نہ ہوگا
اور بعد ظاہر ہونے اس حکمت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریاے رحمت نے اوس نار
غضب کو بجھا دیا قرطبی کہتے ہین کہ ابتدای سلخ جمادی الاولی ۶۵۴ سنہ چھ سو چون ہجری تیسری
جمادی الآخرہ تک مدینہ منورہ مین بڑے بڑے زلزلہ آئے کہ بادل کی طرح گرجتے تھے اور سارے
گھر اور دیوارین ہل گئین ایک رات کو چودہ یا اٹھارہ بار واقع ہوا اور تیسری ماہ مذکورہ کو
بعد نماز عشا کے ایک آگ حجاز کی طرف سے ظاہر ہوئی جیسے ایک بڑا شہر کہ جس مین قلعہ ہو
برج دار اور گویا ایک جماعت آدمیون کی اوسکو کھینچتی ہے اور جس پہاڑ تک پونچتی ہے
اوسکو جلا کر راکھ کر دیتی ہے اور رانگے کی طرح پگھلاتی ہے اور بادل کی طرح گرجتی ہے
اور دریا کی طرح جوش مارتی ہے اور گویا اوس مین سے نہرین سرخ اور نیلی نکلتی ہین اور
اور مدینہ منورہ کے قریب پونچتی ہین اور ساتھ اوسکے ایک ٹھنڈی ہوا بھی اوس طرف
سے مدینہ کی طرف آتی ہے قسطلانی کہ اوسی زمانے والون سے ہین کہتے ہین کہ اس آگ کی

روشنی سارے اطراف جنگلون مین پھیل گئی تھی اور حرم نبوی اوس آگ سے ایسا روشن
تھا جیسے دن کو روشن ہوتا ہے اور لوگ راتون کو اوسکی روشنی مین کام کرتے تھے
اور اون دنون مین آفتاب اور ماہتاب کی روشنی بیکار ہوگئی تھی بعضون نے مکہ معظمہ مین
اس آگ کی روشنی دیکھی یمن و بصرہ مین بھی دکھائی دی مصداق حدیث مخبر صادق
صلے اللہ علیہ وسلم کہ ایک آگ حجاز کی جانب سے ایسی نکلے گی کہ اوسکی روشنی سے اونٹون
کی گردنین بصرہ مین دکھائی دین گی آنکھون سے دیکھائی دیا مورخین لکھتے ہین کہ طول
اوس آگ کا چار کوس کا تھا اور عرض چار میل کا اور عمق ڈیڑھ قد آدم سیل کی طرح
چلتی تھی اور دریا کی طرح موج مارتی تھی اور اوسکی گرمی سے جتنے پتھر گل گئے تھے وہ
سب مانع سد راہ ہوگئے تھے کہ مدت دراز تک اوس وادی سے اعرابی لوگ اور مویشی
گذر نسکتے تھے اس مین یہ حکمت تھی اکثر اوس طرف سے بعضے مفسدین آکر اہل مدینہ کو تشویش
دیتے تھے اس سد عظیم کا پیدا ہونا اونکے آنے کو مانع ہوا **بیت** تو مپندار کہ در کار خداوند
خطاست ✲ زانکہ او ہرچہ کند عین صلاحست و صواب حاصل کلام یہ ہے کہ عجائب اس آگ
کے بیان مین نہین آسکتے جمال مطری نقل کرتے ہین کہ اوس آگ کے عجائب احوال سے
یہ ہے کہ پتھر کو کھالیتی تھی لیکن درختون مین کچھ اوسکا اثر نہ ہوتا تھا اور کہتے ہین کہ امیر
عزالدین منیف کے ایک آزاد غلام سے مین نے سُنا کہتا تھا کہ امیر مذکور نے مجھکو اور ایک
اور شخص کو میرے ساتھ کرکے اوس آگ کی خبر کو بھیجا ہم دونون سوار اوس آگ کے قریب
پونہچے کچھ ہمکو حرارت اوسکی محسوس نہ ہوئی ساتھ اسکے کہ پہاڑون کو کھاتی چلی جاتی تھی
مین نے ایک تیر اپنی ترکش سے نکال کر اپنا ہاتھ اوس طرف دراز کیا سب تیر کے پر جل گئے
اور تیر کی لکڑی باقی رہ گئی اس جگہ پر مطری کہتے ہین کہ اس بات کے سننے سے میرے ذہن
مین ایک معنی اور پیدا ہوئے وہ یہ کہ گویا نہ کھانا اوسکا درختون کو آثار تحریم نبوی سے
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیع مخلوقات کو مدینہ منورہ کے حرم کی تعظیم اور رعایت
ادب کا حکم فرمایا ہے لیکن قسطلانی کہتے ہین کہ اُس کی شدت حرارت سے کسی کو نزدیک

---

۵۱ جمال مطری مورخین مدینہ سے ہین ۱۲ ۵۲ امیر عزالدین منیف مدینہ تھے ۱۲

جانے کی مجال نہ تھی دو تیر کے فاصلے تک اوسکی حرارت کی موجین اور ہیبت کی فوجین پونہچتی تھین
اور بھی وہی کہتے ہین کہ مینے ایک شخص نہایت معتبر سے سُنا ہے کہ وادی مین ایک بڑا سا پتھر پڑا
تھا ادھا اوسکا حرم کے اندر داخل تھا اور آدھا باہر باہر کے النگ کو آگ کھا گئی اور لصف
داخل تک جو پونہچی تو بجھ گئی اوس روایت مین جو جمال مطری لائے ہین اور کلام قسطلانی
مین ظاہرا منافات معلوم ہوتا ہے سید عَلَیہِ الرحمۃ فرماتے ہین کہ قسطلانی کا کلام زیادہ قبول
کے لایق ہے اسواسطے کہ وہ اُس زمانے والون سے ہین کہ اوس آگ کے احوال کو اپنے
مشاہدے سے معلوم کیا ہے اور ایک کتاب بھی اونھون نے اِس آگ کے احوال مین کمال
تفصیل سے لکھی ہے اور پتھر کا ادھا جلنا اور آدھا حرم کی حرمت سے نہ جلنا بڑے معجزات سیّد
کائنات صلے اللہ علیہ وسلّم سے ہے کہ بعد اتنے زمانے کے ظاہر ہوا اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ
لکھتے ہین کہ راقم عفی اللہ عنہ کہتا ہے جب کہ یہ آگ اللہ تعالے کی آیات اور حضرت صلّی اللہ
عَلَیہِ وسلّم کے معجزات سے ہے تو ہو سکتا ہے کہ اوقات مختلفہ مین اشخاص متعدد پر احوال مختلف
ظاہر ہون یعنے بعضون کو اسقدر گرم معلوم ہوئی اور بعضون کو اوتنی نہ یہ بات چندان غریب
نہین اور اللہ تعالےٰ کی قدرت اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز سے کچھ عجیب نہین واللہ[1]
عَلےٰ کُلِّ شَیٍٔ قَدِیرٌ آگ کی نہ تاثیر کرنے پر متعلقات حرم شریف مین دونون کلام متفق ہین
لکھا ہے کہ قاضی اور امیر مدینۂ منوّرہ سب اہلِ مدینہ کے ساتھ جمع ہوکر خدای تعالی کی درگاہ مین
تضرّع اور زاری مین مشغول ہوئے اور ردّ مظالم اور اقرار حقوق مین کوشش کی اور بردے آزاد
کیئے تاکہ دریاے مغفرت الٰہی جوش مین آوے اور شبِ جمعہ اور شنبہ کو سب مدینے والے لڑکے
بالون سمیت حرم شریف مین شب باش ہوئے اور گرداگرد حجرۂ شریفہ کے برہنہ سر ہوکر حق تضرع
اور عاجزی اور زاری بجالائے حق سُبحانہ وتعالیٰ نے اپنے حبیب کی برکت سے اوس آگ کا
شمال کی طرف مُنھ پھیر دیا اور اِس بلدۂ عظیمہ والون کو اپنی رحمت کا امیدوار کیا اور سیلین
آگ کی جو سارے جنگلو نمین پھیلی تھین وہ بھی اوسی طرف کو پھر گیئن اوس آگ کی ٹھہرنے کی
مدت بقول مورخین تین مہینے تھی اور قسطلانی اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ ابتدا اوس کی دو ذی جمہ

[1] اور اللہ اوپر ہر چیز کے قادر ہے ۱۲

چھٹی جمادی الآخرہ کو ہوئی اور انتہا روز یکشنبہ ستائیسوین رجب کو مجموع اوس مُدّت کا باون روز ہوتے ہین اِن دونون حکایتون مین بھی مخالفت ہے ولیکن لکھا ہے کہ چند روز تک ایسا رہا کہ وہ آگ کبھی بلند ہوتی تھی اور کبھی دھیمی پس ہو سکتا ہے کہ قسطلانی نے غلبے کے دنون کی تعیین کی ہو اور مورخون نے بجھانے اور بے نشان ہو جانے کی مدت کو بھی لے لیا ہو یہ بیان تھا آگ کا کہ دار الابرار مین ظاہر ہوئی اور حضرت سیّد مختار صلے اللہ علیہ وسلّم کی برکت سے کسی طرح کا صدمہ اور کوئی آفت اوس کو نہ پونہچی اور سوا آگ کے اور بھی اسی سال مین عجیب عجیب طرح کے واقعے اطراف عالم مین ہوئے چنانچہ دجلہ بغداد اتنا زور شور پر آیا کہ بہت سے مکانات غرق ہوئے اور بڑی عمارتین گر گئین اور اس آگ کے نکلنے سے دوسرے سال کے شروع مین مدینۃ السلام بغداد مین ایک قیامتِ کبریٰ قائم ہوئی یعنے لشکر تاتار نے خروج کیا اور خلیفہ عباسی المعتصم باللہ کو مع اور مسلمانون کے شہید کیا لکھا ہے کہ ایک مہینے سے زیادہ کافرون کی تلوار مسلمانون پر کھچی رہی اور علوم دین کی کتابین گھوڑون کے نیچے روندائین اور مدرسۂ مستنصریہ مین اینٹون کی جگہ کتابین نیچے اوپر رکھکر گھوڑون کے تھان بنائے اور بغداد آدمیون سے بالکل خالی ہو گیا اور آگ اس طرح کی لگی کہ دار الخلافہ اور اکثر مقامات اور مقبرہ اصافہ مدفن خلفاے بغداد اور بڑے بڑے مکانات بھیکیون کے بالکل جل گئے اور وبا بھی بڑی شدت سے آئی اوسی وقت سے خلافت خلفاے عباسیہ منقطع ہو گئی واللہ الخلق والامر[1] لہ الحکم والیہ ترجعون اور عجائب قدرت خداوندی سے یہ ہے کہ اوسی سال مین اوس آگ کے بجھانے کے بعد بعض سبب سے مسجد نبوی مین آگ لگ گئی تاکہ لوگ جان لین کہ خدا کی حکمت کی کُنہ دریافت کرنا طاقتِ بشری سے باہر ہے اور بندون کو سوا تسلیم کے چارہ نہین ہے **مصرع** کند ہرچہ خواہد برو حکم نیست لایُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَہُمْ یُسْئَلُونَ[2] اور بھی چونکہ وہ آگ غیب کی تھی عالمِ قدرت سے

---

[1] خدا کے واسطے ہے پیدا کرنا اور فرمان روائی اوسی کے واسطے ہے حکم اور تم طرف اوسکے پھیرے جاؤگے ۱۲

[2] نہین سوال کیا جاتا اوس چیز سے کہ کرتا ہے اور وہ سوال کئے جاتے ہین ۱۲

اور پردۂ اسباب عادی کے باہر سے اوس سے مدینۂ منورہ کا پچ جانا کمال اوسطے شرف اوز
امتیاز کو ظاہر کرتا ہے لیکن اسباب عادی چونکہ موضوع اسواسطے ہین کہ مشبابات اوپر مرتب ہون
تو ظہور اوسکا آثار کا چندان غریب نہین ہے جیسے غیر عادی سے غریب ہے اور اسی واسطے اگر کوئی
آدمی انکار کسی نبی کی نبوت کا یا کسی ولی کی ولایت کا کرے اور بدن اوسکا اوسی نبی کے معجزے
سے یا اوسی ولی کی ولایت سے زندہ ہوا ہو تو کچھ درجۂ نبوت اور مرتبۂ ولایت کے ثابت ہونے
مین قدح نہ کریگا مگر اگر کوئی پتھر یا حیوان اوس انکار سے ناطق ہو تو البتہ قادح ہوگا اسواسطے
کہ یہ پردۂ غیب سے ہے اور دائرۂ اسباب کے باہر ہے ؎

باب تیسرا اس مضمون مین کہ اس زمین مقدس پر پہلے کن لوگون نے اختیار کیا تھا اور جناب سید الاولین
والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے وقت وہان کون لوگ رہتے تھے علمائے سیر
اور تاریخ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب لوگ حضرت
نوح علیہ السلام کی کشتی سے نکلے تو سب اسّی آدمی تھے وہ اطراف بابل مین دس دن بارہ فرسخ
کے پھیلاؤ مین اوترے بعد توالد اور تناسل کے ایک جماعت کثیر پیدا ہوئی پھر اون سب نے
ملکر نمرود بن کنعان بن حام کو اپنا بادشاہ کیا پھر جب اون لوگون مین کفر اور کافری شروع
ہوئی سب کے سب متفرق ہوتے ہر ایک ایک طرف کو چلا گیا اور بہتر زبانین ایجاد ہوگئین پس
اوس جماعت نے کہ سام بن نوح کی اولاد بھی اللہ تعالے کے الہام سے زبان عربی ایجاد کی
اور مدینۂ منورہ کی زمین بابرکت پر رہنا شروع کیا اور سب سے پہلے وہان کھیتی اونھون نے
کی اور کھجور کے درخت لگائے اور وہ فرقہ عمالقہ اور عمالیق کہلاتے تھے اسواسطے کہ وہ عملاق بن
ارفخشد بن سام بن نوح کی اولاد تھی اور بعد ایک مدت کے اونکی املاک اور اموال وغیرہ مین بہت
ازدیاد ہوا اور بہت سی ولایتین اونکے ہاتھ لگین اور درمیان بحرین اور عمان اور حجاز کے
شام اور مصر تک اونکا تصرف ہوا شام کے جابرین اور مصر کے فرعونین اوٗنھین کی ذرّیات
ہین اور ارقم بن ابی ارقم زمین حجاز مین اونکا بادشاہ ہوا اور عمرین اونکی دراز اور عیشین
اونکی فراخ ہوئین یہان تک کہ کہتے ہین کہ چار چار سو برس تک صورت جنازے کی نظر نہ آتی
تھی اور آواز رونے والے کی کوئی نہ سنتا تھا بعد عمالقہ کے اس سرزمین پر یہودی رہنے لگے

علمای تاریخ اس باب مین اختلاف کرتے ہین کہ مدینے مین یہودیون کے اوترنے اور رہنے کا کیا
سبب ہوا رزین رحمۃ اللہ کہ بڑے علمائے حدیث سے ہین ابو المنذر شرقی سے روایت کرتے ہین
کہ مین نے ایک حدیث بنای مدینہ مین سلیمان بن عبداللہ بن حنظلہ غسیل رض سے سُنی اوسی کی مطابق
ایک اور حدیث بھی بواسطہ ایک قرشی کے بانی عبداللہ بن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سے مگر
جبکہ مادہ اتفاق کا صورت اختلاف سے زیادہ تھا مین نے دونون کا مضمون اکٹھا کیا وہ اس
طور پر ہے کہ جب حضرت موسےٰ علیہ السلام حج کو تشریف لائے بہت سے گروہ بنی اسرائیل اونکے
ساتھ تھے پھرتے وقت اونکا گذر مدینے کی طرف سے ہوا چونکہ بلدۂ نبی آخر الزمان کا ذکر توریت
مین سُنا تھا ایک گروہ نے اُن مین سے مشورہ کرکے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت چھوڑ کر
اس سرزمین پر رہنا اختیار کیا ایک جماعت اعراب بھی کہ بلاد حجاز کے گرد رہا کرتے تھے اونکے
ساتھ موافق ہوئے اور اونکا دین قبول کیا اس قول سے پہلے یہودیون کا رہنا ثابت ہوتا ہے
لیکن تاریخ والون کے نزدیک رجحان پہلی خبر کو ہے یعنے یہود سے پہلے عمالقہ رہتے تھے واللہ
اعلم بالصواب اور ابن زبالہ اپنی سند مین عروہ بن الزبیر سے نقل کرتے ہین کہ جب عمالقہ
بلاد مین پھیل گئے اور مکہ اور مدینہ اور حجاز وغیرہا اون کے تصرف مین آگیا تو گناہ اور تکبر سوجھا
حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بعد غرق ہونے فرعون اور فتح بلاد شام و رہائی
کنعانیان ایک لشکر عظیم عمالقہ کے ہلاک کرنے کو بھیجا اور حکم فرمایا کہ عورتون اور لڑکون کو نہ
باقی کا استیصال نام کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد سے جب موسیٰ علیہ السلام کا لشکر غالب آیا تو اُن لوگون
نے بموجب حکم رسالت کے ساری قوم کو بادشاہ سمیت کہ ارقم بن ابی الارقم تھا قتل کر ڈالا اون
مین ایک جوان تھا اولاد ارقم سے نہایت حسین و جمیل اوس کی صورت دیکھکر بمقتضای طبیعت بشری
اوسکے قتل مین توقف کیا اور جناب رسالت سے طالب حکم جدید ہوئے اتفاقاً اونکے حاضر ہونے
سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اِس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی بنی اسرائیل اس لشکر کی
آمد آمد کی خبر پاکر استقبال کو دوڑے اور اوس سے ملاقی ہوکر کیفیت حال پوچھنے لگے لشکر والون
نے کہا کہ سوا اس جوان کے کہ اسکا مارنا حکم جدید پر موقوف رکھا تھا اور سوا عورتون اور لڑکون
کے اوس قوم سے ایک متنفس بھی ہمنے زندہ نہین چھوڑا بنی اسرائیل یہ بات سُنکر نہایت اوس سے بیزار ہوئے

اور کہنے لگے کہ تم نے خلافِ حکم پیغمبر کیا اِس جوان کو بھی کہ اوسی عموم مین داخل تھا کیون نہ قتل کیا
اب تمھاری جگہہ ہم مین نہین ہے تب لشکریون نے آپس مین کہا کہ اس تقدیر پر ہملوگون کو جہان سے
آئے ہین وہان سے بہتر جگہہ اور نہ ملے گی پس یہ سب کے سب مین حجاز مین چلے آئے اور یہین رہ پڑے
یہ وجہ تھی عمالقہ کے ہلاک ہونے کے بعد حجاز مین یہود کے رہنے کی اور بھی ابن زبالہ کہتے ہین
اصح یہ ہے جو طبری نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل زمین حجاز مین بخت نصر کے واقعہ مین آئے جس وقت
مین کہ بلاد شام مین اوسنے قتل کیا اور بیت المقدس کو خراب کیا اور بعضے اربابِ سیر حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب بنی اسرائیل پر بخت نصر نے نہایت ظلم کیا
تو اونھون نے مشورہ کرکر سوا عرب کی طرف چلے آئے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا علما اور احبار
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نعتِ پاک اپنی کتاب مین پڑھتے تھے کہ پیغمبر آخرالزمان ایسے
صفاتِ حمیدہ کے ساتھ کسی قریے مین قریٰ عرب سے کہ جسکو ذات النخل کہتے ہین ظہور فرمائے گا جب
یہ لوگ شام کے شہرون سے باہر ہوئے تو قریٰ عرب سے جس قریہ مین ایک شمہ بھی صفات
قریۂ محمدیہ سے پاتے تھے وہان فروکش ہوتے تھے اسی طرح جب چلتے چلتے یثرب مین پونہچے
یثرب کو سارے صفات مذکورہ کے ساتھ متصف پایا اون مین ایک جماعت تھی اولاد ہارون
علیہ السلام سے اوس نے یثرب مین رہنا قبول کیا اور ایک گروہ اور تھا وہ اسکے گرد وپیش خیبر
وغیرہ مین ٹھہرے اور جب ان لوگون مین کوئی مرنے لگتا تھا تو اپنی اولاد کو وصیت نامہ اِس
مضمون کا لکھکر دیجاتا تھا کہ اگر تم سید الاولین والآخرین کے زمان کرامت نشان کو پاؤ تو
خبردار اونکی اطاعت اور بیعت سے اپنا منھہ نہ پھیرنا ولیکن تقدیر اللہ سے چارہ نہین بعد طلوع
آفتاب عالمتاب نبوت ورسالت کے مشرق بطحیٰ سے انصار نے اوس نعمت کے لینے مین چنانچہ
تفصیل اسکی آگے آتی ہے سبقت کی یہود نا عاقبت محمود کو اس بات سے حسد ہوا اور نکال
اور وبال ابدی مین گرفتار ہوئے یہ عجب تماشائے قدرت ہے پہلے یہود انصار سے نزاع
کے وقت کہا کرتے تھے کہ کل نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہونگے ہم اونکے
ساتھ ہوکر تم سے خوب سمجھین گے اللہ تعالٰی نے یہ قضیہ بالعکس کردیا وہ سعادت انصار
کو ملی جس کے یہود متوقع تھے **مصرع** این کار دولتست کنون تا کرا رسد **بیت**

سعادت بہ بخشایش داور ست ✤ زبر کتف وبازوی زور آور ست ✤ ابن شیبہ جابر رضی اللہ عنہ سے
حدیث روایت کرتے ہین کہ جب حضرتِ موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام حج ادا کر کے
دیارِ شام کو متوجہ ہوے اور گذر اونکا مدینۂ منورہ کی طرف ہوا تو کسی فتنہ پرداز یہود بےبہبود
کے خوف سے اپنا اسباب اقامت اونکے درمیان سے اُٹھا کر جبل اُحد پر جا ٹھہرے اس اثنا مین
مدت حیات حضرت ہارون علیہ السلام کی آخر ہوئی قاصد اجل بادشاہ لم یزل کے پاس سے آپہنچا
حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام نے اوسی پہاڑ پر ایک قبر کھودی اور کہا اے بھائی موت
تیری قریب آچکی اب تو اوس عالم کی طرف متوجہ ہو حضرت ہارون علی نبینا و علیہ السلام اپنی
حالتِ زندگی مین قبر شریف کے اندر جا لیٹے وہین روح مبارک حضرت کی قبض کی گئی حضرت
موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام اونکی قبر شریف کو چھپا کر روانہ ہوگئے واللہ اعلم و اکثر قبائل
یہود کی سکونت باہر مدینے کے مسجد قبا کے نواح مین تھی اور بے دغدغہ عیش سے گذران کرتی تھی
کہ باقتضاے حکمت قادر ذوالجلال اوس اور خزرج نے اون یہودیون نے چھاپا مارا اور اونکا کام
تمام کیا مفصل قصہ انصار کے چھاپا مارنے کا یہود پر بعد حذف روایات سقیمہ اور قطع نظر بیان
اختلافات سے خلاصہ یہ ہے کہ ایک قوم اولاد یعرب بن قحطان سے جو بقول اکثر مورخین
بیٹا سالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کا تھا ولایت یمن مین ارض سبا مین جسے اللہ تعالیٰ
نے قرآن مجید مین بلدۂ طیبہ کر موسوم فرمایا ہے عیش اور خوشی سے گذرانتے تھے اور مارب
سے زمین شام تک جیسا کہ کلام مجید سے ظاہر ہوتا ہے سب موضع اور قصبے باغات اور
عمارات پر مشتمل متصل چلے گئے تھے اور ایسی آبادانی تھی کہ اوس راہ مین مسافرون
کو اسباب سفر جمع کرنے اور زاد راہ ساتھ لینے کی حاجت نہوتی تھی اور میوجات کی کثرت اس
درجے پر تھی کہ اوس دیار کے ضعیف لوگ اپنے گھرون سے ٹوکریان اپنے سرون پر رکھکر ہاتھون
سے رسیان بٹتے ہوے درختون کے نیچے سے گذرتے اور ٹوکریان بغیر اون کے ہلانے درختون
کے میوجات سے بھر جاتین ایسی زمین اس کیفیت کے ساتھ جو تم نے سُنی دو مہینے کی راہ تک

ف مترجم کہتا ہے عفاء اللہ کہ علماء مدینہ کے نزدیک اس روایت مین بہت ضعف ہے وہ کہتے ہین کہ جبکی جبل اُحد پر قبر ہے وہ کوئی
اور ہارون ہین نہ ہارون نبی علیہ السلام ۱۲ مہ قبائل انصار یعنی اوس خزرج کی اولاد سے ہین ۱۲

طول و عرض مین آباد تھی اور آدمی وہان کے کلمۂ واحد پر متفق امن و امان سے رہتے تھے
مگر چونکہ کافر نعمتی آدمی کے خمیر طینت مین داخل ہے اس نعمت کی قدر نہ پہچان کر خدا سے
درخواست کی کہ آبادانی اور عمارت اس ولایت کی کم ہو جاے تاکہ اونٹون اور گھوڑون
پر سوار ہو کر انِ منازل کو قطع کیا کرین اور اسباب سفر اور زادِ راہ اوٹھاکے لے چلا کرین
اس مین لطف زیادہ ہے قادر مختار جلّ جلالہٗ نے اون کی دُعا کی قبولیت مین بہت جلدی فرماکر
لشکر قہر اون کی بلاد کی طرف بھیجکر اون انتظام امور عیش و آرام کو برہم کر دیا لَئِن کَفَرْتُم
اِنَّ عَذَابِی لَشَدِیْدٌ سیل عرم کو کہ اوس کے تفسیر بعضے علما مطر شدید کے ساتھ کرتے ہین اور بعضے
سیل فنا زیر بلغ یار کے ساتھ اونکے دیار کی طرف روانہ کی اور وہ سد جو طول مین فرسخ در فرسخ
تھی کہ بعضون کے نزدیک اوسکا بانی لقمان اکبرِ عادی جسنے ساری ولایت یمن کی سیلین روکنی کو
باندھی تھی اور بعضون کے نزدیک سبا بن یشجب ہے اور سیل کے روز سے ٹوٹ گئی اور یہ حال ہوا
کہ جس پتھر کو پچاس پچاس آدمی قوت دار اولٹ نہ سکتے تھے ایک بلغ اوس سد سے اوکھاڑ
دیتی تھی نعوذ باللّٰہ من عذاب اللّٰہ اور اولاد کہلان بن سبا اکابر و روسائی یمن سے تھے اور اون
مین سے عمرو بن عامر مار السماء رئیس اعظم تھا اوس کی طریفہ حمیریہ نام کاہنہ تھی اوس نے اپنی
کہانت سے بعضے علامات اور آثار سد ٹوٹنے کے دریافت کر کر پہلے سے خبر دی عمرو نے سنتے ہی
اوس دیار سے نکل جانے کا عزم بالجزم ٹھہرایا لیکن بغیر ظاہر کرنے کسی سبب کے نکلجانا معیوب
سمجھکر اوس نے ایک حیلہ ٹھہرایا کہ بہانا چلاے وطن کا ہو جاے ایک یتیم کو کہ برسون اوس نے
اوسے پرورش کیا تھا خلوت مین بلاکر کہا جب ہماری قوم کے رئیس حاضر ہون تو اوسوقت تو مجھ
سے کسی بات پر جھگڑا کرنا اگر مجھ سے تیری نسبت کوئی کلمہ اہانت نکلجاے تو تو اوس سے زیادہ
میرے ساتھ پیش آنا کہ مجھکو جلاے وطن کرنے مین عذر صریح ہاتھ لگ جاے اور بے سبب چلے
جانے سے لوگون کو تعجب لاحق نہو بعد اوسکے ایک دن سب روسائی قبیلہ کی دعوت کی اور
سب کے سامنے عمرو نے اوس یتیم کو کوئی لفظ سخت کہا اوس یتیم نے اولٹ کر اوس سے زیادہ
سخت کہا بلکہ ایک طمانچہ بھی مارا عمرو مجلس سے اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اب مین

لہ اگر کفر کرو گے تم تحقیق عذاب میرا البتہ سخت ہے ۱۲

اس دیار مین ہرگز نہین رہنے کا جب یتیم دست پرورده کا حال یہ ہو تو غیرون سے ہم کو کیا
امید رہے ساری املاک اور اسباب جو اوٹھانے کے لائق نہ تھا بیچ ڈالا آپس والون نے
حسد کی جہت سے اوسکے نکل جانے کو غنیمت جان کر سب اسباب جھٹ پٹ خرید لیا عمرو بیچ باچ
کر اپنے تیره[1] بیٹون کو کہ سب طریفۂ حمیریہ کے بطن سے تھے اور ایک گروه کو اولاد کہلان بن
سبا سے ساتھ لیکر وہان سے باہر نکلا اور عذاب غرق وہلاک سیل عرم سے بچ گیا اور قحطنی
وہان ره گئے سب ہلاک ہوئے یقین ہے کہ سبب اوسکی نجات کا یہی ہوا ہوگا اوس سے
انصار سید الابرار صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہونے والے تھے اِن تنصروا اللہ ینصرکم القصہ عمرو
بن عامر نے باہر نکل کر اپنے بیٹون کے سامنے اکثر بلاد کی مدح وثنا بیان کی اون مین سے
ہر ایک نے موافق اپنے میلان طبیعت کے ایک ایک شہر اختیار کیا چنانچہ بڑے بیٹے نے کہ
ثعلبہ بن عمرو جد اعلے اَوس وخزرج ہے ممالک حجاز اختیار کیا اور اوس مین قیام پذیر ہوا
بعد چندے جب اولاد واتباع اوس کے بکثرت ہوئے تو یثرب مین آکر قوم یہود مین بود
باش اختیار کی اور اونکے ساتھ میل جول پیدا کیا اور آپس مین قسما قسمی ہوئی کہ ایک
دوسرے کی ایذا کا خواہان نہوگا اس طور پر رہنے سہنے لگے اس مین اَوس وخزرج
کو بھی اللہ تعالے نے ثروت عنایت فرمائی وه باعث حسد وحقد یہود بے بہبود ہوا قریظہ ونضیر
آخر کو عداوت پر مستعد ہوئے اور قسم توڑنے مین کچھ حیا نہ کی اور حد وحساب اونپر ظلم کئے جب
اَوس وخزرج اون کے ہاتھون پر تنگ آئے تو ابو جبیلہ[2] کو ظلم یہود سے اطلاع دی اوسنے
ایک لشکر عظیم لاکر اوس وخزرج کا انتقام یہود سے لیا اور سارا مال واسباب یہود کا
اون کے حوالے کیا پھر نئے سرے سے اوس وخزرج مدینے کے اسافل اور عوالی یعنے طرف
شمال اور جنوب مین مستقل ہوکر اور صدمۂ نزاع یہود سے فراغ بال حاصل کرکے آپس
مین باقتضاے علاقۂ برادری ایک مدت تک اتفاق اور میل جول سے گذرانتے رہے آخر
کو اَوس وخزرج مین بھی آپس مین نزاع واقع ہوئی اور موافقت مبدل بجدال ہوگئی

[1] اگر مدد کروگے تم دین خدا کی مدد کرے گا تم کو ۱۲ [2] ابو جبیلہ اوس وخزرج کی قوم سے تھا اور شام کی طرف
جاکر بادشاہ شام ہوگیا ۱۲

اور یہ آگ ایک سو بیس برس تک نہ بجھی اور کوئی صورت موافقت کی نہ نکلی کہ اللہ تعالیٰ و تقدس
نے سلطان انس و جان سید کون و مکان شفیع عاصیان صلی اللہ علیہ وسلم کو اون کے درمیان
اپنے فضل و کرم سے بھیجا وہ سب مسلمان ہو کر حضور کی برکت صحبت سے آپس مین ایسے موافق
ہوئے کہ ہر ایک دوسرے کو اپنی جان سمجھنے لگا اور اپنے کو اوسکا قالب چنانچہ آیہ کریمہ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ الآیہ
اون کی محبت سے خبر دیتی ہے اور یہ بدل جانا محبت کا محبت خالصہ سے ایک خاصہ ہے
خواص زمان اعجاز نشان سید زمین و زمان صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ کیفیت
ہے انصار کے رہنے کی اس دار الابرار مین جیسا معروف اور مشہور رہے اور اخبار غریبہ
سے یہ ہے کہ بعضے مورخین نے نقل کیا ہے کہ جب تبع بلاد مشرقی لینے کو نکلا اور اوسکا
گذر مدینہ منورہ کی طرف سے ہوا تو ایک بیٹے کو مدینے مین اپنی جگہ بٹھا کر آپ شام اور
عراق کی طرف متوجہ ہوا بیان کیا ہوا کہ اہل مدینہ نے اوسکے بیٹے کو بدعہدی کرکے مار ڈالا
تبع یہ واقعہ سنکر نہایت غیظ و غضب مین آکر اپنے بیٹے کے انتقام لینے کو پھر مدینہ پر
آیا اور جہان تک اوس سے ہو سکا قتل عام کیا اتفاق سے اوسکا گھوڑا لڑائی مین مارا
گیا تو اوس نے قسم کھائی کہ جب تک اس شہر کو خراب نہ کرلے قدم آگے نہ بڑھاوے
بعضے علماے یہود نے اوس کے پاس آکر کہا کہ یہ شہر خدا کے حفظ اور حمایت مین ہے اسکو کوئی
خراب نہین کرسکتا ہمنے اپنی کتابون مین اوس کی تعریف پڑھی ہے اور نام اسکا طیبہ ہے اور
یہ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کی جگہ ہے تم اسکے خراب کرنے کا خیال اپنے
دماغ سے نکال ڈالو اور اپنی بات سے پھر جاؤ تبع یہ سنکر اوس خیال محال سے درگذرا اور
ایک جماعت احبار کے ساتھ یمن کی طرف متوجہ ہوا اور احبار کی زبانی آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے صفات حسن سنکر اپنے دل مین آپ کی طرف سے انس پیدا کیا محمد بن اسحاق کہتے ہین
کہ تبع نے حضرت نبی آخر الزمان کے واسطے ایک گھر بنوالا اور چار سو علماے تورات کہ اوسکے ساتھ تھے

لہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے یاد کرو نعمت اللہ کی اوپر اپنے جس وقت تھے تم دشمن پس الفت
ڈالی درمیان دلون تمہارے کے ۱۲

اور اونکی رفاقت چھوڑ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق زیارت مین مدینے کا رہنا اختیار کیا
تبع نے ہرایک کے واسطے ایک ایک گھر بنوا دیا اور ایک ایک لونڈی اور بہت بہت سال مال دیا
اور ایک ایک خط لکھکر اونکے حوالے کیا اوس خط مین اپنے اسلام کی گواہی لکھی اوس مین یہ دو
بیتین بھی تھین **ابیات** شہدتُ علےٰ احمدَ انہٗ ٭ رسولٌ من اللہِ باری النَسَم ٭ فلو مُدَّ عمری
الی عمرہٖ ٭ لکنتُ وزیراً لہٗ وابنَ عَم ٭ خط پر مہر لگا کر اوس جماعت مین سب سے بڑا تھا اوسکو
سپرد کیا اور وصیت کی کہ اگر وہ شخص نبی آخر الزمان کو پاوے اس خط کو خدمت عالی پہونچاوے
اور نہین تو اپنی اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو حوالے کرے اور ایک گھر حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے واسطے تیار کیا کہ جس وقت آپ یہان تشریف لاوین اوس گھر مین اوترین اور
ایک عالم کو جنکی اولاد سے حضرت ابو ایوب انصاری ہین اوس گھر کا متولی کیا اور مدینے
مین جن لوگون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور نصرت کی وہ سب اونھین علما
کی اولاد تھے کہتے ہین کہ وہ خط حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کے وقت تک
ابو ایوب انصاری کے پاس تھا اونھون نے حضور مین پونھچایا واللہ اعلم

باب چوتھا ذکر سبب ہجرت حضرت سید الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات مین

حضرت سید الکائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات نے جب شدت عداوت قریش ملاحظہ
فرمائی اور یہ بات حضرت نبوتی کو معلوم ہوئی کہ جب تک اللہ تعالیٰ کسی دوسری قوم کو ہماری
مدد کے واسطے برانگیختہ نہ کرے گا یہ لوگ احکام الٰہی کو قبول نہ کرینگے اور آپ کارسازی الٰہی
کے اسباب مین خواہان و جویان ہوئے اور اسی جہت سے جہان کہین موسم حج وغیرہ مین
قبائل عرب جمع ہوتے آپ وہان تشریف لیجا کر اظہار دین اور تبلیغ رسالت الٰہی فرماتے
کہ شاید اون مین سے کسی کو یہ سعادت ملے اور مدد کرنے کی توفیق پاوے مگر قبائل عرب اس
نعمت کے حاصل کرنے مین توقف کرتے تھے اور متردد ہوتے تھے کہ اس شخص کی قوم اسکا حال
خوب جانتی ہے اور سب سے زیادہ قریب ہین جب اسکی اطاعت نہین کرتے تو دوسرے کو کیا پڑی ہے

لہ گواہی دی مین نے احمد پر اس بات کی کہ وہ بھیجا ہوا ہے خالق الخلق کا پس اگر میری عمر پونہچے اون کے وقت
تک تو ہو جاؤنگا مین اوس کا وزیر اور اوسکے چچا کا بیٹا ۱۲

اس اثنا مین قبیلۂ بنی عبد الاشهل قریش کے ساتھ عهد باندھنے کو مدینے سے مکّے کو آئے حضرت
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے موافق اپنے معمول کے اُن کو اسلام کی طرف بلایا ایک جوان اُنمین
سے کہ نام اوسکا ایاس بن معاذ تھا بولا کہ اے قوم اس مرد کے ہاتھ پر بیعت کرو قسم خدا کی یہ
عهد بهتر ہے اوس عهد سے جو قریش کے ساتھ باندھنا چاہتے ہو اور یہ کام اہم ہے اوس کام سے
جسکے لیئے تم دوسرے شخص نے کہ اوس قوم کا رئیس تھا درمیان مین کھڑا ہوکر لوگون کو قبول کرنی
دعوت پیغمبرؐ سے منع کیا سب لوگ اِسکے ڈر سے چُپ ہو رہے اور اسلام کی بیعت نہ کی لیکن معاہدہ
قریش کے ساتھ بھی نہ کیا اوسی طرح اپنے دیار کو پھر گئے ایاس بن معاذ نے اِس جہانِ فانی سے
رحلت کی بعضے کہتے ہین کہ وہ مسلمان مرے واللہ اعلم بعد اسکے حضرت مسبب الاسباب نے موافق
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے کارسازی فرمائی کہ جماعت اوس وخزرج موسم حج مین
مکہ معظمہ کو آئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ خدا کے حکم سے عرب کے مجمعون پر اپنے تئین
ظاہر فرماتے تھے اِس جماعت کی طرف سے گذر ہوا اونکو دیکھکر فرمایا کہ نہ آخر تم لوگ موالی یہود
مدینے سے ہو کہا اُن لوگون نے ہان کیون نہین فرمایا بیٹھ جاؤ ہمکو تم سے کچھ کہنا ہے وہ بیٹھ
گئے فرمایا پروردگار عالم نے مجھکو خلق کی طرف رسول کرکے بھیجا ہے اور مجھپر ایک کتاب نازل فرمائی
ہے اور میری قوم مجھکو خدا کے احکام پونہچانے سے مانع ہے اگر تم لوگ ایمان لاؤ اور دین
اسلام کی تائید کرو تو سعادت ابدی کو پونہچو اونھون نے یہ کلام سعادت انجام سُنکر ایک نے
دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ وہی پیغمبر آخر الزمان ہے کہ یہود اوسکے ساتھ ڈرایا کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ آجکل مین آفتاب رسالت چمکا چاہتا ہے اور ہم اُسکے سایۂ حمایت مین آکر تمکو ایسا
مارینگے جیسا عاد نے ارم کو مارا تھا جلدی اسپر ایمان لاؤ کہ سعادت دنیا و آخرت نصیب ہو
پس اوس وخزرج نے بیعت اسلام کی اور مددگاری سیّد انام کا عهد کرکے اپنے بلاد کو پھر گئے
اِس بیعت کو بیعت عقبہ کہتے ہین کیونکہ یہ پہلی بیعت عقبہ کے پاس کہ جبل منا کے نیچے ہے واقع
ہوئی اَب اوس جگہ ایک مسجد بنی ہے کہ وہان حاضر ہوکر اوس قصّۂ عظیم الشان کو تصور کرنا ایک نور
و ایمان تازہ مشتاقین کے دلو نمین پیدا کرتا ہے اور قول صحیح پر یہ ہے کہ اصحاب عقبۂ اولی چھ آدمی
ہین اور اسعد بن زرارہ اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اونھین مین سے ہین اور بعد اوسکے کہ یہ جماعت

مدینۂ منورہ مین پونہچی حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ذکر گھر گھر پھیل گیا کوئی گھر کوئی مجالس انصار کی ایسی نرہی کہ اس فکر سے منورہ و معطر نہو گئی ہو دوسری موسم مین اور بارہ آدمی کہ عبادہ بن الصامت اور عویم بن ساعدہ اونمین سے ہین اونھین چھ مذکورکے ساتھ نزدیک اوسی عقبہ کے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئے اور اوس زمانے تک اسلام کے فرضون مین سے سوا ے توحید و نماز کے کوئی چیز واجب نہوئی تھی اور بموجب اون کی التماس کے آپ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو قرآن و فقہ دین کی تعلیم و جماعت قائم کرنے کو اونکے ہمراہ کر دیا تھا حضرت مصعب نے مدینے مین پونہچکر اون بارہ آدمی کے ساتھ اور ایک قول پر چالیس آدمی کے ساتھ اسعد بن زرارہ کی اعانت و امداد سے جمعہ قائم کیا یہ اوّل جمعہ تھا جو مدینۂ منورہ مین قائم ہوا بعد اُسکے دعوتِ اسلام اور احکامِ شریعت فاش کرنے مین مشغول ہوئے یہان تک کہ ایک دن ایک باغ مین بنی عبد الاشہل کے حضرت مصعب ایک جماعت کو قرآن سُناتے اور احادیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ذکر کرتے تھے کہ خبر سعد[1] بن معاذ کو پونہچی وہ نیزہ ہاتھ مین لیکر باغ کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے اور وعدہ اور وعید جو رئیسون کا رسم ہے ادا کرکے کہا کہ یہ مسافر مطرود کہ بیوقون کو بیراہ کرتا ہے ہمارے دروازے پر کیون آوے اور وہ باتین جو کسی نے نہ کبھی نہین سُنین کیون کہے اگر بعد اِسکے یہان آوے گا تو اپنی سزا پاوے گا اِس کہنے کے ساتھی وہ جماعت منتظمہ برہم ہو گئی دوسرے دن پھر حضرت مصعب بن عمیر حضرت سعد بن زرارہ کے ساتھ اُس جگہ کے قریب دعوت اسلام و تلاوت قرآن کے واسطے پھر آئے پھر خبر سعد بن معاذ کو پونہچی سعد بن معاذ آج بھی اگرچہ ہنکر آئے لیکن اوسی گرمی کے ساتھ اسعد بن زرارہ کچھ اونکو نرم پاکر پاس آکر کہنے لگے کہ اے میرے خالہ کے بیٹے پہلے تو سُن کہ یہ مرد کیا کہتا ہے اگر کوئی بُری بات کہتا ہو اور لوگون کو گمراہ کرتا ہو تو تو اوس سے بہتر لا اور سیدھی راہ تو دکھا اور اگر اچھی بات کہتا ہے تو اوسکو بُرا نہ کہ اور اوس کے یہان ہونے کو غنیمت جان کہا کیا کہتا ہے کہے مصعب بن عمیر نے یہ سورۃ پڑھی بسم اللہ الرحمن الرحیم حٰمٓ[2] وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ه وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا

[1] سعد بن معاذ سردار قوم اور سعد بن زرارہ اوسکی خالہ کے بیٹے ہین ۔ [2] قسم ہے اس کتاب واضح کے ہمنے رکھا اوسکو قرآن عربی زبان کا شاید تم بوجھو اور یہ بڑی کتاب مین ہم پاس ہے اونچا محکم کیا پھیر دینگے ہم تمہاری طرف سے یہ نصیحت موڑ کر اسی کہ تم ہو

يُعلى حالہ ٥ اَفَنَضرِبُ عَنكُمُ الذِّكرَ صَفحًا اِن كُنتُم قَومًا مُسرِفِينَ ٥ وَكَم اَرسَلنَا مِن نَّبِيٍّ فِى الاَوَّلِينَ ٥ وَمَا يَاتِيهِم مِّن نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوا بِهٖ يَستَهزِءُونَ ٥ فَاَهلَكنَا اَشَدَّ مِنهُم بَطشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الاَوَّلِينَ ٥ سعد بن معاذ یہ کلمات عظیم البرکات سُنتے ہی بیتاب ہوگئے اگرچہ فی الحال شہادت ظاہر نہ کی لیکن دل نور ایمان سے منوّر ہوگیا وہان سے اپنی قوم کی طرف آئے اور سب نے عبد بنی عبد الاشہل کو بلاکر اسلام ظاہر کیا اور اُن سبکو دین اسلام کی طرف دعوت کرکے کہا کہ جس کسیکو تم مین سے اسبات مین شک ہو بسم اللہ کوئی چیز اُس سے بہتر لاوے ہم دیکھین کیا لاتا ہے واللہ یہ ایک ایسا امر ہے کہ جانین اُسپر فدا ہون اور سر اوسکی راہ مین جائین اور کہا اے اولاد عبد الاشہل تم مجھے قوم مین کیا سمجھتے ہو اور کس درجہ کا عاقل جانتے ہو سب نے کہا اَنتَ سَيِّدُنَا وَاَفضَلُنَا اونھون نے کہا تو مجھ تمھاری قوم کے مرد و عورت سے بات کرنا حرام ہے جبتک تم لوگ خدا اور رسول پر ایمان نہ لاؤ بعد اسکے بفضل اللہ خوب اسلام ظاہر ہوا اور کوئی گھر انصار کا باقی نرہا کہ نور اسلام سے مشرف نہوا ہو بڑے بڑے اشراف سب ایمان لائے اور بتون کو توڑ ڈالا اور اسلام و توحید پر قائم ہوئے والحمد علی ذلک

فصل مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ احکام شرعیہ تعلیم فرماکر موسم حج مین ایک بڑی جماعت انصار کے ساتھ کہ حضرت کی زیارت اور شرف بیعت حاصل کرنیکے شوق مین تھے حجاج مشرکین کے قافلے مین مکہ معظمہ مین پہونچے اور جناب سید کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور حضرت کے ساتھ اکٹھا ہونے کا ایام تشریق کی راتون کے بیچ کی رات مین وعدہ دیا جب وعدہ کی رات آئی تو بعد گذرنے دو تہائی رات کے تہتر آدمی مشرکون کے بیچ سے چپکے نکل آکر عقبہ کے پاس والے پہاڑ کی گھاٹی مین سب کے سب جمع ہوکر طلوع آفتاب عالمتاب جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر بیٹھے اِس مین جناب سید المرسلین الاولین والآخرین حبیب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کے ساتھ لیکر تشریف لائے عباس کہ اوسوقت تک شرف اسلام سے مشرف نہوئے تھے کہنے لگے کہ اے قوم جانتے ہو کہ محمد ہمارے درمیان مین کتنی عزت اور شرف رکھتے ہین ہر چند ہمنے اونکو منع کیا ہماری بات نہین سُنتے اور تم لوگون کے جمع کرنے سے باز نہین آتے

بقیہ صفحہ ۱۳٥ گوگ جو پڑھنے ہیں اور سمجھ مین ہو چنا پہلون میں اور نہین آتا لوگون کو کوئی پیغام لانیوالا جسکے ٹھٹھا نہین کرتے پھر کھپایا ہمنے اونسے سخت زور والونکو اور چلی آتی ہے حقیقت پہلون کی ۱۲ [illegible] حجاج بھی مشرکین ہم قوم انصار تھے ۱۲ [illegible] تو ہمارا سردار ہے اور ہم سب سے افضل ہے ۱۲

اَبْ اگر تم کو عہد کے وفا کرنے کا ارادہ مصمم ہے تو بہتر اور نہین تو ابھی کہدو کہ پھر پشیمان نہو جاؤ
اور ہم کو تہمارا اپنا دشمن نہ بناؤ اور دشمنی پر مت لاؤ وہ بولے کہ ہمنے سُنا اور جانا ای عباس جو
کچھ تم کہتے ہو یا رسُول اللہ اَبْ آپ کیا فرماتے ہین جو عہد کہ اپنے باب مین اور اپنے پروردگار کے
باب مین ہے سے آپ کو لینا منظور ہو لیجیے بسم اللہ حضرت سید الکائنات عَلَیہِ اَفضل الصَّلوات نے چند آیتین قرآن
مجید کی پڑھین اور دین اسلام کی طرف رغبت دلائی اور فرمایا خدا کا عہد یہ ہے کہ اوس کی عبادت کرو
اور اوس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور میرا عہد یہ ہے کہ خدا کے احکام پونہچانے مین میری اعانت
و نصرت کرو اور جو شخص اس کلام سے مانع آوے اوس پر جہاد کرنے سے باز نہ ہو اونھون نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ آپ جانتے ہین کہ باپ دادے کے وقت سے ہمارا کام لڑائی اور قتال ہے لیکن
ہمارے اور یہود کے درمیان مین قسما قسمی اور معاہدہ ہے اَبْ ہم اوس سبکو قطع کرتے ہین ایسا نہو کہ
آپ پھر اپنی قوم کی طرف رجوع کرین اور ہم کو اکیلا چھوڑ دین سرورِ انبیا صلے اللہ عَلَیہِ وسلّم نے
تبسّم فرما کر فرمایا کہ ایسا نہو گا مین تم سے اور تم مجھسے ایسے ہو گئے کہ جان ساتھ جان کے اور بدن
ساتھ بدن کے زندگی میری تمھارے ساتھ ہو گی اور موت بھی میری تمھارے ساتھ اونھون نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ہم آپ کی محبت مین مارے جائین اور جان اور مال اپنا سب آپ پر
فدا کرین تو اوس کی جزا کیا ہے فرمایا جَنّٰتٌ تَجرِی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ[1] اُونھون نے کہا رَبِحَ
الْبَیْعُ[2] اُبسُطْ یَدَکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ فَقَدْ بَایَعْنَاکَ اِس بیعت کو بیعت کبراے کہتے ہین اور
بعضے ارباب سیر اس کا نام عقبۂ ثانیہ رکھتے ہین مگر سیاقِ کلام سید عَلَیہِ الرحمۃ کا جیسا مذکور
ہو چکا ہے مقتضی اس بات کا کہ اِس عقبہ کا نام عقبۂ ثالثہ رکھنا چاہیے واللہ اعلم جب انصار جانی
مقدار یکی بیعت کر چکے تو آیۂ کریمہ اِنَّ اللہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّۃ[3]
نازل ہوئی بعد اسکے آپ نے اون تہتر آدمیون نے بارہ فرقے کے اور فرقے کا ایک ایک محافظ
اور نقیب ٹھہرایا کہ اون کے اعمال کی محافظت کرتا رہے تو اون کے امور دینوی اور دینی

[1] باغ ہین جنکے نیچے بہتی ندیان۔ [2] نفع ہو بیع مین قسم اللہ یا رسول اللہ اَبْ ہاتھ بڑھایئے پس تحقیق ہمنے آپ کے ساتھ
بیعت کی ۱۲ [3] یعنے تحقیق اللہ تعالے نے مول لیا مومنون سے اُون کی جانون اور مالون کو بدلے مین جنت
کے ۱۲-۱۲-۱۲

سب درست ہو جائین اور یہ بارہ نقیب رؤساے انصار ہین اون صفات اور احوال کتب
اسمار الرجال مین مذکور ہین اس درمیان مین ایک انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
اگر آپ فرمائے تو ہم سب مشرکین کو کہ آج منا مین جمع ہین مار ڈالین اور کوئی اون مین
سے باقی نہ رہے فرمایا لم اومر بذلک بعد اس کے وہ سب اپنے اپنے خیمہ گاہ مین جا کر ٹھہرے
پھر جب رخصت ہونے کا وقت آیا تو گروہ انصار نے حضور مین عرض کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم اگر ہمارے ساتھ تشریف لے چلین اور ہمارے ملک کو سرفراز فرمائین تو زہے قسمت ہماری
ہم سب طرح تابعداری کرین گے جو آپ کا حکم ہوگا اوسکے بجالانے مین کسی طرح کا عذر نہ کرینگے
جو فرمایا مجھکو اب تک خدا کا حکم مکے سے نکلنے کا نہین ہوا اور کوئی جگہ ہجرت کے واسطے متعین
نہین ہوئی جسوقت اللہ تعالیٰ جہان جانے کا حکم فرمائے گا وہان جاؤن گا یہ فرمایا اور انصار
کو وداع کیا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وانصارہ واشیاعہ واتباعہ وسلم تسلیما کثیرا

پانچوان باب

بیان ہجرت سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام مین
مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کو کس عنوان سے تشریف لے گئے جب گروہ انصار قول وقرار کرکے
اپنے دیار کو روانہ ہوئے تو حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام باب اختیار ہجرت
وتعیین مقام مین جناب صمدیت کی طرف متوجہ ہوئے حضرت کو پہلے ایک جگہ دکھائی گئی کہ اسکے
صفات دو تین شہرون پر منطبق ہوتے تھے ایک ہجر بلاد بحرین سے دوسرا قنسرین زمین شام
سے تیسرا یثرب زمین حجاز سے بعد اسکے مدینہ کی تعیین خوب کھل کر ظاہر ہوئی لیکن وقت برآمد
ہونے کی تعیین مین ابتک توقف تھا کہ آپ نے وحی آسمانی سے بعضے اصحاب کو مدینے کی
طرف رخصت فرمایا بعد چند روز کے اکثر صحابہ کرام مدینے کی طرف راہی ہوئے مثل عمر بن الخطاب
وزید بن خطاب وحمزہ بن عبد المطلب وعبد الرحمن بن عوف وطلحہ بن عبد اللہ وعثمان بن عفان
وزید بن حارثہ وصہیب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس مکہ معظمہ مین سو صحابہ سے سوائے حضرت ابو بکر صدیق لف اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما
کے کوئی باقی نہ رہا یعنے صحابہ کرام مین سے ورنہ روایات سے ثابت ہے کہ بعد برآمد ہونے

لف یعنے مجھکو اسبات کا حکم نہین دیا گیا ۱۲-۱۲-۱۲

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ سے مشرکین مکہ اون صحابہ کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے مقدوری کے سبب مکے سے نکل نہ سکے طرح طرح کے عذابات مین گرفتار کرتے تھے القصہ مشرکین مکہ دن پر دن عظم شان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھ دیکھ کر حسد و عداوت بڑھاتے جاتے تھے جب صحابہ کرام کی رحلت سے مدینہ کی جانب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لیجانے کا بھی اون کو یقین ہوا اور سمجھے کہ آج کل مین یہ بھی یہان سے برآمد ہوا چاہتے ہیں تو آپ کے باب مین سب کے سب مشورہ کرنے کو اکٹھا ہوے اون سب کا سرگروہ ابو جہل ملعون تھا اور ابلیس لعین بھی آکر انکے شریک ہوا بعضون نے مصلحت اخراج کی دیکھی اور بعضون نے قید کرنے کا مشورہ دیا ابو جہل لعین نے کہا کہ پانچ آدمی پانچ گروہ سے چھانٹ کر تلوارین انکے ہاتھ مین دیکر ایک بارگی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جا گرا چاہیے کہ بنی ہاشم کو قصاص طلب کرنا اور خون لینا اتنے گروہون متفرق سے مشکل ہو جائے یہ اسی حال مین تھے کہ حضرت جبرئیل امین نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پونہچا کر اون اشقیا کی خباثت پر مطلع کیا قولہ تعالے اِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال پر مطلع ہوکر دیار غربت کی طرف متوجہ ہوئے اور قصد ہجرت کیا عبد اللہ بن عباس رضے اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت کا اذن اختیار ہجرت مین اس آیت سے تھا قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا بعد اسکے حضرت علی سلام اللہ علیہ کو فرمایا کہ رات کو ہماری خوابگاہ مین لیٹین تاکہ مشرکین دھوکا کھا کر حقیقت حال پر جلدی مطلع نہون اور اصل باعث امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے چھوڑنے کا یہ تھا کہ کفار قریش کے امانات کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اعتقاد و دیانت و امانت سے سونپا کرتے تھے پھیر دین بعد اسکے حضرت سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضے اللہ عنہ کے پاس آکر قصد ہجرت

---

[۱] اور جب بناؤ کرنے لگے کافر کہ تجھکو بٹھا دین یا مار ڈالین یا نکالدین اور وہ بھی فریب کرتے تھے اور اللہ بھی فریب کرتا تھا اور اللہ کا فریب سب سے بہتر ۱۲ [۲] اور کہہ اے رب بٹھا مجھکو سچا بٹھانا اور نکال مجھکو سچا نکالنا اور بنا دے مجھکو اپنے پاس سے ایک حکومت کی مدد ۱۲

سے اونکو خبردار کیا حضرت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ابو بکر بھی غلامی کرتا چلو
فرمایا ہان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دو اونٹ تھے کہ چار مہینے سے اون کو
خوب دانہ گھاس دے کر طیار کر رکھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے
کہ حضرت ایک کو اونمین سے قبول فرمائین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا
مگر بشرط بیع پس آٹھ سو درہم کو اون سے ایک ناقہ خریدا اور شاید حکمت ناقہ کی خرید
کرنے مین باوجود کمال محبت حضرت صدیق کے یہ تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
خدا کی راہ مین نہ چاہا کہ کسی اور سے سوا خدا کے استعانت کرین چنانچہ خلاصہ آیہ وَلَا
يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا اسی طرف ناظر ہے اور نام اس ناقہ کا بقول صحیح قصویٰ تھا اور
ایک قول پر جدعا بعد اسکے ایک شخص کو بنی دیل سے کہ اوسکا نام عبداللہ بن اریقط
تھا اور سب لوگون مین واقفیت راہ اور حفظ اسرار مین مشہور تھا باجرت ٹھہرا کر ارشاد
فرمایا کہ تین دن کے بعد دونون اونٹون کو جبل ثور پر حاضر کرے اور یہ ابن اریقط بھی دین
کفار مین تھا امام نووی کہتے ہین کہ اسلام اسکا معلوم نہین ہوا واللہ اعلم پھر حضرت
سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ دولت سرا
مین تشریف لائے ہنوز برآمد نہ ہوئے تھے کہ سارے قریش ہجوم کرکے دروازہ دولت سرا
پر آکر کھڑے ہوگئے اور اونھون نے چاہا کہ اوسی وقت وہ سب کے سب شقاوت ابدی
مین گرفتار ہو جائین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چادر مبارک سر مبارک پر ڈال کر برآمد
ہوئے ابو جہل لعین نے مسخر کہا کہ یہ محمد ہین جو کہتے تھے کہ اگر تم لوگ ہمارے دین کے تابع
ہو تو ملک عرب و عجم تمکو مل جاے اور بعد موت کے بہشت برین تمہاری جگہ ہو اور اگر میرے
تابع نہ ہوگے تو دنیا مین میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اور آخرت مین دوزخ تمہارا گھر ہوگا
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہان یہی کہتا ہون اور یہی ہوگا اور تو بھی ایک اونھین
دوزخیون سے ہوگا بعد اسکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک اوپر پھینکی اور اول

۵۱ اور ساجھا نہ رکھے اپنے رب کی بندگی مین کسی کا ۱۲-۱۲-۱۲-

سُورۂ یٰسین سے فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ تک اور آیۂ کریمہ وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا پڑھ کے اونکے سامنے سے نکلکر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر مین تشریف لا کر کھڑکی کی طرف سے برآمد ہو کر جبل ثور کی طرف روانہ ہوئے اوسی درمیان مین ایک شخص نے جماعت کُفّار سے پوچھا کہ یہان تم کیون کھڑے ہو اور کس کا انتظار کرتے ہو وہ بولے کہ ہم منتظر ہین کہ صبح ہو تو محمد کو شہید کرین اوس نے کہا واہ تم یہ محمد نہ تھا جو تمھارے آگے سے نکل گیا یہ سُنکر ابو جہل ملعون اور سارے اوسکے ہمراہی خاک ندامت اپنے سرون پر ڈال کر چلے گئے صبح کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھکر کہنے لگے کہ تیرا صاحب کہان گیا اونھون نے فرمایا کہ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَالِ رَسُوْلِهٖ اور برآمد ہونا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مکہ معظمہ سے بعث عقبہ سے اڑھائی مہینے کے بعد غرہ ربیع الاوّل کو پنجشنبہ کے روز واقع ہوا اور صحیح روایت یہ ہے کہ وہ روز دوشنبہ کا تھا ان دونون روایتون مین اس طرح توفیق دے سکتے ہین کہ مکے سے برآمد ہونا پنجشنبہ کو ہوا اور غار سے نکلنا دوشنبہ کو جیسا ذکر کیا ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اور کسی شخص کو سوا علے مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور اہل بیت اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہجرت فرمانے کی خبر نہ تھی مواہب لدنیہ مین مذکور ہے کہ اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہر روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کھانا پہاڑ پر لیجاتین اور محمد بن ابی بکر کفار کی خبرین پونہچاتے بہت مشہور روایت یہ ہے کہ جناب سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ مین تیرہ برس تشریف رکھی اور دوسری روایت مین پندرہ برس ہین اور تفصیل اون معجزات کی جو مکے سے برآمد ہونے کے وقت سے مدینہ منورہ کے پونہچنے تک ظہور مین آئے مثل اسبات کے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے تانا تنا اور کبوترون نے انڈے دے اور کفار نے اوسی غار مین حضرت کو تلاش کیا اور نہ پایا اور سراقہ کے گھوڑے کا پاؤن زمین مین دھس گیا اور ام معبد کے یہان اپنے تشریف لا کر دُبلی بکری کا جس کا دودھ خشک ہو گیا تھا

۱؎ سوا دنکو نہین سوجھتا ۱۲ ۲؎ اور جب تو پڑھتا ہے قرآن کر دیتے ہین ہم بیچ مین تیرے اور اون لوگون کے جو نہین مانتے پچھلا گھر ایک پردہ ڈھانکا ۱۲ ۳؎ قول صحیح پر تین روز اوس پہاڑ کی غار مین تشریف رکھی ۱۲ ۴؎ اللہ دانا تر ہے اپنے رسول کے حال کا ۱۲ ۵؎ سراقہ نے کفار قریش کے اشارہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا تھا ۱۲

دو دمہ دو ہا اور کفار قریش نے جبل ابو قبیس کی طرف سے غیب کی آوازین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت وسلامت اور صفات کمال پر دلالت کرتی تھین سُنین کتب احادیث اور سیر سے معلوم کر لینا چاہیے چونکہ یہان مقصود اصلی مدینۂ منورہ کا احوال ذکر کرنا ہے اسواسطے بعضے حکایات بلکہ اکثر روایات جو قصۂ ہجرت مین منقول ہین ساقط کرنے کا اتفاق ہوا ابو سلیمان خطابی نقل کرتے ہین کہ جب حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب پونہچے بریدہ اسلمی ستر آدمیون کے ساتھ کہ باشارہ کفار قریش معاذ اللہ حضرت کی گرفتاری کو نکلے تھے اور اوس کی سَو اونٹ کا وعدہ تھا آپ کے سامنے آئے آپ نے فرمایا تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے وہ بولے کہ میرا نام بریدہ ہے آپ نے بطریق تفاؤل اِس نام کے مادے سے کہ برودت ہے اور خبر دیتا ہے سلامت وجمعیت سے حضرت ابو بکر رضی اللہ سے فرمایا قَدْ بَرَدَ اَمْرُنَا وَصَلَحَ پھر فرمایا تو کس قبیلے سے ہے وہ بولے اولاد اسلم سے فرمایا خیر وسلامت ہے پھر فرمایا کون سی اولاد اسلم سے کہا اولاد سہم سے فرمایا پایا تو نے اپنا سہم یعنے اپنا حِصّہ اسلام سے بعد اوسکے بریدہ نے پوچھا کہ تم کون ہو فرمایا کہ مین ہون محمد بن عبد اللہ رسول اللہ بریدہ نام مبارک سنتے ہی ایمان لائے اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور وہ ستر آدمی بھی جو اون کے ساتھ تھے ایمان سے مشرف ہوئے پھر بریدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مدینے مین داخل ہونے کے وقت آپ کے سامنے ایک جھنڈا چاہیے ہے اور اپنا عمامہ سر سے اوتار کر نیزے پر باندھ کر حضرت کے آگے آگے چلے اور پوچھا کہ یا رسول اللہ کس سعادت مند کے گھر کو مشرف فرمایئے گا فرمایا کہ یہ اونٹنی میری ماموری ہے جہان بیٹھ جائے گی دہین اوترون گا **بیت** رشتہ درگردنم افگندہ دوست ❊ می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست ❊ بعضے اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارت شام کو گئے تھے اتفاقاً وہ بھی اِس منزل مین حضرت کے ساتھی ہمدگش ہوئے اور دو جوڑے سپید ایک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور دوسرا ابو بکر صدیق کو بطور ہدیہ کے نذر کیے

۱؎ تحقیق ٹھنڈا ہوا ہمارا کام اور درست ہوا ۱۲

امداد او سطرف سے انصار محبت شعار حضرت کے تشریف لانے کے شب روز منتظر رہتے تھے اور ہر صبح کو مدینے کی بلندیون پر کھڑے ہو کر طلوع آفتاب جمالِ محمدی کا انتظار کیا کرتے جب آفتاب گرم ہو جایا کرتا اپنے اپنے گھرون کو پھر آیا کرتے ایک روز اسی طرح گھرون کو پھر آتے تھے کہ یکایک ایک یہودی اوسی مقام معہود پر کھڑا تھا اوسکی نظر قدوم محمدی پر پڑی اوسنے پہچان کر گروہ انصار سے جو اوسکے نزدیک تھی پکار کر کہا کہ یہ تمہارا مقصود اور مقصد آگیا **غزل**

اینک آن سروِ خرامان میرسد
کز پئے دردِ تو درمان میرسد
در دلِ افسردہ روحی مے دمد
کز برآیت آب حیوان میرسد

اینک آن گلبرگ خندان میرسد
شوق کن ای بلبلِ گلزارِ عشق
مردہ تن را مژدہ جان میرسد
دور شو اے ظلمتِ شامِ فراق

شاد باش ای خستہ ہجرانِ بلا
کانِ گل نوازِ گلستان میرسد
تازہ باش ای تشنہ وادی غم
کافتاب وصل تابان میرسد

یہ خبر سنتے ہی سب مسلمان ہتھیار باندھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال اور تعظیم کو باہر نکلے پہلے آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے حوالی مسجد قبا منازل اولاد عمرو بن عوف مین دوشنبہ کے روز بارھوین تاریخ ربیع الاول کو پہلے سنہ مین نزول فرمایا جاننا چاہیے کہ دوشنبہ بہت برکت کا دن ہے کہ ولادت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابتدای بعثت و نبوت اور ہجرت اور تشریف لانا مدینے مین اور قبض روح مبارک اسی دن مین واقع ہوا جیسا ابنِ جوزی شرف المصطفےٰ مین لکھتے ہین اور بعضے ارباب سیر کے نزدیک تاریخ لکھنے کی ابتدا بھی اسی روز سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہوئی لیکن مشہور یہ ہے کہ تاریخ کا لکھنا زمان خلافت ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے محرم کے مہینے سے باتفاق رائے جناب ولایت مآب حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کے شروع ہوا ایک روایت پر تین روز اور ایک روایت پر چار روز اور ایک روایت پر زیادہ اس سے حضرت نے اسی مقام مین تشریف رکھکر مسجدِ قبا کی بنا ڈالی اور مدت اقامت مین اسی جگہ نماز پڑھا کیے اور وہین پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تین روز کے تفاوت سے کہ مکے معظمہ مین امانات پھیرنے کو رہ گئے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے اور خبر صحیح مین آیا ہے کہ یہان تشریف لانے کے دن حضرت ابوبکر صدیق لوگون کی ملاقات مین مشغول تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل ساکت اور صامت جب آفتاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے چہرہ مبارک کے سامنے آیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر مبارک سے کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرکے کھڑے ہو گئے اور بھی روایت مین آیا ہے کہ اوس دن بعضے آدمیون کو بسبب اژدحام خلایق کے اشتباہ ہوتا تھا کہ پیغمبر خدا شاید ابو بکر صدیق ہین اور قرینہ اوسپر یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ساکت تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگون سے بات چیت کرتے تھے اور دوسرا سبب اشتباہ یہ تھا کہ پوشاک حضرت کی اور اونکی ایک سی تھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات بفراست دریافت کرکے رفع اشتباہ کے واسطے چادر مبارک اپنی اوٹھا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کرکے کھڑے ہو گیے **فصل** بعد اوس مدت کے جو معلوم ہو چکی یعنی تین روز یا چار روز یا زیادہ اوس سے علی اختلاف الروایات جمعہ کے دن بعد بلند ہونے آفتاب کے حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے داخل مدینہ مین تشریف لیجانے کی تیاری کی سارے گروہ انصار پیادہ وسوار مجتمع ہو کر ہتھیار باندھ کر آپکی رکاب مین چلے اولاد عمرو بن عوف کہ قبا مین رہتے تھے گھبرا کر حضور مین حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ ہم لوگون سے شاید کچھ خدمت شریف مین تقصیر ہوئی کہ آپ دوسری جگہ تشریف لئے جاتے ہین فرمایا کہ مجکو قریہ اکالۃ القری یعنی مدینہ منورہ مین جانے اور رہنے کا حکم ہی جب آفتاب رسالت نے مشرق قبا سے طلوع فرمایا تو ہر انصاری نے اسبات پر امید باندھی کہ سلطان کونین و مکان میرے گھر کو مشرف کرے اور ہر شخص اپنے اپنے دروازے پر کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ آپ ہمارے گھر کو مشرف فرمائین تو ہم آپکی بڑی خدمت کرینگے آپ اونکے جواب مین فرماتے تھے کہ یہ ناقہ میری مامور ہے جہان بیٹھ جائیگی وہی میرا قرارگاہ ہے اسی طرح بطن وادی تک کہ مسجد قبا کے قریب ہی جہان قبیلہ بنی سالم رہتا تھا پہونچے کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ نے وہان نماز جمعہ قائم کی اور خطبہ بلیغہ متضمن ترغیب وترہیب خوب فرماکر مسلمانون کے دلون کو نور سے معمور کیا اب وہی جگہ مسجد جمعہ کر مشہور ہے بعد اسکے آپ سوار ہو کر متوجہ طیبہ مطیبہ ہوئے پھر اوسی طرح ہر گروہ انصار ناقہ شریف کی مہار تھام تھام کر اپنے اپنے یہان تشریف رکھنے کے باب مین عرض کرتے تھے آپ ہر ایک کے حق مین دعائے خیر فرماتے ہوئے تشریف لئے جاتے تھے اور منتظر تھے کہ ناقہ کہان بیٹھے آخر اوس جگہ جہان منبر شریف نبوی ہی ناقہ بے اختیار بیٹھ گئی سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نزول وحی کی وقت جو حالت

پیدا ہوا کرتی تھی اوسکے بیٹھنے پر لاحق ہوئی ناقہ شریف بے اختیار وہان سے اوٹھ کھڑی ہوئی اور
چند قدم چل کر پھر وہین آکر بیٹھ گئی ایک روایت مین آیا ہے کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے
دروازہ پر بیٹھی ابو ایوب رضی اللہ عنہ اسباب ناقہ شریف سے اوتار کر آپکی نظر شریف سے گذران
کر اپنے گھر مین لے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ رَحْلِہٖ یعنی آدمی کی جگہ
وہین ہوتی ہے جہان اوسکا اسباب ہے پھر آپ نے انھین کے گھر کو مشرف فرمایا ذٰلِکَ فَضْلُ
اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ بیت مبارک منزلی کان خانہ را ماہے چنین باشد ✤ ہمایون کشوری
کان عرصہ را شاہے چنین باشد ✤ پہلے ہم جہان ذکر انصار تھا بیان کر آئے ہین کہ مکان ابو ایوب
رضی اللہ عنہ کا وہی ہے جو تبع نے حضرت صلی اللہ علیہ کی بعثت اور تشریف لانے کا مدینہ منورہ
مین احبار یہود سے ذکر مبارک سنکر بنایا تھا ابن جوزی کتاب شرف المصطفیٰ مین نقل کرتے ہین
کہ جب ناقہ مبارک حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھی کچھ لڑکیان بنی نجار کی دف
بجاتی اور گاتی نکلین کہ شعر نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِی النَّجَّارِ ✤ یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِّنْ جَارٍ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اے قبائل انصار آیا تم ہمکو دوست رکھتے ہو اونھون نے کہا ہان یا رسول اللہ فرمایا
واللہ مین بھی تمکو دوست رزین کہ بڑے عالم حدیث ہین نقل کرتے ہین کہ جسوقت سرور دین
و دنیا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالثَّنَا مدینہ منورہ مین تشریف لائے پردے والیان انصار کی کوچہ و بازار
مین نکل پڑین اور کہتی تھین شعر طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ ✤ وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا
لِلّٰہِ دَاعِ ✤ اور غلام اور آزاد اور چھوٹے اور بڑے اور عورت اور مرد آپ کے تشریف
لانے کی خوشی سے آپس مین کہتے پھرتے تھے جَآءَ نَبِیُّ اللّٰہِ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اور حبشی لوگ
موافق اپنی عادت کے خوشی مین آکر نیزہ بازی کرتے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
مجکو یاد ہے کہ جسدن سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے آپ کے نور عالم آرا
سے در و دیوار مدینہ کا روشن ہو گیا جیسا آفتاب کے طلوع کے وقت ہوتا ہے اور جس روز آپ اس جہان
فانی سے چھپ گئے مدینہ ایسا تیرہ و تاریک ہو گیا جیسا بعینہٖ آفتاب غروب ہونیکے وقت ہوتا ہے محمد بن اسحٰق

---

(۱) فضل ہے اللہ کا دیگا جسکو چاہیگا ۱۲ (۲) ہم لڑکیان ہین اولاد نجار سے کیا خوبی کی بات ہو کہ محمد ہمسایہ ہو ۱۲ (۳) طالع ہوا بدر ہمپر ثنیات وداع
سے واجب شکر ہمارا اوپر ۱۲ (۴) آئے نبی اللہ آئے رسول اللہ کے ۱۲ (۵) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لاتے وقت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نو برس کے تھے ۱۲

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
نے میرے گھر کو مشرف فرمایا تو آپنے اپنے تشریف رکھنے کے واسطے نیچے کا مکان اختیار کیا او
مین اور میری والدہ اور میری اولاد سب بالاخانہ پر رہے مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
میرے مان باپ تمپر قربان ہون مجکو بالاخانے پر رہنے مین بہت تکلیف اسبات کی ہو کہ سرور انبیا
نیچے کے مکان مین رہین اور ہم لوگ اوپر چڑھ کر بیٹھین یہ کمال بے ادبی اور گستاخی ہو یا رسول اللہ
آپ بالاخانہ اختیار کرین اور ہم لوگ نیچے کے مکان مین رہین فرمایا نیچے کے مکان مین ہمکو رہنا
بہت مناسب ہو کہ لوگ ہمارے ساتھ ہین اور کثرت سے ہر قسم کے لوگ ہماری ملاقات کو آتے ہین
تم اور تمہارے اہل کا اوپر ہی رہنا مناسب ہو ابو ایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک دن
ہمارے رہنے کی جگہ پر ایک کوزہ پانی کا بھرا ٹوٹ گیا ہم لوگون نے نہایت گھبرا کر اوس پانی
کے جذب کرنے کو اپنا لحاف ڈال دیا اور سارا پانی اوٹھا لیا اور نیچے گرنے ندیا کہ مبادا یہ پانی
نیچے گرے اور آپ کے غلامون کو کچھ تکلیف پونہچے اور سوا اوسکے ہمارے پاس اوڑھنے کو کچھ اور
نہ تھا دوسری روایت مین آیا ہو کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہمیشہ تضرع اور التماس
مین رہا کرتے تھے کہ بعد چندے حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اون کی عرض کو قبول فرماکر
بالاخانے پر تشریف لے گئے اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ اور اونکے اہل وعیال نیچے کے مکان مین اوتر
آئے اور بھی اونھین سے روایت ہے کہ جس زمانے مین حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میرے
گھر مین تشریف رکھتے تھے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ وغیرہ آپکے واسطے کھانا تیار کرکے
بھیجا کرتے تھے ایکبار روز کسی نے ان مین سے کھانا پکانے مین بہت تکلف کیا پیاض اور لہسن بھی
اوس مین ڈالا اور حضور مین بھیجا آن حضرت صلوات اللہ علیہ نے اور نوش نہ فرمایا اور رکھ رکھا وہ
لیکن اصحاب کرام کی طرف سے اشارہ کرکے فرمایا کہ تم کھاؤ مین مثل تمہارے نہین ہون میرا
ایک مصاحب ہو کہ اوسکو اسکی بو سے تکلیف ہوتی ہے مین نہین چاہتا کہ اپنے مصاحب کو تکلیف دون
اور بھی اون سے روایت کرتے ہین کہ مین نے ایک روز حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے
واسطے کھانا تیار کیا اوس مین لہسن پڑا تھا آپ نے اوس کھانے کو نوش نہ فرمایا مین نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ کیا لہسن حرام ہے فرمایا نہین مگر مین ایک شخص سے سرگوشی رکھتا ہون اس جہت سے

اسکے کھانے کو مکروہ رکھتا ہون تم لوگ کھاؤ کچھ مضائقہ نہین ہے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ
فرماتے ہین کہ پھر مین نے بھی نہ کھایا اور مکروہ رکھا کیونکہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکروہ
رکھین ہم کیونکر کھاوین اور صحیح ترین روایت سے ثابت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت
ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر مین سات مہینے تشریف رکھی اور دوسری روایتون مین
زیادہ اور کم بھی آیا ہے الحاصل جب حضرت سلطان زمین و زمن صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ
مین قیام پذیر ہوئے اور خاطر شریف مطمئن ہوئی تو ابو رافع اور زید بن حارثہ کو پانسو درہم اور
دو اونٹ دیکر مکہ معظمہ کو بھیجا کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور حضرت ام کلثوم
اور ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام ایمن زوجہ حضرت زید رضی اللہ عنہا اور
اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو لے آوین اور ہمراہ انکے عبداللہ بن ابی بکر صدیق رضی اللہ
عنہ بھی ہوئے تاکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اونکی والدہ ماجدہ ام رومان اور اسماء بنت
ابوبکر صدیق اور عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم عیال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو
لے آوین یہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم جب حسب الحکم عالی اُن حضرات علیہم الرضوان کو لے آئے
تو حضرت سید الرسل ہادی سبل سلطان کون و مکان شفیع عاصیان صلوات اللہ وسلامہ علیہ فراغ
بال کے ساتھ دعوت دین اور ابلاغ رسالت رب العالمین مین مشغول ہوئے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ
عِنْدِ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ[1] مصرع کجا دست حسنت را ہنوز آغاز می بینم + جب یہ نعمت انصار باوقار
کو حاصل ہوئی اور گمراہی اور کجروی اون کی ہدایت اور رشد سے مبدل ہوئی تو یہود نا بہبود
نے بعلاقہ عداوت انصار حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی حسد پیدا کیا اور طرح طرح
کی خباثتین اور مفسدے کرنے لگے بعضون نے اون مین سے کھل کر دشمنی کی اور جہان تک اون سے
ہوسکا اپنے ہلاک اور جہنم واصل کرنے مین قصور نہ کیا چنانچہ حیی بن اخطب اور اوسکا بھائی
یاسر بن اخطب کہ سب یہودیون سے عداوت مین بڑھ گئے اور کمال حسد مین گرفتار ہوتے حضرت
صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا کہ آخر کو فتح خیبر مین یہودیون سے مخالفت کرکے اسلام لائین
تھین روایت کرتی ہین کہ مین اپنے باپ اور چچا کے نزدیک محبوب ترین اولاد تھی جسوقت حضرت

[1] اور مدد ہو تیری اللہ کے پاس سے جو زبردست ہے حکمت والا ہو۔

صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے تو وہ دونون آپ کے دیکھنے کو گئے اور اول صبح سے
غروب آفتاب ہونے تک آپ ہی کی ملازمت مین حاضر رہے بعدازان جب رات کو پھر کر آئے
اتنے تھکے تھے کہ آتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑے مین اپنی عادت کے موافق اون کے پاس گئی
مگر وہ تھکاوٹ سے میری طرف کچھ متوجہ نہوئے اس درمیان مین میرے چچانے میرے
باپ سے کہا اہو ہو یعنے آیا یہ وہی پیغمبر آخرالزمان ہی جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی میرے
باپ نے کہا نعم واللہ پھر چچانے کہا کہ خوب یقین ہے اثبات مین کہ وہی ہی نعم واللہ انہ ہو یعنی
ہان قسم خدا کی وہی ہے چچانے کہا کہ تو اپنے دل مین اوسکی طرف سے کیا پاتا ہی محبت یا عداوت
اوسنے کہا العداوت واللہ جب تک مین زندہ رہونگا اوسکی عداوت مین کوشش کرونگا پھر
دونون شقی ازلی حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی عداوت مین گرفتار رہے یہانتک
کہ آخر کو دونون وبال ونکال ابدی مین گرفتار ہوئے نعوذ باللہ منہا اور بعضے یہودیون نے
حیلہ ونفاق کو اپنی زندگی فانی اور مال جمع کرنے کا وسیلہ ٹھیرایا اونکے ساتھ ایک جماعت
اوس وخزرج بھی متفق ہوکر درکات جہنم مین پونچھے اور بعضے احبار اور علماء یہود کہ حق تعالے نے
ازل سے سعادت اونکے نام لکھی تھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی اسلام لائے اور یقین کیا
کہ جسکی تعریف ہمنے توریت مین پڑھی تھی یہی شخص ہے چنانچہ عبداللہ بن سلام اوسی روز کہ
حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب کے گھر مین تشریف لائے ملازمت مین حاضر
ہوئے اور اسلام لائے **بیت** مدتی بود کہ مشتاق لقایت بودم + لاجرم روی ترا دیدم از جا رفتم
ولیکن بحضرت صلوات اللہ علیہ سے اونھون نے عرض کیا کہ یہودیون کو میرے اسلام کی خبر
پانے سے پہلے بلا کر میرا حال پوچھیے اور اونکی خباثت اور کذب کا امتحان فرمائیے دیکھیے وہ
میرے حق مین کیا کہتے ہین اور کیسا اعتقاد رکھتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ یہودیون
کو بلا کر فرمایا کہ اے گروہ یہود واے تمپر کہ مجھپر ایمان نہین لاتے باوجود اس بات کے کہ تم
مجھے خوب پہچانتے ہو اور یقینا جانتے ہو کہ مین خدا کا رسول ہون وہ بولے واللہ ہم تمکو نہین
پہچانتے اور تمہارا ذکر اپنی کتاب مین ہرگز نہین پاتے فرمایا عبداللہ بن سلام کے باب مین کیا کہتے ہو

؎ عبداللہ بن سلام یہود کے احبار واشراف مین تھے اور حضرت یوسف پیغمبر علیہ السلام کی اولاد سے ۱۲

وہ تمھاری قوم مین کس مرتبہ پر ہے کہا ھُوَ سَیِّدُنَا وَابْنُ سَیِّدِنَا وَاَعْلَمُنَا وَابْنُ اَعْلَمِنَا یعنے وہ
ہمارا سردار و سردار کا بیٹا ہے اور بڑا عالم اور بڑے عالم کا بیٹا ہے فرمایا اگر وہ مجھپر ایمان لاوے
اور میری سچائی پر گواہی دے تو تم لوگ بھی قبول رکھوگے یا نہین اونھون نے ایسا ہوسکتا ہی
کہ وہ تمپر ایمان لاوے اور تمھاری سچائی پر گواہی دے حضرت سلطان زمین و زمان نے تین
مرتبہ اس کلمہ کی تکرار فرمائی اور یہود نے تینون مرتبہ اوسی مرتبہ جواب دیا آپ نے فرمایا کہ عبداللہ
بن سلام سے کہو باہر نکلے وہ حکم پاتے ہی باہر نکل آئے اور اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے
قوم جانتے ہو کہ یہ سچا رسول اور حقیقت مین خدا کا بھیجا ہوا ہے تم کیون منکر ہوکر اپنے تئین شقاوت
مین ڈالتے ہو یہودیون نے کہا تو جھوٹا ہے ہم کہان جانتے ہین کہ یہ خدا کا رسول ہے [1] بعد اسکے
عبداللہ بن سلام کے حق مین کہتے تھے ھُوَ شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَاَجْهَلُنَا وَابْنُ اَجْهَلِنَا اور تفصیل مکر
و خباثت یہود بہبود کی کتب سیر اور تفاسیر سے معلوم کرلینا چاہیے فَوَاللّٰهِ مَا اَحْذَقَهُمْ وَمَا اَشْقَاهُمْ
اور حقیقت مین یہود سے زیادہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی حقیقت کا جاننے
والا کوئی نہ تھا کہ وہ لوگ آسمانی کتابون کے احوال اور اوصاف پڑھتے تھے اور آپکی
نبی ہونے اور تشریف لانے کے منتظر رہا کرتے تھے اور ایک دوسرے کو بشارت دیا کرتا
تھا اور آپ کی خدمت سے سعادت حاصل کرنے کی وصیت کیا کرتا تھا جیسا اللہ تعالی ارشاد
فرماتا ہے یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ یعنے اس نبی کو ایسا پہچانتے ہین جیسا پہچانتے ہین اپنے
بیٹون کو یعنے علم یقین کر باوجود ایسے علم یقین کے شقاوت اور وبال ابدی مین گرفتار رہے [1]
نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ + مصرع علمیکہ رہ بحق ننماید جہالتست + علماے سیر اور
تواریخ اسیات پر متفق ہین کہ مدت اقامت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ مین
دس برس تھی اور اتنی مدت مین جتنے سوانح اور وقائع از قسم غزوات اور سریات اور فتوحات
اور فیوضات اور شرائع احکام کہ عالم کو انوار ہدایت و اسرار حکمت سے منور فرمایا یا واقع
ہوئے سیر کی کتابون مین مذکور ہین چونکہ ہمکو مقصد ذکر احوال طیبہ طیبہ ہی اسواسطے انکے وقائع کو بشرح و بسط

[1] یعنی عبداللہ بن سلام ہمارا شریر اور شریر کا بیٹا ہے اور بڑا جاہل اور بڑے جاہل کا بیٹا ہے ۱۲ [1] پس قسم خدا کی کسقدر بڑے اور کیسی بدبختی تھے ۱۲ [1]
پہچانتے ہین یہ بات جیسے پہچانتے ہین اپنے بیٹون کو ۱۲ [1] اللہ پناہ مین رکھے ایسے علم سے کہ نفع ندے اور ایسے دل سے کہ نڈرے ۱۲ - ۱۲ - ۱۲

اس کتاب مین ذکر نہین کرتے انشاء اللہ تعالےٰ ایک کتاب علیحدہ اس مضمون مین لکھین گے واللہ
الموفق ولیکن باوجود اسکے کچھ ذکر اجمالی اون وقائع اور حوادث کا جو سنین ہجرت مین واقع
ہوئے مناسب ہے اسواسطے مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ اور چونکہ مقصود اختصار اور اجمال ہو اسواسطے
بیان روایات اور اختلافات کو جو قسمین تاریخ وغیرہ مین واقع ہوئے ہین ترک کرنا مناسب معلوم
ہوا جاننا چاہیے کہ سردار انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت کے پہلے سن مین بعد بنائی مسجد قبا اور عمارت
مسجد شریف مدینۂ مطہرہ اور بعد مواخات کرنے درمیان مہاجرین اور انصار کے بحکم پروردگار تعالی
و تقدس قتال کفار پر آمادہ ہوئے کہ عالم سے شر و فساد و کفر جاہلیت آب شمشیر سے دھو ڈالین
اور نور علم و ایمان سے جہان کو منور کرین پس بعد گیارہ مہینے کے دوسری سفر کو واسطے غزوۂ الابواء
کے طلب کفار قریش مین ساٹھ آدمی لیکر برآمد ہوئے اور ودان مین کہ ایک جگہ ہے قریب ابواء کے
اون لوگون سے لاقی ہوئے لیکن بغیر قتال واقع ہوئے مدینۂ مطہرہ کو پھر آئے اور اسی سال مین
حمزہ بن المطلب رضی اللہ عنہ کو جھنڈا سپید دیکر تیس سوار مہاجرین کے ساتھ سیف البحر کی طرف
ابوجہل لعین کے قافلے پر کہ تین سو سوار کے ساتھ اودھر سے گذرتا تھا بھیجا پس ایک گروہ عرب
نے درمیان مین پڑکر فریقین مین صلح کرادی اور عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کو ساٹھ اور
اسّی مہاجرین ساتھ کرکے اور ایک لواء انکے ہاتھ مین دیکر ایک جماعت عظیم پر کہ ابوسفیان اونکا
سردار تھا اور بعضون کے نزدیک عکرمہ بن ابی جہل بھیجا بعضے کہتے ہین کہ اسلام مین جو اول لواء
درست کیا گیا یہی تھا اور یہان بھی لڑائی واقع نہین ہوئی سوا اسبات کے کہ سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہ نے کفار کی طرف تیر پھینکا اور یہ اول تیر تھا کہ خدا کی راہ مین پھینکا گیا اور جملہ مناقب
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے اور اسی سال کی ابتدا مین حضرت عبد اللہ بن سلام
رضی اللہ عنہ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا اسلام لائے اور اسی سال مین سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
مسلمان ہوئے اور عمر انکی ایک روایت پر ساڑھے تین سو برس کی اور ایک قول پر اڑھائی سو
برس کی تھی اور اتنی مدت تک دین حق کی طلب اور شوق ملازمت حضرت خاتم الانبیا سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وسلم مین پھرا کئے اور وہ پہلے مجوس فارس سے تھے پھر دین نصاریٰ مین آئے پھر ایک

سلہ ابوا ایک جگہ ہے مدینۂ منورہ کے قریب ۱۲

عالم نصرانی کی وصیت سے دینِ محمدی حاصل کرنے کے شوق مین مدینۂ منوّرہ مین پہونچے اور اتنی عمر مین دس جگہ سے زیادہ بیچے گئے اور غلام بنائے گئے آخر کو جب ظہور نور نبوت اور خاتمیت ہوا تو شرف اسلام سے مشرف ہوئے رضی اللہ عنہ اور اسی سال مین ایک بھیڑیے نے مدینے کے باہر آئین اور حقیقت نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے لوگون کو خبر دی اور اسی سال مین حضرت فاطمۂ زہرا سلام اللہ علیہا اور دوسری صاحبزادیان رضی اللہ عنہن اور حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مع عیال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکۂ معظمہ سے مدینۂ منورہ کو طلب فرمایا اور اُسی سال مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بعد سات مہینے ہجرت سے زفاف فرمایا اور ایک روایت پر زفاف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوسرے سال مین ہے لیکن پہلا قول صحیح تر اور معتبر تر ہے اور اسی سال مین بعد ایک مہینے کے ہجرت سے حضر مین نماز چہارگانی فرض ہوئی ہجرت سے پہلے دو رکعت تھی جسطرح اب سفر مین پڑھتے ہین اور اسی سال مین طریقۂ اذان شروع ہوا اور روز عاشورہ کے روزہ کا حکم فرمایا پس بعد نازل ہونے حکم روزہ ماہِ رمضان کے وہ اہتمام اور مبالغہ جو روزہ عاشورہ مین تھا نہ رہا فقط اُسکا استحباب اب تک باقی ہے اور آخر عُمر شریف مین فرمایا کہ اگر سال آئندہ تک پونہچون گا تو نوین تاریخ محرّم کو بھی روزہ رکھونگا اور دوسرے سنہ مین ہجرت سے ربیع الاول مین واسطے غزوۂ بواط کے اُوسی صحابہ ساتھ لیکر قافلۂ قریش سے کہ امیر بنِ خلف اُون مین تھا مقابل ہوئے لیکن قتال کی نوبت نہ آئی اوسی طرح مدینۂ منورہ کو رجوع فرمایا اور جمادی الاولیٰ مین واسطے غزوہ عشیرہ[2] کے برآمد ہوئے اور اولاد مدلج اور اولاد ضمیرہ مین مصالحہ فرما کر بغیر واقع ہوئے قتال کے رجوع فرمایا بعد اسکے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو آٹھ سو مہاجرین ساتھ کرکے بھیجا وہ بھی بغیر لڑائی کے پھر آئے بعد اسکے کرز بنِ جابر فہری مواشی مدینہ لوٹ لے گیا حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اوسکا تعاقب بدر تک کیا لیکن وہ ایسا بھاگا کہ ہاتھ نہ لگا اس غزوہ کو بدر اولیٰ کہتے ہین اور اسی سال مین اواخر جمادی الاٰخرہ مین عبداللہ بن جحش اسدی کو کہ آپکی پھوپھی کے بیٹے تھے آٹھ سوار اور ایک قول پر بارہ سوار

[1] اوس زمانے مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپکے نکاح مین آچکی تھین ۱۲ [2] ناحیۂ رضوی مدینے سے مکّہ کی طرف تین روز کی راہ پر ہے ۱۲ [3] عیشرہ ایک جگہ ہے بنی مدلج کی ۱۲ -

ساتھ کر کے قریش کا قافلہ مارنے کو بھیجا اونھون نے قافلۂ قریش کے ساتھ کہ تجارت شام سے آتا تھا
قریب مکۂ معظمہ کے پاکر غُرۂ رجب کو اس گمان سے کہ سلخ جمادی الاخریٰ ہے قتال کیا اور مال لوٹا
یہ لوٹ پہلی غنائم اسلام سے ہے حضرت صلّی اللہ عَلَیہِ وسلّم کو یہ لڑائی رجب مین واقع ہونے سے کہ
اللہ تعالیٰ نے اِس مہینے کو اشہر حرم مین داخل کیا ہے خلاف مرضی مبارک ہوئی اور غنیمت کو اون سے
قبول نفرمایا یہان تک کہ آیہ وَیَسْئَلُونَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ الخ نازل ہوئی پھر حضرت سلطان
الانبیا صلے اللہ عَلَیہِ وسلّم نے حکم الٰہی جل سلطانہ سے غنیمت کو قبض فرماکر بانٹ دیا اور اوس ہریہ
مین عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو امیرالمومنین لکھتے تھے اور وہ جو کہتے ہین کہ اول جس شخص نے
امیرالمومنین کا خطاب پایا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہین اوس سے یہ مراد ہے کہ خلفا مین
جسکو امیرالمومنین کہتے تھے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہین نہ مطلق صَرَّحَ بِہٖ الْعُلَمَاءُ اور اسی سال
مین صفر کے مہینے مین اور ایک روایت پر رجب مین جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو علی مرتضیٰ
سلام اللہ عَلَیہِ کے نکاح مین دیا عمر شریف حضرت زہرا کی اوسوقت سولہ برس کی تھی اور ایک روایت
پر اٹھارہ برس کی اور سن شریف حضرت مرتضیٰ رض کا اکیس برس پانچ مہینے کا تھا اور اسی سال مین بعد
سترہ مہینے کے ہجرت سے بیت المقدس کی طرف سے کعبے کی طرف قبلہ کی تحویل ہوئی اور اسی سال مین
ماہِ شعبان مین فرضیت رمضان اور وجوب صدقۂ فطر نازل ہوا اور مصلاے مدینہ مین نماز عید پڑھی گئی
اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہجرت سے بیس مہینے کے بعد پیدا ہوئے ہجرت کے بعد اول مولود
وہی ہین اور اسی سال مین سترہوین ماہِ رمضان کو غزوۂ بدر کبریٰ واقع ہوا کہ کافرون کو ذلت
اور مسلمانون کو عزت حاصل ہوئی اور ابوجہل لعین مع ستر سردارون قریش کے جہنم واصل ہوا
اور ستر آدمی اون کے گرفتار ہوکر آئے عبّاس بن عبدالمطلب اور عقیل بن ابی طالب منجملہ
اون کے تھے اور ابولہب بھاگ کر مکۂ معظمہ مین پہونچکر مرض عطسہ مین گرفتار ہوکر سات دن
کے بعد مر گیا اور لشکر اسلام مین آٹھ انصار اور پانچ مہاجر درجۂ شہادت کو پہونچے اور مسلمان
اِس غزوہ مین تین سو تیرہ تھے ستتھر مہاجرین اور دو سو چھتیس انصار اور ستّر اونٹ اور دو
گھوڑے اور آٹھ تلوارین اور چھ زرہین تھین اور مشرکین ساڑھے نوسے تھے اور سو گھوڑے

اہ مجھسے پوچھتے ہین مہینے حرام کو ۱۲ ۲ہ تصریح کی ساتھ اسکے علمانے ۱۲

اور ذو الفقار اسی غزوہ مین ہاتھ آئی تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنے ساتھ مخصوص کی تھی اور اوسی روز روم نے فارس پر فتح پائی کہ مسلمانون کو موجب زیادت خرمی کا ہوا اور اونھین دنون مین رقیہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے نکاح مین تھین مدینہ منورہ مین وفات پائی اور اسامہ بن زید اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اونکے دفن مین مشغول تھے کہ اس فتح عظیم کی بشارت مدینہ منورہ مین پونہچی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین پہونچنے سے سات دن کے بعد بنی سلیم پر غزا فرمانے کو برآمد ہو کر مقام گدر تک پہونچکر تین دن وہین اقامت فرما کر بغیر وقوع حرب وقتال پھر آئے اور اسی سال مین عصما بنت مروان ماری گئی اور اسی سال مین نصف شوال روز شنبہ کو واسطے غزوہ بنی قینقاع[۲] کے برآمد ہوئی اور پندرہ روز تک اونکو محاصرہ مین رکھا آخر کو عبد اللہ بن ابی منافق کی سفارش سے اونکی قتل سے باز رہے لیکن جلائی وطن کردینے کا اتفاق ہوا اور اسی سال مین نماز عید الضحی پڑھی گئی اور اسی سال مین امیہ بن الصلت شاعر مرگیا یہ ابن الصلت ایام جاہلیت مین کتابین متقدمہ پڑھکر نصرانی ہوگیا تھا اور بت پرستی اوس نے چھوڑ دی تھی اور علماء اہل کتاب سے خبر نبی آخر الزمان سنکر اوس نور کے ظہور کا منتظر تھا اور اپنی ذات مین فضائل دیکھ کر گمان اپنے متصف ہونے کا اس صفت کاملہ کے ساتھ رکھتا تھا جب خبر ظہور نبوت ورسالت وخاتمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنی حسد کھا کر نکال اخروی مین گرفتار ہوا نعوذ باللہ من الضلال حضرت خیر دین ودنیا علیہ آلاف آلاف التحیۃ والثنا نے اوسکے اشعار کہ متضمن علم وحکمت تھے استماع فرما کر فرمایا اٰمَنَ لِسَانُہٗ وَکَفَرَ قَلْبُہٗ اور ایک روایت مین ہے اٰمَنَ شِعْرُہٗ وَکَفَرَ قَلْبُہٗ یعنے ایمان لایا شعر اوسکا اور کافر ہوگیا دل اوسکا واللہ الہادی وہو المفضل اور تیسرے سن مین پانچوین ذی الحجہ کو غزوہ سویق تھا کہ ابی سفیان نے بعد غزوہ بدر کے قسم کھائی تھی اور اپنے اوپر تیل اور غسل جنابت حرام کیا تھا کہ جبتک محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بدر کا بدلہ نہ لے اپنی جگہہ پر نہ بیٹھے پس دو سوار لیکر مکہ معظمہ سے اوس جگہہ تک کہ وہان سے مدینہ طیبہ تین میل باقی تھا آکر ایک انصاری کو پاکر شہید کیا اور تھوڑے سے گھر جو اوسکے حوالی مین تھے

---

[۱] یہ عورت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیا کرتی تھی اور مسلمانون کی ہجو کیا کرتی تھی ۱۲ [۲] بنی قینقاع ایک قبیلۂ یہود کا نام ہے ۱۲ [۳] ایمان لائی اوسکی زبان اور کافر ہوگیا اوسکا دل ۱۲

لوٹ کر بھاگا آن حضرت صلّی اللہ عَلَیہِ وسلّم نے دوسو سوار سے اوسکا تعاقب کیا وہ اور اوسکی جماعت حضرت صلّی اللہ عَلَیہِ وسلّم کے خوف سے تھیلے ستووں کے کہ اپنے زادراہ کے واسطے اٹھائے تھے پھینک کر بھاگتے چلے جاتے تھے اسی جہت سے اس غزوہ کا نام غزوۂ سویق ہے پانچ روز کے بعد حضرت سرور انبیار صلّی اللہ عَلَیہِ وسلّم مدینۂ منورہ کو پھر آئے بقیۂ ذی حجہ یہاں تشریف رکھکر بقصد غزوۂ نجد برآمد ہوئے اور صفر کے مہینے تک وہین تشریف رکھکر بغیر محاربہ اور قتال رجوع فرماکر اکثر مہینا ربیع الاوّل کا مدینے مین کاٹ کر پھر قریش کے طلب مین نجران کی طرف برآمد ہو کر ربیع الاول اور جمادی الاولیٰ وہین بسر کرکے وہان سے بھی بغیر وقوع واقعہ مدینۂ مطہرہ کو پھر آئے پھر شوال مین زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ذی قرو پر بھیجا وہ قافلۂ قریش کو کہ ابوسفیان بھی اوسمین تھا غارت کرکے چاندی بہت سی لوٹ کر کے لائے اور اسی سال مین محمد بن مسلمہ نے چار آدمی کے ساتھ جاکر کعبہ بن الاشرف یہودی کو کہ اکثر مسلمانون کی ہجو کیا کرتا تھا اور کشتگان بدر پر رویا کرتا تھا اور مشرکون کو مسلمانونکے ساتھ لڑنے کی ترغیب دیا کرتا تھا جہنّم واصل کیا اور اوسی سال مین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اُمّ کلثوم بنتِ رسول اللہ صلّی اللہ عَلَیہِ وسلّم کو اپنے نکاح مین لائے اور شعبان مین سیّد انبیا صلی اللہ عَلَیہِ وسلّم کا حفصہ بنتِ عُمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ہوا پہلے وہ حُبیش بن خذلقہ بدری کے عقد مین تھین وہ مدینے مین انتقال کر گئے اور رمضان مین حضرت زینب بنتِ خزیمہ کو کہ کثرت اطعام مساکین سے اُمّ المساکین کہلاتی تھین اپنے نکاح مین لائے اونھون نے اٹھارہ دن کے بعد اور ایک قول پر دو مہینے کے بعد اور ایک قول پر تین مہینے کے بعد وفات فرمایا اور اسی سال مین امام المومنین حسن ابنِ علی ابن ابی طالب سلام اللہ علیہما نصفِ رمضان مین پیدا ہوئے اور اور ولادت امام شہید بن علی سلام اللہ علیہما کی چوتھے سن مین چوتھی یا پانچوین شعبان کو ہوئی اور اسی سال مین چوتھی شوال کو غزوۂ اُحد واقع ہوا کہ اوسمین دندانِ مبارک اور شفت شریف زخمی ہوئی اور سید الشہدا سیّدنا حمزہ بن عبد المطلب مع ستّر صحابی مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم کے شرف شہادت کو پہونچے اور بائیس مشرک واصلِ جہنّم ہوئے اور سردار مشرکون کا ابوسفیان تھا اور بعد غزوۂ اُحد کے غزوۂ حمراء الاسد[1] واقع ہوا کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] حمراء الاسد ایک جگہ ہے قریب مدینۂ منورہ کے ۱۲

نے غزوۂ اُحد سے رجوع فرماکر اوسکے دوسرے دن سولھوین شوال کو اوسی حالت مین انھین لوگونکو ساتھ لیکر جو جنگِ اُحد مین حاضر تھے دشمنانِ دین کا تعاقب کیا تاکہ وہ یہ نجانین کہ مردانِ دین نے ضعف اور شکستگی پائی آٹھ میل تک مدینے سے باہر تشریف لیجاکر تین روز وہین اقامت فرماکر رجوع فرمایا اور اسی سال مین ولادت امام حسن علیہ السلام سے پچاس دن کے بعد امام حسین علیہ السلام حضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا کے پیٹ مین تشریف لائے چوتھی سن مین سریۂ[1] بیر معونہ واقع ہوا کہ ستر جوان انصاری قراء وہان شہید ہوئے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس روز تک صبح کے قنوت مین انھین کے قاتلین کے حق مین دعاء بد کی اور اسی سال مین سریۂ رجیع واقع ہوا کہ ایک گروہ مشرکین نے آکر بیعت اسلام کی اور ایک جماعت کو صحابۂ کرام سے تعلیم احکامِ دین کا بہانہ کرکے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر اپنے ہمراہ لیگئے اور مقامِ رجیع مین پہونچکر غدر عہد کرکے قبیلہ بنی ہذیل کو بلاکر بعضے صحابہؓ کو شہید کیا اور بعضون کو گرفتار کرکے کفار مکّہ کے ہاتھ بیچا کہ کشتگان بدر کی انتقام مین اونکو قتل کرین از جملۂ شہیدانِ رجیع ایک عاصم بن ثابت تھے کہ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے موافق اونکی دُعا کے اونکے بدن کو کفار کے مس سے محفوظ رکھا ایک لشکر بھِڑون کا بھیجا کہ اونکی لاش مبارک کو گردسے آکر گھیر لیا کہ کوئی کافر اونکے پاس آنہ سکا جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک سیل بھیجی کہ اونکی لاش کو اٹھاکر لے گئی اور اسی سال مین ربیع الاوّل کے مہینے مین غزوۂ بنی نظیر[2] واقع ہوا چھ روز تک اونکو محاصرہ مین رکھا آخر کو وہ لوگ شام اور خیبر کیطرف جلائے وطن پر راضی ہوکر نکل گئے اور اسی سال مین مہینے ذیقعدہ مین شروع بدر صغریٰ واقع ہوا کہ ابوسفیان نے جنگ اُحد سے پھرتے وقت منادی کی تھی کہ ہم اور تم ہر سال بدر مین آکر محاربہ اور قتال کرین جب وعدہ کے دن نزدیک پہونچے ابوسفیان نے ڈرکر نعیم بن مسعود کو بیس قراضۂ زر دینے کا وعدہ دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگون کو لڑائی کے واسطے باہر نکلنے سے ڈراوے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایکہزار پانچ سو صحابی رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے ساتھ لیکر برآمد ہوئے اور پھر سالماً غانماً مدینہ منورہ کو رجوع فرمایا شانِ نزول آیۂ کریمہ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ[3] الآیہ کا یہی قضیہ تھا

---

[1] سریۂ اوس لڑائی کو کہتے ہین جسمین حضرت بذات خود تشریف نہین لیگئے ۱۲ [2] بنی نظیر ایک قبیلہ تھا قبائل یہود سے ۱۲

[3] جنکو کہا لوگون نے کہ اونھون نے جمع کیا اسباب تمھارے مقابلہ کو سو تم اُن سے خطرہ کرو ۱۲

آور اسی سال مین زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے خط اور کتابت یہود کی سیکھی تاکہ اونکی خفیات اور اسرار کو دریافت کرلیا کرین اور اوسی سال کے ذیقعدہ مین قضیۂ رجم یہودی اور یہودیہ واقع ہوا آور اسی سال مین وقت محاصرۂ بنی نظیر شراب کی حرمت نازل ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ تحریم خمر تیسرے سال مین ہوئی اور تحقیق یہ ہے کہ تحریم خمر چند بار ہوئی آخر کو قول راجح پر اسی سال مین اور ایک قول پر چھٹے سال مین جسمین غزوۂ حدیبیہ واقع ہوا آیہ کریمہ یَآاَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فَاجْتَنِبُوْہُ نازل ہوئی اور حرمت شراب کی علی الاطلاق قطعی ہوگئی آور اسی سال مین شوال کے مہینے مین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح مین لائے پہلے زوج اونکے ابو سلمہ تھے اور اوسی سال مین زینب بنت خزیمہ اُم المومنین اور فاطمہ بنت اسد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ نے انتقال فرمایا پانچوین سنہ مین ربیع الاول مین غزوۂ دومۃ الجندل تھا اوسمین بھی مقاتلہ اور مجادلہ واقع نہین ہوا اور محرم مین غزوۂ ذات الرقاع اوس مین صلوٰۃ خوف مشروع ہوئے اور اس غزوے کو ذات الرقاع کہلانے مین اقوال ہین صحیح ترین اقوال یہ ہے کہ صاحب صحیح بخاری حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیادہ اور ننگے پاؤن ہونے کی جہت سے پاؤن مین چیتھڑے لپیٹ لیے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ ذات الرقاع ایک درخت کا نام ہے یا ایک جگہ کا نام ہے کہ بعضی زمین اُسکی سیاہ ہے اور بعضی سفید اور اسی سال مین شعبان کی دوسری تاریخ غزوۂ مریسیع واقع ہوا مریسیع ایک پانی کا نام ہے جو بنی خزاعہ کی طرف منسوب ہے اور اسکو غزوۂ بنی المصطلق بھی کہتے ہین اور جویریہ بنت الحارث کہ اصلی نام انکا برہ ہے اسی غزوہ مین گرفتار ہوکر آئین تھین آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو آزاد فرماکر اپنے نکاح مین لائے اور اسی سال مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگی آور اسی سال مین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا اور ایک روایت پر آیۂ تیمم اسی سال مین نازل ہوئی اور اسی سال مین ذیقعدہ کے مہینے مین غزوۂ خندق جسکو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہین واقع ہوا اور اُس غزوہ مین حضرت

لہ اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام ہین شیطان کے سو اون سے بچتے رہو ۱۲

سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم نے شمشیر ذوالفقار جناب حیدر کرار علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہ کی کمر شریف پر باندھی اور نعیم بن مسعود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر اسلام لائے اور آپ کے حکم شریف سے اونھون نے قبائل یہود اور کفار قریش مین کہ ابو سفیان اونکا سردار تھا لطائف الحیل سے تفرقہ اور مخالفت ڈال دی کہ ہر ایک اونمین سے مخذول ہوا اور اس غزوہ مین چھ مسلمان شہید ہوئے اور تین کافر مارے گئے اور کفار کے لشکر پر ایسی ہوا مسلط ہوئی کہ پھر کفار قریش مدینہ کے گرد ٹھہر نہ سکے جناب سید الانس والجان علیہ آلاف الصلوٰۃ والسلام من الملک المنان عسبوقت اس غزوے کی مہم سے فارغ ہوئے اوسی ساعت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور غزوہ بنی قریظہ کا حکم لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موافق حکم رب الجلیل اون کفار کو محصور کیا اور پچیس روز محاصرے مین رکھا پھر بعد اونکے اوترنے کے اونکے راضی ہونے سے حکم سعد بن معاذ پر سبکو قتل کیا اور حیی بن اخطب یہودی بھی وہین مخذول ہوا اور اسی سال مین قصہ ابو لبابہ کا کہ اونھون نے اپنے تئین مسجد کے ستون مین باندھا تھا واقع ہوا اور اسی سال مین صلوٰۃ خسوف مشروع ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گرے اور ران شریف مین صدمہ پہونچا کہ پانچ روز تک دولتسرا کے اندر نماز بیٹھکر ادا کی اور اسی سال مین قول اصح پر اور جمہور کے قول پر چھٹے سال مین اور ایک جماعت علما کے قول پر نوین سال مین حج کی فرضیت نازل ہوئی چھٹے سن مین غزوہ بنی لحیان واقع ہوا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم دوسو سوارے رجیع والون کی طلب مین جنھون بیر معونہ پر قراء کو شہید کیا تھا برآمد ہوئے اور قریب وادی عسفان کے نزول فرمایا بنو لحیان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ڈر سے بھاگ کر پہاڑ کی چوٹیون پر چڑھ گئے اور اس غزوے مین والدہ شریفہ کی قبر پر تشریف لاکر روئے آپ کے رونے سے صحابہ کرام بھی روئے جیسا کہ مشہور ہے اور اسی سال مین غزوہ غابہ ہے کہ عطفان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیون کو لوٹ لے گئے اور سلمہ بن اکوع اون لوگون پر دوڑ مار کر اونٹنیان چھین لائے اور اسی سال مین قضیۂ نماز استسقاء واقع ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت دعا ہی شریف سے سات روز متصل پانی برسا اور اسی سال کے ماہ شوال مین قضیۂ عرنیین ہوا اور اسی سال مین غزوہ حدیبیہ واقع ہوا اور ایک قول پر غزوہ بنی مصطلق اور جویریہ بنت الحارث کا گرفتار آنا اور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تہمت لگنا اسی سال مین تھا اور انگوٹھی شریف کا بنوانا اور بادشاہان آفاق کی طرف قاصدون کو روانہ فرمانا اور مقوقس بادشاہ اسکندریہ کا ماریۂ قبطیہ اور اونکی بہن سیرین اور حمار یعفور اور بغلۂ دلدل کو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین بطور ہدیہ کے بھیجنا اسی سال مین واقع ہوا حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے ماریۂ قبطیہ کو اپنے واسطے منتخبا فرمایا اور سیرین کو حسان بن وہب کو بخشا اور یعفور حجۃ الوداع سے پھر کے وقت مرگیا اور دلدل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت تک زندہ رہا اور اسی سال مین کسوف آفتاب واقع ہوا اور نماز کسوف شروع ہوئی اور اسی سال مین خولہ نے اپنے زوج کے ظہار سے شکایت کی اور سورۂ قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا نازل ہوئی اور اسی سال مین اُم رومان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبد الرحمن بن ابو بکر رضی اللہ عنہا کی والدہ نے وفات پائی اور اسلام لانا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ قبیلۂ اَوس کے ساتھ مدینۂ مطہرہ مین آئے اوس زمانے مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر مین تھے وہ خیبر مین حاضر ہو کر غزوۂ خیبر مین شریک اسی سال کے آخر مین تھا ساتوین سنہ مین غزوۂ خیبر واقع ہوا کہ امیر المومنین سلام اللہ علیہ نے جب سپر اونکے دستِ مبارک سے گر گئی خیبر کے دروازہ کو کہ سات آدمی اور ایک قول پر چالیس آدمی کمال قوت سے پھیر نہ سکتے تھے اوکھاڑ لیا اور سپر کی جگہ پر اوسکو سپر بنایا اور جبتک فتح ہولی ہاتھ سے نہ پھینکا اوس غزوہ مین لشکریان اسلام سے گیارہ آدمی شہید ہوے اور یہودیون سے ترانوے آدمی جہنم کو گئے اور صفیہ بنت حی یہ اولاد حضرت ہارون علیہ السلام سے ہین اسی غزوہ مین قید ہو کر آئین تھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونکو فرما کر اپنے نکاح شریف مین لائے اور یہود کا زہر ملانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام شریف مین اسی غزوہ مین واقع ہوا اور آفتاب کا پھرنا بعد غروب ہو جانے کے بسبب فوت ہو جانے نماز جناب مرتضوی کے کہ سرِ مبارک جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات حالتِ وحی مین اونکی گود مین تھا اسی غزوہ مین واقع ہوا اور اسی غزوہ مین کھانا حمار اہلی اور جانورانِ درندہ کا اور بیچ ڈالنا مال غنیمت کا تقسیم سے پہلے اور وطی کرنا لونڈیون کا استبرا سے پہلے ممنوع ہوا اور اسی غزوہ مین نکاح متعہ حرام ہوا اور ابتدائے اسلام مین اوسوقت تک

ؔ سنی اللہ نے بات اوس عورت کی جو جھگڑتی ہے تجھ سے اپنے خاوند پر ۱۲

حلال تھا بعد اوسکے اوطاس کے دن دوسرے بار بعد نسخ کے مباح ہوا بعد تین روز کے حرام ہوا حرمت قطعی کر قیام قیامت تک جمیع علما کا اس بات پر اتفاق ہے اور مخالف اس مسئلہ مین کوئی نہین ہی سوا روافض کے اور قضیہ لیلۃ التعریس اور آرام فرمانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا نماز صبح کے وقت اور قضا پڑھنا اوس نماز کا اذان اور اقامت اور جماعت کے ساتھ خیبر سے پھرنے کے وقت واقع ہوا اور اسی سال مین اُم حبیبہ بنت ابی سفیان کو کہ اپنے زوج کے ساتھ حبش کو گئی تھین اور وہان اونکے زوج کا انتقال ہوگیا نجاشی بادشاہ حبشہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تزویج کیا اور ایک قول پر یہ نکاح چھٹے سن مین ہوا اور اسی سال مین حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات اکیس سو سوار کے ساتھ عمرۂ قضا بجا لائے اور پھرتے وقت میمونہ بنت الحارث کو موضع شریف مین کہ مکہ معظمہ کے قریب ہے نکاح مین لائے اور اسی جگہ اونکے ساتھ خلوت فرمائی اور انکا انتقال بھی سن ترسٹھ ہجری مین اسی جگہ واقع ہوا اور قبر شریف بھی اونکی وہین مشہور ہے اور میمونہ رضی اللہ عنہا سب بیبیون سے پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آئین اور سب بیبیون کے پیچھے انتقال اس عالم فانی سے فرمایا اور ایک روایت مین یہ ہی کہ سب امہات المومنین سے پیچھے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے وفات فرمائی واللہ اعلم اور آٹھوین سن مین صفر کے مہینے مین عمرو بن العاص وخالد بن الولید وعثمان بن ابی طلحہ مدینہ منورہ مین ہجرت کر آئے اور شرف اسلام سے مشرف ہوئے بعضون کے نزدیک اون حضرات کا اسلام ساتوین سن کے اواخر مین واقع ہوا اور ذی حجہ مین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپنے اونکے پیدا ہونیکی بشارت پہونچانے والے کو ایک غلام عنایت فرمایا اور اس سال مین مسجد نبوی مین منبر رکھا گیا اور ایک روایت پر ساتوین سن مین اور اسی سال مین سریۂ موتہ واقع ہوا کہ حارث بن عمیر کو ملک بصریٰ کی طرف نامۂ مبارک دیکر بھیجا اور شرحبیل بن عمرو غسانی نے اونکو شہید کیا پس حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو تین ہزار آدمی ساتھ دیکر شرحبیل پر بھیجا شرحبیل نے لاکھ آدمی سے زیادہ جمع کرکے لڑائی سخت کی جھنڈا اسلامیون کا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین تھا وہ شہید ہوکر گرے تو جھنڈے کو جعفر بن طالب رضی اللہ عنہ نے لیا وہ بھی شہید ہوگئے تو عبداللہ بن رواحہ نے لیا چنانچہ عالم پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

ایک اشارہ اوس طرف کیا تھا آخر کو فتح نصیب خالد بن ولید ہوئی اور خطاب سیف اللہ کا پایا اور جعفر بن ابی طالب کو لقب طیار کا ملا اور اسی سال مین سریہ خبطہ ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ قافلۂ قریش کی طلب مین نکلے تھے اونکے ساتھ کا کھانا تمام ہو چکا تو دریا نے دابۂ عنبر کو کہ نہایت عظیم تھا جیسا کتب سیر مین مذکور ہے اونکے واسطے کنارہ پر پھینکا صحابہ رضی اللہ عنہم نے آدھے مہینے تک اور ایک قول پر ایک مہینے کے قریب تک اوسی کو کھلایا اور اسی سال مین فتح مکہ معظمہ واقع ہوئی کہ دسوین ماہ مبارک رمضان کو حضرت عالم و عالمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار آدمی لیکر مدینۂ منورہ سے برآمد ہوئے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو مع اپنی عیال کے ہجرت کئے ہوئے آتے تھے جحفہ[1] کے مقام مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقی ہوئے اور پہلے اِس سے بحکم رسالت مکہ معظمہ مین اپنی سقایت زمزم پر قائم تھے اور اسلام حضرت معاویہ اور ابو سفیان اور انکی زوجہ ہندہ اور عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ کا اسی سال مین واقع ہوا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد فتح مکہ عکرمہ بن ابی جہل کے قتل کا حکم دیا تھا آخر کو اونکی بی بی حکیمہ بنت الحارث اسلام لاکر عکرمہ کی طرف سے امان مانگ کر حضور حضرت رسالت مین لائین عکرمہ بھی حاضر ہوتے ہی مسلمان ہوئے اور حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت مین اجنادین کے روز شہید ہوئے اور جب سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام مین داخل ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے باپ ابو قحافہ کو آپ کے حضور مین لائے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اونکو بٹھایا اور اونکے سینے پر دست مبارک اپنا پھیرا آپ کی دست مبارک کی برکت سے ابو قحافہ مسلمان ہوئے اور جسوقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ابو قحافہ کو خدمت مین لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بوڑھے کو کیون تکلیف دی ہین اون کے پاس آجاتے اور فتح مبارک بیسوین رمضان کو واقع ہوئی حضرت سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے مکہ معظمہ مین پندرہ روز اقامت فرمائی اتنے دنون ہر روز حوالی مکہ مین سریات بھیجا کئے خدا کے فضل سے ہر طرف فتح نمایان ہوتی رہی حضرت خالد بن ولید کو عزاے کے توڑنے پر اور عمرو بن عاص کو سواع پر اور سعد بن قردر کو منات پر تعینات فرمایا اور شرک اور فساد کی نام ونشان کو

[1] جحفہ ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے بیچ مین ۱۲

بالکل وہان سے کھودیا بعد اوسکے دسوین شوال کو دس ہزار اہل مدینہ اور دو ہزار طلقائے مکہ ہمراہ
لیکر حنین کی طرف برآمد ہوئے بعضے اصحاب[1] کو اپنے لشکر کی شوکت اور کثرت پر نظر پڑی تو کہنے
لگے کہ اب ہم ہرگز شکست نہ کھاوینگے غیرت بارگاہِ خداوندی مقتضی امتحان اور ابتلا ہوئی
گونہ ہزیمت لشکر اسلام مین پیدا ہوئی اوس حالت مین بعضے نومسلمون نے کہ اوسوقت تک
اون کے سینے نجاست حسد اور کینے سے خوب پاک نہوئے تھے اپنے خبثِ باطن کو ظاہر
کیا کسی نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب[2] ایسے بھاگے کہ کنارے دریا تک نہ
ٹھہرینگے دوسرے نے کہا کہ آج وہ دن آیا ہے کہ سحر اور ساحری باطل ہوجائے سرورِ عالم
صلے اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ سے فتح اور نصرت مانگ کر تھوڑے سنگریزے اوٹھا کر کفار
کی طرف پھینکے مجرد پھینکنے کے لشکر کفار کو شکست فاش ہوئی اس غزوے مین چار مسلمان
شہید ہوئے اور ستر کافر جہنم مین گئے پھر ابو عامر اشعری کو ایک جماعت صحابہ[3] کے ساتھ اوطاس
کی طرف روانہ فرمایا وہان سے بہت غنائم ہاتھ آئے چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار سے
زیادہ بکریان اور چار ہزار دوقہ چاندی اور چھ ہزار آدمی گرفتار آئے منجملہ اسیران
شیما بنت الحارث رضاعی بہن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تھین آپ نے اونکا اکرام کیا
اور اون کو اون کے اہل و عیال کی طرف بھیجدیا اور بعد اسکے آپ طائف کی طرف تشریف
لائے وہان والون کو اٹھارہ روز تک محاصرہ مین رکھا پھر منادی کرنے کا حکم دیا کہ جو کوئی
باہر آوے آزاد ہے پس دس آدمی سے زیادہ نکل آئے ابو بکرہ بھی اونھین مین سے
ہین کہ اپنے تئین بکری مین ڈالکر نیچے اوتر آئے بارہ صحابی طائف مین درجہ شہادت
کو پہونچے اور طائف سے بغیر اتمام فتح اور نصرت مہم مراجعت فرماکر جعرانہ سے احرام باندھکر
چھٹی ذی قعدہ کو عمرہ لائے اور اوسی مقام مین غنائم حنین کو تقسیم فرمایا اور گروہ ہوازن
حاضر ہوکر ایمان لائی آن جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکے اموال اور اونکے
قیدیون کو پھیر دیا بعد اونکے مالک بن عوف اوس قوم کا سردار آکر مسلمان ہوا آپ نے

[1] مراد بعضے اصحاب سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نہین ہین جیسا ایک روایت مین آیا ہے بلکہ قائل اس قوم کے دوسرے صحابی تھے ۱۲
[2] قائل اس قول کا کلدہ بن حنبل صفوان کا برادر مادری تھا اور بعضے مثل قول کے نادمی تھا اور بعضے مثل اس قول کے
سفیان بن حرب سے بھی نقل کرتے ہین واللہ اعلم ۱۲ [3] یہ ابو عامر چچا تھے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ۱۲

سوا اونٹ اوسکو انعام فرمائے اور اوس کے اہل وعیال کو پھیر دیا اور اوسکو طائف کا عامل کیا اور اوسی مقام مین بعضے نادان عرب نے طلب غنائم اور قسمت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر غلبہ کیا اور جناب سید الانس والجان علیہ السلام کو ایک درخت کے نیچے گھیرا اور چادر مبارک اوتار لی اور بعضے جوانان انصار نے بھی اوہ غنیمت مین کچھ کلام کیا حضرت سید الرسل ہادی سبل صلے اللہ علیہ وسلم نے متاع دنیا کی تحقیر اور تصغیر فرماکر ثواب خاص آخرت اور عنایات مخصوصہ اپنے سے مبشر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ متاع دنیا سہل ہے یہ لوگ میری قوم ہین ضعیف الایمان ہین اونکے اموال اور اشیا لٹ گئے اور بلاد اور املاک اون کے ہاتھون سے نکل گئے مین نے چاہا کہ انکے اموال پھیر دون تاکہ انکے ایمانون مین تزلزل نہ آوے بعد اسکے عتاب بن اسید ومعاذ کو مکہ معظمہ مین خلیفہ کرکے آپ نے مدینہ مطہرہ کو مراجعت فرمائی اور اسی سال مین کعب بن زہیر لے قصیدہ بانت سعاد حضرت معلے مین حاضر کرکے امن وسلامت پائی اور اسی سال مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام المومنین سودہ بنت زمعہ کے طلاق کا ارادہ کیا اونھون نے اپنی نوبت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بخشی اور سلک ازواج مطہرات مین منسلک رہین اور اسی سال مین حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑی صاحبزادی نے کہ زوجہ ابی العاص تھین وفات فرمائی نوین سال مین عیینہ بن حصین کو پچاس سوار دیکر بعث فرمایا وہ قریب پچاس کافر کے گرفتار کر لائے اون کی شفاعت کو اقرع بن حابس اور ایک جماعت نے حاضر ہوکر حضرت سید الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دروازے کے باہر سے پکارا اللہ تعالے نے آیہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرَاتِ نازل فرمائی اور آپ نے ولید بن عقبہ کو اخذ صدقات کے واسطے قوم خذاعہ پر بھیجا قوم خذاعہ جو اونکی پیشوائی کو باہر نکلے تو ولید بن عقبہ نے بخیال اسکے کہ یہ لوگ مقاتلہ کو نکلے ہین مدینہ منورہ کو پھر آکر حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شکایت کی اور آیہ کریمہ اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا نازل ہوئی اور اسی سال مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینے تک ازواج مطہرات سے الگ رہے

لہ جو لوگ پکارتے ہین تجکو دیوار کے باہر سے ۱۲

لہ اگر آوے تم پاس ایک گنہگار خبر لیکر تو تحقیق کرو ۱۲

اور اسی سال مین غزوۂ تبوک واقع ہوا اور جناب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ منورہ مین اپنے اہل و عیال پر خلیفہ کیا حضرت امیر نے بسبب مفارقت حضرتؐ کے اور خیال طعن بعض منافقین کے اقامت مدینہ پر اپنے رنج اور ایذا کا اظہار کیا آپ نے حدیث اَنْتَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی سے تسلّی و تشفّی فرماکر اس رتبۂ عالی سے اون کو ممتاز و مخصوص کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تمام مال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نصف مال لانا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تجہیز جیش عسرت کرنا اور کٹ رہنا تین صحابی کا جس سے آیۂ کریمہ عَلَی الثَّلٰثَۃِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا خبر دیتی ہے اسی غزوۂ تبوک مین واقع ہوا حضرت عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دو مہینے تک وہان تشریف رکھکر بغیر وقوع قتال و جدال کے مراجعت فرمائی اور وہین صاحب ایلہ اور اہل حربی اور ارزج نے آکر جزیہ قبول کیا اور خالد رضی اللہ عنہ کو چار سو سوار ساتھ کرکے اکیدر دومۃ الجندل پر بھیجا اونھون نے اسکو گرفتار کیا اور اوس کے بھائی کو قتل کیا اوس نے بھی جزیہ قبول کرکے رہائی پائی اور اسی سفر سے پھرتے مسجد ضرار پر عبور فرمایا اور اوسکو بوجہ الٰہی خراب کیا اور جلا دیا قرآن مجید اوس سے خبر دیتا ہے وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا الایہ اور رمضان المبارک مین مدینۂ منورہ مین تشریف لائے پھر وفد ثقیف آکر اسلام لائے اور شرط کی کہ ایک مدت تک لات اور طاغیہ کو نہ توڑین گے اور نماز نہ پڑھینگے بعد اسکے اطاعت اسلام کرینگے اور جیسا حکم ہوگا بجا لائین گے آپ نے شرط فاسد کو اوس کے قبول نفرمایا اور اون کو پھیر دیا شان نزول آیۂ کریمہ وَلَوْلَا اَنْ ثَبَّتْنٰکَ لَقَدْ کِدْتَّ تَرْکَنُ اِلَیْھِمْ الآیہ یہی تھی اور عثمان بن العاص کو اون لوگون کو امیر کیا اور متعاقب اون کے ابو سفیان بن حرب و مغیرہ رضی اللہ عنہما کو طاغیہ کے توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین خط اور قاصد حمیر کے ملوک کا آیا اور اون کے اسلام کی خبر لایا اور اسی سال مین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کے واسطے روانہ فرمایا اور متعاقب اون کے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ سورۂ برات پڑھین اور مشرکون کا نقض عہد کرین اور ننگے طواف کرنے سے انکو منع فرمائین

لہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسیٰ سے ۱۲ ۵ه اون دو تین شخص پر جنکو پیچھے رکھا تھا ۱۲ ۵ه جنھون نے بنائی ہو ایک مسجد ضد پر ۱۲ ۵ه مسجد ضرار منافقون نے بنا دا اون کے حسد سے بنائی تھی کہ موجب تقلیل جماعت مسجد تقویٰ ہماس ہو جائے ۱۲ ۵ه اور اگر یہ نہوتا کہ ہمنے تجکو ٹھہرا رکھا تو لگ ہی جاتا جھکنے اون کی طرف ۱۲

اور کسی مشرک کو حج کرنے ندین اور خبر پہونچائین کہ کوئی مشرک جنت مین داخل نہوگا سواے مومن کے
اور اسی سال مین زانیہ غامدیہ کو رجم کیا اور عویمر بن حارث نے اپنی بی بی کے ساتھ ملاعنہ کیا اور
اسی سال مین رجب کے مہینے مین نجاشی نے حبشہ مین وفات پائی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مدینۂ منورہ مین اون کے جنازے کی نماز پڑھی اسی جگہہ سے شافعیہ نے غایب پر نماز جنازہ جائز
رکھی ہے حنفیہ کہتے ہین وہ خاص ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور جنازہ نجاشی کا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر ظاہر ہوا پس حقیقت مین نماز حاضر پر پڑھی نہ غایب پر اور اسی سال مین حضرت
امّ کلثوم زوجۂ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے وفات فرمائی اور اسی سال کے ذیقعدہ مین
عبد اللہ بن ابی منافق جہنم واصل ہوا اور آن حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایفاے وعدہ اور
استمالت قوم اُبی کے لئے کہ شاید ایمان قبول کرین اپنا پیراہن شریف پہنایا اوس قوم نے
جو دیکھا کہ یہ مرنے کے وقت حضرت کے پیراہن شریف سے استشفا کرتا ہے ہزار آدمی ایمان لائے
اور اسی سال مین وفود عرب ہر طرف سے حاضر ہوئے اسی جہت سے اسی سال کو عام الوفود کہتے
ہین سارے عرب نے اپنا اپنا اسلام لانا مکہ معظمہ کے فتح پر موقوف رکھا تھا جب دیکھا کہ قریش نے
کہ امام اور پیشواے عرب اور اہل بیت اللہ تھے اطاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی قبول کی اور
ثقیف بھی اسلام مین داخل ہوئے تو اونھون نے جانا کہ اب کسکو طاقت مقابلہ اور مقاومت نہوگی دین
محمدی ہی صلے اللہ علیہ وسلم اور بتون کا دین باطل ہے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ
زَهُوقًا فوج فوج مردم ہر طرف سے گرنے لگے اور اسلام مین آنے لگے موافق قول اللہ تعالیٰ کے اِذَا
جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ اور
دسوین سنہ مین ربیع الآخر کے مہینے مین بنی الحارث لشکر بھیجا اور اون کو شرف اسلام سے مشرف
فرمایا اور اسی سال مین وفد سلمان و ازد و غان و عامر و فد زبید حاضر ہوئے اُن مین عمرو بن معدی
کرب بھی تھا کہ اسلام لایا اور بعد وفات جناب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے مرتد ہوگیا پھر اسلام لایا
اور اسی سال مین عبد القیس و اشعث و فد بنی خلیفہ حاضر ہوئے اونین مسیلمہ کذاب تھا کہ مرتد ہوگیا

۱؎ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا ۱۲ ۔ ۲؎ جب پہونچ چکی مدد اللہ کی اور فیصلہ اور
تو نے دیکھے لوگون کو پیٹھے اللہ کے دین مین فوج فوج ۱۲

اور اس نے دعوی نبوت کیا اور کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجکو اپنا شریک کر لیا ہی اور اسی سال مین نجران کے نصاری کے ساتھ مباہلہ کا قصہ واقع ہوا اور اسی سال مین حضرت جریر بن عبداللہ البجلی ڈیڑسو آدمی کے ساتھ اپنی قوم سے اسلام لائے آن جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکو ذوی الخلیفہ کی طرف ایک بت توڑنے کو بھیجا اور اسی سال مین قصہ جام بھی ہے کہ تمیم داری اور عدی نصرانی نے چورایا تھا اور اُسی سال مین حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کو یمن کی جانب بھیجا اور اسی سال مین حجۃ الوداع واقع ہوا کہ جناب سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت کے کوئی حج سوا اس حج کے ادا نہین فرمایا اور قبل ہجرت کے نبوت سے پہلے اور پیچھے آپ نے اور بھی حج کیئے ہین لیکن علما کو عدد حج پر اطلاع نہین ہوئی اور اون کے حیطۂ ضبط مین نہین آئے اور آپکی عمرے بعد ہجرت کے چار ہین بالاتفاق اور اسی سال مین حجۃ الوداع کے روز آیۂ کریمہ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الایہ نازل ہوئی اور اسی حج سے پھرنے کے وقت منزل غدیر خم مین حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کو تخصیص مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ الحدیث سے مخصوص فرمایا اور اسی سال مین ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات فرمائی اور اسی سال مین ضمام بن تعلبہ نے حضور مین حاضر ہو کر شرایع دین دریافت کر کے اپنی قوم مین جاکر قوم کو مسلمان کیا اور اسی سال مین بنی طی قبیلۂ حاتم طائی گرفتار ہو کر آیا اون مین حاتم کی بیٹی بھی آئی لیکن فرزند حاتم کا شام کی طرف بھاگ گیا پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو رہا فرمایا اور خلعت عنایت کیا وہ اپنی بھائی کے پاس جاکر بھائی کو بھی لے آئی اور وہ بھی ایمان لایا اور وہ بھی ایمان لائی اور موافق ایک قول کے قصۂ اولاد حاتم نوی سال مین واقع ہوا اور اسی سال مین خالد رضی اللہ عنہ کو بنی حارث پر کہ نجران مین رہتے تھے بھیجا وہ ایمان لاکر حضور مین حاضر ہوئے نظر مبارک اوس گروہ پر پڑی تو فرمایا یہ کون لوگ ہین گویا کہ ہند کے آدمی ہین اور اسی سال مین باذان والی یمن کر وفات پائی اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن اور حضر موت کی طرف بھیجا اور زیادہ اونکی

---

۱ شکر ہے واسطے اللہ کے اوپر دین اور اسلام کے ۱۲

۲ آج مین پورا دے چکا تم کو دین تمھارا ۱۲

رکاب مین سلطان زمین وزمن علیہ الاف التحیۃ والسلام باہر تشریف لائے اور اونکو شرف مشایعت
سے مشرف فرمایا اور ارشاد کیا کہ یا معاذ شاید اس سال کے بعد تجکو نپاوے اور یہ آخری ملاقات ہماری
تیری ہو معاذ رضی اللہ عنہ یہ سُنکر روئے پھر اونکو وداع فرمایا اور اسی سال مین جزیر بن عبداللہ کو
ذی الکلاع بن ناکور پر بھیجا وہ اپنے امراء سمیت مسلمان ہوا اور اسی سال مین فروہ بن عمر الجذامی
کہ بادشاہ روم کی طرف سے حدود عرب پر متصل روم کے عامل تھا مسلمان ہوا اور ملک روم نے اوسکو
گرفتار کیا اور اوسکے مرتد ہو جانے پر باعث ہوا اوسنے کہا تو خود جانتا ہے کہ یہ وہی رسول ہے کہ عیسی
علیہ السلام نے اوسکے ظاہر ہونے کی بشارت دی تھی ولیکن تو اپنی مملکت کے زوال سے ڈرتا ہے
اور سعادت اسلام سے مشرف نہین ہوتا ہے پھر فروہ کو ملک روم نے مروا ڈالا اور گیارہوین سال مین حضرت
سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی کے حکم سے اہل بقیع کے حق مین استغفار کیا اور فرمایا
کہ اے اہل بقیع تم لوگ کیا اچھے رہے جو یہان سے چلے گئے یہان فتنے آنے والے ہین کہ شب تاریک سے زیادہ
زیادہ ہین اور اسی سال مین دوشنبے کے دن چھبیسوین تاریخ صفر کو اسامہ بن زید کو ایک لشکر عظیم
کے ساتھ اُبنی[1] والون پر بھیجنے کی تیاری کی اور چہارشنبہ کے روز تپ اور درد سر حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو شروع ہوا اور پنجشنبہ کے دن جھنڈا دست مبارک سے درست فرما کر اسامہ کو عنایت فرمایا وہ
باہر نکل کر مقام جُرُف[2] مین ٹھہرے حضرت ہادی سبل صلی اللہ علیہ وسلم نے کبار مہاجرین وانصار کو
مثل ابوبکر صدیق رض و عمر فاروق رض وسعد بن ابی وقاص رض و ابو عبیدہ بن الجراح رض اور امثال اون کے
اسامہ بن زید رض کے ہمراہ فرمایا اور بعضے لوگون کو اسامہ کے امیر فرمانے مین ایک نوع کی قیل وقال
واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بات سمع فرما کر برآمد ہوئے اور خطبہ بلیغہ اسامہ اور اسامہ کے
باپ زید بن حارثہ کی تعریف مین پڑھا اور فرمایا واللہ اسکا باپ امارات اور ریاست کے لائق تھا
اور اپنے باپ کے یہ بھی اسی کام کا سزاوار ہے پھر دسوین تاریخ ربیع الاول کو شنبے کے روز دولتسرا
مین تشریف لائے اور روز یکشنبہ کو مرض شدید ہوا اور خبر ظہور مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی لعنۃ اللہ علیہما
اوسی حالت مین آئی آپ نے بوحی الٰہی اسود کے مارے جانے کے وقت سے لوگون کو خبر دی ویسا ہی ہوا

[1] اُبنی بضم ہمزہ و سکون موحدہ ایک جگہ ہے دیار روم سے وہین اسامہ کے باپ زید شہید ہوئے تھے ۱۲ [2] جُرُف بالضم جیم ورا و لیقا ایک جگہ ہے قریب مدینہ منورہ کے ۱۲

کہ اوس نے صفاء یمن مین خروج کیا اور شہر بن باذان کو مار کر اوسکی عورت کو کہ فیروز[1] کے چچا کی بیٹی تھی اپنے عقد مین لایا فیروز نے حیلہ گری کر کے اوسی قصر مین نقب لگا کر اندر گھس کر اوسکو قتل کیا اوس ملعون کے حلق سے مرتے وقت ایک آواز مثل آواز گاؤ نکلی پاسبانون نے یہ آواز سنکر گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیسی آواز نکلی اوس عورت نے کہ وہ بھی اوسکے قتل مین ساعی تھی دربانون اور پاسبانون سے کہا تم لوگ تردد نکرو یہ آواز تمھارے پیغمبر کی وحی کی ہے اور اس اسود ملعون کا نام عبہلہ بن کعب تھا اور ذوالحمار بھی کہتے تھے ایک شخص کاہن تھا لوگون کو عجائب و غرائب دکھاتا تھا اور اول خروج اوسکا حجۃ الوداع کے بعد واقع ہوا اور مسیلمہ کذاب کو وحشی قاتل امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا وحشی کہا کرتے تھے کہ مین مارنے والا ہون بہترین آدمیون کا اور بدترین آدمیون کا اور یہ مسیلمہ ملعون بہت بوڑھا تھا وفد بنی حنیفہ کے درمیان حضور عالم و عالمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہو کر اسلام لایا پھر یمامہ مین جا کر مرتد ہو گیا اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ شریک فی النبوۃ ہونے کا دعویٰ کیا اور شراب اور زنا کو حلال اور نماز فرض کو ساقط کیا ایک گروہ فاسقین و مفسدین کا اوسکے تابع ہو گیا اور اوس ملعون نے چند فقرے نامطبوع قرآن مجید کے معارضہ مین اختراع کیے تھے کہ مضحکہ عقلاء عالم ہوئے چنانچہ معارضہ والعادیات مین اوسنے کہا ہے وَالزَّارِعَاتِ زَرْعًا فَالْحَاصِدَاتِ حَصْدًا وَالطَّاحِنَاتِ طَحْنًا وَالْخَابِزَاتِ خُبْزًا وَالثَّارِدَاتِ ثَرْدًا[2] اور کہا يَا ضِفْدَعُ بِنْتَ ضِفْدَعَيْنِ إِلَى كَمْ تَنُقِّينَ لَا الْمَاءَ تُكَدِّرِينَ وَلَا الشَّارِبَ تَمْنَعِينَ رَأْسُكِ فِي الْمَاءِ وَذَنَبُكِ فِي الطِّينِ[3] اور کہا اوس نے اَلْفِيلُ مَا الْفِيلُ وَلَهُ خُرْطُومٌ طَوِيلٌ إِنَّ ذَلِكَ مِنْ خَلْقِ رَبِّنَا الْجَلِيلِ[4] کہتے ہین کہ اوس ملعون سے بعضے خوارق اور استدراجات بھی ظاہر ہوتے تھے لیکن سب اوس کے مدعا کے برخلاف اگر کسی کو اوس نے درازی عمر کی دعا دی وہ فوراً مر گیا اگر کسی کے آنکھ کی روشنی کی دعا کی تو

---

[1] فیروز نجاشی کا بھانجا تھا ۱۲ [2] یعنی قسم ہے کھیتی کرنیوالون کی کھیتی کرنے کر اور کھیتی کاٹنے والون کی کھیتی کاٹنے کر اور پیسنے والون کی پیسنے کر اور روٹی پکانیوالون کی روٹی پکانے کر اور پیالونمین روٹی توڑنے والونکی پیالہ مین روٹی توڑنے کر ۱۲ حصدو روون فیز بیختن وبالضم نان طحن آرد کردن وثرد ۱۲ [3] اے مینڈھک بیٹی جوڑے مینڈھک کی کب تک نہ رہیگی تو نہ پانی کو تیرہ کرتی ہے اور نہ پیاسون کو منع کرتی ہے تو سر تیرا پانی مین ہے اور دم تیری خاک مین ۱۲ ضفدع بہ کسر ضاد والدال ضفادع جمع ضفدع غوک و بفتح الدال ایضاً ۱۲ [4] ہاتھی ہے کیا ہی اوسکی سونڈ دراز ہے تحقیق کہ یہ مخلوق سے ہے سب بزرگ ہمارے کے ۱۲

تو وہ اسیوقت اندھا ہو گیا ایکبار اوس نے حضرت سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کو نامہ بھیجا تھا اس عبارت کا مِن مُسَیلمۃ رسولِ اللہ اِلیٰ محمدٍ اَمَّا بعدُ فاِنَّ الارضَ لنا نصفٌ و للقریشِ نصفٌ ولکنَّ القریشَ یعتدُونَ جناب سید الانس والجان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس کے جواب مین تحریر فرمایا مِن محمدٍ رسولِ اللہ اِلیٰ مُسیلمۃَ الکذّابِ اَمَّا بعدُ فاِنَّ الارضَ للہِ یُورِثُھا مَن یَّشاءُ مِن عبادِہٖ وَالعاقبۃُ للمتّقین دوشنبہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد مین تشریف لائے اور آدمیون کو نماز صبح مین مشغول دیکھکر بہت خوش ہوئے اور خوش خوش دولتسرا مین تشریف لائے لوگون نے کہا کہ آج مزاج مقدس اور روز کی نسبت درست ہے پس اوسی روز دوپہر کو اور ایک قول پر چاشت کے وقت بارھوین تاریخ ربیع الاول کو حق تعالیٰ و تقدس سے ملاقات کی اہل بیت کرام نے سہ شنبہ کے روز آپکو غسل دیا اور ساری دن گروہ مسلمانون کے نماز جنازہ شریف ادا کرتے رہے اور شب چہار شنبہ لاش مقدس کو اس عالم فانی سے پوشیدہ کیا صلے اللہ علیہ واٰلہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ والانصارہ واشیاعہ وسلّم

باب چھٹا کیفیت بنائے مسجد نبوی اور سارے مقامات عالیہ مین علمائے سیر اور تواریخ شکر اللہ سعیہم ایسا لکھتے ہین کہ جب ناقہ شریف سرور انبیا صلوٰۃ اللہ علیہ آکر دروازہ مسجد شریف پر بیٹھ گئی تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھٰذا المنزلُ اِن شاءَ اللہُ تعالیٰ اور اوس پر سے اوترے اور یہ آیہ کریمہ پڑھی رَبِّ اَنزِلنِی مُنزَلاً مُّبارَکاً وَّاَنتَ خَیرُ المُنزِلِینَ اوس زمانے مین اس جگہ کھجور کا باغ تھا اوس مین دو ایک یتیمون کا مربد تھا اور وہ دونون یتیم ایک انصاری کے یہان پرورش پاتے تھے اور بھی قبل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف فرما ہونے کے وہان پر کچھ لوگ نماز پڑھا کرتے تھے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دونون یتیمون کو بلایا و اوس جگہ کو مول لینا چاہا ہر چند اون دونون نے بلاعوض اوس قطعہ کے نذر کرنے مین مبالغہ کیا مگر آپ نے نہ مانا اور بلاعوض لینے پر راضی نہوئے اوّل اونکو قیمت دی بعد اسکے مسجد کی بنا ڈالی بعضے انصار نے اپنے مال سے ایک نخل اور بھی زمین کی قیمت پر زمین والون کے

[1] یعنے یہ نامہ محمد رسول اللہ کی طرف سے مسلمہ کذاب کی طرف مگر بعد حمد کے پس تحقیق زمین اللہ کی ہے وارث کرے اوسکا جسکو چاہے اپنے بندون سے اور انجام نیک متقیون کے واسطے ہے [2] یعنی یہی منزل کی جگہ ہے اگر خدا چاہے [3] اے اللہ اوتار مجکو اوتارنا مبارک اور تو بہتر اوتارنے والون کا ہے [4] مربد بالکسر وہ کہتے ہین اس جگہ کو جہان خرمے کو خشک کرکے تر بنا دین ۱۲

خوش کرنے کو مضاعف کیا پھر اوس جگہ مین جو اونچا نیچا تھا برابر کیا اور جو درخت بے موقع واقع تھے
انکو اکھاڑ کر بنیاد مسجد شریف ڈالی اور جنت البقیع مین قریب بیر ایوب کے کہ مسجد سیدنا ابراہیم
سے اوتر کی طرف ایک جگہ ہے وہان انٹین گرتی تھین اور سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والثنا
خود بنفس نفیس اور اکثر صحابہ کرام پتھر اور اینٹ ڈھونڈھ کر لاتے تھے اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تسلی اور تشفی کے واسطے ندائے بشارت آب دیتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ
اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃِ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرِیْنَ اور مسجد شریف کی چھت اور ستون کھجور کی لکڑی سے ہے
بنائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کی نینہ ڈالی حضرت
جبریل علیہ السلام حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی طرف سے حکم لائے کہ ایک عریش بناؤ موافق
عریش موسیٰ کلیم کے کہ بلندی اوسکی سات گز سے زیادہ ہو اور فرین اور منقش کرنے مین تکلیف نکرو
چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف مین مسجد شریف کی چھت ایسی تھی کہ مینھ برستے وقت
چھت کی مٹی آدمیون کے سرون پر گرتی تھی اور طول مسجد شریف کا پہلی بنا مین جانب قبلہ سے حد شمالی تک
چوّن گز تھا اور جانب مشرق سے حد مغربی تک ترسٹھ گز تھا اور بعد فتح خیبر کے کہ ساتوین سن ہجری مین
واقع ہوئی آپ نے نئے سرے سے پھر بنوائی اور ہر طرف سے صد در صد رکھی طبرانی نقل کرتے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری سے کہ مسجد شریف کے ہمسایہ تھے ایماء فرمایا کہ
اگر تجھ سے ہو سکتا ہو تو تھوڑی سی زمین جو تیرے ملک کی ہے بعوض ایک گھر بہشت کے ہمارے ہاتھ
بیچ ڈال کہ ہم اپنی مسجد کو بڑھالین اونھون عرض کیا یا رسول اللہ مین ایک مرد فقیر ہون اور عیالمند
میرے پاس سوا اسکے اور زمین نہین ہے آپ نے اونکو معذور رکھا پھر حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ نے اوس زمین کو اُن صحابی سے دس ہزار درہم کو خرید کرکے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ اس قطعہ زمین کو اس بہشتی گھر کے عوض مین آپ مجھ سے مول لیجئے
آپ نے اونسے اُسی عوض مین مول لیکر زمین کو داخل مسجد شریف فرمایا اور ایک اینٹ
اپنے دست مبارک سے نینہ مین رکھی بعد اوسکے آپ کے حکم شریف سے حضرت خلیفہ رسول اللہ
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اوسی اینٹ کے برابر ایک اور اینٹ رکھی اسیطرح حضرت عمر و عثمان

ف اے اللہ میرے نہین خیر ہے مگر خیر آخرت کی پس تو رحم کر انصار و مہاجرین پر ۱۲

رضی اللہ عنہا نے بھی آپ کے حکم سے اینٹین رکھین یہی طرز بناء مسجد قبا مین بھی واقع ہوا مگر اُس بنا
مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہونے مین کلام ہے اسواسطے کہ وہ زمانِ ہجرت سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وسلم مین مدینۂ منورہ مین حاضر نہ تھے اور اسوقت تک ہجرت حبشہ سے تشریف نہین
لائے تھے واللہ اعلم اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے
ہین کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اینٹین اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بھی اون سب کے ساتھ اینٹین اٹھانے مین شریک تھے ایک بار میری نگاہ پڑی تو دیکھا مین نے
کہ آپ نے بہت سی اینٹین شکم مبارک سے سینۂ مبارک تک بھر کے اٹھائی ہین مین نے عرض کیا
یارسول اللہ یہ مجھے عنایت فرمائیے مین لیچلون فرمایا اینٹین بہت پڑی ہین تو بھی اٹھا لا اور یہ مجھکو
لیجانے دے اور فرمایا یَا اَبَا هُرَيْرَةَ لَاعَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ غالبًا کہ یہ واقعہ دوسری بنا مین واقع
ہوا ہے کو اسواسطے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام سال خیبر مین ساتوین سنہ مین ہوا اور پہلی بنا مقدم
ہے اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ہر ایک صحابی ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ
عنہ دو دو اینٹین حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ملاحظہ فرماکر فرمایا وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ
الْبَاغِيَةُ يَدْعُوهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَهُ اِلَى النَّارِ اور پہلے بنا مین سولہ یا سترہ مہینے تک قبلۂ
بیت المقدس کی طرف رہا اور اوسوقت مین مسجد کے تین دروازے تھے ایک دروازہ بائین طرف
جدھر اب قبلہ ہے دوسرا دروازہ مغرب کی طرف جسے اب باب الرحمۃ کہتے ہین تیسرا دروازہ جدھر
سے آپ تشریف لاتے تھے وہ باب آل عثمان ہے جسے اب باب جبرئیل کہتے ہین قریب محراب
تہجد آن حضرت علیہ الصلوٰۃ کے نہ وہ کہ عوام الناس اوسکو باب جبرئیل کہتے ہین اور بعد نازل
ہونے قرآن کے باب تحویل قبلہ مین جبرئیل امین نے حضرت واجب الوجود تعالیٰ کی طرف سے
آکر یہان سے کعبۃ اللہ تک جتنے حجاب درمیان مین واقع تھے اٹھا دیے اور بنای مسجد نبوی اوس
جگہ پر کہ اب وہین ہے آنکھ سے دیکھکر سمت میزاب کعبہ پر درست کی گئی اور بعد تحویل قبلہ کے چودہ یا
پندرہ روز تک آن حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسطوانۂ مخلق کے پیچھے جسکو اب اسطوانۂ عائشہ کہتے ہین

سلہ یعنی ای ابوہریرہ نہین عیش ہو مگر عیش آخرت کی ۱۲ سلہ یعنی خدا رحم کرے عمار پر کہ اوسکو قتل کریگا ایک گروہ باغی
کہ یہ بلاتا ہوگا اونکو جنت کی طرف اور وہ بلاتے ہون گے اوسکو آگ کی طرف ۱۲

نماز ادا کرتے رہے بعد اسکے جہان پر اب محراب مقرر ہے آپکا قیام فرمانا متعین ہوا اور آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے مین علامت محراب جیسے اب مساجد مین متعارف ہے نہ تھی ابتدا اوسکی عمر ابن العزیز کے وقت سے ہے جسوقت مین کہ ولید بن عبد المطلب کی طرف سے وہ امیر مدینۂ منورہ تھے اور جس زمانے مین کہ نماز قبلۂ بیت المقدس کی طرف ادا کرتے تھے آپ کے کھڑے ہونے کی جگہ وہ تھی کہ اگر اسطوانہ مخلق کی طرف پیٹھ دیکر شام کی طرف متوجہ ہو کر جاوین اور باب عثمان کے محاذات مین پہونچکر کھڑے ہو جائین اور باب عثمان داہنی کو واقع ہو پس وہی مقام ہے اور آن سرور دین ودنیا علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتحیۃ واثنا منبر رکھے جانے سے پہلے متصل محراب کے پچھان کی طرف کھڑے ہو کر اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خطبۂ عالی رتبہ سے مشرف فرماتے تھے اور کبھی کبھی طول قیام کی جہت سے کسل عارض ہوتا تو ایک لکڑی پر کہ اسی جگہ نصب تھی تکیہ فرماتے ایک شخص بعض دیار عرب سے مدینے مین آیا تھا اور بروایت صحیح مدینہ ہی کا تھا ایک انصاریہ کا غلام جناب سالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ اگر آپ قبول فرمائین تو آپ کے واسطے ایک منبر بناؤن کہ اوسپر کھڑے ہونا بھی آسان ہو اور بیٹھنا بھی آپ نے التماس اوسکی قبول فرمائی اوسنے منبر تیار کیا تین درجے کا تیسرا درجہ بیٹھنے کا مقام تھا اصح روایات سے ثابت ہے کہ منبر شریف رکھا گیا جس جگہ کہ آج رکھا ہے اور مقام اوّل سے آپ نے نقل فرمایا تو وہ لکڑی جسپر کبھی کبھی تکیہ فرماتے تھے آپکے فراق صحبت سے تڑتق گئی اور رونا شروع کیا اور چلّانے لگی جیسے اونٹنی چلّاتی ہے اور ایسی بیقرار ہوئی کہ تمام حاضرین مجلس اوسکا حال دیکھکر بے اختیار رونے لگے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے منبر شریف سے اوترکر اپنا دست شفقت اوسپر رکھکر فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تجھکو تیری جگہ پر چھوڑ دون جس حالت مین کہ تو تھی اور اگر تو چاہے تو تجھکو بہشت برین مین لگاؤن کہ وہان کی نہرون اور چشمون سے سیراب ہو اور خدا کی دوست تیرا میوہ کھائین بعد ایک لحظہ کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اس نے دار الخلد اختیار کیا روایت ہے کہ جب حسن بصری رضی اللہ عنہ یہ حدیث سنتے بہت روتے اور فرماتے کہ اے بندگان خدا جب لکڑی حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے فراق مین روئے اور فریاد کرے تو کیا تم لوگ لایق اس بات کے نہین ہو بیت

سنگے دہناتے کہ در وخاصیتے ہست * بہ ز آدمی وان کہ در و معنے نیست * قاضی عیاض رحمۃ
اللہ علیہ فرماتے ہین کہ حدیث حنین جذع مشہور ہے بلکہ حد تواتر تک پونہچی ہے اور بہت سے
صحابہ رض نے اوس کی روایت کی ہے اور وہ لکڑی بعضے صحابہ کے پاس تھی آخر کو بسبب طول
مدت کے بوسیدہ ہوگئی اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اوسکو اوسی جگہ پر جہان کھڑی تھی حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے دفن کروا دیا اور قول صحیح پر منبر شریف کا طول دو ذراع تھا اور
عرض ایک ذراع اور عرض ہر درجہ کا ایک بالشت اور خلفای راشدین رضوان اللہ علیہم کے
زمانے تک اپنے حال پر رہا اور پہلے جسنے جامۂ قبطیہ سے اوسکی پوشش بنائی حضرت عثمان بن
عفان رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بعد چھہ برس اپنے خلافت سے نیچے کے درجے
سے کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اختیار کیا تھا حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ پر گئے اور ایک قول پر اول جسنے منبر کی پوشش بنائی حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ تھے اور وہ اپنے زمانۂ امارت مین جسوقت شام سے مدینۂ منورہ مین آئے
تو اونھون نے بقصد اس بات کے کہ اس منبر شریف کو شام مین لیجائین اوسکو اپنی جگہ سے اوٹھانا
چاہا اوسیوقت آفتاب سیاہ ہوگیا اس طرح کا کہ آسمان کے ستارے دکھائی دینے لگے حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ یہ حال معاینہ کرکے اس قصد سے باز رہے اور صحابۂ کرام سے اوسکے عذر مین کہنے
لگے کہ میرا مقصود اسکے ہلانے سے یہ تھا کہ دیکھون اوس زمین نے نہ کھالیا ہو بعد اسکے چھہ درجے
اور زیادہ کیے اور منبر نبوی کو اوسپر اوٹھاکر رکھا بعد اونکے مہدی خلیفہ نے چاہا کہ اتنی ہی درجے
اور بڑھادے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکو منع فرمایا اور جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا
بنایا ہوا منبر بھی طول مدت کی جہت سے بوسیدہ ہوگیا تو بعضے خلفائے بنی عباسیہ نے پھر نئے سر سے
منبر بنوایا اور بقایاے منبر نبوی کی تبرکا اور تیمنا کنگھیان بناکر رکھین اور سن چھہ سو چون مین جو
آتشزدگی مین منبر جل گیا تھا وہ منبر خلفاے عباسیہ کا بنوایا ہوا تھا اور بعضے ارباب تواریخ
یہ لکھتے ہین کہ وہ منبر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بنوایا ہوا تھا لیکن صحیح قول اول ہے واللہ
اعلم بعد اسکے تمام بادشاہان اسلام اوسکو کچھہ کچھہ اپنے اپنے وقت مین تغیر دیتے چلے آئے سلطان
روم سلطان مراد خان بن سلیم خان تک کہ اوسی سن نو سو اٹھانوے ۹۹۸ مین منبر عالی

سنگ روم سے بنوایا تھا اور قبہ اسکا ہفت جوش کا اور مادہ تاریخ اوس کا بعض فضلائے
روم نے یون پایا تھا منبر اعظم سلطان مراد مترجم غفر اللہ لہ کہتا ہے کہ بعد سلطان مراد خان
کے پھر کسی نے منبر شریف مین تغییر نہین دی سوائے ترمیم کے چنانچہ اس زمانے مین کہ سلطان
عبد المجید خان بن سلطان محمود خان انار اللہ برہانہما وغفر اللہ لہما نے سرے
سے مسجد نبوی بنوا دی اور سن بارہ سو ستتر مین عمارت اوس کی تمام ہوئی منبر شریف
کو ویسا ہی باقی رکھا شاید کچھ ترمیم کا اتفاق واقع ہوا ہو **فصل** - اب رہے اسطوانات
منبر کہ مسجد نبوی از جملہ اون کے بعضے ستونون کے تبرکاً اور تیمناً زیارت کرتے چلے آتے
ہین وہ آٹھ ہین ایک وہ اسطوانہ جو محراب نبوی کے متصل امام کے مقام سے داہنی طرف
ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر بننے سے پہلے اوسی جگہ خطبہ شریف ادا فرماتے تھے
اور وہ لکڑی جو حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فراق مین روئی تھی اسی جگہ تھی اور اکثر
علما کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطوانہ مخلق اسی کا نام ہے اور مخلق اسواسطے کہتے
ہین کہ وہ ستون کسی مکروہ چیز سے ملوث ہو گیا تھا اوسپر خلوق[1] ملوا دینے کا اتفاق
ہوا تھا اور بعضے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اوسی جگہ کو نفل پڑھنے کے واسطے اختیار فرماتے
تھے دوسرا اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا اوس کو اسطوانہ القرعہ اور اسطوانہ المہاجرین
بھی کہتے ہین اور کلام مطری سے کہ اس بلدہ عظیمہ کا مورخ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسطوانہ
مخلق بھی اسطوانہ ہے اور یہ اسطوانہ حجرۂ شریفہ کی طرف سے تیسرا ہے اسی طرح منبر شریف
کی طرف سے بھی اور درمیان روضۂ[2] مطہرہ کے واقع ہوا ہے سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے
بعد تحویل قبلہ کے ایک مدت تک اسی ستون کی طرف نماز ادا فرمائی بعد اسکے جہان اب
محراب نبوی ہے نقل فرمایا اور بڑے بڑے مہاجرین جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضے اللہ
عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور امثال اون کے رضی اللہ عنہم اجمعین
اس ستون کی طرف نماز پڑھتے اور یہین جماؤ کرتے اور طبرانی حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری مسجد مین

---

[1] خلوق ایک خوشبو کا نام مشہور ہے عرب مین ۱۲ [2] روضہ مطہرہ یعنے روضۃ من ریاض الجنۃ ۱۲

ایک جگہ ہے اس ستون کے آگے اوسکی خوبی اگر آدمی جانتے ہین تو بغیر قرعہ ڈالے کسی کو اوس
جگہ نماز پڑھنا میسر نہو جسوقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ روایت کی ایک گروہ
اولاد صحابہ رضوان اللہ عنہم نے کہا کہ وہ جگہ کہان ہے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے
اوسکی تعیین واقع نہین ہوئی کہ لوگ اون کی حضوری سے باہر آئے عبداللہ بن زبیر رضی کہ حضرت
ام المومنین کے بھانجے تھے وہین حاضر رہے ایک جماعت اس اُمید پر کہ وہ حضرت ام المومنین
رضی اللہ عنہا سے پوچھین گے اور ہمکو خبر دین گے مسجد مین حاضر رہے بعد دیر کے حضرت
عبداللہ بن زبیر رضی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے باہر آئے اور اسی اسطوانہ
کے متصل داہنی طرف نماز پڑھنے لگے لوگون نے جانا کہ جسکی حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ
وسلم نے خبر دی ہے یہ وہی جگہ ہے اور دُعا اس اسطوانہ کی پاس مستجاب ہے تیسرا اسطوانہ
تو یہ ہے کہ حجرۂ منیفہ کی طرف سے دوسرا ستون ہے اور منبر شریف کی طرف سے چوتھا ہے اس
اسطوانہ عائشہ کے حجرے کی طرف کہتے ہین کہ درمیان اس اسطوانہ کے اور درمیان قبر شریف
کے بیس گز کا فاصلہ ہے واللہ اعلم اور اوسکو اسطوانہ ابی لبابہ بھی کہتے کہ وہ منجملہ
نقبائے انصار تھے اونھون نے اپنے تئین اوس ستون سے باندھا تھا کہ توبہ اور عذر
اون کا قبول ہوا اور اصل قصہ کی یہ ہے کہ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ صاحب عہد و پیمان
بنی قریظہ تھے جسوقت کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوس گروہ نابہبود کا محاصرہ
کیا وہ بمشورۂ ابو لبابہ رضی اللہ عنہ نیچے اوترے تاکہ موافق فرمودۂ ابو لبابہ عمل
کرین لڑکے اور عورتین یہودیون کی اُن کے پاؤن پر گرے اور گریہ و زاری کیئے
اور گڑگڑائے کہ اُن سبکو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین لے جاکر عذر خواہی
کرے ابو لبابہ نے قبول کیا کہ مین ایسا کرون گا اور اپنے کلام کے درمیان مین ایک ادا
ایسی کی کہ وہ دلالت کرتی تھی اسبات پر کہ انجام کار تمھارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک ذبح اور قتل ہے یعنے اپنے ہاتھ سے اپنی حلق کی طرف اشارہ کیا یہ بات ابو لبابہ
سے از راہ بشریت اُن کے جزع اور فزع دیکھکر سرزد ہوئی بعد اُس کے جانا کہ مجھ سے
خدا اور رسول کے حق مین خیانت ہوئی اس عمل کی مذمت مین اور اس تقصیر کے عذر کے

واسطے اپنے تئین ایک لکڑی کے ساتھ جو اوس اسطوانہ کی جگہ پر تھی بھاری زنجیر سے باندھا
اور اوس روز سے زیادہ اسی حال پر رہے اور تضرع کیا کیے بیٹے اون کے آکر نماز
اور قضاے حاجت کے وقت کھول دیا کرتے تھے بھوک کی شدت اور رونے پیٹنے کی
کثرت سے قوت سامعہ اون کے کام سے جاتی رہی اور نزدیک تھا کہ قوت باصرہ بھی
جاتی رہے اللہ تعالے نے آیہ کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ الآیہ
اسی شان مین نازل فرمائی حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ مین اِس
قید سے نہ نکلون گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دستِ مبارک سے نہ کھولین
گے اور کھانا پینا کچھ نہ کھاؤنگا اس مین یا مرجاؤن گا یا میرا گناہ بخشا جائیگا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ پہلے میرے پاس آتا تو مین اوس کے واسطے شرط
استغفار بجالاتا لیکن جب اوس نے اپنے تئین خدا کی درگاہ مین باندھا تو جب تک
خداے تعالیٰ کا حکم نہ آئیگا مین نہین کھول سکتا یہان تک کہ ایک صبح کو اونکی قبولی
توبہ کی آیہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین نازل ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف
لاکر اون کو کھول دیا پھر اونھون نے عہد کیا کہ کبھی دار بنو قریظہ مین قدم نہ رکھین اسواسطے کہ وہان
خدا اور رسول کے حق مین خیانت واقع ہوئی اور بعضے روایات سے بعضے اور صحابہ کا بھی
بعضے تقصیرات سے بندھنا ثابت ہوتا ہے اور ابن زبالہ محمد بن کعب سے روایت کرتے ہین
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نوافل کو اسی اسطوانۂ توبہ کے پاس پڑھتے اور بعد نماز صبح
کے بھی آپ اسی جگہ جلوہ فرما ہوتے اور اسی ستون کے گرد ضعفا اور مساکین اصحاب اور
مولفۃ القلوب اور اصحاب صفہ اور مہمان لوگ اور جن لوگون کو سوا اس مسجد کے اور کوئی
جگہ سونے کی نہ ملتی بیٹھے رہا کرتے حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر اون
فقرا اور مساکین کے درمیان جلوہ افروز ہوتے اور جس قدر قرآن رات کو نازل ہوتا
اون لوگون کو سُناتے اور تعلیم احکام فرماتے اور اون لوگون سے باتین کرتے

۱؎ اے ایمان والون چوری نہ کرو اللہ سے اور رسول سے ۱۲

اور اون کی باتین سنتے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ اَرْسَلْتَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ رَاحِمَ
الْفُقَرَآءِ وَمُعِیْنًا لِّلضُّعَفَآءِ وَالْمَسَاکِیْنَ[1] آفتاب نکلنے کے وقت اغنیاء صحابہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین حاضر ہوتے تھے اور مجلس شریف مین جگہ بیٹھنے کی نہین پاتے تھے بقصد تالیف قلوب
دل مبارک حضرت سرور دین و دنیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان آنے والون کی طرف
بھی کھینچتا تھا فرمان آیا وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدَاۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ
وَجْھَہٗ[2] الآیۃ اور کبھی اعتکاف کے واسطے سواے اسطوانہ کے سریر اور فرش وغیرہ بھی
رکھا اور بچھایا جاتا تھا کہ آپ اوس سے تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے چوتھا اسطوانۃ السریر کہ مبارک
شریف سے ملا ہوا ہے اور اسطوانہ توبہ سے مشرق کی جانب اور شاید سریر اور حصیر وغیرہ کبھی
اسطوانہ کے پاس بچھتا تھا اور کبھی اسطوانہ کے پاس لیکن اسطوانۃ السریر اب اسی اسطوانہ کو
کہتے ہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد شریف مین
اعتکاف کرتے تھے اور روز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سر مبارک جناب رسالت مین
کنگھی کرتی تھین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک سریر تھا شاخون خرما سے
کبھی وہ بھی محل اعتکاف مین درمیان اسطوان اور قنادیل کے بچھتا تھا اور اکثر شب کو چارپائی
پر راحت فرماتے تھے اور اون کو پائے مبارک کے نیچے ڈال لیتے تھے پانچوان اسطوانہ
محرس اوس کو اسطوانہ علی ابن ابی طالب بھی کہتے ہین اسواسطے کہ اونکے نماز پڑھنے کی جگہ
اکثر اوقات مین یہی تھی اور یہ بھی ہے کہ وہ راتون کو اسی جگہ بیٹھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی پاسبانی کرتے تھے مطری کہتے ہین کہ اون کے بیٹھنے کی جگہ اوس در کے مقابلہ مین ہے جدھر
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے گھر سے مسجد شریف مین تشریف
لاتے چھٹا اسطوانۃ الوفودہ پیچھے ہے اسطوانۃ المحرس کی شمال کی طرف سے اور وفود جمع
وفد کی ہے اور وافد اوس جماعت کو کہتے ہین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ آوین جب
وفود عرب اطراف و نواح سے حضور سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا مین اسلام لاتے

---

[1] اے اللہ بہیج رحمت جبیج اُس نبی کریم پر جسکو تو نے بہیجا رحمت واسطے ساری عالم کے رحم کرنیوالا فقیرون پر اور مدد کرنیوالا ضعیفون
اور مسکینون کا ۱۲ [2] اور تھام رکھ آپکو انکے ساتھ جو پکارتے ہین اپنے رب کو صبح و شام طالب ہین اوسکے منہ کے ۱۲

اور تعلیم شرائع واحکام کو حاضر ہوتے تو آپ اکثر اسی اسطوانہ کے پاس جلوہ فرما ہوکر اپنی زیارت
جمال جہان آرا سے اونکو مشرف فرماتے اور عظماے صحابہ آپ کے گرداگرد بیٹھتے ساتوان
اسطوانہ مربعۃ البعیر اوسکو مقام جبرئیل بھی کہتے ہین اسواسطے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام
اکثر اوقات اسی جگہ وحی پہونچایا کرتے تھے اور درمیان اس اسطوانہ کے اور اسطوانہ وفود
کے ایک اسطوانہ اور ہے شباک سے ملا ہوا اور دروازہ دولت سراے حضرت فاطمہ زہرا
رضی اللہ عنہا اسی جگہ تھا سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم حجرۂ شریف سے برآمد ہونے
کے وقت یہان کھڑے ہو جاتے اور حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت
حسنؓ اور حضرت حسینؓ علیہم السلام کی طرف خطاب کرکے فرماتے تھے السلام علیکم اہل البیت
انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ اس
زمانے مین اس اسطوانہ اور اسطوانۃ السریر کے ساتھ تبرک حاصل کرنے سے بسبب گھر جانے
شباک کے ظاہرین محروم ہین شاید مراد سید علیہ الرحمۃ کے گرداگرد نہ بیٹھ سکتا ہوگا ورنہ
ظاہر ہے کہ نصف اسطوانۃ السریر جانب مغرب سے داخل مسجد ہے اوسکے پاس نماز ادا کرنا اور بیٹھنا
میسر ہے اسی طرح حال اسطوانۃ الوفود کا ہے پس تخصیص کی وجہ معلوم نہین ہوتی اتنی توجیہ
البتہ ہوسکتی ہے کہ چونکہ اعتکاف حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسطوانۃ السریر کے پاس
اوس جانب کو تھا جو داخل شباک ہے تو گویا اوس جہت سے تبرک حاصل کرنے مین محرومی ہے
واللہ اعلم آٹھوان اسطوانہ تہجد وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب
تہجد جو آج بھی متعین اور موجود ہے اسی اسطوانہ مین ہے اور یہ اسطوانہ حضرت فاطمہ زہرا
سلام اللہ علیہا کے حجرۂ مبارک کے پیچھے شمال کی طرف واقع ہے روایت ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ ہر شب حصیر بچھاکر نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے صحابہ نے آپکا اتباع
کیا آپ نے اجتماع صحابہ اور کثرت وازدحام ملاحظہ فرماکر حکم دیا کہ حصیر کو لپیٹ کر اندر
لیجائین صبح کو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ یہان ہر شب نماز ادا فرماتے
تھے ہم لوگ بھی آپ کا اتباع کرتے تھے اور اس سعادت سے مشرف ہوتے تھے

۱؎ اللہ بھی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندی باتین اے گھر والو ستھرا کرے تمکو ایک ستھرائی ۱۲

فرمایا کہ مین ڈرا اسباب سے کہ کہین تم پر یہ نماز فرض نہو جائے اور تم سے اوس کے بجا لانے مین
کوتاہی ہو یہ احوال ہے اُن اسطوانات کا جو بہ نسبت سارے اسطوانات مسجد شریف کے فضل اور
شرف رکھتے ہین ورنہ سارے اساطین بلکہ ساری مسجد نبوی فاضل اور متبرک ہے اور کوئی
اسطوانہ ایسا نہین ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اُس جگہ نماز نہ پڑھی ہو صحیح بخاری شریف
مین انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کبار صحابہ کو مین دیکھتا تھا کہ مغرب کے وقت ہر ایک اونمین
ایک ایک اسطوانہ کے پاس مبادرت کرتا تھا اور روضۃ من ریاض الجنۃ مین بعضے اسطوانات
پر اون کا نام بھی لکھا ہے چنانچہ اسطوان ابی بکر رض و عمر رض و عثمان رض و علی رض
و اسطوان سعید بن زید و بن عباس مترجم کہتا ہے غفر اللہ لہ کہ یہ بات حضرت
شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے مین ہوگی اور اب اس زمانے مین کہ سن بارہ سو اسی ہین
چند اسطوانات پر نام لکھا ہے چنانچہ اسطوانۂ عائشہ و اسطوانۂ ابو لبابہ و اسطوانۃ السریر اور
سوا ان کے شاید چار اسطوان پر اور لکھا ہے

فصل

بیان صفہ اور اصحاب صفہ مین قاضی
عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین کہ صفہ بضم صاد مہملہ واد تمام فا ایک سایہ دار جگہ تھی پائین مین
مسجد نبوی کے کہ فقرا و مساکین صحابہ رض وہان رہتے تھے اوسی طرف اون کو منسوب کر کے
اصحاب صفہ کہتے ہین ذہبی نقل کرتے ہین کہ تحویل قبلہ سے پہلے قبلہ مسجد کے شمال کی جانب
تھا تحویل پانے کے بعد احاطۂ قبلۂ اوّل کو اپنے حال پر چھوڑ دیا تا کہ فقرا و مساکین وہان رہین
اور اصحاب صفہ کبھی بسبب اختیار تزوج یا موت یا مسافرت وغیرہ کے کم ہو جاتے تھے اور کبھی
زیادہ اور حافظ ابو نعیم نے حلیہ مین سو عدد سے زیادہ اسمای شریفہ اصحاب صفہ کے ذکر کیے ہین
اور خوابگاہ و بکارات کو بھی وہی مسجد شریف تھی سوا اوس کے اور جگہ نہین رکھتے تھے حضرت
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بحکم الٰہی جل سلطانہ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم[۱]
اون کے ساتھ ایک مجالست خاص رکھتے تھے اور محبت خاص رکھتے تھے اکثر اوقات ایسا ہوتا
تھا کہ اصحاب صفہ بھوک کی شدت سے اور بکمال درماندگی سے آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے دروازۂ شریف پر پڑ جایا کرتے تھے اور ایسا حال ہوتا تھا کہ آنے والے جانتے تھے

[۱] اور تھام رکھ آپ کو اون کے ساتھ پکارتے ہین اپنے رب کو ۱۲

کہ شاید یہ لوگ دیوانے ہین اور آن حضرت علیہ افضل الصلواۃ واکمل التحیات اون کے پاس قدم رنجہ فرماتے اور تسلی اور تشفی اونکو دیتے اور ارشاد کرتے کہ تم لوگ میرے ساتھ ہو اور فرماتے کہ اگر تم لوگ اپنی قدر و منزلت جو حق تعالےٰ و تقدس کے نزدیک ٹھہری ہوئی ہے جان لو تو اس سے زیادہ فقر و فاقہ کو دوست رکھو اور کبھی کبھی ایک ایک دو دو کو اون مین سے اغنیاے صحابہ کو حوالہ فرماتے تاکہ اون کی مہمان داری کرین اور جو کچھ باقی رہتے تھے اونکو اپنے ساتھ شریک کر لیتے تھے اور صدقات جتنے آتے تھے اونھین کو عطا فرماتے تھے اور ہدایا مین بھی اونکا حصہ لگاتے تھے اور اصحاب صُفہ کو لقب اضیافُ المسلمین تھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی منجملہ اصحاب صُفہ ہین روایت کرتے ہین کہ مین نے ستّر آدمی اصحاب صُفہ سے دیکھے کہ اون مین سے کسی کے پاس سوا ایک ازار کے وہ بھی آدھی ساق تک اور کچھ پہننے کو نہ تھا سجدے مین جاتے وقت اوسکو گردے سمیٹ لیتے تھے تاکہ کشف عورت نہ ہو جائے اور بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ اکثر اوقات ایسا ہوتا کہ مین شدت گرسنگی سے پتھر اپنے پیٹ پر باندھتا اور بیہوش پڑتا یہان تک کہ ایک روز اوسی حال مین مَین رہ گذر پر بیٹھا تھا ابو بکر صدیق اوس طرف سے گذری مَین نے اون کو سُنا کر ایک آیہ قرآن بھی پڑھی تاکہ مجھپر رحم کھائے اونھون نے التفات بھی بھی نہ کیا بعد اون کے ابو القاسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اودھر سے تشریف فرما ہوئے میرا حال دیکھکر تبسم فرمایا اور فرمایا اَبَاھُرَیْرَۃَ مین نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا ادھر آ مین آپ کے پیچھے پیچھے حجرہ مبارک تک پہونچا کوئی شخص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک قدح بھر کر دودھ ہدیہ لایا تھا آپ نے فرمایا جا کر اصحاب صُفہ کو بُلا لا مین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ دودھ کتنا ہے کہ جو اصحاب صُفہ بُلائے گئے ہین مجھی کو فقط عنایت کرتے تو مین اسکو پی لیتا اور تھوڑی دیر آرام پاتا و لیکن چونکہ اطاعت خدا اور رسول سے سر نہ پھیرنا چاہیے امتثالاً لِامرِ النبی[1] علیہ السلام مین اصحاب صفہ کو حضور مین بلا لایا وہ سب کے سب آکر دولتسرا مین آ بیٹھے فرمایا اَبَاھُرَیْرَہ مین نے عرض کیا

---

[1] واسطے بجا لانے حکم نبی علیہ السلام کے ۱۲—

لبیک[۱] یا رسول اللہ فرمایا دودھ کے قدح اوٹھا کر اِن اصحاب کو دے مین نے قدح اٹھا کر
اصحاب کو دیا ہر شخص نے اون مین سے خوب سیر ہو کر پیا اور دودھ کچھ کم نہوا بعد اون
سب کے سیر ہونے کے مین قدح اوٹھا کر آپ کے حضور مین لایا آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا
اب فقط ہم اور تم رہے ہین مین نے عرض کیا صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللہ[۲] فرمایا بیٹھ جا جہان تک تیری
بھوک ہو پی لے مین نے پیٹ کر پیا اور باقی حضرت عَلَیْہِ الصلوٰۃ والسَّلام کے حضور مین رکھدیا
آپ نے خطبۂ شکر حق تعالیٰ و تبارک پڑھا اور دودھ قدح مین باقی تھا اوسکو نوش فرمایا
اور قضیۂ تکثیر طعام بھی جو اصحاب صُفہ کے واسطے ظہور مین آیا تھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
کی روایت سے ثابت ہوا ہے اور روایات متعدّدہ مین آیا ہے کہ ہر ایک انصاری اپنے اپنے
درخت خرما سے ایک ایک خوشہ لاتے تھے اور سب خوشون کو ایک رسّی مین باندھکر دو استونون
مسجد کے بیچ مین لٹکاتے تھے اور اصحابِ صُفّہ کو اوسکے نیچے بٹھا کر خوشون کو لکڑی سے جھاڑتے
تھے تا کہ بے تکلف کھائین ایک روز ایک شخص نے خراب خرمے کا ایک خوشہ لا کر لٹکا دیا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ اگر صاحب اس صدقہ کا اس سے اچھے خرمے لاتا تو ہو سکتا تھا
لیکن اوسنے نہ چاہا کہ قیامت کے دن اس سے بہتر خرمے کھائیے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم ورضے اللہ تعالیٰ عن اصحابہ اجمعین۔ **فصل** بیان حجرات شریفہ مین حضرت
سرورِ انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد شریف کی بنا ڈالنے کے وقت دو حجرون کی بھی
بنا ڈالی تھی کیونکہ اس زمانے تک دو ہی زوجۂ مطہرہ ایک حضرت سودہ بنت زمعہ دوسری
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما تھین بعد اسکے جتنی ازواج مطہرات بڑھتی گئین ہر ایک
کے واسطے ایک ایک حجرۂ منیفہ طیار ہوتا گیا قریب مسجد شریف کے کئی حارثہ بن نعمان انصاری
کے تھے انھون نے تھوڑے دنون کے بعد وہ سب گھر پیشکش جناب عالمیان آب علیہ وعلےٰ
آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کئے اور آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اکثر بیوت موافق
عرف دیار عرب کے شاخہائے خرما سے تھے کملی سے ڈھنکے ہوئے اور دروازون پر کملی
کے پردے پڑے ہوئے اور جتنے گھر تھے مسجد شریف سے جانب قبلہ اور مشرق اور شام واقع تھے

---

[۱] حاضر ہون یا رسول اللہ ۱۲ [۲] یعنے آپ نے سچ فرمایا یا رسول اللہ ۱۲

جانب غربی مین کوئی گھر نہ تھا اور بعضے گھر کچی اینٹ کے بنے تھے اور ہر گھر کے اندر ایک حجرہ تھا شاخون خرما سے کہ اُسکے اوپر کہگل کی تھی اور اکثر بیوت شریفہ کے دروازے مسجد شریف کی جانب تھے اور بلندی چھتون کی ایک قدِ آدم اور ایک سے زیادہ نہ تھی اور حضرت جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا حجرہ شریفہ اسی جگہ تھا جہان اب اونکی قبر شریف کی صورت بنی ہوئی ہے اور درمیان حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے اور درمیان دولت سرائے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ہے ایک کھڑکی تھی کہ اوسکو خوخہ کہتے ہین اکثر اوقات علیہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی طرف سے برآمد ہوتے اور ہر دفعہ کہ برآمد ہوتے حضرت جناب ولایت مآب اور جناب سیدہ اور جناب حسنین رضی اللہ عنہم کی خیر و عافیت پوچھتے اور خبر لیتے ایک دفعہ آدھی رات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اوس طرف سے تشریف لائین اون کے اور حضرت سیدہ کے درمیان اوسی خوخہ کسی قسم کی گفتگو آگئی حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرکے اوسی خوخہ کو بند کروا دیا طبرانی ابی ثعلبہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کسی سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد شریف مین داخل ہوکر دو رکعت نماز ادا فرماتے بعد اوس کے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین تشریف لیجاتے اور اونکا پوچھتے بعد اوسکے حجرات ازواج مطہرات مین رونق افروز ہوتے حضرت امیر المومنین علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر مین تشریف لائے ہم نے کھانا آپ کے واسطے تیار کیا اور اُمِ ایمن نے ہمارے واسطے تھوڑا سا دودھ بھیجا تھا وہ بھی حاضر تھا آپ نے طعام نوش فرمایا اور دودھ پیا مین نے آپ کے دستِ مبارک دُھلائے آپ نے دستِ مبارک چہرۂ مبارک اور محاسن شریف پر پھیرے اور دُعا کی اوسکے بعد سجدے مین چلے گئے اور رونا شروع کیا ہم لوگ ہیبت سے کچھ دریافت نہ کرسکے اس مین حسین علیہ السلام آپ کی پشتِ مبارک پر گر گر رونے لگا آپ اوسکا رونا ملاحظہ فرما کر اپنا رونا بھول گئے اور اسکی طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے

بَابِیْ[1] اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا حُسَیْنُ تو کیون روتا ہے اوس نے عرض کیا ای باپ ہم نے آپ کو ایسا
روتے کبھی نہین دیکھا آج آپ کیون روتے ہین فرمایا ای فرزند مین آج تمھارے جمال
مسرت مآل کو دیکھکر ایسا مسرور ہوا تھا کہ کبھی نہین ہوا جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کی طرف
سے میرے پاس آکر خبر پہونچائی کہ میری امت تمکو غربت اور کربت کی حالت مین شہید
کرے گی یہ خبر سنکر مین نے دُعا کی کہ الٰہی دنیا مین یہ رنج ومحنت انپر ہے تو بارے آخرت
انکی بخیر کرنا **فصل** ابتداے حال مین بعضے صحابہ کے گھرون کے دروازے اور راستے
مسجد شریف کی طرف تھے آخرالامر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حکم سے سب دروازون
کے بند کرنے کا امر فرمایا سواے دروازہ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے احادیث
صحیحہ مین طرق متعددہ سے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام مرض مین کہ رحلت
زمانے کے کئی دن باقی تھے منبر شریف پر جلوہ فرماکر خطبہ بلیغہ پڑھا اور فرمایا کہ حضرت
رب العزت نے ایک بندے کو اپنے بندون مین سے مُخیّر کیا اس بات مین کہ اگر چاہے دنیا
مین رہے اور چاہے جوار قدس کی طرف نقل کرے بندے نے یہی اختیار کیا کہ اپنے مولیٰ
کے پاس جائے جتنے اصحاب حاضر تھے اون مین سے کسی کی سمجھ مین نہ آیا کہ آپ کس بندے کا
ذکر فرماتے ہین سواے حضرت خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے کہ وہ سنتے ہی رُوئے اور سمجھ گئے کہ یہ اپنے حال سے خبر دیتے ہین اور آپ کا سفر آخرت
قریب پہونچا بعد اسکے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ سب آدمیون سے زیادہ بذل
اور مدد کرنے والا مجھپر صحبت اور مال مین ابو بکر رض ہے اگر مین سوا خدا کے کسی اور کو خلیل
اپنا ٹھہراتا تو ابو بکر رض کو ٹھہراتا ولیکن اخوت اسلام باقی ہے جتنے دروازے مسجد کی طرف
ہین بند کردو سواے دروازے ابو بکر رض کے اور بعضے احادیث مین آیا ہے کہ کوئی خوخہ
مسجد مین نہ چھوڑو سواے خوخہ ابو بکر رض کے اور خوخہ اوس طاق کو کہتے ہین کہ جو گھر مین روشنی
کے واسطے رکھتے ہین اگر خوخہ بائین کے طرف واقع ہو تو اوس طرف سے آنا جانا بھی
ہو سکتا ہے اور خوخہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی قبیل سے تھا کہ اکثر اوسی طرف سے

[1] باپ مان فدا ہون آپ پر یا حسین ۱۲

مسجد شریف مین حاضر ہوئے اسی واسطے اور احادیث مین اوسپر اطلاق باب کا بھی واقع ہوا ہے والا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد کی طرف واقع تھا علمائے سُنّت وجماعت کو اس حدیث سے تمسک ہے فضل ابو بکرؓ مین ساری صحابۂ کرام پر علی الخصوص جبکہ یہ امتیاز اونکو آخر حیات آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام مین حاصل ہوا ہو یہانتک کہ نقل کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو اپنے گھر مین ایک سوراخ رکھون کہ آپ کو برآمد ہوتے وقت دولتسرا سے دیکھ لیا کرون آپ نے فرمایا کہ ایک سوئی کے ناکے کے برابر جاہو تو روا نہ رکھونگا اس درمیان مین بعضے لوگون نے آپس مین کہا کہ اپنے دوست کا دروازہ کھول دیا اور سبکا دروازہ بند کر دیا آپ نے فرمایا کہ یہ بات مینے اپنی طرف سے نہین کی بلکہ حق تعالی نے حکم دیا ہے اور مجھکو اس مین کچھ اختیار نہین اور فرمایا کہ ابو بکر رضؓ کے دروازے پر ایک نور دیکھتا ہون اور دوسرون کے دروازون پر ظلمت بعضے علمانے باب تاویل مین آکر ادعا کیا ہے کہ اس حدیث سے ظاہر مراد نہین بلکہ باب سے مراد باب خلافت ہے اور سبھون کے دروازہ بند کرنے سے کنایہ ہے منع طلب خلافت ہی ورنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا کوئی گھر مسجد نبوی کے برابر نہ تھا بلکہ ایک گھر اونکا عوالی مدینہ مین تھا اور دوسرا بقیع مین یہ بات اس بعض کے بے تکلف نہین یہ جو کہتا ہے کہ کوئی گھر ابو بکر صدیق رضے اللہ عنہ کا متصل مسجد نبوی کے نہ تھا اوسکی تحقیق یہ ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر متعدد تھے بہ تعداد زوجات اور وہ گھر جسکے دروازے کھولنے کا حکم دیا گیا تھا قریب تھا مسجد نبوی سے باب السلام اور باب الرحمۃ کے درمیان مین کہ ایک وقت مین اوس گھر کو حضرت حفصہ رضے اللہ عنہا کے ہاتھ چار ہزار درہم کو بیچ کر وہ مال ایک قوم پر کہ اون کے پاس کہین سے آئی تھی اتفاق کر دیا شیخ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری مین نقل کرتے ہین کہ اسباب مین احادیث اور بھی منقول ہین کہ ظاہر اُن احادیث کا مخالف ہے مضمون مذکور کا از جملہ اون احادیث کے ایک حدیث سعد بن وقاص کی ہے وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سب دروازے بند کرنے کا حکم دیا سوائے دروازے علی ابن ابی طالب کے

لہ یعنے مدینہ منورہ کے اونچائی کی طرف کہ وہ سمت جنوب مین واقع ہے ۱۲

اور مخرج اس حدیث کے احمد اور نسائی ہین اور اسناد اس حدیث کے قوی ہین طبرانی اوسط
مین ثقات سے نقل کرتے ہین کہ سارے صحابۂ کرام جمع ہو کر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلعم
کہ آپ نے سب کے دروازے بند کر دئے اور علی کا دروازہ کھلا رکھا فرمایا نہ مین نے بند کیا نہ مین
کھولا خدا نے بند کیا اور خدا نے کھولا مجھکو حکم دیا گیا ہے کہ مین سب کے دروازے بند کروا دون
سوائے دروازے علی کے اور بھی امام احمد و نسائی بہ نقل ثقات ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ سب دروازون کے بند کرنے کا حکم ہوا سوائے دروازۂ علی ابن ابی طالب
رضی اللہ عنہ کے کہ اون کے گھر کا دروازہ مسجد ہی کی طرف تھا اور دوسری راہ نہ تھی یہانتک
کہ حالتِ جنابت مین بھی اسی راہ سے آتے جاتے تھے اور امام احمد حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما سے
روایت لاتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ ہم لوگ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین
بہترین مردم بعد سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ابو بکر رض کو جانتے تھے اون کے
عمر رض بن خطاب کو اور مواہب لدنیہ مین حدیث بخاری عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے
لاتا ہے کہ کہا اونھون نے کہ تھے ہم افضل جانتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
مین ابو بکر رض کو پھر اُن کے عمر رض کو پھر اون کے بعد عثمان کو اور دوسری روایت مین ہے
کہ برابر نہین کرتے تھے ہم اِن تین شخصون سے کسی کو انتہی اور سید علیہ الرحمۃ نے فقط
ابو بکر رض و عمر رض اللہ عنہما کو کہا ہے اور اتنا زیادہ کیا کہ کہا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما نے کہ اللہ تعالے نے تین فضیلتین علی بن ابی طالب رض کو دین ہین اگر اُن فضائل مین سے
ایک فضیلت بھی مجھ مین ہوتی تو مین اپنے تئین دنیا و ما فیہا سے بہتر جانتا ایک تو یہ کہ پیغمبر علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صاحبزادی اونکو نکاح مین دی اور اُن سے اولاد ہوئی دوسرے
یہ کہ سب کے دروازے بند کروانے کا حکم ہوا سوا اون کے دروازے کے تیسرے یہ کہ خیبر کے
دن جھنڈا اون کے ہاتھ مین دیا گیا اور نسائی روایت کرتے ہین کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ
سے لوگون نے پوچھا کہ عثمان اور علی کے حق مین تم کیا کہتے ہو اونھون نے یہی حدیث پڑھکر
کہا کہ علی سے کچھ نہ پوچھو اور اوسکا کسی سے قیاس نہ کرو دیکھو کہ اونکی قدر و منزلت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کتنی ہے ہم سب کے دروازے بند کروا نے کا حکم دیا سوا دروازے علی کے

شیخ ابنِ حجر کہتے ہین کہ ہر ایک اُون احادیث سے محبت اور قبول کے لایق ہے علی الخصوص جبکہ بعضے طرق کے بعض سے تائید اور تقویت ہوئی ہو اور بھی ابنِ حجر کہتے ہین کہ ابن جوزی نے اِس حدیث کو جو شان علیؑ مرتضیٰ سلام اللہ علیہ مین واقع ہوئی موضوعات مین لکھا ہے اور اوس کے بعض طرق پر کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مخالف اوس حدیث صحیح کے ہے جو باب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مین وارد ہے غالبًا رافضیون نے اوسکو اوس کے معارضہ مین وضع کی ہو اور بھی شیخ ابن حجر کہتے ہین کہ ابنِ جوزی نے اس باب مین خطاء شنیع کی ہو کہ اِس حدیث کو فقط توہم معارضے سے وضعی ٹھہرائی اس حدیث کے طرق بہت ہین بعضے اُن طرق سے صحت اور حسن کے درجے کو پہونچے ہین اور یہ حدیث حدیث ابوبکرؓ کے ساتھ معارض نہین ہے جمع اور توفیق اِن دونون حدیثون کے درمیان مین ثابت ہو اور بزار اپنی مسند مین اِسکو لایا ہے اور کہا ہے کہ حدیث علی رضؓ روایات اہلِ کوفہ سے ہو اور حدیث ابی بکر رضؓ روایات اہلِ مدینہ سے اور حاصل وجہ توفیق کا یہ ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سدِ ابواب کا حکم دیا تو باب علی رضی اللہ عنہ کو اوس سے مستثنیٰ کیا ہوگا اسواسطے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر کا دروازہ مسجد ہی کی طرف تھا اور سوا اوس کے کوئی راہ آنے جانے کی نہ تھی اور موید اس کلام کا وہ ہے جو ترمذی حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سلام اللہ علیہ سے فرمایا کہ جنابت کی حالت مین کوئی شخص اس مسجد مین درآوے مگر مین اور تو اسوقت سارے دروازے بند کردے سوا باب علیؑ کے اور دوسرے وقت خوخون اور روزنون کے بند کرنے کا حکم دیا اوس وقت استثنا کیا ابی بکر رضؓ کا سارے اصحاب مین اِس واسطے کہ اون کا کوئی ایسا دروازہ نہ تھا جسکی راہِ مسجد کی طرف ہو جیسا حضرت علیؓ کا تھا اون کا فقط ایک دریچہ تھا مسجد کی کی طرف جیسا کہ علماے سیر اور احادیث نے اسکی تحقیق کی ہے اور طحاوی نے مشکل الآثار اور کلابادی نے معانی الاخبار مین اسی توجیہ کے ساتھ توفیق مین تصریح کی ہے یہانتک تمام ہوا کلام شیخ ابن حجر کا شرح صحیح بخاری مین سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ جو چیز دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ قضیہ فتح باب علی مرتضیٰ مقدم ہے یہ ہو کہ ابن زبالہ نقل کرتے ہین

کہ جب رسول اللہ صلّی اللہ عَلَیہِ وسلّم نے سب اصحابؓ کے دروازون کے بند کرنے کا حکم دیا
سوا دروازۂ علی رضی اللہ عنہ کے تو سیّدنا حمزہ بن عبد المطلب حضور حضرت رسالت صلی اللہ
عَلَیہِ وسلّم مین حاضر ہوئے اور آنکھون سے اون کے آنسو جاری تھے اور کہتے تھے کہ یا رسول
اللہ آپ نے اپنے چچا کو باہر پھینکا اور چچا کے بیٹے کو اندر بلایا فرمایا اے چچا مین مامور ہون مجھکو
اس امر مین اختیار نہین پس اس روایت مین ذکر سیّد الشہدا سے معلوم ہوا کہ قضیۂ فتح باب
علی رضی اللہ عنہ سابق ہے اسواسطے کہ قضیۂ فتح خوخۂ ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت صلے
اللہ عَلَیہِ وسلّم کے مرضِ موت مین واقع ہوا اور شہادت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی غزوۂ اُحد
مین ہوئی اور سید عَلَیہِ الرحمۃ نے قضیۂ فتح باب علی کو بہت سے احادیث سے بہت طرح سے
ثابت کیا ہے از جملہ اون احادیث کے یہ ہے کہ ابن زبالہ اور یحییٰ ایک صحابی رسول اللہ
صلی اللہ عَلَیہِ وسلّم سے روایت لاتے ہین کہ سب اصحاب کرام مسجد شریف مین بیٹھے تھے کہ
یکایک منادی نے ندا دی یَا اَیُّہَا النَّاسُ سُدُّوْا اَبْوَابَکُمْ[1] یہ ندا سنکر سب کے سب چوکنا ہو گئے
لیکن کوئی شخص اپنی جگہ سے اُٹھا نہین پھر دوسری بار ندا آئی یَا اَیُّہَا النَّاسُ سُدُّوْا اَبْوَابَکُمْ قَبْلَ اَنْ
یَّنْزِلَ الْعَذَابُ[2] آدمی سب نکلکر حضرت صلے اللہ عَلَیہِ وسلّم کی طرف دوڑے علی مُرتضیٰ حضرت صلی
اللہ عَلَیہِ وسلّم کے پاس آکر کھڑے ہو گئے تو علی مرتضیٰ کی طرف آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا
تو کیا کھڑا ہے جا اپنے گھر مین بیٹھ اور اپنے گھر کے دروازے کو بدستور رکھ اس بات کے سننے
سے لوگون کے دلون مین کچھ دریغ سا آیا اور آپس مین کچھ گفتگو کرنے لگے آن حضرت صلی اللہ
عَلَیہِ وسلّم کو غصہ آیا اور آپ منبر پر تشریف لے گئے اور بعد حمد و ثنائے الٰہی جل و علا و شانہ کی
ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کی طرف وحی بھیجی کہ تو ایک مسجد بنا کہ موصوف ہو بہ صفت
طہارت اور اوس مین کوئی نرہے سوا تیرے اور ہارون کے اور سوا ہارون کے دونون
بیٹون کے کہ شبر اور شبیر ہین اسی طرح اللہ تعالےٰ نے وحی کی مجھپر کہ مین ایک مسجد طاہر
بناؤن اور اُس مین کوئی ساکن نہو سوا میرے اور علی کے اور علے کے دونون بیٹون کے

[1] اے آدمیون بند کرو اپنے دروازے ۱۲

[2] اے آدمیون اپنے دروازے بند کرو عذاب اوترنے سے پہلے ۱۲

کہ حسن رضؓ اور حسینؓ رضؓ ہین پس مین نے مدینے مین آن کر مسجد بنائی اور مجکو مدینے کے آنے مین اور
اور مسجد کے بنانے مین کچھ اختیار نہ تھا مین نہین کرتا مگر وہ کام جسکا حکم آتا ہے اور نہین جانتا مگر
وہ چیز جسے اللہ مجھے بتاتا ہے پس مین ناقے پر سوار ہوا اور باہر آیا اور قبایل انصار میرے
آگے آئے تا کہ مین اون کے یہان اوترون اور مین اُن کے کہنے سے نہین اوترا اور مین نے
کہا کہ میرے ناقے کو روکو نہین وہ مامور ہی جہان مٹھ جائے گی مین وہین اوترون گا اور
وہین میری رہنے کی جگہ ہوگی قسم ہے خدا کی دروازون کو نہ مین نے بند کیا ہے نہ مین نے
کھولا ہی اور علی رضؓ کو اندر مین نہین لایا اوسکو خدا اندر لایا ہے مَین اس مین کیا کرون اور
حق یہ ہی کہ حدیث ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بسبب صحت کے قبول کرنا واجب ہی اور حدیث علیؓ
رضی اللہ عنہ کا بسبب کثرت طرق کے انکار نہین ہو سکتا پس ہو سکتا ہے کہ دونون قضیے
حق ہون اور وجہ توفیق وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکی جیسا کہ شیخ ابن حجر نے علماے حدیث
سے نقل کیا ہے و باللہ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقیق ٭ **باب ساتوان بیان تغیرات**
اور زیادات مین جو بعد رحلت فرمانے سرورِ عالم صلی اللہ عَلَیہِ وسلّم کے مسجد نبوی مین ائمہ
اور امرا اور سلاطین سے ظہور مین آئی اور ذکر اون کے اوضاع اور احوال مین بسبیل اختصار
اور اجمال پر مسجد نبوی مین پہلے زیادتی اور بڑھاؤ حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا عمر رضؓ
بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی زمانے مین واقع ہوئی اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ وسلّم سیدنا
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا فرصت نہین ہوئی یا اون کے نظر شریف مین مصلحت نہ تھی
کہ مسجد نبوی کو تغیر دیتے اون کے وقت مین اتنی بات البتہ ہوئی کہ بعضے ستون جو گر پڑے
تھے اونکی جگہ پر اور ستون اوسی جنس کی شاخون خرما سے ٹھہالیے اور حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے چونکہ حضرت رسالت صلی اللہ عَلَیہِ وسلّم کا اسباب مین اشارہ پا چکے تھے سن سترہ
ہجری مین قبلہ اور مغرب کی طرف مسجد نبوی کو بڑھایا اور مشرق کی جانب ویسا ہی چھوڑا
کیونکہ اس طرف حجرات اُمّہات المومنین رضی اللہ عنہن تھے اور اسقدر بڑھایا کہ طول مسجد کا
قبلہ سے شامی النگ تک ایک سو چالیس گز کا ہوا اور عرض اوس کا جانبِ مشرق سے
جہتِ غربی تک ایک سو بیس گز کا ٹھہرا اور فرمایا کہ حضرت عَلَیہِ الصلوٰۃ والسلام نے مجھسے فرمایا تھا

کہ تو مسجد کو بڑھانا اسواسطے مین نے بڑھائی اور نہین تو یہ بات مین نہ ہرگز نہ کرتا اگرچہ جگہ
تو میون پر تنگی کرتی اور بنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی از جنس بناے حضرت پیغمبر صلی اللہ
عَلَیہِ وسلم تھی یعنے اونھون نے بھی کچی اینٹون اور خرما کی شاخون اور لکڑیون سے بنا
کی نقل ہے کہ دار عباس رضی اللہ مسجد شریف نبوی کے پاس تھا عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے
کہا کہ مسجد مسلمانون پر تنگی کرتی ہے اور مین چاہتا ہون کہ وسیع ہو جائے ایک طرف
اس کے حجرات امہات المومنین ہین اور دوسری طرف کو تمھارا گھر ہے حجرات امہات
المومنین کھودنے کی تو میری مجال نہین رہا تمھارا گھر اوس کو یا تم بیچ ڈالو اوس کی
جو قیمت کہو مین بیت المال سے ادا کرون یا اسکی عوض مین جو مکان مدینے مین جس جگہ
تمکو پسند آوے تم کہو مین تم ہین دلوا دون یا اس گھر کو مسلمانون پر تصدق کرو بہرحال
اِن تین شقون سے ایک شق تمکو اختیار کرنا چاہیے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا لا واللہ مین
اِن تین شقون سے کوئی شق اختیار نہ کرونگا یہ وہ جگہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ
وسلم نے میرے واسطے جدا کی اور اختیار فرمائی ناچار حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو رفع
مخاصمت کے واسطے حکم دیا اونھون نے ایک حدیث پیغمبر صلے اللہ عَلَیہِ وسلم سے سُنی تھی
عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھی وہ حدیث یہ ہے کہ سُنا مین نے رسول اللہ صلے اللہ عَلَیہِ
وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ حق تعالے نے داؤد عَلَیہِ السَّلام پر وحی بھیجی کہ تو میرے
واسطے ایک گھر بنا ایسا کہ میری یاد اوس گھر مین کرین داؤد عَلَیہِ السلام نے بحکم الٰہی
بیت المقدس کی بنا ڈالی ناگاہ بناے عمارت کا خط ایک طرف سے ایک اسرائیلی کے
گھر پر آیا داؤد عَلَیہِ السَّلام نے صاحبِ خانہ سے کہا کہ اس گھر کو تو ہمارے ہاتھ بیچ ڈال
اوس نے قبول نہ کیا اور کسی قیمت پر نہ مانا داؤد عَلیہِ السَّلام نے اپنے دل مین یہ بات
کہ اس گھر کو اس اسرائیلی سے جس طرح بنے لے لیا چاہیے اللہ تعالے نے وحی بھیجی کہ اے
داؤد عَلَیہِ السلام مین تجھے حکم دیا تھا کہ تو ایک گھر بنا اوس مین میری عبادت
کرین تو آدمیون کے گھر غصب کرتا ہے تیری عقوبت یہ ہے کہ تو اس گھر کو نہ بنا داؤد
عَلَیہِ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا میری اولاد مین سے کسی کو توفیق عنایت کر

کہ اس بنا کو تمام کرے پس بعد داؤد علیہ السلام کے بیٹے سلیمان علیہ السلام نے اوس بنا کو تمام کیا جسوقت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث پڑھی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اوس گھر کی بابت کچھ تعرض نہ کیا بعد اسکے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین نے آپ اس گھر کو مسلمانون کیواسطے تصدق کیا پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوس جگہ کو مسجد مین داخل کرلیا اور ایک گھر اور جعفر بن ابی طالب رضؓ کا اوسی گھر کے پاس تھا نصف اوس گھر کا ایک لاکھ درہم کو خرید کرکے مسجد شریف مین داخل کیا دوسرا نصف اوسکا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وقت مین مسجد مین داخل ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باہر مسجد شریف مین شرقی النگ پر ایک چبوترہ کہ اوسکا نام بطیحا رکھا تھا بنایا تاکہ جسکا جی شعر پڑھنے کو یا کوئی بآواز بلند کرنے کو چاہے تو وہان جائے اور مسجد شریف مین آواز بلند نہ کرے اور شعر نہ پڑھے ایک روز دو آدمی آواز بلند سے مسجد شریف مین باتین کرتے تھے حضرت عمر رضؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو تو یہ کون لوگ ہین لوگون نے عرض کیا کہ طائف کے ہین فرمایا اگر غریب الوطن اور مسافر نہوتے تو اپنی سزا کو پونہچتے یہ مسجد پیغمبر ہے اسمین آواز بلند کرنا جائز نہین اور حضرت سعید بن مسیب[۱] رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسان بن ثابت کی طرف گذرے وہ مسجد مین بیٹھے شعر پڑھ رہے تھے حضرت نے اون کی طرف غصے کی نگاہ سے دیکھا حسان بن ثابت نے کہا کہ تم کیا دیکھتے ہو اے امیر المومنین مین اوس شخص کے سامنے شعر پڑھا ہے جو تم سے بہتر تھا یعنے سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ابوہریرہ وہان حاضر تھے حسان نے اودھر منھ کرکے کہا کہ اے ابوہریرہ مین تجھکو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ تو نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ حَسَّانًا بِرُوْحِ الْقُدُسِ[۲] ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اَللّٰھُمَّ نَعَمْ یعنے ہان ایسے ہی فرماتے تھے جیسا تو کہتا ہے ٭٭

---

[۱] حضرت سعید بن مسیب کبار تابعین سے ہین ۱۲۔

[۲] یعنے اے اللہ میرے تائید کر حسان کے ساتھ روح القدس کے ۱۲۔

فائدہ مسجد میں شعر پڑھنا جو حرام ہے تو شعر جاہلیت اور اہل بطالت ہے اور مشتمل ہو کذب اور زور پر والا ترمذی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت کے واسطے مسجد میں منبر رکھتے تھے کہ اوسپر کھڑے ہو کر کفار کی ہجو پڑھے اور کلام فصل یہاں پر یہ حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلشِّعْرُ کَلَامٌ حَسَنُہٗ حَسَنٌ وَقَبِیْحُہٗ قَبِیْحٌ [1] دوسری مرتبہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد شریف کو بڑھایا اور زیادت اس بنا کی زیادہ ہوئی زیادت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دیواریں اور ستون منقش پتھر کے اور چھت ساج کی لکڑی سے بنائی اور پہلی اور دوسری بنا کو ہدم کر کے ستونوں کو لوہے اور شیشے کے عمودوں سے مستحکم کیا اور اکثر زیادت جو واقع ہوئی تو جانب شامی کی طرف اور قبلہ اور مغرب کی طرف کم اور جانب شرقی کو حرمت حجرات ازواج مطہرات سے اپنے حال پر چھوڑا اوس طرف کچھ زیادتی اور کمی نہیں کی اور ابتدائے عمارت عثمان رضی اللہ عنہ کی ماہ ربیع الاول سن اونتیس ہجری میں واقع ہوئی اور اتمام اوسکا اوائل محرم سن تیس میں ہوا پس سب مدت عمارت دس مہینے ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ عمارت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آخر سال خلافت سن پینتالیس ہجری میں واقع ہوئی لیکن مشہور قول اول ہے اور صحیح مسلم میں آیا ہے کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگوں میں اسبات سے کچھ انکار پیدا ہوا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ مَنْ بَنیٰ مَسْجِدًا لِلّٰہِ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ [2] اور شاید آدمیوں میں انکار ہدم کرنے بنائے اول اور منقش پتھروں کے لگانے کی جہت سے پیدا ہوا ہوگا نہ اصل زیادت سے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ہوئی

---

[1] حال یہ ہے کہ اچھا اوسکا اچھا ہے اور برا اوسکا برا ہے۔

[2] یعنے جو بناوے اللہ کے واسطے مسجد تو اللہ بناتا ہے اوسکے واسطے گھر جنت میں ۱۲

اس واسطے کہ اصل زیادت کی اجازت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوئی اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میری مسجد کو صنعاء یمن تک بنا دین تو وہ میری ہی مسجد ہے نقل کرتے ہین کہ جب سن چوبیس ہجری مین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر بیٹھے تو آدمیون نے مسجد کی تنگی سے جو جمعہ کے روز واقع ہوتی تھی شکایت کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسباب مین اصحاب کرام سے جو اہل فتویٰ اور اصحاب رائے تھے مشاورت کی اجماع منعقد ہوا حضرتؓ نے منبر پر چڑھ کر اس مضمون مین خطبہ پڑھا اور اسباب مین حدیث نبوی اور قول سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور اجماع صحابہ کو متمسک کیا کہ شبہات لوگو کے اذہان سے اوٹھ گئے پھر عمال کو طلب کیا اور بنای مسجد شروع کی اور آپ خود بھی کام کرتے تھے اور باوجود صائم الدہر اور قائم اللیل ہونے کے مسجد سے باہر نہ نکلتے تھے ابن شیبہ روایت کرتے ہین کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ بناے عثمان کے وقت کہتے تھے کہ کاشکے یہ بنا تمام نہ ہوا ایک طرف سے بنے تو دوسری طرف سے گرے لوگون نے کہا کہ یا ابا اسحٰق تم ایسی بات کیون کہتے ہو آخر تم ہم سے یہ حدیث نقل نہین کرتے تھے کہ ایک ناز اس مسجد مین افضل ہے ہزار ناز سے دوسری مسجد مین سوا مسجد الحرام کے اونھون نے کہا ہان مین کیون نہین کہتا تھا اور اب بھی اوسی بات پر ہون مگر اس عمارت کی بنا کی جہت سے آسمان سے ایک فتنہ نازل ہوا ہے کہ درمیان اوس فتنے کے اور درمیان زمین کے ایک بالشت فرق باقی ہے اور زمین پر گرنا اوس فتنے کا اس عمارت کے اتمام پر موقوف ہے ادھر یہ عمارت تمام ہوئی اودھر فتنہ نازل ہوا لوگون نے پوچھا وہ فتنہ کیا ہے اونھون نے کہا اس شیخ یعنے عثمان بن عفان کا قتل ہوجانا ہے ایک شخص نے پوچھا کہ عثمان رضہ کا قتل مثل قتل عمرؓ ہے اونھون نے کہا نہین بلکہ اوس سے سو ہزار مرتبہ زیادہ ہے بعد اوس کے عدن سے روم تک قتل ہی قتل اور ہلاک ہی ہلاک ہوگا شاید حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ

نے اشارہ اسبات کی طرف کیا کہ بعضے لوگون کے دلون مین پہلے سے حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ کی طرف سے کچھ عداوت تھی اور ہدم بنائے مسجد سے اور زیادہ ہو گئی
اور وہ لوگ فتنہ انگیزی کرنے کو اتمام مسجد شریف کے منتظر تھے بعد اس کے
جیسا فتنہ اونھون نے اوٹھایا ظاہر ہے اور آخر عہد امارت مروانیہ مین جو فساد
اور قتال و کشت و خون کثرت سے ظاہر ہوا اوس کا بھی سبب قوی قتل حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ تھا اور اونھین کا ارادۂ انتقام چنانچہ سیاقِ بیان واقعہ حرہ
سے جو یزید کے زمانے مین واقع ہوا اور سوا اوس کے اور وقائع سے اوس کی
طرف اشارہ پا سکتے ہین تیسری مرتبہ مسجد نبوی مین تغیر اور زیادت ولید
بن عبدالملک کے بن مروان کے ہاتھ سے واقع ہوئی پہلے اوس سے کسی نے
خلفا اور اُمرا سے عمارت عثمانیہ مین داخل نہین کیا تھا اور اس وقت مین ولید کی طرف
سے عامل مدینہ عمر بن عبدالعزیز تھے اون کو ولید نے لکھا کہ مسجدِ شریف کے گرد
جس کسی کا واقع ہووے مول لے اور جو شخص بیچنے سے انکار کرے
تو اوس کا گھر گرا دے اور بدل مین اوس کے کچھ مال دے اگر مال بھی
نہ لے تو گھر بھی چھین لے اور مال فقرا کو دے دے اور حجرات
ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مسجد مین داخل کر دے عمر بن
عبدالعزیز نے موافق اوس کے لکھنے کے عمل کیا اور حجرات امہات المومنین کو
ہدم کر کے داخل مسجد شریف کیا نقل کرتے ہین کہ جس روز یہ حکم ولید کا مدینہ
مطہرہ مین آیا اور حجرات مطہرات کا ہدم واقع ہوا اوس روز مدینہ مین ایک قیامت
برپا تھی اور کوئی ایسا نہ تھا کہ ہدم حجرات کو دیکھ کر روتا نہ تھا حضرت سعید بن مسیب
کہتے تھے کہ کاش حجرات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے حال پر رکھتے تو اچھا
ہوتا کہ پچھلے آنے والے دیکھتے اور عبرت لیتے کہ سلطان کون و مکان سید انس و جان
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات دنیا کس طرح سے کاٹی ہے اور کیا زہد اختیار
کیا ابن زبالہ بعضے اہل علم سے روایت کرتے ہین کہ جب ولید بن عبدالملک حج کو آیا

تو بعد اتمام سنا سکس ھ کے مدینہ مین بھی آیا ایک روز مسجد شریف کے منبر پر خطبہ پڑھتا
تھا اثنائے خطبہ خوانی مین اوس کی نظر حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہم کے
جمال باکمال پر پڑی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین بیٹھے تھے اور اپنے
جمالِ جہان آرا کو آئینہ مین مشاہدہ فرماتے تھے جب ولید منبر پر سے اوترا تو عمر بن
عبدالعزیز کو بلاکر بہت جھڑکی دی کہ تونے ان لوگون کو اب تک یہان کیون چھوڑ
رکھا ہے اور نکال کیون نہین دیا مین نہین چاہتا کہ اسکے بعد مین پھر ان کو یہان
دیکھون گھر ان سے مول لیکر مسجد مین داخل کردے حضرت فاطمہ بنت حسین علیہ السلام
اور حسن بن حسن علیہ السلام اور اولاد اونکی سلام اللہ علیہم اجمعین گھر کے اندر رہتے تھے
اونھون نے باہر نکلنے سے انکار کیا ولید نے حکم دیا کہ اگر سے نہ نکلین تو گھر اون پر گرادو
اور بغیر اون کے اجازت گھر سے اسباب باہر نکالنے لگے اور گھر کو ویران کرنے لگے
تو بحکم ضرورت باہر نکلے اور روز روشن مین مخدرات اہل بیت کرام مدینہ کے
باہر گئے اور ایک جگہ اپنی سکونت کے واسطے اختیار کی اور بعضی روایات سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ولید کے آنے سے پہلے اوسی حکم سے عمر بن عبدالعزیز
کے ہاتھ سے واقع ہوا ساٹھ ہزار دینار گھر کے بدل مین اون کو دیتے تھے حضرت امام
حسن بن امام حسن سلام اللہ علیہما نے قسم کھائی کہ یہ دینار ہرگز نہ لون گا یہ قضیہ عمر
بن عبدالعزیز نے ولید کو لکھا اوس نے حکم بھیجا کہ بہتر ہے وہ دینار نہ لین گھر اون سے
چھین لو اور انکو باہر نکال دو اور بیت المال مین داخل کرو یہی نزاع حضرت ام المومنین
حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر واقع ہوئی جس مین اولاد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ
عنہ رہتی تھی جب اولاد حضرت عمر رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم گھر سے باہر نہ نکلین گے اور
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر کی عوض کچھ نہ لین گے تو حجاج بن یوسف بھی
اوسوقت مدینہ منورہ مین تھا اوس نے حکم دیا کہ گھر ان پر گرادو لیکن اس قضیہ کو
ولید نے سنکر عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ اولاد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی دلجوئی کرو اور
اونکو راضی رکھو اور قیمت گھر کی اونکے دے اور اگر نہ لین تو اون کا اکرام کرو اور رکھو

تھوڑی سی زمین اون کے گھر کی اون کے تحت تصرّف مین رہنے دے اور مسجد کی طرف
اون کا دروازہ بھی باقی رکھا اور زمانۂ ولید مین طول مسجد دوسو گز اور عرض ایک سو
ستّر گز کا ہوا اور ولید نے مسجد شریف کی عمارت مین نہایت تکلف اور تصنع کیا یہانتک
کہ چھتین اور دیوارین اور ستون مُطَلّا اور مرصع جواہرے کیئے اور انواع طرح کے
نقش و نگار سے اوسکو بھر دیا اور اوس نے حکم بھیجا قیصر روم کو کہ جتنے صَنَّاع اور
اوستادکار ہاتھ لگین روانہ کرے قیصر روم نے حسب الحکم چالیس اوستادکار رومی
اور چالیس قبطی مصری بنانے کو اور اونکے ساتھ اسّی ہزار دینار اور زنجیرین نقرئی
اور قندیلین اور ایک روایت مین ہے کہ چالیس ہزار مثقال طلا اور زنجیرین جواہرات
سے مرصّع پیشکش کیئے اور علامت محراب جواب تک مساجد مین متعارف ہے اوسی سے ایجاد
ہے اور اوس سے پہلے نہ تھی روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے عمال روم سے چاہا تھا
کہ معاذاللہ حجرۂ مبارک پر پیشاب کرے بہ مجرّد اس قصد کے ایسا زمین پر گرا کہ سر اوسکا
ریزہ ریزہ ہوگیا بعضے اون مین سے اس حال کو دیکھ کر مسلمان ہوگیئے اور ایک دوسرے
ملعون نے اون مین سے مسجد شریف کے قبلہ کی دیوار پر سُور کی تصویر کھینچدی عمر بن عبدالعزیز
نے اوس کی گردن مارنے کا حکم دیا موافق اون کے حکم کے عمل مین آیا اوس
خبیث کو جہنم واصل کیا اور نقل کرتے ہین کہ جو کوئی شخص اون مین سے کسی درخت
درخت کی صورت یا کوئی اور نقش خوب صورت کھینچتا تھا تو تیس ۳۰ درہم اوس کی
اُجرت پر بہ طریق انعام کے اور زیادہ کرتے تھے ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ جب
ولید مدینے مین آیا عمارت مسجد شریف تمام ہوچکی تھی ایک روز بہ تماشائے
عمارت مسجد مین ٹہلتا تھا اوسکی نظر مسجد کی سقف مقصورہ پر پڑی اوس کو دیکھ کر
بہت پسند کیا اور تحسین اور آفرین کرکے کہا کہ ساری مسجد کی چھت تم نے ایسی کیون
نہ بنائی عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ ساری مسجد اگر ایسی بنتی تو خرچ بہت
پڑتا اوس نے کہا کیا مضائقہ تھا جتنے خرچ مین بنتی بنواتے عمر
بن عبدالعزیز نے کہا یا امیرالمؤمنین آپ کو معلوم ہے کہ دیوار قبلہ پر

کیا خرچ پڑا اوسکے فقط نقش ونگار پر سینتالیس ہزار دینار صرف ہوا ہے ولید
یہ بات سنکر پشیمان ہوا اور کہنے لگا کہ اتنا خرچ تو نے کیون کیا گیا تو نے اپنے
باپ کا خزانہ سوچا تھا اور یہ بھی نقل کرتے ہین کہ اثنائے تماشائے مسجد مین حضرت
عثمان علیہ السلام رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے سے اوس سے ملاقات
ہوئی کہنے لگا کہ دیکھ تیرے باپ کی عمارت کیسی تھی اور ہماری عمارت کیسی ہے
اون صاحبزادے والامرتبت نے جواب دیا کہ ہان میرے باپ کی عمارت مسجد
تھی اور تمھاری عمارت کنائیس یہود ونصاریٰ کی سی ہے اور ابتدائے عمارت
ولید سن اٹھاسی ہجری مین ہوئی اور اتمام اکانوے ۹۱ سن ہجری مین پس مدت
عمارت کی تین سال ہوئے اور اس عمارت مین چارون گوشون مسجد شریف پر
چار منارے تھے لیکن سلیمان بن عبدالملک حج کو آیا تو وہ منارہ جو نزدیک باب
السلام کے تھا کھدوا ڈالا اور وجہ یہ ہوئی کہ باب السلام کے پاس دار مروان
تھا اوس کے صحن مین اس منارے کا سایہ پڑتا تھا اور ظاہر کلام سمہودی
سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ولید کی عمارت سے پہلے منارے کی رسم نہ تھی اوسی
نے ایجاد کی ہے واللہ اعلم اور زمانۂ ولید مین نماز جنازہ مسجد شریف مین
پڑھنے سے منع کرتے تھے چوتھی مرتبہ مہدی خلیفۂ عباسی نے کچھ مسجد شریف مین
بڑھایا وہ یہ کہ سن ایک سو اکسٹھ ہجری مین مسجد کی شامی النگ کی طرف
اوسکے ستون اور بڑھائے اور رسم تکلف اور تزخرف جو عمارت ولید مین تھی باقی
رکھی اور پہلے کسی شخص نے عمارت ولید پر زیادتی نہین کی تھی اور بعد مہدی کے
پھر کسی نے زیادت نہین کی سوا اسکے کہ بعضون نے نقل کیا ہے کہ سن دو سو دو
مین مامون خلیفہ نے کچھ زیادتیان عمارت مہدی مین کی ہین واللہ اعلم

فصل بیان حجرۂ مبارک مین جو مشتمل ہے قبور شریفہ پر پہلے پہل یہ ایک
حجرہ تھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین کھجور کی شاخون سے بنا ہوا موافق
اور حجرات حضرت سید کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے اِس مین بحکم

الٰہی جل جلالہٗ سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم دفن کیے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ
عنہا بھی اپنے گھر مین رہتی تھین اور اون کے اور قبر شریف کے درمیان مین کوئی
پردہ نہ تھا آخر کو جب حضرتؐ کی قبر شریف کی خاک پاک اوٹھانے کو لوگ بے
دھڑک گھسنے لگے اور کچھ مبالات باقی نہ رہا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گھر
کی دو قسمین کین اور ایک دیوار اپنے مسکن اور قبر شریف کے درمیان مین اوٹھائی
اور جب تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان دفن نہین ہوئے تھے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کبھی کبھی حسب وضع سے کہ ہوتین حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم
کی قبر شریف پر اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر پر حاضر ہوتین اور جب سے
اور جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہان دفن ہوئے پھر قاعدہ یہ تھا کہ بغیر ستر کامل
اور حجاب کمال کے قبور شریفہ کی زیارت کو نہ آتین اور بعد اسکے کہ حضرت عمر رضی اللہ
عنہ نے مسجد شریف مین زیادت کی حجرۂ شریفہ کو کچی اینٹون سے بنایا وہ حجرۂ زمانۂ عامل
ولید بن عبد الملک تک ظاہر رہا عمر بن عبد العزیز نے ولید کے حکم سے اوس کو ہدم کیا
اور منقش پتھرون سے پھر بنایا اور اوس کے باہر ایک خطیرہ دوسرا بنا کیا اور اون دونون
خطیرون مین سے کسی مین دروازہ نہ رکھا اور بعضے کہتے ہین کہ سمت شامی مین ایک
دروازہ ہے لیکن مسدود اور تحقیق پہلا قول ہے اور عروہ سے روایت کرتے
ہین کہ انھون نے عمر بن عبد العزیز سے کہا کہ اگر حجرۂ شریفہ کو اپنے حال پر چھوڑو
اور اوس کے گرد عمارت اوٹھاؤ تو احسن ہے عمر بن عبد العزیز نے کہا کہ امیر المومنین
نے مجھے اسی طرح پر حکم دیا ہے سوا امتثال کے مجھے چارہ نہین اور محمد بن عبد العزیز سے
روایت کرتے ہین کہ حجرۂ مبارک کی نیو کھودنے کے وقت ایک پانون ظاہر ہوا بعد
تحقیق کے معلوم ہوا کہ وہ پانون امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا تھا کہ تنگی مکان سے حجرۂ شریفہ کی
نیو مین آ گیا تھا اسواسطے کہ قول اصح سے ثابت ہے کہ قبور شریفہ کی وضع اس نہج پر ہے کہ مبارک سر
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا محاذی سینۂ مبارک جناب سرور کائنات علیہ آلاف التحیۃ والسلام
ہے اور سر مبارک حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کا محاذی سینۂ مبارک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس

این طرف زیارت مسجد قبه اول اسلام که بسته کرده است وگره مسجد دیگر مساجد مسجد الغره ومسجد حضرت علی وحضرت فاطمه وحضرت عمر رضی الله عنهم
واقع ومسجد النجار وچاه که دران نهر شیرین وشور هر دو جاریست وانگشتری مبارک دران افتاده بود وباغ فدک
جانب چپ یکمد نیم کرده باین جهت واقع شده



پس اس تقدیر پر اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پانون دیوار حجرۂ شریفہ کی نمیہ تک پہنچین
تو کیا عجب ہے اور بعد بناء عمر بن عبد العزیز کے پھر آج تک کوئی حجرۂ مطہر کے اندر داخل نہین ہوا
سوا اسکے نقل کرتے ہین کہ سن پانسو اڑتالیس مین ایک آواز حجرۂ شریفہ کے اندر سے سنی گئی
جس سے معلوم ہوا کہ شاید کچھ عمارت گر پڑی تھی تو ایک شخص تھے مشائخ صوفیہ سے کہ طہارت اور
نظافت اور ریاضت نفس مین مشہور چند روز اور اونکو بھوکا رکھکر کہ لطافت اون مین زیادہ
ہو جائے اونکی کمر مین رسی باندھکر چھت کے دریچے سے اندر اوتارا معلوم ہوا کہ کچھ خاک
چھت سے گری تھی اوسکو جھاڑ دیا اور مکان مطہر کو اپنی محاسن سے پاک کرکے شرف
دوجہانی حاصل کیا اسی طرح اوسی تاریخ کے قریب کسی مصلحت کیواسطے کہ طہارت مقام مقدس
سے متعلق تھی ایک خوجہ کو بھی کہ حجرۂ شریفہ کی خدمت پر تعینات تھا ایک متولی عمارت کے
ساتھ اندر اوتارا وہ دونون مکان کی جاروب کشی سے ممتاز و سرفراز ہوئی اور سن پانسو
پچاس ہجری کے قریب جمال الدین اصفہانی[1] نے ایک جالی صندل کی بنواکر گرد حجرۂ شریفہ
کے نصب کی اوتھین دنون مین ابن ابی الہیجا شریف[2] نے ایک غلاف دیبا سفید کا بھیجا جسپر
ریشمی پھول بنے تھے اور سورۂ یسین لکھی تھی اوسکو مستضی بامر اللہ خلیفہ عباسی سے اجازت لیکر حجرۂ شریفہ
پر پہنایا اوس تاریخ سے عادت بادشاہون کی یہی ہی کہ ابتداء جلوس مین ایک غلاف حجرۂ مبارک
کے واسطے بھیجا کرین چنانچہ اب تک سلاطین روم کا یہی طریقہ ہے اور سن چھ سو اٹھتر مین فلاؤن صالحی
کی سلطنت مین حظیرۂ مقدسہ پر قبۂ سبز مسجد شریف کی چھت سے اونچا باہر کی جالیون سمیت جیسا آجتک
موجود ہے بنایا گیا اور پہلے اوس سے قبۂ شریف مسجد کی چھت سے آدھے قد آدم سے زیادہ اونچا نہ تھا بعد
اوسکے سن آٹھ سو اٹھاسی مین ملک قایتبا بادشاہ مصر نے مسجد نبوی کو پھر بنایا لیکن فرش مسجد شریف کا
ویسا ہی خاک پاک کا رکھا کچھ پتھر وغیرہ نہین لگائی کہ اس خاک مین برکت اقدام سید انام علیہ الصلوٰۃ
والسلام ہے بعد اوسکے دسوین سیکڑہ کے درمیان مین سلطان سلیمان رومی نے روضۂ مقدسہ
یعنی روضہ من ریاض الجنۃ[3] کا فرش سنگ خام سے کیا اور سوا اسکے اصل مسجد کو زیادات عثمانیہ سے امتیاز دیا

[1] جمال الدین اصفہانی کے ہاتھ سے مدینۂ منورہ مین بہت سے کار خیر ظہور مین آئے اوسکے نسبت مدائح اہل مدینہ مشہور و معروف
ہین اور قبر اوس کی رباط عجم مین بقیع کی طرف واقع ہے ۱۲ [2] ابن ابی الہیجا شریف وزیر مصر تھا چنانچہ اوسکا نام
مسجد فتح کی طرف یعنی مساجد ماثورہ پر اب تک لکھا ہے ۱۲ [3] ایک باغ ہے باغون جنت سے ۱۲ —

اور گرد رَوضَۃٌ مِن رِیَاضِ الجَنَّۃِ کے ایک دیوار نئی کھینچ دی اور مقام تہجد حضرت صلی اللہ علیہ
وسلّم کا بنایا مترجم غفر اللہ کہتا ہے کہ بعد اوسکے اب بعد سن بارہ سے ہجری کے سلطان عبد المجید
خان رومی نے مسجد نبوی پھر نئے سرے سے بنوائی اور نہایت تکلف اور تقشع کیا کہ اوس
سے پہلے کبھی نہوا تھا ساری مسجد ذی قباب اور ہر قبے کو سیسے کی چادرون سے منڈھوایا
اور سطح باطن ہر قبے کا نقوش عجیبہ سے کہ دال ہے کمال صنعت و دستکاری صناعان
روم پر معمور کیا ساری ستون مطلا اور سارے دروازون کو خصوصًا باب السّلام کو سونے سے
لدا دیا اور ساری مسجد مین کیا روضہ کیا غیر روضہ سنگ مرمر کا فرش بچھایا یہان تک کہ باب
جبرئیل[1] کے باہر بھی سنگ مرمر ہی کا فرش کیا اور حرم شریف کے چار دروازے قدیم تھے اوس نے
ایک پانچوان دروازہ اور بنا دیا وہ باب مجیدی کر مشہور ہے اور پانچ منارون قدیم مین چار منارے
وضع قدیم پر رکھے اور ایک منارہ نئی وضع پر بنایا ہے نہایت خوبصورت کہ دیکھنے والے کا اوسکے
دیکھنے سے دل نہین بھرتا اور اوسکی طرف سے آنکھ نہین پھرتی اور رَوضَۃٌ مِن رِیَاضِ
الجَنَّۃِ کو زیادت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک برنجی بطورہ کٹہرے کے لگا کر امتیاز دیا اور صحن مسجد
سوا باغ کے کہ باغ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کر مشہور ہے کہ ایک کٹہرا سبز اوس کے گرد
لگا باقی رکھا اور جو چیز تھی از قبیل روشنی وغیرہ اوسکو وہان سے نکال ڈالا اور ساری مسجد
شریف مین قالین پشمی منقش مکلف کا فرش بچھایا اور تمام مسجد مین جھاڑ و ہانڈی بکثرت آویزان
کروئیے کہ رات بھر کثرت روشنی سے دن کا گمان جاتا ہے اور سوا اسکے اور بہت سے تکلفات
کیے ہین کہ آدمی اونکو بغیر دیکھے تصور سے خوب معلوم نہین کر سکتا اور حجرۂ شریفہ مین سوا ترمیم
اور تجدید الوان کے کچھ اور ہاتھ نہین لگایا اللہ تعالیٰ اسکی جزا مین اوسکی مغفرت کرے اور
اوسکے حق مین شفاعت قبول فرماوے تخمینًا بارہ سو برس کی مدت مین یہ عمارت تمام ہوئی اور
بنی تمام عمارت بارہ سو اٹھتر ہجری مین حق یہ ہے کہ اس زمانۂ اخیر مین کہ لوگون کے ایمان مین
ضعف آگیا ہے ایسی مسجد جاہ و جلال کی بنی چاہیے رہتی جیسی اس نے بنائی رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

فصل از جملہ حادثات عجیبہ کہ حقیقت مین از جملہ معجزات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سمجھنا چاہیے

---

[1] باب جبرئیل کے باہر ساکین یعنی فقرا کے لیٹنے کی جگہ ہے ۱۲

قضیۂ لقب حجرۂ شریفہ ہے کہ سن پانچسو ستاون ہجری مین واقع ہوا نقل کرتے ہین کہ سلطان
نور الدین شہید محمود بن زنگی نے کہ جمال الدین اصفہانی مذکور اوسکا وزیر تھا سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایک رات مین تین مرتبہ خواب مین دیکھا کہ آپ دو شخصون کی طرف دیکھ کے اشارہ فرماتے
ہین کہ مجکو ان دونون کے شر سے خلاصی دے سلطان نے فراست سے دریافت کیا کہ شاید کوئی امر
غریب کہ ایذادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے مدینہ منورہ مین حادث ہوا اور مجھکو وہان جلد
پونہچنا چاہیے پس سلطان اوسیوقت بیس خواص مجلس اور بہت سا مال و متاع اپنے ساتھ لیکر تیز
سانڈنیون پر سوار ہوکر روانہ مدینہ مطہرہ ہوا سولہ دن کے عرصے مین شام سے مدینہ مین پہونچکر
اون دونون ملعونون کی تلاش مین مشغول ہوا اور حیلہ اونکے پکڑنے کا یہ نکالا کہ انعام اور
اکرام دینے کے واسطے تمام اہل شہر کے حاضر ہونے کا حکم دیا حسب الامر سارا شہر حاضر ہوا اوسنے
ہر شخص کو مال بیکران عطا کیا مگر اون حاضر ہونے والون مین کسی کو یہ شکل نامطبوع اون دونون
ملعونون کے جنکو خواب مین دیکھا تھا نہ پایا تو پوچھا کہ سوا ان حاضر ہونے والون کے کوئی اور شخص
بھی شہر مین باقی ہے جو حاضر نہین ہوا لوگون نے عرض کیا کہ کوئی ایسا نہین جو حاضر نہ ہوا
ہو مگر دو مغربی کہ نہایت صالح اور سخی اور جواد اور عفیف ہین شب و روز اپنی جگہ پر عبادت مین
رہتے ہین اور کسی کے ساتھ اختلاط نہین رکھتے اور حجرے سے باہر بہت کم نکلتے ہین سلطان نے حکم
دیا کہ اونکو حاضر کرین لوگ اونکو حسب الحکم بلا لائے سلطان نے بمجرد دیکھنے کے پہچان لیا کہ یہ وہی دو
شخص ہین اوسی ہیئت کے جنکو سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب مین دکھایا ہے پوچھا کہ تم دونون
یہان کس جگہ رہتے ہو کہا اس رباط مین جو حجرۂ شریفہ کے پاس ہے سلطان اون دونون کو
اوسی جگہ چھوڑ اون کے حجرے مین گھس گیا دیکھا کہ دو قرآن طاق پر رکھے ہین اور کچھ کتابین
وعظ و نصیحت کی اور کچھ مال ایک طرف ڈھیر ہے کہ فقرای مدینہ منورہ پر صرف کیا کرتے تھے
اور ایک چٹائی اونکے سونے کی جگہ پر پڑی ہے سلطان نے چٹائی کو اٹھایا دیکھتا ہے کہ ایک
بڑی بھاری سرنگ حجرۂ شریفہ کی طرف اون دونون ملعونون نے کھودی ہے اور ایک طرف کو
ایک کنوان کھودا ہے کہ سرنگ کی مٹی نکالکر اوس مین بھرتے ہین اور ایک روایت سے یون
معلوم ہوتا ہے کہ چمڑے کے دو تھیلے اون ملعونون نے رکھے تھے اونمین مٹی بھر کر بقیع کے گرد پیش

ڈال آتے تھے آخر کو بعد تعذیبات شدیدہ کے حقیقتِ حال کھُلی کہ وہ دونون ملعون نصرانی تھے اور نصاریٰ نے اُن کو حُجاج مغاربہ کے بھیس مین بہت سا مال ساتھ کرکے مدینۂ منورہ مین بھیجا تھا کہ کسی حیلے سے حجرۂ شریفہ کے اندر داخل ہوکر معاذ اللہ جسد مطہّر کے ساتھ گستاخی سے پیش آئیں جس رات کو کہ سُرنگ کو قبر شریف کے پاس پہنچاتے ہین ایسا ابر و باران آیا اور رعد و برق اور زلزلۂ عظیم پیدا ہوا کہ جسکی نہایت نہین اور اسی کی صبح کو سلطان سعید پہونچاہے سلطان کو بہ اس حالت عظیم پیدا ہوئی اور نہایت رویا اور اُن دونون ملعونون کی شباک حجرۂ شریفہ کے نیچے گردن ماردی اور آخر روز مین جلادیا اور گرد حجرۂ شریفہ کے ایک خندق کھودی کہ پانی تک پہونچ گئی وہاں سے سیسہ گلاکر نیہ بھرلائے تاکہ وہان تک پھر کوئی نہ پہونچ سکے اور دوسرا قضیہ یہ ہو کہ ابن النجار تاریخ بغداد مین لکھتے ہین کہ بعضے اُمرای عبیدیہ کو کہ حکام مصر تھے اور ولایت حرمین شریفین زادہما اللہ شرفًا و تعظیمًا و تکریمًا اونکے تحت تصرف مین تھی اور اُن اشقیا کے احوال تاریخ جاننے والون پر روشن ہین بعض زندیقون کے صلاح دی کہ اگر جسد مطہر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اجساد شریفۂ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو مصر مین نقل کرلائین تو یہانکی لوگونکی منقبت عظیمہ کا موجب ہو اور ساری جہان کے لوگ بقصد زیارت قبور شریفہ یہین آیا کرین حاکم مصر یہ مصلحت پسند کرکے اس خیال مُحال مین ایک مکان لق و دق اور خطیرۂ عظیمہ بنواکر تیار کیا اور ایک شخص معتمد کو جسکا نام ابوالفتوح تھا بنا شی قبور شریفہ کے واسطے مدینۂ مطہرہ مین بھیجا اکابر مدینہ منورہ کہ ابوالفتوح کے وصول سے پہلے اس حال سے مطلع ہو گئے تھے اوّل مجلس مین جو ابوالفتوح کو دیکھا تو ایک قاری نے آیۂ کریمہ وَاِنۡ نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ عَهۡدِهِمۡ وَطَعَنُوۡا فِىۡ دِيۡنِكُمۡ فَقَاتِلُوۡۤا اَئِمَّةَ الۡكُفۡرِ‌ۙ اِنَّهُمۡ لَاۤ اَيۡمَانَ لَهُمۡ لَعَلَّهُمۡ يَنۡتَهُوۡنَ اَلَا تُقَاتِلُوۡنَ قَوۡمًا نَّكَثُوۡۤا اَيۡمَانَهُمۡ وَهَمُّوۡا بِاِخۡرَاجِ الرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ تک بڑی عظمت اور ہیبت سے پڑھی آدمیون مین ایک حرکت اور ہیجان پیدا ہوا قریب تھا کہ ابوالفتاح کو اوسی مجلس مین مارڈالین لیکن چونکہ یہ بلاد شریفہ اونھین اشرار کے تصرف مین تھے اسواسطے اوسکے قتل مین شریعت و تعجیل مناسب نتھی ابوالفتاح کو بھی ایک خوف پیدا ہوا کہنے لگا کہ واللہ اگر مجکو قتل کرڈالین تو مین راضی ہون اس سے

ف اور اگر توڑ دین قسمین اپنی پیچھے عہد اپنے سے ۱۲

کہ موضع شریف مین ہاتھ لگاوٗن اور اسی رات کو ایک ہوای تند ایسی چلی کہ زمین ہلتی تھی اور
اونٹ مع پالان اور گھوڑے مع زین گیند کی طرح ڈھلکتے پھرتے تھے ابوالفتاح یہ حال دیکھ کر
نہایت ہیبت اور خوف مین آگیا اور بادشاہ کی طرف سے جو اوسکے دلمین تمنای کرام رکھتا تھا اوس کی
دستی نکلگئی آخر کو وہ بھی صدق ہمت سے سالم نکلگیا تنبیہ قضیۂ خسف بعض ملاحدہ ہی محب طبری ریاض
نضرہ مین نقل کرتے ہین کہ ایک قوم روافض حلب سے امیر مدینہ کے پاس آئے اور بہت سا مال اور ہدیہ
اوسکے لیے لائے اس غرض سے کہ حجرۂ شریفہ مین دروازہ کرکے اجساد مطہرۂ حضرت ابوبکر صدیق
اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو نکال لاوین امیر مدینہ نے کہ بد مذہب اور طماع دنیا تھا اِس
بات کو قبول کیا اور اوس فعل نامطبوع و قبیح کا اذن دیا اور بواب حرم شریف کو بلاکر حکم دیا
کہ یہ لوگ جسوقت آن کر دروازہ حرم شریف کھلواوین کھول دینا اور جو فعل یہ کرین اوسکا مانع
نہ ہونا بواب کہتا ہے کہ جسوقت نماز عشا سے لوگ فارغ ہوئے اور دروازۂ حرم شریف بند کیا
چالیس آدمی پھاوڑے اور کدال اور شمعین ہاتھون مین لیکر باب السلام پر آکھڑے ہوئے اور دروازہ
کھٹکھٹایا مین نے امیر کے حکم سے دروازہ کھول دیا اور مین ایک گوشے مین جا بیٹھا اور رونے لگا
کہ الٰہی یہ کیا قیامت قائم ہوا چاہتی ہے سبحان اللہ وہ شیاطین ہنوز منبر شریف کے محاذات
تک پوہنچنے نہ پائے تھے کہ سب کے سب مع اسباب و آلات جو ہمراہ لائے تھے اوس ستون کے پاس
جو زیادت عثمان کے قریب واقع ہے زمین مین دھسگئے امیر مدینہ اونکا منتظر تھا جب بہت دیر ہوئی
تو امیر نے مجھے بلاکر اوس قوم کا حال پوچھا مین نے جو کچھ دیکھا تھا کہدیا امیر نے اس بات کا باور نکیا
اور کہا تو دیوانہ ہے مین نے کہا امیر چلکے خود دیکھے اب تک خسف کا اثر باقی ہے اور طبری اس حکایت
کو ثقات کی طرف منسوب کرتے ہین جو کہ بصدق و دیانت مشہور و معروف ہین اور بعضے مورخان مدینہ
نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ سمہودی مین مذکور ہے واللہ اعلم **باب آٹھوان** مسجد شریف اور
روضہ من ریاض الجنۃ اور منبر شریف کے فضائل اور خصوصیات اور مناقب مین از جملہ
فضائل مسجد نبوی یہ حدیث ہے کہ صحیح بخاری مین مذکور ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
صلوٰۃ فی مسجدی ہذا خیر من الف صلوٰۃ فیما سواہ من المساجد الا المسجد الحرام مسلم بھی مثل

لہ یعنی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نماز میری اس مسجد مین بہتر ہے ہزار نماز سے اور مسجدون مین سوای مسجد الحرام کے

اِسکے روایت کرتے ہین مگر وہ اتنا اور زیادہ کرتے ہین کہ فَاِنِّی آخِرُ الْاَنْبِیَآءِ وَمَسْجِدِی آخِرُ الْمَسَاجِد
پس روایت مسلم کی ملاکر یہ نکلتا ہی کہ ایک نماز مدینہ مطہرہ کی مسجد مین برابر ہزار نماز کی ہی جو اور
انبیا کی مساجد مین ادا کی جائین جیسے مسجد اقصیٰ مین کہ سلیمان عَلَیْہِ السَّلام کی مسجد ہو سوای مسجد الحرام کے
کہ مسجد ابراہیم علی نبینا وعَلَیْہِ السَّلام ہی چنانچہ اور احادیث مین اسبات کی تصریح آئی ہی طبرانی معجم
کبیر مین ثقات سے نقل کرتے ہین کہ ارقم حضرت صلّی اللہ عَلَیْہِ وسلّم کے حضور مین حاضر ہوئے کہ بیت
المقدس جانے کی رخصت لین آپ نے پوچھا کہ بیت المقدس کیون جاتے ہو کہا قصد تجارت ہی ہو انھون
نے عرض کیا کہ قصد تجارت نہین مگر اسواسطے کہ وہان جاکر نماز پڑھون فرمایا ایک نماز میری مسجد مین
ہزار نماز کے برابر ہے اوس مسجد مین اور بعضے احادیث مین آیا ہو کہ ایک نماز بیت المقدس مین ہزار
نماز کے برابر ہے اور مساجد مین پس تفضیل ایک نماز کا مسجد مدینہ مین اور مساجد کی نماز پر برابر ہزار
ہزار نماز کے ہوا مگر استثنا مسجد الحرام کا کہ فرمایا ہی الا المسجد الحرام احتمال رکھتا ہی کہ بیان مساوات
کے واسطے ہوگا درمیان مسجد مکہ اور مدینے کے یا واسطے بیان زیادتی کے مسجد مدینہ پر
یا واسطے کمی مسجد مکہ کے مسجد مدینہ سے بعضے علمانی احتمال اوّل کو ترجیح دی ہی یعنے مساوات
کو اور ایک روایت پر امام مالک اور ایک جماعت اونکے تابعین کی طرف گئی ہین بایں معنی کہ ایک نماز
مسجد مدینہ مین ہزار نماز کے برابر ہی اور مساجد مین سوا مسجد الحرام کے اور مسجد الحرام کے ہزار نماز
سے کم کے برابر ہے ایک نماز مسجد نبوی کی اور اوس کم کی تعیین مین اختلاف ہی بعضے مالکیہ اس طرف
گئے ہین کہ مسجد مدینہ کی ایک نماز سو نماز مسجد حرام کے برابر ہے اور بعضے دوسرے نوسو نماز
مسجد حرام کے برابر کہتے ہین اور ہر ایک نے اپنے اپنے دعوی کو ایک ایک طرح پر احادیث
سے مستنبط کیا ہے اور جمہور علما اس طرف گئے ہین کہ استثنائے مذکور بیان فضیلت مسجد
حرام کے واسطے ہے زیادتی ثواب مین مسجد مدینے پر اس واسطے کہ وارد ہوا ہے کہ
نماز مسجد مکہ کی مسجد مدینہ پر سو درجہ زائد ہے اور نماز مسجد مدینہ کی ہزار درجے زائد ہی
اور نماز مسجد مدینہ کی ہزار درجہ زائد ہے اور مساجد کی نماز پر تو نماز مسجد حرام کے اور مساجد
کی نماز پر سوائے مسجد مدینہ کے لاکھ درجہ زائد ہے جیسا کہ دوسری حدیث مین شرح کے ساتھ وارد ہوا ہے

سلہ کیون کہ مین آخر الانبیا ہون اور میری مسجد آخر المساجد ۱۲

کہ اَلصَّلٰوۃُ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَۃِ اَلْفِ صَلٰوۃٍ وَالصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ بِاَلْفِ صَلٰوۃٍ وَالصَّلٰوۃُ فِیْ
بَیْتِ الْمُقَدَّسِ بِخَمْسِمِائَۃِ صَلٰوۃٍ آور یہ ورود عدد مرتب بعضے مساجد کا بعضے پر متفاوت اور مختلف احادیث
مین غالب ہو کہ اوقات مختلفہ مین بحکم الٰہی ہوا ہو گا اور جاننا چاہیے کہ باب فضائل مدینہ مطہرہ مین ہم
پہلے اشارہ کر آئے ہین کہ زیادتی مذکور رجوع کرتی ہو کثرت اعداد اور زیادتی کمیت کی طرف اور
ہو سکتا ہو کہ ایک عدد اقل کو باعتبار ثواب اور قبولیت پروردگار کے زیادت ہو و اکثر پر اور واقع
ہونا عدد ناقص کا صحت زائد کے ساتھ منافی نہین ہو اب جانو کہ جس بات پر آگاہ ہونا واجب ہو
یہ ہو کہ یہ زیادت جو مسجد نبوی بہ نسبت اور مساجد کے مذکور ہوئی آیا مخصوص ہو اوتنی ہی مسجد کے ساتھ
جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ شریف مین تھی یا شامل ہو ان زیادات کو بھی جو بعضے خلفا
اور اُمرا کے زمانے مین بعد سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوئین قول مختار موافق احادیث
اور اعمال سلف و اقوال جمہور علما کے یہ ہے کہ وہ مسجد شریف مع زیادات مسجد نبوی ہو اور حدیث
مین آیا ہو کہ لَوْ مُدَّ ھٰذَا الْمَسْجِدُ اِلٰی صَنْعَا کَانَ مَسْجِدِیْ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے لَوْ مُدَّ
مَسْجِدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی ذِی الْحُلَیْفَۃِ لَکَانَ مِنْہُ اور بھی حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا
کھڑا ہونا نماز پڑھانے کو محراب زیادت مین دلیل قاطع ہے مساوات پر درمیان اصل مسجد اور زیادات
کے ورنہ اس فضیلت کا حاصل کرنا ترک نکرتے اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا افضل اور
اعظم ہونا بہ نسبت ساری مقامات کے باقی ہے ابن تیمیہ کہتا ہے کہ اس باب مین سلف سے خلف
تک کسی کا خلاف ظاہر نہین ہو شاید مقصود ابن تیمیہ کا مبالغہ اور تاکید ہے قول مخالف کے نفی مین
ورنہ اس بات مین کچھ شک نہین کہ بعضے علما احکام کو اصل مسجد کے ساتھ خاص کرتے ہین اور
امام نووی کی بعض کتب مین اسبات مین خلاف مذکور ہو اگرچہ محب طبری نقل کرتے ہین کہ امام
نووی نے اس قول سے رجوع کیا ہے وہو الصواب فائدہ اکثر علما کے نزدیک مضاعفت
مذکورہ مین فرض و نفل دونون برابر ہین اور بعضے علماے حنفیہ اور اکثر مالکیہ اس حکم کو
فرض کے ساتھ خاص کرتے ہین ایک حدیث کی جہت سے کہ آپ نے فرمایا ہے

ل یعنی ایک نماز مسجد الحرام لاکھ نماز کے برابر ہو اور ایک نماز میری مسجد مین ہزار رکعت کے برابر ہے اور ایک نماز بیت المقدس مین
پانسو رکعت کے برابر ہے ۱۲ ۲ یعنے اگر بڑھائی جائے یہ مسجد صنعا تک تو وہ میری ہی مسجد ہو گی ۱۲ ۳ اگر بڑھائی جائے مسجد
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذوی الحلیفہ تک تو اوسی مسجد سے ہو گی ۱۲

اَفْضَلُ صَلٰوۃِ الْمَرْءِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا الْمَکْتُوْبَۃُ لیکن ظاہر ہو چکا ہی کہ بغیر مضاعفت کے فضیلت پائی جا سکتی ہی اور ساتھ اِسکے ہو سکتا ہی کہ نماز نفل کے اور مدینے کے گھرون مین مضاعف ہو اون نمازون سے جو اور بلاد کے گھرون مین ادا کی جاتی ہی جیسا کہ شیخ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہی اور جیسا مضاعفت مین نماز کا حال ہی اسی طرح ساری خیرات اور ساری عبادات بھی یہی حکم رکھتی ہین چنانچہ بیہقی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین کہ حضرت صلے اللہ عَلَیْہِ وسلم نے فرمایا ہے اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَالْجُمُعَۃُ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ جُمُعَۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اور یہ بات بھی جاننی چاہیے کہ مضاعفت مذکورہ کے معنے یہ ہین کہ ثواب کثیر ہاتھ لگتا ہے نہ یہ کہ ایک نماز مسجد نبوی یا مسجد الحرام مین پڑھ کر اِس گمان سے کہ ہزار نماز یا لاکھ نماز میرے سر سے ساقط ہو گئین پھر نماز پڑھنا چھوڑ دے وَھٰذَا ظَاہِرٌ اور ایک عالم نے کہا ہے کہ مین نے ایک نماز مسجد الحرام کا حساب کیا تھا پچپن برس چھ مہینے بیس روز کے نماز کے برابر ہوتی ہے قطع نظر اوس تضاعف سے جو مساجد ثلثہ کے سوا اور جگہ مین ایک حسنہ کے دس لکھے جاتے ہین اور قطع نظر اوس تضاعف کے جو جماعت اور مسواک وغیرہ پر مترتب ہین ورنہ گنتی اوس حد کو پہونچ جائے جسکا شمار مشکل ہو فسبحان اللہ ذی الفضل العظیم والصلواۃ علی النبی ورسولہ الکبیر الکریم اور از جملہ اوسکے وہ حدیث ہے کہ احمد طبرانی نے بہ نقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مَنْ صَلّٰی فِیْ مَسْجِدِیْ اَرْبَعِیْنَ صَلٰوۃً اور زیادہ کیا طبرانی نے لَا تَفُوْتُہٗ صَلٰوۃٌ کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ یعنے آپ فرماتے ہین کہ جو شخص میری مسجد مین چالیس نمازین ادا کر بغیر اسبات کے کہ کوئی نماز درمیان مین سے فوت نہ ہوئی ہو اوسکی جزا یہ ہے کہ وہ بندہ

لہ بہتر نماز آدمیون کی وہ ہی جو اپنے گھر مین پڑھے مگر نماز فرض ۱۲ منہ ٢ہ یعنے ایک نماز میری اس مسجد مین افضل ہی ہزار نمازون سے اور جگہ سوا مسجد الحرام کے اور جمعہ میری اس مسجد مین افضل ہی ہزار جمعون سے اور جگہ سوا مسجد الحرام کے اور مہینا رمضان کا اس میری مسجد مین افضل ہی ہزار مہینے رمضان سے اور جگہ سوا مسجد الحرام کے ۱۲ ٣ہ یعنے جو شخص پڑھے میری مسجد مین چالیس نماز کہ نہ فوت ہو ان مین سے کوئی نماز تو لکھی جاتی ہی اوسکے واسطے برات آگ سے اور برات عذاب سے اور برات نفاق سے

دوزخ کی آگ سے اور عذاب آخرت سے اور علت نفاق سے بری ہو جاتا ہے اور شاید حکمت
چالیس عدد کی تعیین مین یہ ہے کہ عدد اربعین موجب استقامت اور سبب کمال ہی اور منافق
کو اوسکا حاصل ہونا متعذر رہا اور جسکو حاصل ہوا اوسکو برارت نفاق سے بلاشبہہ حاصل ہو گی
اور جسکو برارت نفاق سے حاصل ہو گی اوسکو انشاء اللہ تعالی برارت نار و عذاب بھی یقینی ہی
اور از جملہ اوسکے وہ حدیث ہے جسکو بیہقی نے نقل کیا ہے اوسکا مضمون کرامت مشحون یہ ہی
کہ جو شخص اپنے گھر سے طہارت کرکے میری مسجد مین نماز پڑھنے کے قصد سے نکلے اوسکے نامۂ اعمال
مین حج کامل لکھا جاتا ہی اور دوسری حدیث یہ ہے کہ جو شخص میری مسجد مین نیک بات سیکھنے
یا نیک بات سکھانے کو آئے وہ شخص بمنزلۂ مجاہدین فی سبیل اللہ ہے اور جو شخص بہ اس قصد سے
آئے بلکہ غرض اوسکی فقط مصاحبت خلق ہو دور قصہ کہانی کہنا تو وہ مانند اوس شخص کے ہی کہ
اپنے محبوب کو اورون کے ہاتھ مین دیکھے مفصل فضائل رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ مین جو احادیث
وارد ہوئے ہین از جملہ اون کے وہ حدیث ہے جو صحیحین مین آئی ہی کہ مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي
رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اور بعضی روایات مین ہے مَا بَيْنَ قَبْرِي وَمِنْبَرِي اور زیادہ
کیا ہے بخاری نے وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي اور بعضی روایات مین ہے وَاِنَّ مِنْبَرِي عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ
تُرَعِ الْجَنَّةِ ترع کے معنے بعضون کے نزدیک دروازہ ہین اور بعضون کے نزدیک درجہ
اور بعضون کے نزدیک وہ باغچہ جو بلندی پر واقع ہوا ایک روز حضرت سرور انبیا صلی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّم منبر شریف پر کھڑے تھے ارشاد فرمایا کہ اسوقت میرے قدم ایک ترعہ پر ہی ترع جنت سے
اور دوسری روایت مین آیا ہے کہ میرا منبر میرے حوض پر ہے اور دوسری حدیث مین فرمایا
ہی کہ اسوقت مین کھڑا ہون اپنے حوض کے عقر پر اور عقر اوس جگہ کو کہتے ہین جہان سے حوض
مین پانی داخل ہی اور منبر کے پاس جھوٹی قسم کھانے مین سخت وعید وارد ہوئی ہے فرمایا ہی
کہ جو شخص میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم کھائے تاکہ مسلمانون کا حق تلف کرے وہ اپنی جگہ
دوزخ مین آمادہ کرے اور دوسری حدیث مین آیا ہی فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْن

لہ یعنے درمیان میری گھر اور میرے منبر کے ایک باغچہ ہے باغچون جنت سے ۱۲ ٢ہ درمیان میری قبر اور میرے منبر کے ۱۲
٣ہ تحقیق میرا منبر اوپر ایک باغچہ کے ہے باغچون جنت سے ۱۲ ٤ہ پس اوسپر لعنت ہے خدا کی اور فرشتون
اور سارے آدمیون کی ۱۲

اور جبکہ یہ جگہ حقیقۃً بہشت کی ہوئی تو بموجب آیۂ کریمہ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْہَا لَغْوًا وَّ لَا کِذّٰبًا[۱] اوس جگہ
جھوٹھ پایا جانا دارِ دنیا مین ممنوع اور حرام ہوگا جیسا دار آخرت مین معدوم اور منتفی ہے اور
بعضی احادیث مین آیا ہے کہ مَا بَیْنَ حُجْرَتِیْ وَمُصَلَّایَ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ[۲] بعضے لوگ
مصلا کو مصلّے مسجد نبوی پر حمل کرتے ہین جو منبر شریف سے حجرۂ مبارک کے پاس تک ہے اور بعضی
مُصَلَّاے عید پر جو شہر پناہ مدینۂ منوّرہ کے باہر مکہ معظّمہ کی راہ کی طرف واقع ہے لہٰذا
نقل کرتے ہین کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو سنکر مسجد اور مصلّاے
عید کے درمیان مین اپنے واسطے ایک گھر بنایا تھا اس روایت کے موافق ہماری مسجد نبوی
ساتھ اون زیادات کے جو غرب کی جانب واقع ہوئے ہین رَوْضَۃٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّۃِ ٹھہرے
گی اور خصوصیت اوتنی جگہ کی جو درمیان حجرے اور منبر کے واقع ہے باقی نہ رہیگی اور ان
احادیث کی تاویل اور تحقیق مین وجوہ متعددہ علما سے منقول ہین بعضون نے کہا ہے کہ منبر
کا حوض پر ہونا کنایہ ہے اس بات سے کہ اوسکے پاس اعمال نیک کرنا اور اوس سے برکت
حاصل کرنا سبب ورود ہے حوض نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اور موجب ہے ثواب کا اوسکے زلال
جان افزا سے بعضے دوسرون نے کہا ہے کہ ممکن ہے کہ جو منبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی وقت
مین تھا اور آپ نے اوسکو مشرّف فرمایا ہے قیامت کے دن اوسکا بھی اعادہ فرماوین اور
کنارِ حوضِ کوثر پر کہ ترعۂ جنّت عبارت اوس سے ہے قائم کرین تَعْظِیْمًا لِّنَبِیِّہٖ وَتَنْوِیْہًا لِّشَانِہٖ[۳]
صلّی اللہ علیہ وسلّم اور کچھ لوگ اس بات کی طرف گئے ہین کہ سبب منبر ین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلّم نے اوس منبر سے دین ہین جو اللہ تعالیٰ آخرت مین آپ کے واسطے حوض کوثر پر
رکھیگا نہ اس منبر سے جو مسجد شریف مین ہو یہ قول سوق لفظ حدیث سے نہایت بعید ہے آپنے
فرماتے ہین درمیان میری حجرے اور درمیان میرے منبر کے ایک روضہ ہی ریاض جنت سے اور
میرا منبر میری حوض پر ہے ظاہر اور متبادر اس کلام سے وہی منبر ہے جو روضۂ مقدسہ کی حد
باندھنے کو ذکر فرمایا ہے اسی نہج پر حدیث روضہ مین بھی مختلف توجیہین آئی ہین بعضون نے کہا ہے

---

[۱] نہین سُنینگے بیچ اون کے بیہودہ اور نہ جھٹھلانا ۱۲ [۲] درمیان میری حجرے اور میرے مصلّے کے ایک باغچہ ہے باغچوں جنّت سے ۱۲ [۳] یعنے اپنے نبی کی تعظیم اور شان بڑھانے کے واسطے رحمت کاملہ اللہ کی اوپر اوسکے اور سلام ۱۲

که اتنی زمین نزول رحمت اور حصول سعادت مین مشابه هو روضهٔ جنت کے ساته نه یه که حقیقت
مین روضهٔ جنت هو چنانچه تسمیه مساجد سے ساته ریاض جنت کے حدیث اِذَا مَرَرْتُم بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ
فَارْتَعُوا مین اشاره اوس بات کی طرف هوتا هے خصوصًا زبان سعادت نشان حضرت عَلَیْهِ
الصَّلوٰةُ وَالسَّلَام مین که آپ کی مجلس جنت آثار سے ثمرات علوم اور انوار اذکار لوگ حاصل
کرتے تهے اور بعضے اسبات کی طرف گئے هین که اس سے مقصود بیان شرف عبادت هے اس
مکان عظیم مین که موصل هے روضهٔ رضوان کی طرف چنانچه کہتے هین اَلْجَنَّةُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ
وَالْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ[1] باعتبار اسبات کے خدا کی راه مین تلوار مارنا اور اپنی امهات
کی خدمت بجالانا ریاض الجنة مین پونهچاتا هے یه دونون قول نهایت ضعیف اور بعید هین
اسواسطے که ریاض جنت کے ساته مشابه هونا اور منزل رحمت ٹهرنا اور روضهٔ جنت کیطرف
موصل هونا ساری مساجد کو شامل هے خصوصیت مسجد نبوی کی کیا هے اور اگر الله تعالے کی رحمت
خاص پر اور ایک روضهٔ خاص پر جنت سے حمل کرین تو باوجود اس کے بهی ابتک تکلف سے خالی
نهین اور تحقیق یه هے که لام اپنی حقیقت پر محمول هے اور درمیان حجرهٔ شریف اور منبر شریف
کے حقیقت مین ایک روضه هے ریاض جنت سے اس معنی کر که قیامت کے دن اوتنی زمین
کو جنت فردوس مین نقل کر لیجا ئینگے اور اوس کو ساری کی طرح سے معدوم اور
منتفی نکرینگے جیسا که ابن فرحون اور ابن جوزی نے امام مالک سے نقل کی هے اور اسبات
پر ایک جماعت علما کا اتفاق بهی ذکر کیا هے اور شیخ ابن حجر عسقلانی اور اکثر علماے
حدیث نے اس قول کو ترجیح دی هے ابن ابی حمزه که کبار علماء مالکیه سے هین فرماتے هین
که احتمال رکهتا هے که الله تعالی نے اتنا ٹکڑا زمین پاک کا ریاض جنت سے دنیا مین بهیجا هو
جیسا حال حجر اسود اور مقام ابراهیم مین واقع هوا هے اور بعد قیام قیامت کے پهر اوسکو اپنے مقام
اصلی پر لیجا ئینگے اور نزول رحمت اور استحقاق جنت اس مقام عظیم المرتبت کو لازم هو یه معنے
حقیقت مین جامع هین سارے ان معانی کو جو اور لوگون نے کهین هین علاوه اوس کے اس
معنے سے ایک سر اور بهی ظاهر هوتا هے جیسا الله تعالی نے رتبهٔ خلیله ابراهیمه کو ایک پتهر جنت سے

[1] جنت تلوارون کے سایے کے نیچے هے اور جنت مائون کے پائون کے نیچے هے ۱۲

عنایت کرکے امتیاز دیا ہے اگر حضرت حبیبیہ محمدیہ کو اعطاے روضۃ من ریاض الجنۃ سے خاص کیا
ہو تو کیا تعجب ہے اور اگر بچشم ظاہر مثل اور دنیا کی زمینون کے معلوم ہو تو چندان عجب نہین اسواسطے
کہ آدمی ادراک حقائق اشیاے آخرت اس حیات فانی مین اپنی کثافت طبیعت کی جہت سے جیسا
کہ چاہیے کر نہین سکتا اور وہ جو بعضون نے فقط مزید ثواب اور فضیلت پر عبادت پر حمل کیا
ہر اوسکی نفی اون احادیث سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہر جو شان اُحد اور عیر مین وارد ہین کہ اُحد
جبال جنت سے ہے اور عیر جبال دوزخ سے پس کوئی عالم اسبات کی طرف نہین گیا ہر کہ جوار
اُحد مین عبادت کرنا موصل ہر جنات نعیم کی طرف اور عیر کے قریب جانا درکات جہنم مین پہونچاتا
ہر بلکہ آخرت مین جبل اُحد دروازۂ جنت پر ہوگا اور عیر دروازۂ دوزخ پر اگر تم کہو کہ جب یہ ٹکڑی
زمین حقیقت مین روضۂ من ریاض الجنۃ ہر تو چاہیے کہ بھوک اور پیاس وغیرہ کہ لوازم دنیا سے
ہے نہ لوازم جنت سے اوس مین نہو جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہر اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْہَا وَلَا تَعْرٰی۔
اسکا جواب یہ ہے کہ جنت سے الگ کرنے کے بعد اس بقعۂ شریفہ سے لوازم جنت منفک ہو گئی ہون
جیسا منفک ہو گئے حجر اسود اور مقام ابراہیم سے کہ اونمین بھی لوازم جنت نہین پائے جاتے
اگر کوئی کہے کہ ایسے امور بغیر سماع اور قید ثابت نہین ہوتے رکن و مقام کی شان مین تو دلائل
وبراہین وارد ہوئے اوسپر بطور تعبد کے ہمکو ایمان لانا واجب ہوا اور روضہ کے اخبار ایسے
نہین ہین اسکا جواب یہ ہر کہ دلیل تو عبارت ہر خبر سرور انبیا مخبر صادق عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام
سے پس جسطرح رکن اور مقام کی حقیقت خبر پیغمبر صادق سے معلوم ہوئی ہر اوسی طرح روضۂ
شریفہ اور منبر شریف کا بھی حال ظاہر ہوا ہر اور اگر کسی قسم کی تاویل کرو تو وہ تاویل دونون
جگہ ممکن ہر اور اگر حقیقت پر جاؤ دونون جگہ ثابت ہر پس فرق کرنے کی کیا وجہ ہر واللہ اعلم
وَبِیَدِہِ التَّوْفِیْقُ وَبِیَدِہٖ اَزِمَّۃُ التَّحْقِیْقِ وَھُوَ الْوَہَّابُ فَاضَۃَ الْعُلُوْمِ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ مِنْ عِبَادِہٖ عَبِیْدِہٖ وَ
تحقیق **باب ثانی** در ذکر بنای مسجد قبا اور ان مساجد نبویہ مین جو ماثورہ اور معلوم ہر
انوار محمدیہ ہین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ واصحابہ اجمعین صلوٰۃ کاملۃ مکملۃ

اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے اور اسکے ہاتھ مین ہین باگین تحقیق کے وہ ہی ساتھ افاضہ کرنے علوم
کے جسپر چاہے اپنے بندے سے لائق ہے ۱۲

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ جب سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ مین تشریف لائے تو قبل از
رونق بخشی مدینۂ مطہرہ تین روز یا زیادہ علی اختلاف الروایات بنی عمرو بن عوف مین کہ
ساکنانِ قبا تھے تشریف رکھی اور مسجد قبا کی نیو ڈالی اور ایک روایت مین ہے کہ اہل قبا نے
بھی بنا مسجد کے باب مین عرض کیا تھا آپ نے صحابۂ کرام کی طرف اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا
کہ ایک شخص تم مین سے میری ناقہ پر سوار ہو کر اوسے پھراوے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کھڑے ہوگئے اور اوسکی پیٹھ پر سوار ہوئے ناقہ نہ اُٹھی بعد اسکے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ
سوار ہوئے جب بھی نہ اٹھی بعد اوسکے علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اوٹھ کر پانون رکاب مین
ڈالا ہی تھا کہ ناقہ مبارک کود کر کھڑی ہوگئی آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسکی
باگ چھوڑ دو اللہ تعالی نے اسکو جہان حکم دیا ہے وہان ٹھہرے گی آخرش جس جگہ وہ ٹھہری
اسی جگہ آپنے مسجد قبا کی بنا ڈالی اور قبا والون کو حکم دیا کہ پتھر جمع کرین پھر آپ نے ایک خط
تعیین قبلہ کے واسطے کھینچدیا اور ایک پتھر اپنے دست مبارک سے اٹھا کر نیو کی جگہ رکھدیا بعد اسکے
صحابۂ کرام کو ارشاد ہوا کہ ہر ایک ترتیب ایک ایک پتھر اپنے اپنے ہاتھ سے رکھدے اور وہ جو بعضے
روایات مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر جہت کعبہ کی دکھلائی شاید دوسری بنا کے وقت
ہوا ہے جو تحویل قبلہ کے بعد واقع ہوئی ورنہ قبلہ اوسوقت مین بیت المقدس کی طرف تھا اور
روایات ثقات سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنائے مسجد قبا کے وقت آپ بھی پتھر
ڈھوتے تھے اور بقول بعض مفسرین آیہ قرآنی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ[لہ] مسجد قبا کی شان
مین نازل ہوئی اسواسطے کہ دین اسلام مین پہلے وہی مسجد بنی ہے اور اُس مسجد والون کی مدح
مین بھی یہ آیہ نازل ہوئی فِیْهِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ[لہ] حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بنی عمرو تم کیا ایسا عمل کرتے ہو جس سے ایسی مدح اور کرامت کے مستحق
ہوئے انھون نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کوئی عمل نہین جانتے سوا اسبات کے کہ ہم لوگ ڈھیلے
سے استنجا کر کے پانی سے خوب طہارت کر لیتے ہین فرمایا یہی سبب ہے جو اس منقبت کے ساتھ خاص ہوئے ہو

لہ البتہ وہ مسجد کہ بنیاد رکھی گئی ہے اوپر پرہیزگاری کے پہلے دن سے ۱۲ لہ بیچ اوسکے مرد ہین کہ دوست رکھتے
ہین یہ کہ پاکی کرین اور اللہ دوست رکھتا ہے پاکی کرنے والون کو ۱۲

تم کو چاہیے ہے کہ تم اس عمل کو اپنے اوپر لازم کرو اور بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ مراد اس مسجد مذکور فی القرآن سے مسجد اعظم نبوی ہے اس قول کی موئد بعضی احادیث بھی ثابت ہوئے ہین اور حق یہ ہے کہ اس آیۂ کریمہ کا مفہوم دونون مسجدون پر صادق ہے اسواسطے کہ دونونکی بنا اوّل ہی دن سے تقویٰ پر ہے بس ہو سکتا ہے کہ دونون مراد ہون جیسا کہ بعضے علماے حدیث نے اس طرف اشارہ کیا ہے واللہ اعلم امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ کچھ لوگ زمرۂ اصحاب کرام سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ مسجد تقویٰ کی طرف اور پیچھے پیچھے ادن کے آپ بھی تشریف لیچلے اس ہیئت پر کہ دونون دستِ مبارک حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی کندھونپر رکھے ہوئے تھے یہ خبر اسبات کی تائید کرتی ہے کہ مسجد قبا ہی کا نام مسجد تقویٰ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمَسْجِدُ الَّذِیْ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ ہُوَ مَسْجِدُ قُبَا قَالَ اللّٰہُ جَلَّ ثَنَاؤُہٗ فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَہَّرُوْا وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ۔ صحیحین مین روایت لاتے ہین حضرت بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار اور پیادہ مسجد قبا کی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے تھے اور دو رکعت نماز اس مین پڑھتے تھے اور دوسری روایت سے صحیح بخاری مین آیا ہے کہ آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے کے روز سوار اور پیادہ مسجد قبا کو تشریف لیجاتے تھے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی اتباع سنت کی راہ سے یون ہی کیا کرتے تھے اور ابن شیبہ دوشنبے کی روز تشریف لیجانے کی بھی روایت لاتے ہین اور محمد منکدر سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کی سترھوین کو صبح کے وقت قبا کو تشریف لیجاتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ مسجد قبا کی زیارت کو آئے اور کسی کو وہان نہ دیکھا فرمایا کہ قسم ہے اُس خدا کی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو مین دیکھا ہے کہ اس مسجد کے بنانے کے وقت آپ مع اصحابِ کرام پتھر ڈھوتے تھے واللہ اگر یہ مسجد کسی کنارے پر عالم کے کنارون سے واقع ہوتی تو اسکی طلب مین ہم کتنے اونٹونکی جگر دیتے پھاتے

ؔ ۱ یعنے وہ مسجد کہ جسکی بنیاد تقویٰ پر ہے پہلے دن سے وہ مسجد قبا ہے ۱۲۔

پھر شاخین خرما کی طلب کرکے اوسکی جھاڑو باندھہ کے خس و خاشاک جو مسجد مین پڑا تھا پاک کیا لوگون
نے عرض کیا یا امیر المومنین کیا ہم اس خدمت کو کافی نہین ہین ہمکو ارشاد فرمائیے ہم جھاڑین فرمایا
واللہ تم لوگ کافی نہین ہو اور ابن زبالہ زید ابن سلم سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ
قَرَّبَ مِنَّا مَسْجِدَ قُبَآءٍ وَلَوْ کَانَ بِاُفُقٍ مِنَ الْاٰفَاقِ نَضْرِبُ اِلَیْہِ اَکْبَادَ الْاِبِلِ باسناد صحیح
طرق متعددہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت
سعد رضی اللہ عنہ نے کہ دو رکعت نماز ادا کرنی مسجد قبا مین مجکو محبوب تر ہے دو بار زیارت
بیت المقدس کرنے سے اور فرمایا اگر تم لوگ جان لو کہ اس مسجد مین اللہ تعالی نے کیا رکھا
ہے تو کتنی سعی اوسکی زیارت مین نہ کرو اسیطرح بادشاہ صحیحہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
کے قول سے بھی ثابت ہوا ہے اور بھی خبر مین آیا ہے کہ مَنْ صَلّٰی فِی الْمَسَاجِدِ الْاَرْبَعَۃِ غُفِرَ لَہٗ
ذُنُوْبُہٗ اور مراد مساجد اربعہ سے مسجد حرام اور مسجد نبوی اور مسجد اقصی اور مسجد قبا ہے اور حدیث
ترمذی مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلصَّلٰوۃُ فِیْ مَسْجِدِ قُبَآءٍ کَعُمْرَۃٍ اور
عمرہ کے مثل ہونے مین بہت سی احادیث وارد ہوئی ہین اور بعض طرق مین چار رکعت کی تصریح
آئی ہے اور وہ چبوترہ صحن مسجد مین ہے کہتے ہین کہ ناقہ مبارک کے بیٹھنے کی جگہ ہے اور سمہودی
کہتے ہین کہ سوائے کلام ابن جبیر کے اس بات کی کچھ اصل مین نے نہین پائی لیکن لوگون مین
مشہور ہے کہ طول اور عرض مسجد کا چھیاسٹھ گز کہا ہے اور علما کہتے ہین کہ کچھ زمین مناری کیطرف
عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بڑھائی ہے اور عمر بن عبد العزیز نے مسجد شریف نبوی کی
طرح اس مسجد کی بنا مین بھی تزئین اور تکلف کیا تھا اور جب وہ طول زمان کی جہت سے
گر گئی تو بعد اوسکے امرا و ملوک آفاق قرناً بعد قرن اوس کی تجدید کرتے رہے اور اوس
مسجد شریف مین جسکا تبرکاً زیارت کرنا لازم ہے وہ سعد بن خیثمہ کا گھر ہے کہ مسجد کے قبلہ
مین واقع تھا اور پہلے مسجد کا دروازہ بھی اس گھر کے صحن کی طرف سے تھا اوسکو بند کر دیا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلائے شریف تیسرے ستون کے پاس ہے اگر پہلی راہ سے داخل ہون

لہ یعنی شکر ہے خدا کا کہ نزدیک کیا ہم سے مسجد قبا کو اور اگر ہوتی کناری پر کسی کنارون سے تو ہم مارتے اوسکی طلب مین اونٹون کے جگر ۱۲
ٹہ یعنے جو شخص نماز ادا کرے کسی مسجد مین مساجد اربع سے تو بخشے جاتی ہین اوسکی گناہ ۱۲ ٹہ یعنی نماز مسجد قبا مین مثل عمرہ کے ہے ۱۲

اور مسجد کے مغربی کونے کے قبلے مین ایک جگھہ ہے اوسکا نام مسجد علی ہے سمہودی کہتے ہین کہ شاید یہ مسجد وہی دار سعد بن خیثمہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس مین آرام فرمایا اور وضو کیا اور نماز پڑھی ہے اور بیر اریس بھی قریب قبا کے ہے چنانچہ اس کا بیان ذکر آبار متبرکہ کے ساتھ آوے گا اب ذکر مسجد قبا کے ساتھ ذکر مسجد ضرار کا بھی کہ ضد مسجد قبا ہے تفننًا کیا جاتا ہی سُننا چاہیے کہ چند منافقین نے باغراضِ فاسدہ کہ اہل نفاق کو لازم ہین بمقابلہ مسجد قبا مسجد ضرار بنوائی اور آیہ وَالَّذِینَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ کُفْرًا الایہ اُس باب مین نازل ہوئی بیہقی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین کہ ابو عامر اون منافقین کے شریک تھا اوس نے اون سے کہا کہ تم لوگ ایک مسجد بناؤ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حیلہ اور نفاق کرتے رہو اسنے مین مین قیصر روم کے پاس جاکر اوس سے ایک لشکر عظیم لاکر محمدؐ کو اور اون کے اصحاب کو یہان سے نکالون اس مین وہ منافقین مسجد ضرار تیار کرکے سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی ملازمت مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ ہم نے ایک مسجد بنائی ہی اگر آپ مع اپنے اصحاب کے اوس مین نماز پڑھین تو موجب برکت اور سعادت اوس زمین کا ہو اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی بھیجی لَا تَقُمْ فِیْہِ اَبَدًا لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ الی قولہ وَاللہُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ[1] اور بعضے نقل کرتے ہین کہ جس زمین پر مسجد قبا بنی ہے ایک عورت کے ملک مین تھی اوس عورت کا نام لینہ تھا اور اوسکے پاس ایک گدھا تھا وہ اُسی جگہ بندھتا تھا اون منافقین نے کہا کہ یہ کبھی نہین ہوسکتا کہ ہم گدھے بندھنے کی جگھہ پر نماز پڑھین ہم اپنی نماز پڑھنے کے واسطے ایک مسجد علحدہ بنا دینگے یہان تک کہ ابو عامر پھر آوے اور ہمارا امام بنے اور یہ ابو عامر کافر تھا کہ خدا اور رسول سے بھاگا تھا اور اہل مکہ کے ساتھ ساز کرکے شام کو گیا وہان جاکر دین نصرانی اختیار کیا اور اُسی دین پر واصل جہنم ہوا آخر کو خدا اور رسول صلعم کے حکم سے مسجد ضرار مین آگ لگائی گئی اور ویران کی گئی اور طبرانی نے ایک عالم سے نقل کی ہے

[1] مت کھڑا ہو بیچ اوسکے کبھی البتہ وہ مسجد کہ بنیاد رکھی گئی ہے اوپر پرہیزگاری کے پہلے دن سے لائق ہے یہ کہ کھڑا ہو تو بیچ اوسکے الی قولہ اور اللہ نہین ہدایت کرتا قوم ظالمون کو ۱۲

کہ وہ کہتے تھے کہ مینے مسجد ضرار کو جعفر منصور کے زمانے مین دیکھا تھا اوس سے دھوان نکلتا تھا اور
اب اوس مسجد کا نام ونشان باقی نہین معلوم نہین کہ کس جگہ پر تھی فقط اتنا معلوم ہوا ہے کہ حوالی مسجد
قبا مین تھی واللہ اعلم بالصواب اور مسجد جمعہ اوسکو مسجد وادی اور مسجد عاتکہ بھی کہتے ہین پہلے
یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ جب سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے جمعہ کے روز بحکم الٰہی جل
سلطانہ بلدہ طیبہ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تو قبیلہ بن سالم بن عوف تک پہنچے تھے
کہ نماز جمعہ کا وقت آگیا آپ نے نماز جمعہ وہین ادا فرمائی اول اول جو مدینہ منورہ مین تشریف
لاکر جمعہ قایم فرمایا یہ تھا اور قریب اُس مسجد کے ایک وادی ہے جسکی غرب کی جانب بنی سالم
بن عوف کے گھر تھے اور اب تک اُن گھرون کے نشان باقی ہین اور عتبان بن مالک کا بھی گھر
اسی وادی مین تھا جنکا قصہ صحیح بخاری مین آیا ہے کہ انھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
حضور مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری بصارت مین ضعف آگیا ہے اس جہت سے
پانی برسنے اور سیل آنے کے وقت مسجد قبیلہ مین جماعت کے ساتھ نماز ادا نہین کر سکتا میرے
گھر مین آپ رونق افروز ہوجیے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائیے تو مین اوسی جگہ نماز
پڑھا کرون اور بعضے علماے سیر نے لکھا ہے کہ بنی سالم کی دو مسجدین تھین اور مسجد جمعہ اون دونون
مسجدون مین چھوٹی تھی شاید بڑی مسجد وہ ہوگی جسکا ذکر حدیث مذکور مین آچکا ہے واللہ اعلم
اور عمارت قدیم اِس مسجد کی گر گئی تھی قریب نو سو ستر کے کسی عجمی نے اوس کی تجدید کی اینٹ
چھت خائط بھی اور طول اوسکا قبلہ سے شام کی جانب بیس گز ہے اور عرض اوسکا شرق سے
غرب کی جانب ساڑھے سولہ گز اور مسجد فضیخ[1] اب اوسکو لوگ مسجد شمس کہتے ہین وہ ایک چھوٹی
سی مسجد ہے مسجد قبا کے قریب پورب کی طرف اونچی زمین پر بغیر چھت کے مربع کالے پتھرون سے
بنی ہوئی طول اور عرض اوسکا برابر ہے گیارہ گز جس زمانے مین سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم
نے بنی نظیر کا محاصرہ کیا تھا اوسی مسجد کی قریب قبہ مبارک نصب کیا گیا تھا اور اس
جگہ کی جگہ پر چھ روز تک آپ نے نماز پڑھی تھی بعد اوس کے اوسی جگہ مسجد بنا دی گئی
ابن شیبہ اور ابن زبالہ خبر دیتے ہین کہ ابو ایوب ایک جماعت انصار کے ساتھ اس مسجد کی جگہ پر

---

[1] فضیخ بفتح فا و کسر ضاد معجمہ بعد اوسکے شناۃ تحتانیہ و خاے معجمہ ۱۲

بٹھیکر فضیخ کو کہ ایک قسم ہے اقسام شروبات سے استعمال کرتے تھے جب آیۂ حرمت خمر نازل ہوئی تو یہ خبر پاکر مشکیزون کے منھ کھولدئے اور جسقدر اوسمین فضیخ تھی گرادی اِس جہت سے اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علمانے کہاہے کہ یہ قصّہ شاید مسجد کی بناسے پہلے کاہے یا نجاست خمر کا علم بعد اوسکے حاصل ہوا اور امام احمد اپنی مسند مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اسی جگہ پر حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور مین ایک کوزہ فضیخ لائے تھے اوس کو توڑ فرمایا اسی جہت سے اوسکو مسجد فضیخ کہتے ہین اور بعضے علما اس حدیث کو ضعیف کہتے ہین واللہ اعلم اور شیخ مجدالدین فیروز آبادی کہتے ہین کہ اس مسجد کے مسجد شمس کہلانے کی وجہ معلوم نہین ہوئی سوا اسبات کے کہ یہ نسبت اور مکانون کے جو اوسکے قریب واقع ہین اوس کامکان اونچا ہے اور طلوع شمس وسپر پہلے ہوتا ہے اور کہاہے کہ یہ گمان نکرنا چاہئے کہ یہ وہ جگہ ہے جہان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے اعادۂ شمس ہوا اسواسطے کہ وہ قصّہ صہبا مین واقع ہوا جو بلاد خیبر مین ہے چنانچہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اوسکی تصریح کی ہے اور جاننا چاہئے کہ یہ حدیث اعادۂ شمس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے باسنادحسن ثابت ہوئی ہے اور اوسکے ثبوت کے طرق متعددہ ہین اور طحاوی نے اس حدیث کا صحیح ہونا ثابت کیا ہے اور ابن جوزی رہ اوسکو موضوعات مین لکھتے ہین اور شیخ ابن حجر فتح الباری مین کہتے ہین کہ ابن جوزی رہ نے خطا کی ہے اس بات مین جو اوسکو موضوعات مین ٹھہراتے ہین اور مسجد قریظہ یہ مسجد ہمارے باغون کی انتہا پر حرۂ شرقیہ کے پاس مسجد شمس کے شرق کی جانب واقع ہے جسوقت مین کہ حضرت سرورانبیاصلے اللہ علیہ وسلّم نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا تھا تو آپ اسی مسجد کی جگہ پر فرودکش ہوئے تھے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اوسکے جوار مین ایک عورت کا گھر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اوسمین نماز پڑھی تھی ولید بن عبدالملک نے اس مسجد کی بناکے وقت اوس گھر کو بھی مسجد مین داخل کردیا اور وہ جگہ مسجد کے شمال کی طرف پچھان کے کونے پر واقع ہے اور عمارت قدیم مین اوس جگہ ایک منارہ تھا مسجد قبا کے منارے کی وضع پر بعد طول زمان کے وہ منارہ گرگیا سن سات سو کے قریب تک اوسکا کچھ اثر باقی تھا بعد اوسکے اوس جگہ ایک چبوترہ ڈیڑھ قد آدم کا اونچا بنادیا گیا کہ اب تک موجود ہے

اور عمارت قدیم اس مسجد کی عمارت مسجد کی وضع پر تھی کہ اس مین چھت اور ستون اور منارہ وغیرہ تھے اب ایک چار دیواری ہے قبلے سے شام کی طرف چوالیس گز کی ہوگی اور شرق سے غرب کی طرف تینتالیس گز کی اور قصہ محاصرۂ بنی قریظہ یہ ہے کہ جب سرورِ انبیا صلّی اللہ علیہ وسلّم غزوۂ خندق سے فراغت پاکر مدینۂ منورہ کو پھر آئے تو ہنوز آپ غسلخانہ مین تھے اور ایک طرف سرِ مبارک مین شانہ کیا تھا چاہتے تھے کہ غسل کا بل کرکے مشقت و کلفت کو جسم شریف سے دور کرین کہ یکایک حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار زرہ پہنے گرد آلودہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے دروازۂ شریف پر پونہچے اور عرض کیا کہ ابتک ملائکہ نے ہتھیار نہین کھولے اللہ تعالیٰ تو تقدس کا حکم ہے کہ آپ سوار ہوجیے اور بنو قریظہ پر دَوڑ ماریے اور مین اُس قوم پر جاتا ہون کہ اونکو شکست اور بیدل کردون جبرئیل علیہ السلام یہ خبر پونہچا کر پھرے کہتے ہین کہ ملائکہ کے گھوڑون سے کوچہ و بازار مین غبار بلند ہوگیا تھا اور کوئی دکھائی نہین دیتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے بلال مؤذن رضی اللہ عنہ کو منادی کرنے کا حکم دیا کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کے حکم کا مطیع اور سامع ہے اوسکو چاہیے کہ نماز بنی قریظہ مین جاکر پڑھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا جھنڈا خاص عنایت فرماکر مقدمۃ الجیش کیا اور اوس قوم ناپاک کو پچیس روز تک محاصرے مین رکھا کہ وہ عاجز آگئے اور اونکے دل مین رعب پڑ گیا آخرکار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حکم سے کہ اوس قوم کے حلیف تھے اوتر آئے کہ سعد بن معاذ جو حکم دیگا اوسپر راضی رہین سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے غزوۂ خندق مین ایک تیر لگا تھا کہ ابتک زخم سے خون جاری تھا حضرت سرورِ انبیا صلے اللہ علیہ وسلّم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور خون جو اونکے زخم سے جاری تھا بند ہوگیا جب سعد بن معاذ مجلس شریف مین حاضر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے بنو قریظہ سے فرمایا کہ قُومُوا لِسَیِّدِکُم بعضے علما اس حدیث سے استدلال کرتے ہین مشروعیت قیام پر آنے والے کی تعظیم کے واسطے اور محققین کہتے ہین کہ یہ قیام تعظیم کے واسطے نہ تھا کہ مسجد کے داخل ہونے والے کی تعظیم کرین بلکہ اسواسطے تھا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو اتنی طاقت نہ تھی کہ آپ ہی بغیر کسی کی اعانت سوار سے اوتر سکین

لہ کھڑے ہوجاؤ اپنے سردار کے واسطے ۱۲

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اٹھو اور اونکو اُتار لاؤ اور اسی سبب سے یہ حکم خاص اوسی جماعت
کی نسبت صادر ہوا نہ ساری حاضرین کو اور گویا کہ یہ تمہید تھی اثبات کی کہ جس بات پر حکم سعد
جاری ہوا اوسکا امتثال کرین بعد اوسکے فرمایا سَعْدُ بْنِ مُعَاذ بنی قریظہ کے باب مین تو کیا حکم
دیتا ہے انھون نے یہ عرض کیا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ اونکے مردون کو قتل کیجیے اور اونکے
اموال کو مسلمانون پر بانٹ دیجیے اور اونکی جورو لڑکون کو لونڈی غلام بنا لیجیے پس حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شان مین فرمایا کہ تحقیق سعد نے وہ حکم دیا
جو ساتھ پردۂ آسمان سے نازل ہوا پس چھ سو یہودیون کی اور ایک روایت پر کم اور زیادہ
کی گردن ماردی گئی اور ہمترا اَنَا الضَّحُوکُ الْقَتُولُ تجلی اسم الٰہی یحیی و یمیت سے ظاہر ہوئی نعوذ
باللہ من غضب اللہ اور مسجد مشربہ امام ابراہیم یہ مسجد مسجد بنی قریظہ سے شمال کی طرف ہے
حرۂ شرقیہ کے نزدیک نخلستان کے درمیان مین ایک فقط چار دیواری ہے بے چھت کے قبلہ
سے شام کی طرف گیارہ گز ہے اور مشرق سے مغرب کی طرف چودہ گز یہ ثابت ہوا ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس جگہہ نماز پڑھی ہے اور مشربہ کہتے ہین بستان کو اور ام ابراہیم حضرت
ماریہ قبطیہ ہین والدۂ حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اونکا ایک باغ یہان
تھا اور سیدنا ابراہیم بھی یہین پیدا ہوئے اور یہان حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کچھ صدقات
تھے کہ فقرا پر وقف فرما دیے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ
رضی اللہ عنہا نہایت خوبصورت تھین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اونکو بہت چاہتے تھے
پہلے اونکو حارثہ بن نعمان کے گھر مین رکھا آخر کو اس جہت سے کہ مجکو اونکی نسبت ایک
غیرت پیدا ہوئی اونکو عوالی مدینۂ منورہ مین جہان یہ مسجد ہے اوٹھا لے گئے اور اونکے دیکھنے
کے کبھی کبھی وہین تشریف لیجانے لگے یہ بات مجپر پہلے سے بھی زیادہ گران ہوئی آخر کو اللہ
تعالی نے اونکو ایک لڑکا دیا اور ہم اس نعمت سے محروم رہے اور قصہ حضرت ماریہ قبطیہ کا
جو باعث نزول آیۂ کریمہ یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ[1] الآیہ ہوا مشہور ہے اور مسجد
بنی ظفر اوس مسجد کو اب مسجد بغلہ کہتے ہین اور عوام الناس اوسکو سفرۂ پیغمبر کہتے ہین

[1] اے نبی کیون حرام کرتا ہے اوس چیز کو کہ حلال کیا ہے خدا نے واسطے تیرے ۱۲

اور بقیع سے پورب کی طرف واقع ہے اوس قبے کی راہ سے جو قبۂ حضرت فاطمہ بنت اسدؓ ام
امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کا مشہور ہے اور ثبوت کو پہونچا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے چند صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو ساتھ لے کر محلہ بنی ظفر مین تشریف لاکر نماز ادا فرما کر
ایک پتھر پر جلوہ فرما ہوے اور ایک قاری کو حکم دیا کہ قرآن پڑھ وہ قاری جب آیۂ فکیف
اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا تک پونہچا تو سرور انبیا صلی اللہ
علیہ وسلم رونے لگے اور فرمایا خداوندا مین گواہ اون لوگون کا ہون جنکے درمیان مین
ہون اور جن لوگون کو مین نے نہین دیکھا اونکو مین کیا جانون اور بعضے علماے تاریخ لکھتے
ہین کہ جس عورت کو حمل نہوتا ہو وس پتھر پر جاکر بٹھاوین اللہ تعالی اوسکی تاثیر سے قابلیت
حاملہ ہوجانے کی عنایت فرماتا ہے اور اوس پتھر کی یہ خاصیت مذکورہ اہل مدینہ متقدمین
اور متاخرین کے نزدیک حد شہرت کو پہونچی ہے مسطری کہتے ہین کہ حرہ[1] مین بہت سے پتھر مین
کہ انپر آثار ہین کہتے ہین کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بغلے کے سُم کے نشان ہین اور
ایک پتھر پر کہنی کا سا نشان ہر کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسپر تکیہ لگایا تھا
اور اپنی کہنی شریف اوسپر رکھی تھی اور ایک پتھر پر کچھ انگلیون کا سا نشان ہے حجاج
اُن سب کی زیارت کرتے ہین اور اسی محراب مین ایک پتھر ہے اوسپر لکھا ہے خلد اللہ ملک
الامام ابی جعفر المنصور المستنصر باللہ امیر المومنین عمر و ستین وستمائۃ اور مسجد الاجابۃ یہ
مسجد بقیع سے شمال کی طرف ایک اونچی زمین پر واقع ہے قبلے سے شام کیجانب قریب بنس گز
کے ہے اور مشرق سے مغرب کی طرف پچیس گز ہے اور اوسکا نام مسجد بنی معاویہ بھی ہے صحیح مسلم
مین آیا ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ کی طرف تشریف لاتے تھے آپکا
گذر اسی مسجد کی طرف سے ہوا آپ نے اوس مین دو رکعت نماز ادا فرمائی اور جتنے صحابہؓ کہ ہمراہ
رکاب تھے اونھون نے بھی پڑھی بعد نماز آپ نے دعا کی نہایت طویل جب وہان سے پھرے
تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مین نے پروردگار عالم سے تین دعائین کین ایک تو یہ کہ میری امت کو قحط مین

[1] پس کیونکر ہوگا جب لاوینگے ہم ہر امت سے ایک گواہی دینے والا اور لاوینگے تیرے تئین اوپر اونکی گواہی دینے والا
[2] حرہ اسی مسجد کے قبلے کی طرف واقع ہے ۱۲ اوسکے نیچے روادیہ ایک قبیلہ ہے اوسکا ۱۲

قتل کر کے ہلاک نکرے دوسری یہ کہ عذاب غرق انپر مسلط نفرمایا تیسری یہ کہ میری امت آپس مین
قتال نکرے انمین سے دو دعائین پہلی قبول فرمائین تیسری سے منع کیا اور فرمایا کہ ہلاک
اور فنا تیری امت کا تلوار سے ہوگا یہی اجابت دعوتین وجہ تسمیہ اس مسجد کی ہین اور موطا
امام مالک مین بجاے اسکے کہ ہلاک امت غرق سے نہو یہ ہے کہ کافر انکا انپر غالب نہو اور سعد
بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر کھڑے
ہوگئے اور دعا کی اور محمد بن طلحہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی
جگہ محراب سے داہنی طرف دو گز کے فرق سے تھی اور بڑے ذوق اور شوق اور لذت کی بات
اوس مسجد مین یہ ہے کہ جب مسجد سے عبادت و دعا وغیرہ سے فراغت حاصل کرکے باہر نکلو تو
نظر قبہ مبارک پر پڑتی ہے اوسکا غزا اوسی وقت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے حق تعالی اس مترجم
غفر اللہ لہ کو پھر وہان پونچائے اور وہی لذت پھر عنایت کرے اور سب مسلمانون کے نصیب
بھی دعا ہر آمین اور مسجد طریق اسافلہ پورب کی طرف سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت
کو جاتے ہوئے یہ مسجد راہ مین پڑتی ہے اور اب یہ مسجد مسجد ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ کر مشہور
ہے بیہقی شعب الایمان مین عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز
مین مسجد نبوی کے ایک گوشے مین پڑا تھا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس دروازے
جو اوس گوشے کے متصل تھا برآمد ہوکر باہر کو تشریف لے چلے مین بھی اٹھکر پیچھے پیچھے ہولیا
پس آپ نے ایک باغ مین داخل ہوکر وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی بعد اسکے آپ سجدے
مین گئے اور سجدہ نہایت طویل کیا یہانتک کہ مین بخیال اسکے کہ شاید آپ نے اس جہان فانی
سے کوچ فرمایا رونے لگا بعد اسکے آپ نے سر مبارک اٹھایا اور مجھ سے میرے رونے کی وجہ
پوچھی مین نے اپنے رونے کی وجہ جو تھی عرض کی فرمایا میرے پاس جبرئیل آیا اور میرے رب
کے پاس سے پیغام لایا کہ جو شخص تجھپر درود بھیجے ہین اوسپر درود بھیجون اور جو تجھپر سلام بھیجے
ہین اوسپر سلام بھیجون اور ایک روایت مین ہے کہ جو تجھپر ایک درود بھیجے مین دس نیکیان
اوسکے واسطے لکھون اور ایک روایت مین ہے مین اوسپر دس درود بھیجون پس مین نے دس
نعمت پر اپنے پروردگار کا سجدہ شکر ادا کیا بیہقی حاکم سے نقل کرتے ہین کہ یہ حدیث صحیح ہے

اور سجدۂ شکر کے ثبوت مین اس حدیث سے زیادہ کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی اور
امام احمد حنبلؒ نے بھی اس حدیث کو عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہر اور
ذکر سجدۂ شکر کا بغیر نماز کے کیا ہے اور یہ مسجد چھوٹی ہے طول و عرض مین آٹھ گز ہر اور مسجد بقیع
کے دروازے سے نکلتے ہوے داہنے ہاتھ کو مزار حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور امہات المومنین
رضی اللہ عنہن سے پچھان کی طرف واقع ہر شاید بعض علما کو اس مسجد کے باب مین کوئی سند معتمد
علیہ ہاتھ نہین لگی اسواسطے کہ بعضون نے کہا ہے کہ شاید یہ وہ جگہ ہے جو بقیع مین حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا مصلائے عید تھا اور سمہودی بعضے دلائل پر نظر کرکے کہتے ہین کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ
مسجد ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہے جسمین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات
تشریف لا کر نماز پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے اگر لوگون کے جماؤ کا خوف نہوتا تو مین اکثر او
اس مین نماز پڑھا کرتا واللہ اعلم یہان تک ذکر تھا اون مساجد کا جو مسجد قبا سے لیکر جہت شرقی
اور شمالی مین مدینۂ مطہرہ تک واقع ہین اب اُن مساجد کا ذکر آتا ہے جو جانب غربی مدینۂ
مطہرہ مین جہت شمالی تک واقع ہین واللہ الموفق مصلے عید یہ مسجد مدینے کے باہر ہے پچھان
کی طرف دروازۂ مصری کے قریب اوس راہ پر جدھر سے قافلہ مکۂ معظمہ سے آتا ہے واقدی
کہتے ہین کہ پہلے نماز عید حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینے مین تشریف لانے کے بعد دوسرے
سال ہجرت مین پڑھی ہر اور ابن زبالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین
کہ پہلے پہل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز عید فطر و عید اضحیٰ اوس جگہ ادا فرمائی جو دار
حکیم بن العداد سے قریب ہر اور بعضے ارباب تاریخ نقل کرتے ہین کہ وہ جگہ باب السلام سے
ہزار گز کے فاصلے پر واقع ہے اور اب وہ ایک مسجد ہے مصلا کرکے مشہور اور سمہودی دلائل تو
علامات پر نظر کرکے کہتے ہین کہ وہ جگہ وہ ہر جہان ایک مسجد بنی ہر مشہور بہ مسجد علی اگلی زمانے
مین مدینہ کا بازار وہین تھا اور دار حکیم بن العدا بھی اسی جگہ تھا واللہ اعلم اور اسی جگہ ایک
اور مسجد ہے کہ اوسکو مسجد ابو بکر کہتے ہین وہ گر گئی تھی شیخ الحرام مدینہ نے اوس کی تجدید کی
نہایت ایک صاف اور ستھرا مکان بنایا اور گرد اسکے ایک رباط بھی تعمیر کی اور نہر جاری
کی اس مسجد کے قریب ایک باغچہ تھا قدیم عریضہ کرکے مشہور اوس کا اب تک کچھ نشان باقی ہے

اور مسجد علی اس مسجد کی تجدید کسی عجمی نے کی ہی اور یہ مسجد بڑی ہی بڑا سا صحن رکھتی ہے کہتے ہین
کہ زمان محاصرۂ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ نواحی دولتسرا سے نکل
آکر اسی جگہ سکونت اختیار فرمائی تھی اور نماز عید بھی اسی جگہ ادا فرمائی تھی اور بعضے اسی
مسجد کو مصلای عید سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم جانتے ہین کہتے ہین کہ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ
نے نماز عید اس جگہ اتباعاً لسنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ادا کی ہی اور حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے زمانہ شریف مین مصلای عید مین کچھ عمارت نہ تھی بلکہ اوسکی عمارت سے نہی فرمائی تھی
اور آپ نے خطبۂ عید منبر پر نہین پڑھا پہلے جسنے خطبۂ عید پڑھنے کو منبر رکھا وہ مروان بن حکم تھا
چنانچہ شیخ ابنِ حجر عسقلانی بعضے احادیث سے استنباط کرتے ہین اور ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ پہلے
جسنے منبر پر خطبہ پڑھا وہ سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہین اور ترمذی کی روایت مین آیا ہی کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز استسقا مصلا مین تشریف لیجا کر ادا فرمائی اور منبر پر جگہ ہو کر
خطبہ پڑھا اور بعضے علما نے کہا ہے کہ اتفاق اتحاد منبر صلوٰۃ استسقا مین شاید اسواسطے ہوا ہو کہ
حضرت کے افعال شریفہ کو مثل تحویل ردا اور رفع یدین اور سوا اسکے جو نماز استسقا مین ہوا کرتا ہی
سب آدمی دیکھین اور احداث منبر خطبۂ عید کے واسطے اسپر قیاس کیا ہو سیّد علیہ الرحمۃ کہتے ہین
کہ ظاہر یہ ہین کہ بنا ان تینون مساجد کی عمر بن عبد العزیز کے زمانے مین ہوئی ہی اور مصلای
شریف کے فضائل میں اور اس مضمون مین کہ اوسکے پاس دعا قبول ہوتی ہی اور بہت سے اخبار
اور آثار وارد ہین اور حدیث مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمُصَلَّايَ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ[1] بھی اوسی قبیل
سے ہے اسواسطے کہ ما بین ان دونون مکانون کے فضیلت یقینی ہی کیونکہ حضرت علیہ الصلوٰۃ
والسلام یہان اکثر رونق افزا ہوتے چنانچہ جب کبھی سفر سے تشریف لاتے مصلے مین قدم رنجہ
فرما کر مستقبل قبلہ ہو کر دعا فرماتے اور بروایت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے نماز جنازۂ نجاشی کی اسی جگہ پڑھی ہے اور مسجد فتح یہ مسجد اور جو مساجد کہ اُسکے پاس اوسکی
جہت قبلہ پر واقع ہین سب کی سب مساجد فتح کہلاتی ہین لیکن حقیقت مین مسجد فتح وہی ایک
مسجد ہے جو کوہ سلع سے پچھان کی طرف اونچی سے ہی اور مشرق اور شمال کی طرف اسکی سیڑھیان ہین

[1] درمیان میرے گھر کے اور میرے مصلے کے ایک باغچہ ہے باغون جنت سے ۱۲ ―

اور اُسکو مسجد الاحزاب اور مسجد اعلیٰ بھی کہتے ہین امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند مین
بروایت ثقات حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے مسجد فتح مین تین روز دُعا کی دوشنبہ وسہ شنبہ وچہارشنبہ کو پس چہارشنبہ کے روز بین
الصلوٰتین اجابت دُعا کی بشارت پائی اسدرجہ پر کہ آثار فرح وسرور آپکے چہرہ مبارک سے
ظاہر ہوتے تھے حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب کوئی شکل مجکو درپیش ہوئی مین نے
اسی وقت مسجد فتح مین جاکر دُعا کی اللہ تعالیٰ نے مجھے اجابت دُعا کی بشارت پہونچائی دوسری
روایت مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس جگہ پر جہان
مسجد فتح بنی ہے تشریف لاکر کھڑے ہوے اور دست مبارک اُٹھاکر کفار قریش پر جو خندق کے
روز جمع ہوکر چڑھ آئے تھے بددعا کی اور وہان نماز نہین پڑھی دوسری مرتبہ پھر تشریف
لائے اور بددُعا کی اور نماز بھی پڑھی اور ابن زبالہ نقل کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے غزوۂ احزاب کے دن مسجد فتح مین فقط دُعا کی اور خوف اعدا سے نماز ظہر وعصر ومغرب پڑھنے
کی فرصت نہین پائی بعد مغرب کے سب نمازین قضا کین اور جاننا چاہیے کہ روز احزاب اور روز خندق
ایک ہی ہے اس غزوہ کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہین اور غزوۂ خندق بھی اور اس غزوہ کے بعد پھر
کبھی کفار قریش کو مجال اسکی نہین ہوئی کہ مدینے پر چڑھ آتے اور اپنا زور جتاتے اور اُس
دن جب مسلمانون پر کام سخت ہوا تو حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر دعا کی
اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا تند وتیز بھیجی کفار اوسکی تاب نہ لاکر بھاگے چنانچہ قرآن مجید سورۂ احزاب
مین تفصیل اسبات پر ناطق ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد اسکے قریش ہرگز
تمہارے ساتھ مقابلہ نہ کرسکین گے اور تمپر چڑھ کر نہ آوین گے اسی جہت سے اس مسجد کو فتح
اور احزاب کہتے ہین اور آثار فتح اور انوار قبولیت دُعا اوس مسجد مین اور اوسکے گرد وپیش
مین ظاہر وباہر ہین اور اوسکے راہ کی طرف ایک وادی ہے اوسکا نام سیح[1] ہے اوس مین
کھجورون کے درخت بہت ہین اور بہت ہی فضاء پُر انوار ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
اپنے آباء کرام رضی اللہ عنہم سے روایت لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد فتح مین داخل ہوکر

[1] سیح بیاے مثناۃ تحتانیہ ۱۲

ایک دو قدم چلکر کھڑے ہوگئے اور دونون دستِ مبارک اٹھاکر دُعا کی اور دستِ مبارک اتنے اُٹھائے کہ ردائے مبارک شانۂ شریف سے زمین پر گر پڑی اور آپ ویسے ہی دُعا مین مشغول رہے اور روایات متعدّدہ سے ثابت ہوا ہی کہ اس مسجد مین آپ کی دُعا کرنے کی جگہ بیچ والا ستون ہی سیّد علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ اب چونکہ عمارت اس مسجد کی متغیر ہوگئی ہے تو صحن مسجد مین محراب کے مقابل کھڑا ہونا چاہیے ولیکن اس کے ساتھ اور روایات کو ملاکر ثابت کرتے ہین کہ آپ کا کھڑا ہونا مغرب کی طرف اقرب تھا اور اوپر تشریف لیجانے کا اتفاق شمالی سیڑھیون کی طرف سے ہوا تھا نہ مشرقی کی جانب ہی اور اُس طرف سے دو ہی قدم چلکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ ملتی ہے اور روایت کرتے ہین کہ اس مسجد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دُعا کی تھی یہ ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ هَدَيْتَنِي مِنَ الضَّلَالَةِ فَلَا مُكْرِمَ لِمَنْ اَهَنْتَ وَلَا مُهِينَ لِمَنْ اَكْرَمْتَ وَلَا مُعِزَّ لِمَنْ اَذْلَلْتَ وَلَا مُذِلَّ لِمَنْ اَعْزَزْتَ وَلَا نَاصِرَ لِمَنْ خَذَلْتَ وَلَا خَاذِلَ لِمَنْ نَصَرْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا رَازِقَ لِمَنْ حَرَمْتَ وَلَا حَارِمَ لِمَنْ رَزَقْتَ وَلَا رَافِعَ لِمَنْ خَفَضْتَ وَلَا خَافِضَ لِمَنْ رَفَعْتَ وَلَا خَارِقَ لِمَنْ سَتَرْتَ وَلَا سَاتِرَ لِمَنْ خَرَقْتَ وَلَا مُقَرِّبَ لِمَنْ بَاعَدْتَ وَلَا مُبَاعِدَ لِمَنْ قَرَّبْتَ يَا صَرِيخَ الْمَكْرُوبِينَ وَيَا مُجِيبَ الْمُضْطَرِّينَ اَكْشِفْ هَمِّي وَغَمِّي وَكَرْبِي فَقَدْ تَرَا حَالِي وَحَالَ اَصْحَابِي پس جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ پروردگارِ عالم وتقدس نے آپ کی دُعا قبول فرمائی اور آپ کو اور آپکے اصحابؓ کو ہول دشمن سے محفوظ رکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ پیغام سنتے ہی دو زانون بیٹھ گئے اور دستِ مبارک پھیلاکر اور چشمانِ مبارک

لہ یعنے اے اللہ میرے تیرا شکر ہے کہ تونے مجھے گمراہی سے نکالا پس کوئی بڑھانے والا نہین ہے اُسکا جسکو تونے گھٹایا اور کوئی گھٹانے والا اُسکا نہین ہی جسکو تونے بڑھایا اور کوئی عزت دینے والا نہین ہی جسکو تونے ذلت دی اور کوئی ذلت دینے والا نہین ہے جسکو تونے عزت دی اور کوئی مدد کرنیوالا نہین ہی اُسکا جسکو تونے شکست دی ہے اور شکست دینیوالا اُسکا نہین ہی جسکی تونے مدد کی ہی اور کوئی دینیوالا اُس چیز کا نہین ہی جس چیز کو تونے منع کیا اور کوئی مانع نہین ہی اس چیز کا کہ جو تونے دی ہے اور کوئی رزق دینیوالا نہین جسکو تونے محتاج کیا اور کوئی محتاج کرنیوالا نہین جسکو تونے رزق دیا اور کوئی اونچا کرنیوالا نہین جسکو تونے نیچا کیا اور کوئی نیچا کرنیوالا نہین جسکو تونے اونچا کیا اور کوئی پردہ دری کرنیوالا نہین جسکی تونے پردہ پوشی کی اور کوئی پردہ پوشی کرنیوالا نہین جسکی تونے پردہ دری کی اور کوئی نزدیک کرنیوالا نہین جسکو تونے دور کیا اور کوئی دور کرنے والا تا نہین جسکو تونے نزدیک کیا اے فریادرس غمگینو نکر اے دُعا قبول کرنیوالے بیچارون کے دور کر دے میرے غم ورنج وتکلیف کو تحقیق تو

پہنچی کر کے جناب باری مین عرض کیا شکرًا لما رحمتنی ورحمت اصحابی اور ابونعیم طریق شافعی رحمہ اللہ سے لاتے ہین کہ دعاے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احزاب کے دن یہ تھی شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَا شَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَاَسْتَوْدِعُ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِيَ وَدِيْعَةٌ عِنْدَ اللّٰهِ يُؤَدِّيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ قُدْسِكَ وَعَظَمَةِ طَهَارَتِكَ وَبَرَكَةِ جَلَالِكَ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ وَعَاهَةٍ وَمِنْ طَوَارِقِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَطَوَارِقِ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ غِيَاثِيْ فَبِكَ اَغُوْثُ وَاَنْتَ مَلَاذِيْ فَبِكَ اَلُوْذُ وَاَنْتَ عِيَاذِيْ فَبِكَ اَعُوْذُ بِجَلَالِ وَجْهِكَ وَكَرَمِ جَلَالِكَ مِنْ خِزْيِكَ وَكَشْفِ سِتْرِكَ وَنِسْيَانِ ذِكْرِكَ وَالْاِنْصِرَافِ عَنْ شُكْرِكَ اَنَا فِيْ حِرْزِكَ وَكَنَفِكَ وَكَلَائِكَ فِيْ لَيْلِيْ وَنَهَارِيْ وَنَوْمِيْ وَقَرَارِيْ وَظَعْنِيْ وَاَسْفَارِيْ وَحَيَاتِيْ وَمَمَاتِيْ ذِكْرُكَ شِعَارِيْ وَثَنَاؤُكَ دِثَارِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ تَنْزِيْهًا لِاِسْمِكَ وَعَظَمَتِكَ وَتَكْرِيْمًا لِسُبُحَاتِ وَجْهِكَ اَجِرْنِيْ مِنْ خِزْيِكَ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِكَ وَاضْرِبْ عَلَيَّ سُرَادِقَاتِ حِفْظِكَ وَقِنِيْ سَيِّئَاتِ عَذَابِكَ وَعُدْ عَلَيَّ وَعُذْنِيْ مِنْكَ بِخَيْرٍ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ الْكَرِيْمِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ الْمُرْتَضٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ نقل کرتے ہین کہ امام شافعی رحمۃ اللہ نے اسوقت مین کہ ہارون رشید نے اونکے ساتھ کچھ برائی چاہی تھی یہ دعا پڑھی اللہ تعالے نے اوسکی برکت سے شر و آفت اعدا سے اُنکو بچا دیا اور معاذ بن سعد سے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد فتح اور جتنی مساجد اُسکے نیچے واقع ہین سب مین نماز پڑھی ہر پہلی مسجد جو جانب قبلہ مین قریب مسجد فتح کے واقع ہے مسجد سلمان فارسی کہلاتی ہے اور جو اُسکے نیچے ہے اسکو مسجد علی مرتضی کہتے ہین اور جو پہاڑ کی جڑ مین قبلے کی جانب سب مساجد سے چھوٹی ہے اُسکو مسجد ابو بکر رضہ کہتے ہین وجہ نسبت ان مساجد کی ان حضرات کی طرف خوب کھل کر نہین معلوم ہوئی مگر ظاہر مین واللہ اعلم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ احزاب کے دن یہ حضرات انھین جگھون مین ٹھہرے ہونگے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے رونق افروز ہو کر نماز پڑھی ہوگی پہلے ان مسجدون

لہ یعنے مین شکر کرتا ہون تیرا شکر کرنے کیسا کہ تو نے رحمت کی مجھپر اور میرے اصحاب پر ۱۲

عمر بن عبد العزیز نے بنایا بعد اوسکے طول زمان کی جہت سے سبب یہ مساجد منہدم ہو گئین تو سیف الدین
حسین ابن ابی الہیجا نے سنہ پانچسو چھہتر مین اوپر والی مسجد کی تجدید کی بعد اوسکے سنہ پانسو ستہتر
مین دو مسجدین اور بنائی پھر بعد بناے ابن ابی الہیجا کے مسجد علی مرتضیٰ کو سنہ آٹھ سو چھہتر
مین امیر مدینہ زین الدین ضیغم منصور نے نئے سر سے بنایا لیکن اوس مسجد کی جو ابو بکر رضی
اللہ عنہ کی طرف منسوب تھی کسی نے تجدید نہ کی ویسی ہی خراب پڑی رہی آخر کو سنہ نو سو
بیاسی مین بعضے آدمیون کو اوس کی تجدید کی توفیق عنایت ہوئی اور نصف راہ پر مسجد
فتح کو جاتے ہوئے جبل سبلع کی گھاٹی مین مدینے سے جانے والے کے داہنے ہاتھ پر مسجد
بنی حرام ہے بعضے روایات مین آیا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے وہان
تشریف لاکر نماز پڑھی ہے عمر بن عبد العزیز نے اوسکی بھی تجدید کی تھی اور بنا بر سقف (چھت ۱۲) استوانات (ستون ۱۲)
بڑھائی تھی اب فقط ایک چار دیواری باقی رہ گئی ہے اور اوس گھاٹی کے قریب
ایک غار ہے کہ حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایام غزوہ خندق مین اوسکو
رونق بخشی ہے بعضے اوقات وہان شب باش بھی ہوئے ہین طبرانی ابو قتادہ سے روایت
لاتے ہین کہ ایک روز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
تلاش مین آئے آپ کو حجرات امہات المومنین رضی اللہ عنہن مین نہ پایا ناچار
اوس کوچہ کی طرف جدھر اکثر اوقات آپ تشریف لیجایا کرتے تھے متوجہ ہوئے آخر
لوگون نے جبل ثواب کی طرف نشان دیا یہ جبل ثواب پر چڑھ گیے اور داہنے بائین نگاہ
کرنے لگے دیکھتے ہین کہ ایک غار کے اندر آپ سجدہ مین ہین معاذ ہیبت سے وہان چڑھ نہ سکے نیچے
اوتر آئے پھر چڑھ کر دیکھا تو ابھی تک آپنے سجدہ سے سر مبارک نہین اوٹھایا تھا ان کو
گمان ہوا کہ شاید آپ نے اس جہان سے رحلت فرمائی پس آپنے سجدہ سے سر مبارک اوٹھایا
اور فرمایا کہ جبرئیل امین نے میرے پاس آکر کہا کہ حق سبحانہ وتعالیٰ آپکو سلام ارشاد فرماتا
ہے اور پوچھتا ہے کہ تم کچھ جانتے ہو کہ تمھاری امت کے ساتھ کیا معاملہ ہم کرینگے مین نے کہا کہ

اللہ تو اعلم و توانا تر ہے مین کیا جانون پھر جبرئیل علیہ السلام نے آکر بشارت پونہچائی کہ
پروردگار عالم و تقدس فرماتا ہے کہ تم اپنا دل خوش رکھو کہ ہم تمہاری اُمت کی ساتھ وہ بات
نکرینگے جس سے تمہارا دل خوش نرہے اور تمہاری آزاری کا سبب ہووین یہ بشارت پاکر
سجدے مین سر رکھا اور اس نعمت عظمی شکرانہ ادا کیا اے معاذ جتنی حالتین کہ بندے کو خدا سے
نزدیک کرین اون سب سے بہتر سجدہ ہے اور مسجد قبلتین یہ مسجد مساجد فتح سے پچھان کی
طرف آدھے میل کے فاصلے سے یا اس سے کم وادی عقیق اور بیر رومہ کے نزدیک واقع
ہے محمد بن اخنس سے روایت کرتے ہین کہ ام مبشر ایک بی بی تھین بنی سلمہ سے حضرت سید
انبیا صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے یہان تشریف لے گئے وہ بی بی آپ کے واسطے کھانا تیار
کرکے لائین آپ نوش فرماتے تھے کہ لوگون نے آپ سے حال ارواح مومنین و کافرین پوچھا
پس ہوروُ اس حدیث کا اون کا جواب ارواح مومنین و کافرین مین وارد ہوئی ہے یہی مجالس
شریف تھی جب ظہر کا وقت آیا تو یہان ایک مسجد تھی بنی سلمہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اوسمین تشریف لاکر نماز مین مشغول ہوتے دو رکعت ادا کرچکے تھے کہ وحی الٰہی آئی
کہ قبلہ بیت المقدس سے کعبے کی طرف پھر گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے اندر ہی پھر گئے
اور بیت المقدس کی طرف سے کعبے کی طرف منھ کرلیا اور دو رکعت اخیرہ کعبے کی طرف ادا
کی اسی جہت سے اس مسجد کو مسجد قبلتین کہتے ہین اور ابن زبالہ محمد بن جابر سے روایت لاتے
ہین کہ ایک جماعت بنی سلمہ کی اپنی مسجد مین نماز پڑھتی تھی دو رکعت ادا کرچکی تھی کہ خبر
تحویل قبلہ اونکو پونہچی وہ سب کے سب نماز ہی مین بیت المقدس کی طرف سے کعبے کی طرف
پھر گئے اس روایت مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر تحویل قبلہ کے وقت
اس مسجد مین واقع نہین ہوا شیخ مجد الدین فیروز آبادی کہتے ہین کہ اس اسم کے ساتھ
مسجد قبا اولی واحق ہے اسواسطے کہ صحیحین مین آیا ہے کہ تحویل قبلہ مسجد قبا مین واقع ہوئی
تھی اور بعضے پہلے قول کو ترجیح دیتے ہین واللہ اعلم اور مسجد ذباب اب اس مسجد کو مسجد الرایہ
کہتے ہین اور یہ مسجد مدینے سے شام کی راہ پر جانے والے کے داہنی طرف کو پڑتی ہے
ایک پہاڑی پر جسکا نام ذباب ہے اصل بنا اوسکی عمر بن عبد العزیز سے تھی اوسکے منہدم

ہونے کے بعد سنہ آٹھ سو پینتالیس یا چھیالیس مین بعضے اُمراے مدینہ مطہرہ نے اوسکی تجدید
کی اور درمیان اس مسجد کے اور مساجد فتح کے وہی جبل سبلغ فاصل ہی اسکی پچھان کی طرف
مساجد فتح واقع ہین اور پورپ کی طرف یہ مسجد ایک اونچے مکان پر نہایت مفرح اور
مروح اور منور واقع ہے مدینۂ منورہ اور قبۂ مطہرہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ
وسلم بھی وہان سے نظر آتا ہے روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل ذباب
پر نماز پڑھی ہے اور غزوۂ تبوک سے پھرتے ہوئے آپکا خیمہ بھی اوسپر نصب ہوا تھا روایت
ہے حارث بن عبد الرحمن سے کہ مروان بن الحکم کا ایک عامل تھا یمن کی زمین پر زباب نام
اوسکو اوسنے جبل ذباب پر سولی دی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہلا بھیجا کہ واے تجھپر
کہ جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہان تونے اوس شخص کو تو نے سولی دی
بعد مروان کے اور بعد اُمرانے بھی ایسا ہی کیا ہے آخر کو بعض سلف کے منع کرنے سے یہ بات
ممتنع ہو گئی اور بعضے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمۂ مبارک جبل ذباب پر ایام خندق
مین منصوب ہوا تھا اور خندق واقعۂ احزاب مین سلع کے پچھان کی طرف ثنیۃ الوداع
تک اور مساجد فتح سے ذباب تک کھودی گئی تھی چنانچہ تفصیل اسکی کتب سیر اور تواریخ مین
واقع ہے اب خندق کا نشان باقی نہین سوا اوس جگہ کے جس کی لوگ زیارت کو جاتی
ہین اور تبرک حاصل کرتے ہین اور بعضے علما اس مسجد کا ثنیۃ الوداع پر نشان دیتے ہین
شاید یہ امر اس جہت سے ہوگا کہ ثنیۃ الوداع اوس جگہ ہے قریب ہے اور مسجد فسیح بہ فاء
سین و حاء مہملہ یہ مسجد سید نا حمزہ کے مشہد مقدس سے شمال کی طرف جبل احد کی جڑ مین
واقع ہے کہتے ہین کہ آیۂ کریمہ یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَکُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ الآیہ[1] اسی
مسجد مین نازل ہوئی سطری کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن بعد
قتال کے نماز ظہر و عصر اسی جگہ پڑھی تھی اور ابن شیبہ نے بھی موافق اس کے نقل
کی ہے لیکن نماز خاص کی تعیین نہین کی واللہ اعلم اور مسجد عینین یہ مسجد مشہد سید الشہدا
سے قبلے کی طرف واقع ہے اور اس جبل کو الرماۃ کہتے ہین کہ احد کے دن

---

[1] اے لوگو جو ایمان لاتے ہو جس وقت کہا جاوے واسطے تمہارے کشادگی کرو بیچ مجلسون کے ۱۲

تیراندازانِ لشکر اسلام او سپر کھڑے ہوئے تھے اب بہت طرف سے یہ مسجد گر گئی ہے کہتے ہین کہ حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے اسی جگہہ برچھی لگی جابر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن نماز ظہر جبل عینین پر پڑھی تھی مطری کے پاس اور بھی روایت آئی ہے کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اصحاب کرام مسلح وہان نماز پڑھی ہے اور مسجد الوادی یہ مسجد جبل عینین کے شامی کنارے پر واقع ہے مطری کہتے ہین کہ حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہہ وہی ہے اور برچھی کھا کر پہلی جگہہ سے آکر وہین گرے تھے اور ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ بعد شہید ہو جانے کے بھی اسی جبل الرمات پر تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اونکی لاشِ مبارک کو بطن وادی سے اوٹھا کر جہان اون کی قبر شریف ہے لاکر دفن کر دیا اور بعضے علما اس مسجد کو مسجد عسکری بھی کہتے ہین واللہ اعلم اور مسجد السقیا بضم سین مہملہ و سکون قاف ایک کنوئین کا نام ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عرض کردہ بدر وہان لیا اوس جگہہ نماز پڑھی ہے اور اہلِ مدینہ کے واسطے دعائے برکت کی ہے اور بعضے علما نے اس مسجد کا ذکر نہین کیا ہے اور اوس کی جگہہ مین متردد رہے ہین سید سمہودی کہتے ہین کہ اس جگہہ نعتین کی فکر مجھے ہوئی یہان تک کہ زمین کے نیچے سے اسکی نینہ نکلی اور مقدار آدھ گز کی ہر طرف سے اوس کی دیوار پیدا ہوئی پس لوگون نے اوسکی تجدید بنا کی اور اس زمانے مین مسجد سقیا اوس مسجد کو کہتے ہین کہ جو مکہ معظمہ کی راہ پر سواد مدینے سے قریب واقع ہے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جو لوگ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو آتے ہین اون کو پہلے اسی مسجد کی زیارت حاصل ہوتی ہے اور یہ مسجد چھوٹی ہے تخمیناً سات گز چوڑی سات گز لمبی ہوگی واللہ اعلم یہ بائیس مساجد مشہورہ کا ذکر تمام ہوا انکی زیارت سے خلق اللہ مشرف ہوتی ہے سوا ان مساجد کے اور بھی ہین غالب ہے کہ وہ چالیس سے زیادہ ہونگی مگر اُن مین سوائے طرف کے کہ اس اس طرف واقع تھین اور کچھ معلوم نہین ہے اور اگر

ع۵ عرض کردن بمعنی ملاحظہ شان سپاہ ۱۲

بالفرض بعضے مواضع کے جہت کی تعیین بھی کیجاوے تو زائرین اور طالبین کو سوا حیرت
اور تردد کے کچھ حاصل نہو اسواسطے اُنکے ذکر مین تقصیر واقع ہوئی اور سید سمہودی
علیہ الرحمۃ نے اُن سبکا ذکر کیا ہے ان شاء اللہ الموافق اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

بابِ دسوان ذکر مین بعضے کنون کے جنکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرف
فرمایا اور مشہور اور ماثور ہین کنوئین بھی مثل مساجد شریفہ کے بہت ہین لیکن بعضے گر گئے
ہین اور معدوم ہوگئے کہ اون کا کچھ نشان باقی نہین اور سید علیہ الرحمۃ اپنی تاریخ
مین بیس سے زیادہ ذکر کرتے ہین لیکن جتنے کنوؤن کی اَب زیارت ہوا کرتی ہے سات
ہین بعضے علمانے اونکو نظم کیا ہے اس طرح پر کہ **اشعار** اِذَا رُمْتَ آبَارَ النَّبِیِّ بِطَیْبَۃٍ ٭
فَعِدَّتُھَا سَبْعٌ مَقَالًا بِلَا وَھْنٍ ٭ اَرِیْسٌ وَ غَرْسٌ رُوْمَۃٌ وَبُضَاعَۃٌ ٭ کَذَا بُصَّۃٌ قُلْ بَیْرُحَاءُ مَعَ الْعِھْنِ
اس تخصیص کی جہت سے اون کنون کا ذکر مناسب ہوا۔ بیرِ اَریس بروزن جلیس ایک یہودی
کی طرف سے منسوب ہے جسکا نام اریس تھا قریب مسجد قبا کے پچھان کی طرف واقع
ہے پانی اوسکا شیرین اور لطیف ہے روایات متعدہ مین آیا ہے کہ حضرت سید الانس
والجان صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف اوس مین ڈالا ہے اور مٹھاس
اسکی اِسی سے پیدا ہوئی ورنہ پہلے اوسکا پانی میٹھا نہ تھا بیہقی نقل کرتے ہین کہ حضرت
انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے قبا مین آکر لوگون سے اس کنوئین کا نشان پوچھا
ایک شخص اونکو اوسپر لے گیا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث نقل کی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کنوے پر تشریف لاکر ایک ڈول پانی ایک شخص سے کہ اوس
کنوئین سے پانی نکال رہا تھا طلب فرماکر نوش فرمایا بعد اوسکے باقی پانی مین اپنا لعاب
دہن شریف اس مین ڈال دیا بعد اوسکے آپ نے استنجا کیا پھر کنوئین پر تشریف لاکر
وضو کیا اور موزون پر مسح کیا اور نماز ادا فرمائی بعضے کہتے ہین کہ یہ قضیہ بیر غرس پر
واقع ہوا ہو واللہ اعلم اور جو کچھ بیر اریس کے باب مین صحت کو پونہچا ہے اور صحیحین مین آیا ہے یہ ہے

ف جب تو قصد کرے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے کنوئن کا مدینے مین پس شمار انکا سات ہین بغیر شبہے کے بیر اریس
ہے اور غرس ہے اور بیر رومہ اور بیر بضاعہ ہے اور ایسا بیر بصہ کہ تو بیرحاء ساتھ بیر عہن کے ۱۲

کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین اپنے گھر سے وضو کر کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے قصد سے نکلا اور مین نے عہد کیا کہ آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہی مین حاضر رہون پس مسجد شریف مین حاضر ہوا آپ کو نپایا لوگون نے کہا کہ آپ اسی وقت برآمد ہو کر قبا کی طرف تشریف لے گئے ہین مین بھی پیچھے پیچھے قبا مین آیا لوگون نے کہا کہ آپ بیراریس پر رونق افروز ہین مین وہان حاضر ہو کر دروازے پر چار دیواری جو بیراریس کے گرد ہے بیٹھ گیا یہان تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حوائج بشری سے فارغ ہو کر وضو کیا پس مین اندر داخل ہوا دیکھتا کیا ہون کہ آپ کنوئیں کی جگت پر ساقین مبارک کھول کر دونون پائے مبارک کنوئین مین لٹکائے ہوئے بیٹھے ہین مین سلام کیا اور پھر آن کر مین دروازے پر بیٹھا اور اپنے دل مین نے کہا کہ آج مین سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا دربان رہون بعد ایک ساعت کے حضرت ابو بکر رضہ صدیق رضی اللہ عنہ نے آکر دروازہ ٹھونکا مین نے پوچھا کون ہے وہ بولے ابو بکر مین نے ٹھہر جاؤ مین حضور مین عرض کر لون پھر مینے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابو بکر رضی اللہ دروازے پر حاضر ہین اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہین فرمایا کھولدو دروازہ اور اوسکو بشارت جنت کی دے مین نے ابو بکر رضہ کے پاس آکر اونکو بشارت جنت کی دی پس ابو بکر رضہ اندر آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف بیٹھ کر اتباعاً لسنتہ اونھون نے بھی کنوئین مین پانون لٹکا دیے پھر مین آکر دروازے پر بیٹھا اور اپنے بھائی کا منتظر تھا کہ اوسکو گھر مین وضو کرتے چھوڑ آیا تھا اور اپنے جی مین کہتا تھا کہ کاش وہ بھی آوے کہ آج پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا وقت خاص ہے کسی بشارت سے مُبشر ہو اس درمیان مین عمر بن خطاب رضہ نے دروازہ ٹھونکا مین نے کہا ٹھہر جاؤ مین عرض کر لون پس مین نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ عمر رضہ آئے ہین اور اندر آنے کی اجازت چاہتے ہین فرمایا آوین اور اونکو جنت کی بشارت دی مین نے عمر رضہ کے پاس آکر بشارت جنت کی اونکو دی پس عمر رضہ بھی اندر آئے اور بائین طرف حضرت کے اوسی جگہ جا کر اوسی وضع سے پانون لٹکا کر بیٹھے پھر مین آکر دروازے پر بیٹھا اس خیال مین

کہ کاشکے میرا بھائی آجائے بعد تھوڑی دیر کے عثمان بن عفان پہونچے اُن کی خبر مین نے پہونچائی فرمایا آوین اور بشارت دے اُنکو جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو اُنکے سر پر آنے والی ہے مین نے عثمان رضہ سے آکر کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمکو بشارت دیتے ہین جنت کی ساتھ ایک بلا کے جو تمھارے سر پر آنے والی ہے عثمان رضہ اندر آئے اور دیکھا کہ جس رُخ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین تشریف رکھتے ہین جگہ کی تنگی ہے تو دوسری طرف مقابل اُن کے بیٹھے اور صحیح بخاری مین وارد ہے کہ انگوٹھی سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کے جو دست مبارک مین تھی اور بعد آپ کے رحلت فرمانے کے حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھون مین رہی اور بعد اُن دونون صاحبون کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مین آئی ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کنوئین پر بیٹھے انگوٹھی اُنگلی سے بحسب عادت اُسکو ہاتھ مین پھرا رہے کہ دفعۃً انگوٹھی شریف کنوئین مین گر گئی تین روز اسکو ڈھونڈوایا اور کنوئین کا پانی کھینچا گئے لیکن ہاتھ نہ لگی انا للہ وانا الیہ راجعون اور صحیح مسلم مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لاتے ہین کہ انگوٹھی شریف معقب کے ہاتھ سے کنوئین مین گری جو خادم تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اور دونون حدیثون کے مضمون کو موافق کرنا بارتکاب تاویل و تجوز ممکن ہے واللہ اعلم انگوٹھی گرنے کا اتفاق بعد چھ برس کے خلافت عثمانیہ سے ہوا اوسی روز سے اُنکی خلافت مین تزلزل آگیا خاتم سلیمانؑ کا سا حال ہوا کہ اوس کے گم ہونے کے وقت اون کے ملک مین تخلل آگیا تھا ویسی ہی یہان بھی ہوا اور بعض کہتے ہین وہ دوسرا کنوان تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے صدقات مین سے اور وہان پر اُنکا حصہ لگا تھا کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے اموال بنی نضیر سے اونکے ساتھ خاص کیا تھا اور مال اور بھی تھا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار دینار کو مول لیکر امہات المومنین رضی اللہ عنہن پر تصدق کیا تھا اور اوس مال کو بھی بیر اریس پر بانٹتے تھے واللہ اعلم اور بیر اریس مین سیڑھیان تھین کہ نیچے اوتر کر اوسمین وضو کر سکتے تھے سنہ سات سو چودہ میں ۱۴ ۷ اوس کنوئین کی تجدید ہوئی اب او وہر جانے کی راہ ہی نہین ہے

اور اوسپر جو عمارت بنی ہوئی تھی مفقود ہے کہتے ہین کہ ایک غلام تھا کسی ذمی کا خبیث النفس منافق اوسکا ایک باغ تھا اوسنے بقصد مٹادینے آثار محمدی کے اوس کنوے پر جانے آنے کی راہ بندکردی اور عمارت گرادی خذلہ اللہ ودمرہ مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ یہ حال بیراریس کا شیخ علیہ الرحمتہ کے زمانے مین ہوگا ابتو اُسپر عمارت بنی ہے اور اوس کے گرد ایک احاطہ بھی ہے اور یہ بات سنہ بارہ او ناسی کی کہتا ہون بیر غرس شیخ مجدالدین فیروزآبادی کہتے ہین کہ غرس بفتح غین معجمہ وسکون را ہے بہ معنے درخت ٹھلانے کے اور بعضون نے بہ فتح را بروزن شجر کے بھی ضبط کیا ہے اور کہتے ہین کہ مین نے بہت سے اہل مدینہ سے سُنا ہی کہ غین کو مضموم پڑھتے ہین لیکن ثواب وہی فتح پڑھنا ہے انتہی اور اب متعارف لوگون مین بضم غین ہے وہ ایک کنوان ہے مسجد قبا سے شمال کیجانب پورب رُخ کو قریب آدھے میل کے اور غرس نام اون مواضع کا ہے جو اس کنوین کے گرد ہین اور یہ بہت بڑا کنوان ہر وہ دردہ ہے زیادہ اور کثیر الماء ہے اور پانی اسکا کچھ سبزی مائل ہے اور اوس مین سیڑھیان بھی ہین کہ آدمی اندر اوتر سکتا ہے اور سنہ آٹھ سو بیاسی مین اوسکی تجدید ہوتی ہے اور یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس کنوے کے پانی سے وضو کیا ہے اور بقیۂ وضو اوس مین ڈال دیا ہے اور ابن حبان ثقات سے نقل کرتے ہین کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیر غرس سے پانی منگوایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے دیکھا ہی کہ اوس بیر کا پانی پیتے تھے اور اوس سے وضو کرتے تھے اور ابراہیم بن اسمٰعیل بن مجمع سے روایت کرتے ہین کہ کہا اونھون نے کہ ایک روز آن سرور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین آج رات کو دیکھا کہ مین نے بہشت کے کنوؤن مین سے ایک کنوے پر صبح کی ہے یعنی صبح کو ایک کنوے پر پہونچا ہون کہ وہ کنوان بہشتی کنوؤن مین سے ہے پس صبح کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیر غرس پر اور اوسکے پانی سے وضو کیا اور لعاب دہن اپنا اوس مین ڈالا اور تھوڑا سا شہد کوئی شخص آپ کے واسطے ہدیہ لایا تھا اوسکو بھی آپ نے اوسی مین ڈال دیا اور ابن ماجہ بسند جیّد روایت لاتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی

کہ مجکو بعد رحلت کے سات قربے پانی میرے کنوے سے کہ بیر غرس ہے منگواکر غسل دینا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم حالتِ حیات مین بھی اوس کنوے کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے اور بھی روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ سلم نے علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا تھا کہ جب مین اس عالم سے سفر کرون تو سات قربے پانی بیر غرس سے کہ جسکا بند دہان کسی نے نہ کھولا ہو منگواکر مجھے غسل دینا اور امام محمد باقر رضی اللہ عنہ وعن آبا الکرام سے بھی منقول ہو کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بعد وفات کے بیر غرس کے پانی سے غسل دیا گیا اور آپ حیات مین بھی اوس کا پانی پیا کرتے تھے صلّے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلّم آور بیر رُومہ بضم راے مہلہ وسکون واو اور بعضے واو کی جگہ ہمزہ پڑھتے ہین ایک بڑا کنوان ہے مسجد قبلتین سے شمال کی طرف وادی عقیق مین پانی اوسکا نہایت لطیف اور نہایت شیرین ہے کہ تعریف مین نہین آتا حدیث شریف مین آیا ہے کہ نِعْمَ القَلِیْبُ المُزَنِی اور مزنی وہی رومہ ہے جسکا کنوان تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اوس سے خرید کرکے تصدق کر دیا تھا نقل ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی سُنی تو آدھا اوس کنوین کا سُو اونٹ کے عوض مین لے کر تصدّق کر دیا بعد اوسکے ہجوم خلایق کی جہت سے جو کنوین والے کو اپنے حصے کا پانی کھینچنا مشکل ہو گیا اوس نے دوسرا آدھا بھی قدرے قلیل پر بیچ ڈالا اور ابن شیبہ روایت زہری سے لاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ عَلَیہِ وسلّم نے فرمایا نِعْمَ الحَفِیرُ حَفِیرُ المُزَنِیِّ مَنْ یَّشْتَرِی رُوْمَۃَ فَیَشْتَرِبُ رَوَآءً فِی الجَنَّۃِ پس عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اوسکو اپنے مال سے خرید کے تصدق کر دیا اور بغوی بشیر اسلمی سے نقل کرتے ہین کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ مین بہ کثرت آئے اور میٹھا پانی اس شہر مین بہت کم تھا یہان تک کہ ایک شخص تھا بنی غفار سے اوسکا ایک کنوان تھا چشمہ دار اوسکو بیر رمہ کہتے تھے وہ ایک قربہ پانی ایک مُد کو بیچتا تھا ایک روز سرور انبیا صلّے اللہ علیہ وسلّم نے اوس شخص سے فرمایا

لہ بہت اچھا کنوان کنوان مزنی کا ہے ۱۲

لہ جو شخص مول لیگا بیر رومہ کو پیئے گا رداء کو جنت مین ۱۲

کہ تو اس کنوے کو بعوض اوس چشمے کے جو تجھکو جنت مین ملے ہمارے ہاتھ بیچ ڈال
اوس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے اور میرے عیال کے واسطے اسکے سوا کوئی اور
وجہ معیشت نہین ہی عثمان رضی اللہ عنہ نے جو یہ خبر سُنی تو پینتیس ہزار درہم کو اوس سے
خرید کرکے مسلمانون پر وقف کر دیا ابن عبدالبر نقل کرتے ہین کہ یہ کنوان ایک یہودی
کا تھا کہ اوسکا پانی مسلمانون کے ہاتھ بیچا کرتا تھا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اون لوگون کو اوسکے مول لینے کی ترغیب فرمائی اور اوسکے مول لینے والے کو جنت
کی بشارت دی پس امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ نے آدھا اوسکا بارہ ہزار درہم کو مول
لے لیا جب یہودی کو اپنے حصے کے تصرف مین دقت ہوئی تو اوس نے وہ آدھا بھی آٹھ ہزار
درہم کو بیچ ڈالا اور نسائی اور ترمذی روایت کرتے ہین کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ نے ایام محاصرہ مین مفسدون سے فرمایا کہ تم کو مین خدا اور دین اسلام کی قسم دیکر
پوچھتا ہون کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینۂ منورہ مین تشریف لائے
اور مدینے مین سوا بیر رومہ کے اور پانی میٹھا نہ تھا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو مول لے لے اوس کو اللہ تعالے مثل اوس کے بہشت مین
عنایت کرے گا مین نے اوسکو مول لے لیا اور غنی اور فقیر اور مسافر پر اوسکو وقف
کر دیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص جیش عسرہ کی تجہیز کرے
اوسکے واسطے جنت واجب ہو جاتے مین نے اوسکی تجہیز کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ کی سنکر اون مفسدون نے کہا ہان ہم جانتے ہین اور اسیطرح کی روایت صحیح مین
بھی آئی ہے اور اس کنوین کا وجود جاہلیت کے وقت سے ہے منہدم ہو گیا تھا ساڑھے
سات سو سن کے حدود مین اوسکی تجدید ہوئی اور یہ جو بعض روایات مین آیا ہے کہ
مَنْ حَفَرَ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوس وقت مین بھی اوس
کنوئین مین حفر و اصلاح کی حاجت تھی واللہ اعلم اور بیر بضاعہ بضم بائے موحدہ بنا بر
شہرت اور بعضی حکایات کسر ای کے بھی کرتے ہین اور ضاد معجمہ اور بعضے مہملہ کہتے ہین

ف۱ جو شخص کھودے بیر رومہ کو پس واسطے اوسکے جنت ہے —

اور آخر مین اوسکے عین حمایہ ایک کنوان ہر باب شامی مدینۂ منورہ کے نزدیک اوس دروازے سے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کو جائیے تو داہنے کو پڑتا ہے خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم بیر بُضاعہ پر تشریف لائے اور ایک ڈول مانگ کر اوس سے وضو کیا اور باقی پانی مع اپنا لعاب دہن اوس کنوین مین ڈال دیا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانۂ شریف مین جو شخص بیمار ہوتا اوسکو بیر بضاعہ کے پانی سے غسل دیتے اوس پانی کی برکت سے اللہ تعالےٰ شفاے عاجل عنایت کرتا اور حضرت اسما بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ جو شخص بیمار ہوتا تھا اوسکو ہم تین روز بیر بُضاعہ کے پانی سے غسل دیتے تھے وہ صحت پا جاتا تھا اور ابو داؤد اور ترمذی اور احمد وغیرہم ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز لوگون نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیر بُضاعہ کا پانی آپ کے واسطے آتا ہے اور حال یہ کہ اوس کنوے مین کتون کا گوشت اور حیض کے لتّے اور نجاسات بھی پڑتی ہین آپ نے فرمایا کہ پانی پاک ہے اوس کو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی اور نسائی بھی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک روز حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے حضور مین مین حاضر ہوا مین نے دیکھا کہ آپ بیر بُضاعہ پر بیٹھے وضو کر رہے ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس پانی سے وضو کرتے ہین اور حالانکہ اوس مین بہت سی نجس چیزین ڈالی جاتی ہین فرمایا اَلْمَاءُ لَایُنَجِّسُہٗ شَیْءٌ[۱] اور سہل بن سعد روایت لاتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے اپنا لعاب دہن شریف بیر بُضاعہ مین ڈالا اور اوس کنوے کا پانی نوش فرمایا اور اوسکے واسطے خیر و برکت کی دُعا کی اور ابی اسید صاحب بیر بُضاعہ سے نقل کرتی ہین کہ وہ کہتی تھے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے لعاب دہن شریف پڑنے کے بعد ہم بیر بُضاعہ کا پانی تبرکاً پیتے تھے ایک بار میوہ ہمارے اوس بستان کا جس مین بیر بُضاعہ ہے کوئی کاٹ لے گیا مین نے اسکی شکایت حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور مین کی آپ نے فرمایا کہ وہ غول بیابانی ہے جو میوہ چُرا لیجاتا ہے اسکے بعد اگر نقصان میوے

[۱] یعنے پانی کو کوئی چیز نجس نہین کرتی ہے۔

مین پاتا تو کہنا بِسْمِ اللہِ اَجِیْبِیْ رَسُوْلَ اللہِ ابو اسید نے بحکم رسالت پناہی یہ کلمہ جو کہا تو
اوس غول بیابانی نے سنکر کہا کہ یا ابا اسید میرا گناہ معاف کر مجھے حضور جناب رسالت صلی
اللہ علیہ وسلم مین نہ لیجائین اسکے بعد کبھی اس بستان مین نہ آؤن گا اور مین تجھکو ایک آیہ
سکھاتا ہون کہ اوسکی برکت سے تجھے اور تیرے گھر والون کو کوئی رنج ومصیبت نہ پہونچے
اور وہ آیہ آیۃ الکرسی ہے ابو اسید نے یہ قصہ آکر حضور حضرت رسالت مین عرض کیا آپنے
فرمایا کہ جو کچھ اوسنے کہا سچ کہا لیکن وہ جھوٹا ہے ہیثمی کہتے ہین کہ اس حدیث کے رجال ثقات
ہین اور بعضے اس حدیث کو ضعیف بتاتے ہین واللہ اعلم اور اب یہ بیر بضاعہ بعضے آدمیون
کے باغ مین پڑگیا ہے اوسکی زیارت مشکل سے ہوتی ہے اور بیر بصّہ بضم بائے موحدہ وتخفیف
صاد مہملہ جنت البقیع کے قریب ہے جو شخص بقیع کی طرف سے شہر پناہ کی نیچے مسجد قبا جاوے یہ
کنوان اوسکے بائین کو پڑتا ہے ابن عدی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
لاتے ہین کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے گھر تشریف لائے اور فرمایا تمھارے یہان
کچھ تھوڑی سی سدر ہوگی کہ اوس سے ہم اپنا سر مبارک دھووین کہ آج جمعہ کا دن ہے ابو سعید
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے عرض کیا حاضر ہے اور مین نے لاکر حاضر کی اور آپکے
ساتھ بیر بصّہ پر گیا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا دھویا اور سر مبارک کا دھوون
بیر بصّہ مین ڈال دیا اور اس بیر بصّہ مین سیڑھیان ہین اور پانی اسکا بہت قریب ہے اور
بیرحاء اس لفظ کو بہت طرح سے لوگون نے پڑھا ہے چنانچہ شراح حدیث نے اسکی تحقیق
کی ہے سب وجہون سے مشہور تر راے موقوف وحاے مقصورہ کے ساتھ ہے اور ایک حا نام
ایک مرد کا ہے یا ایک عورت کا یہ کنوان اون کی طرف منسوب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ حا
ایک مکان کا نام ہے جس مین یہ کنوان واقع ہے لہذا یہ کنوان مسجد شریف نبوی سے شمال
کی طرف قلعے کی دیوار سے بہت قریب ہے یہان تک کہ اگر قلعے کی دیوار حائل نہو تو مسجد شریف
سے اوس کنوین پر جانا بہت نزدیک پڑے کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات
وہان تشریف لاتے تھے اور اوس کے درختون کے سایہ مین جلوہ فرما ہوتے تھے اور اوسکا پانی

لہ بسم اللہ چل رسول اللہ کے پاس ۱۲

نوش فرماتے تھے اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ ابو طلحہ انصاری کے پاس اموال کثیرہ تھے نخل
سے اور سارے اموال مین سے محبوب تر اور معزز تر اون کے نزدیک بیرحا تھا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اوس مین تشریف لایا کرتے تھے اور اوس کا پانی نوش فرمایا کرتے تھے
اور ابو طلحہؓ نے اوسکو اپنے ذوی الارحام پر تصدق کر دیا تھا ابی اور حسان اُن کے
ذوی الارحام مین تھے حسان نے اپنا حصّہ حضرت معاویہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اونسے لوگون
نے کہا کہ تم نے صدقہ ابو طلحہ کو کیون بیچا اونھون نے کہا کہ مین کیون نہ بیچون کہ وہ ایک
صاع تمر کو بعوض ایک صاع دراہم کے خرید تا ہے حضرت معاویہ نے وہان پر اپنا ایک قصر بنایا جس جگہ
پہلے بنی جزیلہ کا قصر بنا ہوا تھا اور ابو جعفر منصور نے بھی وہان ایک قصر بنوایا تھا اب یہ کنوان ایک
چھوٹے سے باغیچے مین واقع ہے اوسمین ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے اور اوسکا پانی شیرین ہی
اور ہوا وہان کی فرحت انگیز ہے اور بیر عہن بکسر عین مہملہ وسکون ہا عوالی مدینہ مین ہے
مسجد قبا سے پورب کی طرف ایک شریف سے بستان کبیر مین اوسمین زراعت اور اشجار بہت ہین وہ
جگہ نہایت نظافت ولطافت رکھتی ہے سرور انبیا صلے اللہ علیہ سلّم وہان تشریف فرما ہوتے ہین
اور آپ نے اوسکے پانی سے وضو کرکے نماز پڑھی ہے اور ذکر باقی آبار واموال صدقات آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور بیان باقی مساجد کا کہ بلاد متفرقہ مین آپ نے اون جگہون کو مشرف فرمایا ہے
اور عیون اور اودیہ وغیرہا جو اس بلدۂ طیبہ سے متعلق ہین تواریخ مدینۂ طیبہ مین مسطور و مذکور ہین
اختصار کی جہت سے بیان اونکے ذکر مین تقصیر واقع ہوئی اور جملہ عیون ظاہرۂ مدینۂ مطہرہ کہ آجکل
جاری اور منقطع یہ ہے عین زرقا ہے کہ قبا کے نخلستان سے نکلی ہے مروان بن حکم جو اوس زمانے مین کہ
مدینہ کا عامل تھا حضرت معاویہ کے حکم سے عین کو جاری کیا اور مدینۂ منورہ مین لایا اور اوسکا پانی
نہایت شیرین اور لطیف ہے کہ اوسکا مزا بغیر چکھے معلوم نہین ہوسکتا اور از جملہ اودیہ جو مشہور اور متبرک
ہے وہ وادی عقیق ہے کہ احادیث نبوی مین اوسکے فضائل مذکور ہین اور اشعار عرب
مین اوس کا ذکر بے حد وحساب ہے چنانچہ اون مین سے کسی کا شعر یہ ہے **شعر** یَا صَاحِبَیَّ ہٰذَا
الْعَقِیْقُ فَقِفْ بِہٖ ۞ مُتَوَالِہًا اِنْ کُنْتَ لَسْتَ بِوَالِہٖ ۞ اور شیخ عبد الہادی وسودی کہتے ہین کہ

ل یعنے اے رفیق میرے یہی مقام ہے عقیق پس ٹھہر جا یہان حیران وشیفتہ اگر چہ سرگشتہ نہین ہے ۱۲

اشعار حَیِّ العقیقَ وَدَمعُ جفنِکَ مُطلَقُ ۞ فقد بدا الحُسنُ البدیعُ المُطلَقُ ۞ قد صادَ فی فِیہٖ غَزالٌ اَحوَرُ ۞ قَیَّدتَ عَنہُ وَاشتیاقی مُطلَقُ ۞ عبد السلام بن یوسف کہتے ہین اشعار علی ساکِنِ البطنِ العقیقِ سلامُکم ۞ وَاِن اَسہرُونی بالفِراقِ وَنامُوا ۞ خَطَرتُم عَلَی النَّومِ وَھُوَ مُحَلَّلٌ ۞ وَحَلَّلتُم التَّعذیبَ وَھُوَ حَرامٌ ۞ اور حدیث صحیح مین حضرت عبد اللہ بن عمر سے آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مین نے سنا کہ وادی عقیق کی شان مین فرماتے تھے کہ آج کی رات میرے پاس ایک فرشتے نے آکر کہا صَلِّ فِی ھٰذَا الوادِی العقیقِ اور دوسری حدیث مین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ اَلعقیقُ وَادٍ مُبارَکٌ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اُنھون نے کہ مین ایک وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی عقیق مین گیا آپ نے فرمایا اے انس ایک لوٹا اس وادی کے پانی سے بھر لا کہ مین اس وادی عقیق کو دوست رکھتا ہون فرمایا کہ مین جنگلی جانورون کا شکار بہت کرتا تھا اور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کو گوشت ہدیہ بھیجتا تھا ایک روز آپ کے حضور مین حاضر ہوا آپ نے پوچھا تم کہان گئے تھے مین نے عرض کیا کہ شکار کھیلنے گیا تھا فرمایا اگر پہلے سے جانتے تو تمھارے ساتھ وادی عقیق تک ہم بھی چلتے اور اصل سیلان وادی عقیق کا مدینہ منورہ کے قبلے کی طرف سے ہے قبا کے اور اوسکے درمیان مین ایک دن کی راہ کی مسافت ہے بلکہ زیادہ کی اور وہان سے ذو الحلیفہ کی طرف ہوکر بیر رومہ کے غرب کی طرف پھونچکر مدینہ منورہ مین پھونچا ہے اور کثرت سیلان اس وادی اور سوا اس وادی مین جو حکایات نقل کرتے ہین وہ عجیب غریب ہین واللہ تعالیٰ اَعلَمُ وَعِلمُہٗ اَتَمُّ وَاَحکَمُ

۱؎ اور وادی عقیق مین اوس حال مین آنسو تیری آنکھ سے روان ہون بدرستیکہ ظاہر ہوئی خوبی نادر غیر مقید تحقیق شکار کیا مجھے ایک آہوے کشادہ چشم نے گرفتار ہو گیا مین اوس سے اور حال یہ ہے کہ اشتیاق میرا غیر مقید ہے ۱۲

۲؎ اوپر رہنے والون بطن عقیق کے سلام ہو جو اگرچہ اوھون نے جگایا مجھ بسبب جدائی کے اور خود سو گئے خطور کیا تم نے سوتے ہین اور حالانکہ یہ خواب حلال ہے اور حلال کہا تم نے عذاب نیز کو اور حالانکہ وہ عذاب دینا حرام ہے ۱۲

۳؎ نماز پڑھ اس وادی عقیق مین ۱۲

۴؎ وادی عقیق وادی مبارک ہے ۱۲

باب گیارھوان ذکر بعضے مقامات متبرکہ مین جو مکّے اور مدینے کے راہ مین ماثور و مشہور
ہین علماے سیر و تواریخ نے مساجد و مشاہد نبویہ کو جو حضرت صلّے اللہ علیہ وسلّم کے
غزوات و اسفار مین مشہور و ماثور ہین جمع کیا لیکن اب اون مین سے اکثر مجہول و مبہم ہو گئے
ہین اون مین سے بعضے کا کچھ پتا اور نشان ملتا ہے کہ لوگ اون کی زیارات سے مشرف
ہوتے ہین اور جو کچھ اِن اوراق مین ثبت ہوتا ہے وہ ذکر ہے اون بعض مساجد کا
جو مکّے مدینے کی راہ مین واقع ہین ایک مسجد ذی الحلیفہ ہے کہ بعضے مناسک والے اونکو
مسجد الشجرہ بھی کہتے ہین اور حدیث صحیح مین آیا ہے کہ حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وسلّم
دونون مرتبہ مکّے جانے وقت ایک مرتبہ عمرے کو دوسری مرتبہ حج کو ذی الحلیفہ مین
ایک درخت سمرہ کے سایے مین بیٹھے ہین اور وہان نماز بھی پڑھی ہے اور شب باش ہوئے
ہین اور اوس جگہ سے احرام باندھا ہے آب میقات و محل احرام مدینہ والون کا بھی ذی الحلیفہ
ہے اور اوس جگہ ایک بڑی مسجد تھی کہ طول زمان کی جہت سے گر گئی سنہ آٹھ سو اٹھ
مین اوسکی تجدید ہوئی اور اس مسجد مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی نماز بیچ والے ستون
کی طرف تھی اور وہ درخت سمرہ بھی اوسی جگہ پر تھا کہتے ہین کہ اس بڑی مسجد سے
قبلے کی طرف ایک چھوٹی مسجد اور ہے ایک تیر کے فاصلے سے شاید حضرت صلے اللہ علیہ
وسلّم نے اوس مین نماز پڑھی ہو سمہودی کہتے ہین کہ اس چھوٹی مسجد کو مسجد المعرس کہتے
کہتے ہین چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلّی اللہ
علیہ وسلّم نے بعضے غزوات سے پھرتے وقت اوس جگہ تعریس[۱] فرمائی اور نماز پڑھی ہے اور
بھی حدیث صحیح مین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ تشریف لیجانا آنجناب
علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسجد الشجرہ کی راہ سے ہوا ہے اور تشریف لانا معرس کی راہ سے
اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی جب اس جگہ پہونچا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلّم کی تعریس فرمانے کی جگہ تلاش کرکے آپ بھی تعریس فرمایا کرتے تھے اور مسجد الشریف الروحا
ہے روحا ایک جگہ ہے کہ اوس کے اور مدینہ منورہ کے درمیان مین اکتالیس میل کا فاصلہ ہے

[۱] تعریس کے معنے مسافر کا آخر شب مین آنا آرام کرنے کو ۱۲

اور صحیح مسلم مین چھتیس میل لکھے ہین اور اوس سے آگے مدینۂ منورہ کی جانب وادی سیالہ ہے
اور اس شرف الروحا کے پاس ایک مسجد ہے کہ مدینے سے مکے کو جانے والے کے داہنی
طرف پڑتی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
نے اوسمین نماز پڑھی ہے اور وادی سیالہ مین بعد زمان سعادت نشان آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی عمارتین بن گئی تھین اور چشمے وغیرہ جاری ہو گئے تھے اور نہایت آبادی پیدا
ہوئی تھی والی مدینۂ منورہ کی طرف سے وہان ایک حاکم رہتا تھا اور اوس وادی کی
رہنے والون کے بہت سے اشعار و اخبار صفحۂ روزگار پر اب تک باقی ہین اور اب تک اوس
جگہ بعضے آثار عمارت بھی پائے جاتے ہین اور قافلے کے گذرگاہ پر جو پرانی قبرین بنی ہوئی
ہین وہ اہل سیالہ کا قبرستان تھا سمہودی کہتے ہین کہ لوگ اُن مقابر کو مقابر شہدا کہتے ہین
شاید فرارات اہل بیت ہونگے جو ظلم سے شہید ہو گئے تھے چنانچہ بعضے اخبار سے معلوم ہوتا ہی
اور اس وادی کو وادی بنی سالم کہتے ہین اور بنی سالم ایک قبیلہ تھا حجاز کا اب اِس
زمانے مین اوس دیار کا اور اوس دیار والون کا رسم و اسم بھی باقی نہ رہا اور سیالہ
و اہل سیالہ سبیل فنا مین آگئے اوس جگہ ایک پہاڑ ہے اُسکو جبل ورقان کہتے ہین اور
عرق الظبیہ بھی بولتے ہین روایت کرتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے غزوے مین
کہ غزوہ ابوا تھا جب روحا مین عرق الظبیہ کے پاس پہونچے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اس
جبل ورقان کا نام کیا ہے اسکا نام حمت ہے بفتح حا و سکون میم بعد اوسکے آپ نے دعا کی
اور فرمایا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْہِ وَبَارِکْ لِاَھْلِہٖ فِیْہِ بعد اوسکے فرمایا تم جانتے ہو اِس وادی
کا نام کیا ہے اسکا نام سجاسج ہے اور یہ وادی جنت کے اودیہ سے ہے مجھسے پہلے اسمین
ستر پیغمبرون نے نماز پڑھی ہے اور موسی بن عمران علی نبینا و علیہ السلام ستر ہزار بنی اسرائیل
کے ساتھ یہان اُترا و ترے تھے اور دو عبائی قطوان پہنے ہوئے تھے اور ناقہ ورقا پر
سوار تھے اور قیامت قائم نہو گی جبتک کہ عیسی بن مریم بھی بہ قصد حج یا عمرے کے اس وادی
کی طرف سے نگذرین اور ابو عبیدہ بکری کہتے ہین کہ مضر بن نزار کی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

سلہ اے اللہ برکت دے اِس مین اور برکت دے اسکے رہنے والون کو اس مین ۱۲ عر

گیے اجداد سے ہین اسی روحا مین ہی اور وادی روحا مین ایک مسجد ہے پہاڑ کے کنارے پر
مدینے سے مکے کے جانے والے کے داہنے پڑتی ہے اوسکو مسجد الغزالہ کہتے ہین سرورِ انبیا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس مین نماز پڑھی ہے اور وہان پر ایک جگہ خاص ہے اوسکو نازلہ
کہتے ہین حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وہان اوترا کرتے تھے آور فرماتے تھے ہٰذا منزلُ
رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ اور وہان پر ایک درخت ہی جب حضرت عبد اللہ بن
عمر رضی اللہ عنہما وہان اوترتے اور وضو کرتے بقیہ پانی اوس درخت کی جڑ مین ڈالتے اور
اور فرماتے ہٰکذا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور جب راستہ اس مسجد تک پہونچے تو
تو وہ راہ جس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینۂ منورہ سے مکۂ معظمہ کو تشریف لیگئے
تھے بائین کو رہتا ہے زمانہ قدیم مین وہ راہ چلتی تھی اوسکو طریق الانبیا کہتے ہین اسواسطے
کہ انبیا صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین جب حج کے واسطے مکہ معظمہ کا قصد کرتے تو اسی راہ
سے تشریف لیجانے کا اتفاق ہوتا اور اوس راہ مین ایک کنوان ہے اوسکو بیر السقیا کہتے ہین
ایک پہاڑ کے کنارے پر واقع ہے جسکا نام ہرشا ہے اب اس زمانے مین دوسری راہ جو
اِس راہ کے داہنی طرف ہے وہی جاری ہے اور علما سیر نے مکے اور مدینے کی راہ
مین بہت سے مساجد ومشاہد نبویہ ذکر کیئے ہین لیکن اب سوا ان مساجد کے جو مذکور ہو چکین
کسی اور کے آثار و علامات باقی نہ رہے لیکن ارباب بصیرت پر جنکے دیدۂ دل انوار
ہدایت وعنایت سے منور ہین یہ بات پوشیدہ نہین کہ ان سب پہاڑون اور وادیون پر
اثر جمال محمدی اور ظہور کمال احمدی سے کسقدر نورانیت ظاہر و باہر ہے کہ جسکی انتہا نہین
اور سبب اسکا یہ ہے کہ ان سب جگھون مین کوئی ذرہ ایسا نہین جسپر نظر مبارک نہ پڑی ہو اور
وہ جمال بہجت آمال سرورِ انس وجان صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف نہ ہوا ہو بیت
بہر زمین کہ نسیمے ز زلف او زدہ است ❊ ہنوز از دم آن بوی عشق می آید ❊ مسجد بدر ایک
وادی کا نام ہے جہان پہلا غزوہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا واقع ہوا اور وہان عریش اعلیٰ

---

[1] یعنے یہ اوترنے کی جگہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۱۲

[2] یعنے ایسا ہی مینے دیکھا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۱۲۔

اور شوکت سلمین نے ترقی پائی اور کافرون کو خواری و ذلت حاصل ہوئی چنانچہ تفصیل اوسکی
کتابِ غزاوات مین لکھی ہی وہان پر حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے واسطے ایک عریش بنایا تھا
بعد اوسکے اوس عریش کی جگہ پر ایک مسجد بنائی گئی کہ اب موجود ہی اور بدر کے بڑے
مقامات متبرکہ سے قبور شہدا ہین جو اس غزوۂ شریف مین شرفِ شہادت کو پہونچے اور ناپر
ایک عجیب غریب بات یہ ہے کہ قبور شہدا رضی اللہ عنہم کے اوپر سے ایک نقارے کی سی آواز
سنائی دیتی ہے اور اثبات کے راوی ثقات ہین بعضے علما یہ کہتے ہین کہ نقارے کی سی آواز
ہونا بے اصل ہے کچھ ایسا سبب ہے کہ ہوا وہان پیچ کھاکر آواز پیدا کرتی ہے اور بعضے متاخرین
کہتے ہین کہ شاید اسکے نیچے کوئی سِر ہے کہ ہمکو معلوم نہین ہوتا واللہ اعلم بالصواب
سمہودی نے اپنی تاریخ مین مسجدِ مذکور کا ذکر نہین کیا اور از جملۂ مساجد نبویہ جو مکہ معظمہ
مین معلوم متعین ہین مسجد خلیص ہے بضم خاے معجمہ یہ جگہ مکہ معظمہ سے تین روز کے فاصلے سے
ہے وہان کھجورون کے درخت ہین اور ایک چشمہ پانی کا جاری ہے اور وہان پر ایک مسجد
تھی کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اوسمین نماز پڑھی تھی اور سن نوسو اٹھانوے مین سلطان
روم نے اوس مسجد کی تجدید کی اور اوس چشمے کو مسجد کے صحن مین جاری کیا اور سمہودی
علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ خلیص مین ایک اور مسجد ہے حرۂ عقبہ مین جو اصل قریہ سے تین میل پر
واقع ہے اور بھی سمہودی کہتے ہین کہ قدید بضم قاف مین بھی کہ خلیص سے مدینۂ منورہ کی طرف
دوسری منزل راہ سے داہنی طرف ایک مسجد ہے اور خیمۂ ام معبد بھی قدید مین تھا جس مین
زمانِ ہجرت مین حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف
لے گئے تھے اور معجزہ سے دودھ لاغر بکری کے تھن سے نکلا تھا اور مسجد سرف بفتح سین
مہملہ وکسر را اور ایک نسخے مین بفتح شین معجمہ اور کسر را ہے یہ ایک مسجد ہے تنعیم کی راہ سے مکہ
معظمہ سے ایک مرحلہ اور تین میل کے بعد پر حضرت میمونہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی قبر شریف
وہین ہی اور تزویج وزفاف بھی اونکا وہین واقع ہوا تھا اور مسجد تنعیم تنعیم ایک جگہ کا نام ہے
کہ مکے معظمہ سے لوگ جاکر عمرہ کا احرام وہین سے باندھ آتے ہین سمہودی کہتے ہین کہ

---

۱ عریش اوس جگہ کو کہتے ہین سکو خرمے وغیرہ کی شاخون سے ڈھانپ دیتے ہین ۱۲

کہ وہان پر ایک درخت تھا اور چند کنوین اور ایک مسجد تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہی
اور اب اس زمانے مین وہان مسجد مشہور مسجد عائیشہ ہے رضی اللہ عنہا کہ اونھون نے حجۃ الوداع
مین حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم سے عمرے کا احرام اسی جگہہ سے باندھا تھا اور یہ جگھہ
نہایت مشہور ہی حاجت بیان کی نہین رکھتی اور مسجد ذی طوی ذی طوی ایک کنوان ہی شہر مکہ
معظمہ سے باہر کے مکانون کے پاس حدیث مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین
تشریف لانے کے وقت وہین اُترے تھے اور وہین شب باش ہوکر صبح کو مکہ معظمہ مین داخل ہوئے
اور مصلی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا برکہ غلیظ تھا نہ وہ مسجد جو اس زمانے مین ہے واللہ اعلم

باب بارھوان جنۃ البقیع کے بیان فضائل اور اون مقابر کے ذکر مین جو بقیع مین مشہور
ومعروف ہین صحیح مسلم مین حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت لاتے ہین کہ جس رات کو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے اخیر رات کو بقیع کی طرف تشریف
لیجاتے تھے اور بقیع والو نپر سلام کرتے تھے اور اون کی مغفرت اللہ تعالی سے چاہتے تھے اور
فرماتے تھے السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ما توعدون وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اللھم اغفر
لاہل بقیع الغرقد آور دوسری روایت مین حضرت عائیشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ہے کہ ایک
رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دولتسرا سے برآمد ہوئے مین بھی غیرت کی جہت سے کہ شاید آپ
کسی اور بی بی کے گھر مین تشریف لیجاتے ہون پیچھے پیچھے ہولی یہان تک کہ آپ بقیع مین پہونچے
اور بہت دیر تک وہان کھڑے رہے اور تین مرتبہ دعا کے واسطے دست مبارک اُٹھائے بعد
اُسکے وہان سے پھرے مین بھی جلدی بھاگ کر آپ سے پہلے پہونچکر لیٹ رہی آپ نے اثر
اضطراب ملاحظہ فرماکر مجھ سے پوچھا کہ یا عائیشہ خیر ہے اتنی گھبراہٹ اسوقت تم مین کیون ہے
مین نے صورت حال کی فرمایا وہ سیاہی جو مجھے اپنے آگے آگے دکھائی دیتی تھی تھین تھین مین نے
عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ پھر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ تجھکو اسکا بھی گمان
ہوا اللہ ورسول تجھپر حیف کرینگے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالی سے کچھ چھپا نہین ہی

لہ السلام علیکم گھر قوم مومنون کے اور دیا تمکو جس چیز کے تم وعدہ دیے گئے تھے اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے
والے ہین الہی اللہ میرے بخشدے بقیع غرقد والون کو ۱۲

جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی ہو لیکن مین کیا کرون مجھ سے یہ امر بمقتضاے بشریت ہو لیعد ازان کی
آپ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ نے آکر دروازے کے باہر سے مجھے بلایا اور تجھ سے بات پوشیدہ رکھی
مین نے بھی تجھکو اطلاع نہ کی اور عادت جبرئیلؑ کی یہ ہو کہ جب تم جامہ اپنے بدن سے الگ
کرتی ہو تو وہ گھر کے اندر نہین آتا اور مجھے یہ گمان ہوا تم سوتی ہو مین نے نہ جگایا کہ تم متوحش
نہو جاؤ میرے پاس وحی لایا کہ ای پیغمبر تیرا پروردگار فرماتا ہے کہ اہل بقیع پر جا کر انکے واسطے
استغفار کر الفاظ دعا کے روایت نسائی مین اسطرح پر آئے ہین کہ (السلام علیکم دار قوم
مومنین انا دایاکم متواعدون غدا مواکلون) اور بعضی روایت مین یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ اللھم
لاتحرمنا اجرھم ولا تفتنا بعدھم اور روایت بیہقی مین آیا ہے کہ یہ قصہ نصف شعبان کی رات
مین واقع ہوا ہے اور بھی آیا ہے کہ (السلام علیکم اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم لنا سلف
ونحن بالاثر) اور حضرت ابی موہبہ مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک
دن آدھی رات کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے جگا کر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا ہے
کہ بقیع مین جا کر اہل بقیع کے واسطے استغفار کرون پس مین بھی حضرت کے ساتھ ہو لیا حضرت
بقیع مین پہونچکر کھڑے ہوگئے اور فرمایا (السلام علیکم یا اہل المقابر لہنین ما اصبحتو فیہ اصبح الناس
فیہ اقبلت الفتن کقطع اللیل المظلم تبعا اخرھا اولھا والاخرۃ شرمن الاولیٰ) بعد اسکے آپ نے
فرمایا کہ یا ابا موہبہ میرے پاس خزائن دنیا کی کنجیان لاتے اور مجھ کو مخیر کیا اسبات مین کہ
چاہون ہمیشہ دنیا مین ہون اور چاہون اللہ تعالےٰ سے ملاقات کرون مین نے اللہ تعالےٰ
کی ملاقات اختیار کی مین نے عرض کیا یا رسول اللہ خزائن دنیا کی کنجیان لے لیجیے بعد
اسکے داخل بہشت برین ہو جیے فرمایا لا واللہ یا ابا موہبہ مین اپنے پروردگار کا لقا چاہتا
ہون یہ فرما کر بقیع سے پھرے اور سر مبارک مین درد لاحق ہوا پھر وہ درد نہ چھوٹا یہان تک
کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور بھی خبر مین آیا ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بقیع غرقد

لہ یعنی ہمارا تمھارا کل ملنے کا وعدہ ہے ۱۲ ؎ ای اللہ سیر نہ محروم کر ہمکو اُنکے اجر سے اور نہ فتنہ مین ڈال ہمکو بعد اُنکی ۱۲ ؎ یعنی سلام تمھا
اوپر اہل قبور خدا بخشے ہمکو اور تمکو تم ہمسے آگے ہو ہم بھی تمھارے بعد آتے ہین ۱۲ ؎ یعنے سلام تمھارے اوپر ای اہل مقابر مبارک ہو تمکو آئندہ ان
ہو وہ چیز جسمین تم ہو اُس چیز سے جسمین آدمی ہین آ چکے ہین فتنہ جیسے ٹکڑے اندھیری رات کے ایک پیچھے دوسرے کے اور پچھلا پہلے سے بدتر ہے ۱۲

اور تین مرتبہ فرمایا السلام علیکم اہل القبور آور بھی فرمایا آرام سے رہو اے اس جہان سے گذرنے
والو چھوٹ گئے تم اون بلاؤن اور فتنون سے جو تمہارے بعد آنے والے ہین بعد اسکے اصحاب
کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ لوگ یعنے اس جہان سے گذرے
ہوئے تمسے بہتر ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہمارے بھائی ہین جیسا ایمان لائے
ہم بھی ایمان لائے ہین اور جیسا ان لوگون نے اللہ کی راہ مین اپنا مال صرف کیا ہے ہم بھی اسکی
راہ مین اپنا مال صرف کرتے ہین اور جیسا یہ لوگ اس جہان سے کوچ کر گئے ہین ہم بھی اس جہان سے
کوچ کر جائینگے پھر ان لوگون کو ہمپر زیادتی کیا ہے آپ نے فرمایا یہ لوگ اس جہان سے گذر گئے
اور اپنے اعمال حسنہ کے اجر سے کچھ دنیا مین متمتع نہین ہوئے اور نہین جانتا ہون مین کہ تم اسکے بعد کیا
کام کروگے اور کیا فتنہ تمہارے درمیان مین اوٹھے گا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے
ہین کہ ایک روز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مقبرے کی طرف تشریف لیگئے اور فرمایا السلام علیکم
دار قوم مومنین و انا انشاء اللہ بکم لاحقون آور فرمایا اے کاش ہم اپنے بھائیون کو دیکھتے صحابہ
رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ آپ کے بھائی نہین ہین فرمایا تم ہمارے
اصحاب ہو اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہین جو ہمارے بعد آوین گے اور وہ ابتک پیدا نہین ہوئے
ہین اونکا فرط[1] ہون حوض پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو لوگ آپ کی امت سے آپکے
بعد دنیا مین آوین گے اور آپ نے اونکو نہین دیکھا آپ اونکو کیونکر پہچانینگے فرمایا تم مین سے کسیکے
پاس مشکی اور پچکلیان گھوڑے ہون تو آیا وہ شخص اپنے گھوڑون مین ایک کو دوسرے سے
پہچان نہین سکتا امت میری قیامت کے دن سفید منھ اور سفید ہاتھ پاؤن پچکلیان گھوڑونکی سے
آوین گی اور یہ سفیدی منھ اور ہاتھ پاؤن کی اونکے آثار وضو سے ہوگی اور حدیث شریف
مین آیا ہے کہ مقبرۂ بقیع سے ستر ہزار آدمی اوٹھکر بلا حساب جنت مین داخل ہونگے منھ اونکے ایسے
ہون گے جیسے چودھوین رات کا چاند اور وہ لوگ وہ ہین جو داغ نہین دیتے تھے اور فال بد
نہین مانتے تھے اور خدا تعالیٰ پر توکل کرتے تھے اور دوسری روایت مین گنتی ایک لاکھ کی واقع
ہوئی اور آنا اور ہمین زائد ہے کہ اور افسون نہین پڑھتے تھے اور مداوات نہین کرتے تھے اور حضرت

[1] فرط جو شخص صلاح حوض کے واسطے آگے جائے ۱۲

مصعب بن زبیرؓ سے نقل کرتے ہین کہ وہ ایکدن بقیع کی طرف سے مدینۂ منوّرہ کو جاتے تھے اور اونکے ساتھ ایک شخص تھا اہل کتاب سے ابن راس جالوت نام اوسکی نظر بقیع پر جو پڑی تو کہنے لگا یہی ہے یہی ہے مصعب نے اوسکو اپنے پاس بلاکر پوچھا کہ تو نے یہ کیا کہا اور اسکا کیا مطلب ہے اوسنے کہا کہ اس مقبرہ کا ذکر مینے توریت مین پڑھا ہے اور ان دونون سنگستان کے اندر ایک مقبرہ ہوگا محفوف نہ نخیل نام اسکا گفتہ ستر ہزار آدمی اوس سے اوٹھین گے بدر منبر کی شکل مین اور ایسی ہی خبرین مقبرہ سے بنی سلمہ[1] کی شان مین بھی وارد ہین اور بقیع کے دفن ہونے والون کے فضائل ہین اور اسباب ہین کہ وہان دفن ہونے کو حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان دوست رکھتے تھے اور اس بشارت ہین کہ جو شخص وہان مرے اور دفن ہو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوسکے شفیع اور شہید ہین احادیث اور آثار و اخبار بہت سے وارد ہوئے ہین اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص سب سے پہلے زمین سے اوٹھیگا وہ سرور انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہین بعد اون کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد اونکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد اونکے اہل بقیع بعد اونکے اہل مکہ اور بھی حدیث مین آیا ہے کہ تا باحد الحرمین بعث من الامنین آور ایک دوسری حدیث مین آیا ہے کہ دو مقبرے ایسے ہین کہ جنکی روشنی آسمان پر ایسی ہے جیسے آفتاب و مہتاب کی روشنی زمین پر ایک مقبرۂ بقیع ہے دوسرا مقبرۂ عسقلان اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توریت مین آیا ہے کہ مقبرۂ بقیع پر ملائکہ موکل ہین کہ جب بقیع مردون سے بھر جایا کرے تو کنارے بقیع کے تھام کر جنت مین جھٹک دیا کرین آور جاننا چاہیے کہ جتنے بقیع مین مدفون ہین وہ حصر سے باہر ہین اکثر اصحاب جنت مآب رضی اللہ عنہم جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یا بعد آپکے اس جہان فانی سے انتقال کر گئے ہین اور اس مقبرۂ شریفہ مین مدفون ہین اون کا حصر علما نے کیا ہے قاضی عیاز رحمہ اللہ مدارک مین امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہین

[1] مقبرۂ بنی سلمہ مدینۂ منورہ سے پچھم کی طرف جبل سلع کے نیچے مساجد فتح کی راہ کے داہنے پر منزل بنی حرام کے نزدیک واقع ہے جیسا کہ ذکر مساجد مین معلوم ہو چکا ہے اور اس زمانے مین وہ مقبرہ مندرس ہوگیا ہے اور اب اوس مین کوئی دفن نہین کیا جاتا ۱۲ [2] جو شخص مریگا کسی حرم مین ان دونون حرمون مین سے قیامت کو اوٹھایا جائیگا امن مین ۱۲ تر ۱۲

کہ مقدار دس ہزار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مدینۂ منورہ میں اس جہانِ فانی سے گذرے اور
اسی مقدار کے قریب سادات اہلِ بیت نبوت سلام اللہ علیہم اور علما و تابعین غیر سادات نے بھی
انتقال کیا ہے اور غالب یہ ہو کہ قبورانِ حضرت کے بعینہٖ معلوم نہین مگر بعضون کے قبور سُنو بھی
یہ کہ جہت معلوم ہوئی ہو گی کہ فلانی طرف کو دفن ہین اسواسطے کہ عہد سلف مین بنای قبور
اور کتابتِ اسما متعارف نہ تھی اسی جہت سے اُونکے نشان مٹ گئے اور اس زمانے مین جو بعضی
قبور اور قباب کے لوگون نے تعیین کی ہو ظنِ غالب پر نظر کرکے ہوگی یا بعض روایات وارد
اس باب مین پائے ہون گے والاحقیقت حال وہی ہے جو ہم پہلے کہہ چکے اسی طرح کہا ہے سمہودی
نے واللہ اعلم **فصل** اس مقبرۂ معظمہ کے قبور شریفہ ہین جو قبر بطریق تعیین یا بطریق جہت کے
معروف ہین قبر ابراہیم بن رسول اللہ صلے اللہ عَلَیہِ وسلم اور قبر عثمان بنِ مظعون رضی اللہ
عنہ ہے اور یہ حضرت عثمان بنِ مظعون رضی اللہ عنہ اس مقبرۂ معظمہ مین اول من دفن فیہا
ہین اور پیغمبر صلے اللہ عَلَیہِ وسلم نے بعد اونکے انتقال کے اونکی پیشانی کا بوسہ لیا اور فرمایا اسکو
بقیع مین دفن کرو تا کہ ہمارے واسطے اس باب مین ایک سلف ہو اور فرمایا نِعمَ السَّلفُ سَلَفُنَا
عثمان بن مظعون اور اوس زمانے مین درخت غرقد بقیع مین بہت تھے اور اسی جہت سے اس
موضع شریف کو بقیع الغرقد کہا کرتے ہین پس اون درختون کو کاٹ کر زمین نکال کر عثمان
بنِ مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن کیا اور اونکا مدفن دار عقیل سے پورب کی طرف ہے
جس جگہ اب قبہ حضرت عقیل کا ہے رضی اللہ عنہ اور حضرت صلی اللہ عَلَیہِ وسلم نے اوسکا نام
روحا رکھا تھا اور یہ جگہ وسط بقیع ہے اور خبر مین آیا ہے کہ عثمان بنِ مظعون رضی اللہ عنہ
اول وہ شخص ہین جس نے سارے مہاجرین سے پہلے انتقال فرمایا اور جب اون کا انتقال ہوا
صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور حضرت رسالتؐ مین عرض کیا کہ اونکو کس جگہ دفن کرین فرمایا
بقیع مین پھر فرمایا کہ لحد بنا دین اور بعد بنانے لحد کے ایک پتھر زیادہ ہوا آپ نے اوس پتھر کو
اوٹھا کر اونکے قبر شریف کے پائنتی نصب فرمایا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ سرہانے کی طرف
رکھا نقل کرتے ہین کہ جب مروان بن الحکم والی مدینہ ہوا ایک روز اوسکا گذر حضرت عثمان بن مظعون

سلہ بہتر سلف سلف ہمارا عثمان بن مظعون ہے ۱۲

رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی طرف سے ہوا اوس نے حکم دیا کہ اس پتھر کو وہان سے نکالکر باہر ڈال
دین اور کہا مین نہین چاہتا کہ عثمان بن مظعون کی قبر پر ایک ایسی علامت ہو کہ جس سے وہ
ممتاز و معیّن رہے بنو امیہ نے اس امر مین اوسپر ملامت کی اور کہا کہ تونے یہ کام بہت برا کیا کہ
جس پتھر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اوٹھاکر رکھا ہوا وسکو
تونے اوٹھوا ڈالا اوس نے کہا اب حکم ہمارا نہین پھرتا اور ایک روایت مین یہ آیا ہے کہ اوس
پتھر کو اوس نے وہانسے اوٹھوا کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر رکھوا دیا
اور ابو داؤد رح بروایت جیدہ لاتے ہین کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ
کو دفن کر چکے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک پتھر لاؤ ایک پتھر بہت ہی بڑا
بڑا تھا کوئی شخص اوسکو اوٹھا نہ سکا حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی آستین
شریف کو چڑھا کر حملہ کرکے اوس پتھر کو اوٹھا کر عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے سرہانے
رکھدیا اور فرمایا کہ اس پتھر کو مین اپنے بھائی کے قبر کی علامت ٹھہراتا ہون تاکہ جو کوئی میرے
اہلِ بیت سے انتقال کرے مین اوسکو اسی جگہ دفن کرون اور قبر شریف حضرت عثمان بن
مظعون رضی اللہ عنہ کی دولتسرائے سلطانی مین زمن صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھی کہ اگر
کوئی شخص اونکی قبر شریف پر کھڑا ہوتا تھا تو اوسکی نظر بے حجاب دولتسرا پر پڑتی تھی بعد اسکے
سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال کیا اور اونکی عمر شریف چھ مہینے
کی تھی اور ایک قول پر زیادہ اس سے وہ آپکے حکم سے بقیع مین عثمان بن مظعون کے پہلو
مین دفن کیے گئے اور فرمایا کہ ابراہیم کے واسطے ایک مرضعہ جنت مین ہوگی کہ رضاع اوسکا تمام
کرے گی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنے دستِ مبارک سے قبر ابراہیم پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا اور پہلے اس سے کسی قبر پر پانی
نہین چھڑکا جاتا تھا اور ابراہیم کی قبر پر سنگریزے بچھائے اور جب دفن سے فارغ ہوئے فرمایا
السلام علیکم اور بعد اسکے کہ قبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بقیع مین ہوگی ہر گروہ نے ایک
ایک بقیع کے گوشے مین اپنا اپنا مقبرہ ٹھہرایا یہانتک کہ سارا بقیع الغرقد جای مقابر مسلمین ہوگیا
قبر رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونھون نے بھی جب انتقال فرمایا حضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ الحقی بسلفنا عثمان بن مظعون اونکو بھی وہین دفن کیا خبر مین آیا ہے
کہ جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے رحلت فرمائی تو کچھ عورتون نے رونا شروع کیا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ اونکو مارنے اور جھڑکنے اور منع کرنے لگے تو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا چھوڑ دے اونکو اور رونے دے جو کچھ ہاتھ اور زبان
سے ظاہر ہو وہ شیطان کی طرف سے ہے اور گریہ بے نوحہ منع نہین روایت ہے کہ حضرت
فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی قبر کے پاس کھڑی روتی تھین اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دامن شریف سے اونکے آنسوؤن کو اونکے چہرے مبارک سے پونچھتے
تھے اور مشہور ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وفات کے وقت مدینہ
منورہ مین تشریف نہ رکھتے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اونکی تیمارداری کے واسطے ہین
مدینہ منورہ مین چھوڑ کر غزوۂ بدر کو تشریف فرما ہوئے تھے جسوقت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ
بشارت فتح غزوۂ بدر لائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اونکی قبر شریف پر کھڑے
ہین اور اونکو دفن کر رہے ہین اور خبر صحیح یہ ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات کے وقت تشریف رکھتے تھے اور شاید کہ پہلی خبر جس سے آپکا
تشریف رکھنا ثابت ہوتا ہے وفات حضرت ام کلثوم سے ہوگی یا وفات حضرت زینبؓ سے جو
آٹھوین سن مین واقع ہوئی سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ ظاہر یہ بات ہے کہ ان سب صاحبزادیو
کے قبور شریف عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قبر شریف کے آس ہی پاس ہونگی اسواسطے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے دفن کے وقت اور
اونکی قبر کے پاس پتھر رکھتے وقت فرمایا تھا کہ اُدفِنُ اِلَیہِ مَن مَاتَ مِن اَہلِہٖ اور اس زمانے
مین اسی جگہ کے قریب ایک قبہ ہے اوسکو قبہ بنات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کہتے مین
قبر فاطمہ بنت اسد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مان یہ بھی بروایت محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب
قبر سیدنا ابراہیم و سیدنا عثمان بن مظعون کے پاس ہین مدفون ہین اور اس روایت کے سوا

له تو بھی مل ساتھ ہمارے سلف عثمان بن مظعون کے ۱۲

له دفن کرون گا مین اسکے پاس جو کوئی میرے اہلبیت سے انتقال کرے گا ۱۲

اور روایات بھی اسکے موئد آئے ہین سمہودی کہتے ہین کہ پس اس زمانے مین جو قبہ کہ قبۂ فاطمہ
بنت اسد کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبے سے اوتر کی طرف مشہور ہے صحیح نہین ہے
اگرچہ بعضے مورخون نے بھی موافق اسکے ذکر کیا ہے اور سید کہتے ہین کہ کیونکر روا ہو کہ حضرت
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود ایسی محبت و عنایت کے کہ اونکے حال پر مبذول
تھی بقیع سے اتنی دور دفن کیا ہو اور ساتھ اسکے بھی کہ حضرت عثمان بن مظعون کے دفن کے
وقت فرمایا تھا اَدْفِنُ اِلَیہِ مَنْ مَاتَ مِنْ اَہلِی[1] اور جبکہ مشہد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ حقیقت مین داخل بقیع نہین ہے اور یہ قبہ جو حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب
ہے اور اوس سے بھی دور ہے پس دفن اونکا غایتِ بُعد مین ہوگا اور حضرت محمد بن علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہین کہ جب حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات کا
وقت نزدیک پہونچا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اونکا انتقال ہو جاوے
تب ہمکو خبر دینا چنانچہ ویسا ہی واقع ہوا پس آپ نے فرمایا کہ اوس جگہ مسجد کی جگہ پر جسجگہ کو
اب قبر فاطمہ کہتے ہین قبر کھودین اور لحد بناوین جب موافق حکم عالی گورکنی سے فارغ ہوئے
تو سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اوس قبر مین اوترے اور لحد مین لیٹ گئے اور قرآن پڑھا بعد
اوسکے پیراہن شریف بدن مبارک سے نکال کر فرمایا کہ اوسکے کفن مین اس پیراہن کو داخل
کردو بعد اوسکے اونکی قبر کے پاس نو تکبیرون سے نماز پڑھی اور فرمایا کہ کوئی شخص ضغطہ
قبر سے ایمن نرہے مگر فاطمہ بنت اسد صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
وَلَا اَلقَاسِم یعنے آپ کے صاحبزادہ حضرت قاسم بھی ایمن نہین رہے باوجود اس بات کے
صغر سن مین انتقال فرما گئے تھے فرمایا وَلَا اِبرَاہِیم یعنے قاسم کا حال تم کیا پوچھتے ہو ابراہیم
جو قاسم سے بھی چھوٹے سن مین اس جہان سے گئے ہین وہ بھی ایمن نہین رہے اور حضرت
جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت صحابہ مین
مین تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص خبر لایا کہ علی اور جعفر اور عقیل کی والدہ نے انتقال کیا
فرمایا اٹھو اپنی مان کی طرف چلین پس آپ کھڑے ہو گئے اور اصحاب کرام بھی کھڑے ہو گئے اور

---

[1] یعنی اسکے پاس جو کوئی مرے گا میرے اہل بیت سے دفن کرونگا ۱۲

اور کمال خشوع و خضوع سے بصفت کانہم علی رؤسہم الطیر آپکی ملازمت مین روانہ ہوئے جب آپ
اونکے دروازے پر پہونچے تو پیراہن شریف اپنے بدنِ مبارک سے اوتار کر عنایت فرمایا کہ بعد
غسل دینے کے یہ پیراہن شریف اون کے کفن مین لگا دو پھر جب اونکا جنازہ باہر نکلا آپ نے
اونکے جنازے کا پایہ اپنے دوشِ مبارک پر لے لیا اور ساری راہ مین کبھی اگلا پایہ جنازے کا
اور کبھی پچھلا پایہ لیتے چلے گئے جب قبر پر پہونچے تو آپ اونکی قبر مین اوترکر لحد مین لیٹ گئے
پھر باہر برآمد ہوکر فرمایا کہ اوتارو انکو قبر مین بسم اللہ و علی اسم رسول اللہ پھر بعد اون کے
دفن کے اونکی قبر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا جزاک اللہ من ام و ربیبۃ خیرا فنعم الام ونعم
الربیبۃ[1] صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمنے آپ سے دو چیزین
فاطمہ بنت اسد کے باب مین ایسی دیکھین کہ کسیکے باب مین نہین دیکھین ایک تو یہ کہ آپ نے اپنی
قمیص مبارک سے اونکو کفن دیا دوسری یہ کہ اونکی قبر مین اوترکر لیٹ گئے فرمایا اپنی قمیص سے
اونکے کفن دینے سے یہ غرض تھی کہ ہرگز آتش دوزخ اونکے بدن کو مساس نکرے اور مقصود انکی
قبر مین لیٹنے سے یہ تھا کہ حق تعالیٰ اونکی قبر کو وسیع کردے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی
اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد ابوطالب کے
میرے ساتھ سوا فاطمہ بنتِ اسد کے کوئی دل سے نیکی کرنے والا نہ تھا مین اونکو پیراہن اپنا
پہنایا تاکہ حلہ ہاے بہشت اوسکو نصیب ہون اور انکی قبر مین لیٹا تاکہ وہ بلای قبر سے خلاصی
پاوین اور روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ جب فاطمہ بنت اسد رضی اللہ
عنہا نے انتقال کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاکر اونکے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا
کہ یا امی بعد امی[2] اور بہت سی آپ نے اونکی تعریف فرمائی اور اپنے پیراہن سے اونکا کفن
کیا بعد اسکے اسامہ بن زید اور ایوب انصاری اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم کو اونکی قبر کھودنے
کو حکم دیا جب وہ لوگ حسب الحکم کھودنے سے فارغ ہوئے تو آپ نے قبر مین اوترکر لحد اپنے
دستِ مبارک سے بنائی اور خاک اوسکی اپنے ہی دستِ مبارک سے باہر نکالی پھر اوس لحد مین آپ لیٹ گئے اور

[1] جزا دے اللہ تعالیٰ تجھے ماں اور دایہ پالنے والے سے خیر کی پس بہتر ماں اور بہتر دایہ پالنے والی ۱۲

[2] اے میری ماں بعد میری ماں کے ۱۲

فرمایا اَللّٰہُ الَّذِی یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَہُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اِغْفِرْ لِاُمِّیْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ اَسَدٍ وَوَسِّعْ عَلَیْہَا مُدْخَلَہَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَآءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ پھر باہر آمد ہوکر چار تکبیرین پڑھین اور لحد مین اونھین لٹایا اور عباس اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما بھی اس کام مین آپ کے شریک تھے اور عبد العزیز بن عمر سے روایت آئی ہی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی کی قبر مین نہین اوترے سوا پانچ شخصون کے اون مین تین عورتین دو مرد ہین ایک قبر خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا ہین کہ مکے معظمہ مین ہے اور چار قبرون مین جو مدینہ طیبہ مین ہین اوس مین سے ایک قبر اوس لڑکے کی ہے جو حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا کا تھا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو اپنی کنار تربیت مین پرورش فرمایا تھا دوسری قبر عبد اللہ مزنی کی ذو البجادین کہتے ہین تیسری قبر حضرت اُمّ رومان والدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چوتھی قبر حضرت فاطمہ بنت اسد کی رضی اللہ عنہم اجمعین قبر عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ انکی قبر شریف بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس ہے ابن زبالہ حمید بن عبد الرحمٰن سے روایت لاتے ہین کہ جب وقت رحلت حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا قریب پہونچا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اونسے کہلا بھیجا کہ اگر تمھارا دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے بھائیون ابوبکر رض و عمر رض کے پہلو مین دفن ہونیکو چاہتا ہی تو ویسا ہی کیا جائے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ سنکر جواب دیا کہ مین نہین چاہتا کہ گھر کو تمھارے اوپر تنگ کردون میرے اور عثمان بن مظعون کے درمیان مین عہد تھا کہ ہم تم دونون ایک ہی جگہ گڑین گے پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بعد انتقال عبد الرحمٰن بن عوف اونکا جنازہ میرے گھر کے آگے لاکر رکھہ دیجیو لوگون نے ویسا ہی کیا آپ نے اونکے جنازے کی نماز پڑھی سُنتے ہین کہ حجرہ مبارک مین ایک قبر کی جگہ خالی ہی اور بعضی روایات مین آیا ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اوس جگہ دفن ہونگے اسیواسطے حکمت آلہی مقتضی اسبابات کی ہوئی کہ اوس جگہ کوئی دفن نہو سکا چنانچہ متبعین اخبار پر ظاہر ہے قبر سعد ابن ابی وقاص ابن وہقان سے روایت لاتے ہین کہ حضرت سعد

لہ اللہ ایسا کہ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہی کہ نہین مرتا بخشدے میری ماں فاطمہ بنت اسد کو اور وسیع کردے اوپر اوسکے داخل ہونیکی جگہ کو بحق اپنے نبی کے اور بحق انبیا جو پہلے مجھسے گذرے ہین کیونکہ تو سارے رحم کرنے والون سے بڑا رحم کرنے والا ہے ۱۲ ف ۱۲

بن وقاص رضی اللہ عنہ نے مجھکو بلایا اور اپنے ساتھ مجھکو بقیع مین لے گئے اور میخین بھی اپنے ساتھ
لے لین جب گوشۂ شامیۂ مشرقیہ دار عقیل مین جہان عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر ہے پہونچے
مجھے ایک قبر کھودنے کا حکم دیا مین حکم بجالایا بعد اوسکے وہ میخین جو ساتھ لے گئے تھے اونھون
نے اوس جگہ گاڑ دین اور فرمایا کہ بعد میرے مرنے کے یہ جگہ اصحاب کرام کو دکھا دینا کہ مجھے
یہین دفن کرین ابن دہقان کہتے ہین کہ مین نے بعد رحلت فرماتے سعد بن وقاص کے اونکے
صاحبزادون کو اوس جگہ کے نشان دیے ہین پس وہ وہین دفن کیے گئے رضی اللہ عنہ قبر
عبد اللہ بن مسعود ابن سعد اپنے طبقات مین نقل کرتے ہین کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
نے وصیت فرمائی تھی کہ اونکو بھی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے پاس
دفن کرین اور دوسری روایت بھی آئی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے
مدینہ منورہ مین سن بتیس مین انتقال فرمایا اور جنۃ البقیع مین دفن ہوئے اور بعضے اخبار مین
آیا ہے کہ اونکا انتقال کوفہ مین ہوا سن چھتیس مین واللہ اعلم قبر ابن حذافۃ السہمی یہ
مہاجرین اولین سے ہین اور اصحاب ہجرتین سے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے اُحد کی لڑائی کے دن ایک زخم اونکے لگا تھا
اسکے سبب اوسکے سن تین مین شوال کے مہینے مین مدینہ منورہ مین انتقال فرمایا اور
رحلت فرمانا حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بھی سن مذکور ہی مین ہوا لیکن شعبان
کے مہینے مین قبر سعد بن زرارہ اونھون نے ہجرت کے پہلے سن مین مسجد نبوی کے بننے کے وقت
رحلت کی تھی قبر اونکی روحا مین ہے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے
نزدیک پس چاہیے کہ سیدنا ابراہیم کی زیارت کے وقت ان سب اصحاب مذکورین پر
سلام کرین اور سیدنا ابراہیم کے قبۂ شریفہ مین دیوار پر ان سب حضرات مذکورین کے اسمای
شریفہ بھی لکھے ہوتے ہین لیکن وہ دو قبرین جو ان دونون قبون کے اندر حادث ہوئی ہین
کچھ اصل نہین رکھتی جیسا کہ سمہودی نے کہا ہے واللہ اعلم قبر حضرت فاطمۃ الزہرا بنت حبیب اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جاننا چاہیے کہ حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کی جگہ کی
تعیین مین اخبار مختلفہ اور اقوال متنوعہ آئے ہین جیسا کہ حلیہ کمال آپکا آپکی حیات مین چشم اغیار سے

چھپا تھا ویسا ہی جمال عصمت آپکا بعد ممات کے چھپا رہا اور حقیقت یہ ہے کہ آپکی وصیت کے موافق
آپ کے انتقال اور دفن کی خبر کسی امیر و فقیر کو نہین دی گئی اور آپ کی نماز جنازہ مین سوائے
حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور چند آدمی اہل بیت کے کوئی شریک نہ تھا اور رات ہی کو
دفن ہوئین سلام اللہ علیہا بعضے اس طرف گئے ہین کہ قبر مطہر اونکی بقیع مین ہے اوس جگہ جہان
سارے اہل بیت نبوت آرام کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اونکو اونھین کے گھر مین دفن کیا ہے
جو گھر کہ مسجد نبوی مین داخل کر دیا گیا ہے اور بھی اقوال آئے ہین کہ اون مین سے بعض کی
طرف جو صحت سے قرین ہین آخر کلام مین اشارہ کیا جائے گا اور سمہودی نے اپنی تاریخ مین
اخبار اور روایات طرفین کے ذکر کئے ہین اور ترجیح اور تضعیف بعضے اقوال کی کی ہے اور شاید
کہ قوم کے نزدیک مختار قول اول ہے واللہ اعلم اور ہم تھوڑی سے روایتین اسبات مین
نقل کرتے ہین قطع نظر راجح اور مرجوح سے محمد بن علی بن عمر سے روایت لاتے ہین کہ وہ
فرماتے تھے کہ قبر حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گوشہ یانیہ دار عقیل مین ہے
جو شارع ہے بقیع مین اور دوسری روایت آئی ہے کہ دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ آپکی
قبر شریف اسی جگہ کے قریب ہے یہان تک کہ تحقیق اسبات کی بھی آئی ہے کہ دار عقیل سے کئی گز
کے فاصلے سے ہے بعضی روایات مین تینتیس ۳۳ گز شرعی مذکور ہین اور بعضے مین سینتیس ۳۷ گز اور
اشکال اسکے اور وہ جو قضیۂ دفن امام المسلمین حسن بن علی بن ابی طالب مین نقل کرتے ہین
کہ آپنے وصیت فرمائی تھی کہ لوگ میرے لاش کو میرے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین
دفن ہونے دین تو بقیع مین میری ماں کے پاس مجھو دفن کرنا دلالت اسبات پر کرتا ہے کہ قبر
شریف حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کی بقیع مین ہے جہان قبر شریف حضرت امام حسن علیہ السلام
کی ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا
کو اونھین کے حجرے مین جسکو عمر بن عبد العزیز نے مسجد مین داخل کر دیا دفن کیا ہے جیسا کہ پیغمبر
خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اونکے حجرۂ شریف مین دفن کیا ہے اور دفن کرنا حضرت سیدہ
رضی اللہ عنہا کا رات کو واقع ہوا کہ اکثر آدمیون کو اوس سے اطلاع نہ ہوئی اور بھی نقل
کرتے ہین کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے رحلت کے وقت فرمایا تھا کہ مین اپنے جلالت جسم سے

شرم رکھتی ہون کہ مجھے مردون کے سامنے لیجائین اور اوس زمانے مین عادت یہی تھی کہ عورتون کی لاش کو بھی مردون کی لاش کے طور پر باہر نکالا کرتے تھے اسما بنت عمیس نے اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت اُم سلمہ نے کہا کہ ہم نے دیکھا ہے کہ حبش کے لوگ ایک طور کی نعش بناتے ہین جس سے خوب ستر ہوتا ہے ویسی ہی ہم تمھارے واسطے بھی تیار کرین گے اور دوسری خبر مین آیا ہے کہ حضرت جناب سیدہ نے وصیت کی تھی کہ میرے غسل اور تجہیز کے بھی اسما بنت عمیس اور علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ متکفل ہون اور دوسرے شخص کو اوس مین دخل نہو یہ رد کرتی ہے اوس بات کو جو لوگ کہتے ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے وفات کی خبر نہین ہوئی اور اسی سبب سے وہ نماز جنازہ مین حاضر نہین ہوئے اسواسطے کہ اسما بنت عمیس اوس زمانے مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تحت مین تھین اور یہ بات نہایت بعید ہے کہ زوجہ اونکی حاضر ہوا ور غسل دے اور اونکو خبر نہو اور بعضے کہتے ہین کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر ہو پہنچی ہو اور اونھون نے آنیکا قصد بھی کیا ہو مگر چونکہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اخفا منظور تھا تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ چاہا ہو کہ برخلاف قصد حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے کام کرین اور شاید کہ اُونکے وہان کچھ مصلحت ہو اور شیخ ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع اونکی ہوئی ہو اور اونھون نے گمان کیا ہو کہ شاید علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نماز جنازہ اور دفن کے واسطے بلالین گے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ گمان کیا ہو کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بغیر طلب کے آوینگے واللہ اعلم اور اس سے صریح تر دلالت مین اسبات پر کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو وفات حضرت سیدہ کا علم تھا یہ ہے کہ روایت کرتے ہین کہ جب حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنی نعش مبارک کے باہر نکالنے کو مکروہ رکھا تو اسما بنت عمیس نے شاخون خرما سے موافق رسم اہل حبش کے ایک گہوارہ تیار کر کے حضرت سیدہ کی نظر سے گذرانا حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اوسکو ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوئین اور تبسم فرمایا کہ اور اس سے پہلے بعد رحلت سید الانس والجان صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی نے آپ کو تبسم فرماتے

نہین دیکھا تھا اور خوش حال نبایا تھا اور اسما بنت عمیس کو وصیت فرمائی کہ تو اور حضرت مرتضوی مجھے غسل دین اور دوسرا شخص کوئی آنے نپاوے پھر جب وفات فرمائی تو حضرت عائشہ رضی نے دروازے پر تشریف لاکر اندر جانا چاہا اسما بنت عمیس نے موافق وصیت حضرت سیدہ کے اندر آنے سے منع کیا حضرت عائشہ رضی نے اپنے پدر بزرگوار سے جاکر شکایت کی کہ اس ختعمیہ کو کیا ہوا ہے کہ میرے اور بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان مین حائل ہوئی ہے اور مجھے اندر اندر آنے نہین دیتی اور اون کے جنازے کے واسطے ایک چیز مثل ہودج عروس اپنی عقل سے تراش کر بنائی ہے حضرت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ سنکر حضرت سیدہ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوے اور فرمایا اسما تو کیون پیغمبر کی بی بی کو پیغمبر کی بیٹی کے پاس آنے سے منع کرتی ہے اور تو نے کیا چیز مثل ہودج عروس اون کے واسطے بنائی ہے اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ حضرت سیدہ نے مجھے وصیت کی ہے کہ مین کسی کو اونکے پاس آنے ندون اور یہ جو مین نے بنایا ہے اونکی حالت حیات مین بنایا تھا اور اونھون نے اسکو ملاحظہ کیا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے جو تو کہتی ہے تو جیسا تجھے وصیت فرماگئی ہین ویسا ہی کر یہ روایت جیسے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت جناب سیدہ کی وفات فرمانے کا علم تھا اسیطرح دلالت کرتی ہے اس بات پر بھی کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اپنے حجرۂ شریفہ مین دفن نہین ہوئین ورنہ حاجت گہوارہ بنانے کی کیون ہوئی اور بعض روایات غریبہ مین آیا ہے کہ ایک روز حضرت جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا صبح کو نہایت خوش وخرم اوٹھین اور لونڈی سے فرمایا کہ غسل کے واسطے پانی تیار کر بس آپ نے نہایت مبالغہ اور احتیاط سے غسل فرمایا اور نہایت پاکیزہ کپڑے پہنے اور فرش بچھاکر قبلہ رُخ لیٹ گئین اور اپنا دست مبارک رخسارۂ مبارک کے نیچے رکھ لیا اور فرمایا اب میرا انتقال ہوتا ہے اور مین غسل کرچکی ہون اور پاک کپڑے پہنے ہون کوئی میرے بعد انتقال کے بدن شریف نہ کھولے اور غسل دینے کو کپڑے نہ اوتارے اور اسی جگہ جہان لیٹی ہون دفن کردین جب حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ دولت سرا مین تشریف فرما ہوئے تو لوگون نے صورت حال عرض کی آپنے جاکر دیکھا

تو روح مبارک اعلیٰ علیین کو پہونچگئی تھی فرمایا واللہ کہ کوئی شخص انکو نہ کھولے اور اسی غسل سابق پر اوسی جامہ شریف کے ساتھ جو پہنے ہوئے تھیں دفن کردیا یہ روایت مخالفت رکھتی ہے حدیث بنت عمیس سے اور حدیث اسماکو امام احمد بن حنبل وغیرہ بڑے بڑے علماے حدیث نے نقل کی ہے اور حجت لائے ہیں اور بھی اس خبر کے رواۃ میں اختلاف ہے اور ابن جوزی اپنے موضوعات مین اسکو لائے ہین واللہ اعلم اور مسعودی مروج ذہب مین نقل کرتے ہین کہ امام حسنؑ اور امام زین العابدین اور امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق سلام اللہ علیہم کے قبور شریفہ کی جگہ پر ایک پتھر پایا گیا اوسپر لکھا تھا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مُبْدِاءِ الْاُمَمِ وَمُحْیِ الرَّمِیْمِ ہٰذَا قَبْرُ فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدَۃِ النِّسَاءِ الْعَالَمِیْنَ وَقَبْرُ حَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ وَعَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ وَقَبْرُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اور یہ پتھر ظاہر ہوا تھا سن تین سو تینتیس مین چنانچہ اوس کلام کے فحوا سے جو ذکر کیا ہے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرا قول آیا ہے کہ قبر حضرت جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کی اوس مسجد مین ہے جو بقیع مین حضرت سیدہؓ کی طرف منسوب ہے قبۂ عباس سے قبلے کی طرف مائل بشرق اور امام غزالیؒ نے بیان زیارت بقیع مین اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور اوس مین نماز پڑھنے کی وصیت کی ہے اور بعضے دوسرون نے اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ بیت الحزن کرکے مشہور ہے اسواسطے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غم مین آدمیون مین رہنے سے متنفر ہوکر وہین اقامت فرمائی تھی اور بھی کہتے ہین کہ یہ جگہ وہ گھر ہے جو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے بقیع مین لیا تھا واللہ اعلم محب طبری وخائر عقبیٰ مین کہتے ہین کہ خبر دی مجھے ایک مرد صالح نے کہ مجھسے شرفی اللہ دوستی رکھتا تھا کہ جب شیخ ابو العباس مرسی تلمیذ شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہما زیارت بقیع کو جاتے تو قبۂ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑے ہوجاتے اور حضرت سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر سلام پڑھتے اور فرماتے کہ کشف سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قبر شریف حضرت سیدہ کی اس جگہ ہے اور

ترجمہ تعریف اللہ کو اور وہ زندہ کرنے والا ہے بوسیدہ ہڈیون کا یہ قبر ہے فاطمہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سیدۃ نساء العلمین اور قبر حسن بن علی اور علی بن الحسین بن علی اور قبر محمد بن علی جعفر بن محمد علیہم السلام ۱۲

شیخ ابو العباس مرسی مشہور ہین کشف مین طبری کہتے ہین کہ مدتہاے مدید تک اس اعتقاد پر
بسبب اوس اعتقاد کے کہ مجھے حضرت شیخ کی خدمت مین تھا رہا یہان تک کہ مین نے وہ خبر
جو ابن عبد البر نے قضیۂ انتقال امام حسن سلام اللہ علیہ مین نقل کی ہے دیکھی تو اعتقاد میرا اوس امر
پر جسکے کشف سے شیخ نے خبر دی تھی اور زیادہ ہوگیا سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ وہ اصح اقوال ہے
اگرچہ اُنسے پہلے بعضے علماے شافعیہ نے اس قول کو کہ گھر مین دفن ہوئی ہین اظہر الاقوال کہا ہے
واللہ اعلم تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ الزَّهْرَاءُ يَوْمَ الثُّلَثَاءِ لِثَلٰثٍ خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ اِحْدٰى عَشَرَ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهَا وَ اَوْلَادَهَا قبر امام المسلمین حسن بن علی المرتضی سلام اللہ علیہما روایت کرتے ہین کہ جب وقت
رحلت امام حسن علیہ السلام کا نزدیک پہونچا تو آپ نے ایک شخص کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا کے حضور مین بھیجا کہ اگر آپ اذن دیجیے تو میری نعش کو حجرۂ مبارک کے اندر میرے جد امجد
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو مین دفن کرین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے
قبول فرمایا اور ارشاد کیا کہ ایسا ہی ہوگا وہان ایک قبر کی جگہ خالی بھی ہر وہین اون کو دفن
کرین بنی امیہ یہ خبر سنکر ہتھیار باندھکر لڑنے کو آئے اس طرف سے بنی ہاشم بھی نکل پڑے اور
مستعد جنگ ہوئے حضرت امام حسن علیہ السلام نے جب یہ خبر سُنی کہ نوبت قتال وجدال کی پہونچنے
والی ہے تو بمقتضاے شفقت کہ قتال آپسمین ہونا اچھا نہین فرمایا کہ اگر نوبت یہانتک پہونچا
چاہتی ہے تو مین راضی نہین ہون مجھے بقیع مین لیجا کر میری مان کے پہلو مین دفن کر دینا اور
دوسری روایت مین آیا ہے کہ وقت رحلت امام حسن علیہ السلام نے امام حسین علیہ السلام
سے فرمایا کہ مجھے میرے جد کے پہلو مین دفن کرنا اور اگر یہ قوم اثبات سے مانع آئے تو اُنسے
الحاح ونزاع نہ کرنا مجھے لیجا کر بقیع الغرقد مین دفن کر دینا آخر کو ویسا ہی ہوا جیسی اونھون نے
خبر دی تھی مروان کہ حاکم مدینہ تھا جنگ کرنے کو نکلا اور کہنے لگا کہ ہرگز اثبات کو روا نہ
رکھونگا کہ حسن بن علی کو حجرۂ پیغمبر مین دفن کرین اور عثمان کو اتنی دور ڈالین حضرت ابوہریرہ
وغیرہ از اصحاب کرام کہ اوس زمانے مین مدینۂ منورہ مین موجود تھے کہتے تھے کہ واللہ یہ ظلم صریح ہے

۱ؔ وفات فرمائی حضرت فاطمہ زہرا نے منگل کے دن کو رمضان کے مہینے مین گیارھوین سن
مین راضی ہو خدا اُنسے اور اون کی اولاد سے ۱۲ ش

کہ حسن علیہ السلام کو اپنے جد امجد علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے پہلو مین دفن ہونے سے منع کرین بعد
اوسکے یہ حضرات رضی اللہ عنہم حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آخر
تمھارا بھائی نے وصیت نہین کی تھی کہ اگر نوبت قتال تک پہونچے تو مجھے مسلمانون کے
مقبرے مین دفن کرنا اور قوم کے ساتھ نزاع نہ کرنا آخر کوان حضرات کے الحاح سے مقبرۂ
بقیع مین جاکر دفن کردیا سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلٰی سَائِرِ اَہْلِ بَیْتِ النُّبُوَّۃِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اور
بعضے روایات مین آیا ہے کہ اوس زمانے مین امیر مدینہ منورہ حضرت معاویہ کے طرف سعد بن العاص
تھا جسوقت جنازہ امام حسن علیہ السلام کو باہر لائے تو امام حسین علیہ السلام نے اوس سے کہا
کہ آگے آ اور نماز جنازہ پڑھا اگر میرے جد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اسبات پر نہوتی کہ امام جنازہ
امیر کو ہونا چاہیے تو مین تجھے ہرگز آگے نہ کرتا اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی قبر شریف
کے پاس قبر امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام ہے اور قبر امام ابوجعفر محمد باقر
بن امام زین العابدین اور قبر امام جعفر صادق بن امام محمد باقر سلام اللہ علیہم اجمعین
اور درحقیقت یہ سب ائمہ ہدیٰ سلام اللہ علیہم ایک قبر مین مدفون ہین بڑے قبے کے اندر
جسے قبۂ عباس کہتے ہین اور زبیر بن بکار روایت کرتے ہین کہ امام حسن مجتبےٰ نے جسد مطہر حضرت
امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو بھی لاکر بقیع مین دفن کیا ہے سید علیہ الرحمۃ کہتے ہین کہ
سن آٹھ سو سرسٹھ مین مشہد حسین و عباس مین ایک قبر جانب قبلہ کھدواتے تھے کہ زمین کے
اندر سے ایک تابوت لکڑیکا نکلا اوسپر سرخ پوشش تھی اور مینخین جڑی ہوئی تھین اور تعجب
کی بات ہے کہ پوشش بھی پرانی نہین ہوئی تھی اور مینخون مین بھی چمک دمک تھی زنگ وغیرہ
نہین لگا تھا سید کہتے ہین کہ شاید تابوت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا ہوگا کہ زبیر بن بکار
نے روایت کی ہے اور بھی روایت کرتے ہین کہ یزید پلید نے سر مبارک حضرت امام المومنین
حسین بن امیر المومنین علی مرتضیٰ سلام اللہ علیہما کو عمرو بن عاص کے پاس کہ اوس بدبخت کیطرف
سے عامل مدینۂ مطہرہ تھی بھیجا اونھون نے اوسکو کفن دیکر بقیع مین اونکی والدہ سیدۃ النساء
العلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف کے پاس دفن کیا اور بعضے محدثین نقل کرتے ہین
کہ سر مبارک امام حسین علیہ السلام کا بعد ہلاک یزید پلید اوسکے خزانہ مین پایا گیا لوگون نے

اوسے کفن دے کر دمشق ہی مین باب فرادیس کے پاس دفن کر دیا اس باب مین اور بھی ایک قول
آیا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور بہر تقدیر اگر اس مشہد کی زیارت کے وقت سارے ائمہ ہدیٰ
پر سلام پڑھا جاوے تو بہتر ہے قبر عباس بن عبد المطلب عم النبی المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ
تعالےٰ عنہ ابن شیبہ روایت لاتے ہین کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کو بھی
حضرت فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا کی قبر شریف کے پاس اول مقابر بنی ہاشم مین
کہ گوشہ دار عقیل مین واقع ہے دفن کیا اور بھی ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ مین نے سنا ہے
کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بقیع کے بیچو بیچ مین دفن کیا ہے انتہیٰ اس زمانے مین ایک
بڑا سا قبہ ہے بقیع مین اوس مین قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور قبور ائمہ ہدیٰ واقع ہین
جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے قبر صفیہ بنت عبد المطلب عمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ابن شیبہ روایت
لاتے ہین کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اوس کوچہ کے آخر مین جدھر سے بقیع کو جاتے ہین دار مغیرہ
بن شعبہ کے نزدیک جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اونکے واسطے منقطع کیا تھا دفن کیا
ہے اور آخر مین جب مغیرہ بن شعبہ نے بناے دار شروع کی تو حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
اودھر سے نکلے اور دیکھکے فرمایا کہ مین نہین چاہتا کہ تو اپنی دیوار کو میری والدہ کی قبر پر کھڑی
کرے مغیرہ نے بسبب اوس نسبت کے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رکھتے تھے اونکے
فرمانے کا کچھ خیال نکیا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تلوار کھینچ کر اون کی بنا پر جاکر کھڑے ہوگئے
یہ خبر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہونچی آپ نے مغیرہ بن شعبہ کو دیوار بنانے سے منع کروا کے
بھیجا اور اس زمانے مین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی قبر شریف شہر پناہ مدینہ مطہرہ کے دروازہ کے
متصل جو جانب بقیع کے ہے واقع ہے قبر ابی سفیان بن الحارث بن عبد المطلب ابن عم النبی
صلے اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے ابو سفیان بن حارث رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مقابر کے درمیان مین پھر رہے ہین پوچھا
یا ابن عم کیا ڈھونڈ رہے ہو کہا اپنے دفن ہونے کو ایک قبر کی جگہ ڈھونڈھتا ہون پس حضرت
عقیل رض اونکو اپنے احاطہ مین لائے اور ایک جگہ معین کر دی وہان اون کی قبر کھودی
گئی حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ وہان ایک ساعت ٹھہر کر چلے گئے دو روز اس حال سے

نہین گذرے تھے کہ اِس جہان سے رحلت فرمائی اور اُوسی قبر مین دفن کیے گئے وکانت[1] وفاتہ
سنتہ عشرین وصلّی علیہ عمر رضی اللہ عنہ اور اب اس زمانے مین اونکا نام مبارک اور
اِسم شریف حضرت عبداللہ بن جعفر کا قبہ عقیل بن ابی طالب کے اندر دیوار پر لکھا ہے سید سمہودی
کہتے ہین کہ ظاہراً ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قبے کے اندر جو حضرت عقیل کی طرف منسوب ہے
مدفون حضرت ابوسفیان بن حارث ہین اور کہتے ہین اسواسطے کہ ابن زبالہ اور ابن شبیہ نے
حضرت عقیل کی قبر کو بقیع مین ذکر نہین کیا اور غزالی نے بھی احیاء العلوم مین حضرت عقیل کو
اون لوگون مین جنکے قبور کی زیارت بقیع مین کرتے ہین یاد نہین کیا بلکہ ابن قدامہ وغیرہ
نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی وفات شام مین ہوئی ہے حضرت معاویہ کی امارت
کے دنون مین اور گویا کہ شہرت اس قبے کی اس طور پر کہ یہ قبہ عقیل ہے اس جہت سے ہے کہ
دار عقیل اس جگہ پر تھا چنانکہ مکرر مذکور ہو چکا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اونکی نعش مبارک
کو شام سے نقل کرکے یہین لاکر دفن کردی ہو اور پہلے سب سے حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی قبر
اس قبے مین ہونے کو ابن نجار نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ قبر عقیل بن ابی طالب رض بقیع کے
پہلے قبے مین ہے اور اُونکے ساتھ اونکے بھتیجے کی بھی قبر ہے یعنے عبداللہ بن جعفر الطیار بن ابی
طالب کی اور اجود عرب کبیر السن تھے اونکا انتقال مدینۂ منورہ مین ہوا ہے رضی اللہ عنہ اور
بعضے علماے سیر و تواریخ کہتے ہین کہ وہ ابوا مین جو مکے اور مدینے کی راہ مین واقع ہے سنہ
نوّے مین مدفون ہوئے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ
دس برس کے تھے پس ولادت اونکی ہجرت ہی کے سال مین ہوتی ہوگی رضی اللہ عنہ قبور ازواج
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہن بھی دارِ عقیل کے نزدیک ہین خبر مین آیا ہے کہ عقیل رضی
اللہ عنہ اپنی دار مین کنوان کھدواتے تھے وہان ایک پتھر نکلا اُسپر نکلا تھا قبر ام حبیبہ بنت صخر
بن حرب رض عقیل نے اوس کنوین کو بند کروادیا اور قبر پر عمارت بنوادی اور سمہودی کہتے ہین کہ سارے
روایات اسی بات کی طرف ناظر ہین کہ قبور شریفۂ امہات المومنین اسی جگہ ہون گی جہان

---

[1] یعنی اونھون نے وفات فرمائی بیس سن مین اور اون کے جنازے کی نماز پڑھی حضرت عمر
فاروق رضی اللہ عنہ نے ۱۲

اُب زیارت کرتے ہین مگر بعضے روایات کہ دلالت کرتے ہین اسبات پر کہ بعضے ازواج مطہرات کے قبور شریفہ مقبرۂ امام حسنؑ و عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک واقع ہین ابن شیبہ محمد بن یحییٰ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مین نے سنا ہے لوگون کو کہتے تھے کہ قبر حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی بقیع مین وُہان پر ہے جہان محمد بن علی مدفون ہین قریب موضع دفن سیدتنا فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہتے تھے کہ اُسی جگہ پر آٹھ گز کے قدر زمین کھودی گئی تھی تو ایک پتھر نکلا تھا اوسپر لکھا تھا ہٰذَا قَبْرُ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور صحیح بخاری شریف مین مذکور ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صاحبین رضی اللہ عنہما کے پہلو مین دفن نکرنا مجھے دفن کرنا بیچ صَوَاحِبُ نِسَآءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ بقیع مین سارے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے قبور شریفہ مدینے مین ہین مگر قبر شریف حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے شراف مین قریب تنعیم کے اور کہتے ہین کہ اونکا نکاح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی جگہ پر واقع ہوا ہے اور خلوت بھی اسی جگہ ہوئی قبر امیرالمومنین عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ ابن شیبہ نقل کرتے ہین کہ جب چاہا لوگون نے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو حجرۂ مبارک سرور انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم مین دفن کرین اور اونھون نے خود بھی اپنی حیات مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسبات کی رخصت لی لی تھی مصریون نے انکار کیا اور وہان دفن کرنے سے مانع آئے بلکہ نماز جنازہ بھی نہین پڑھنے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ اِنکو کہین دفن مت کرو اُمّ المومنین اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا یہ قصّہ سُنکر مسجد کے دروازے پر آکر کھڑی ہوگئین اور فرمانے لگین واللہ تم لوگ ہٹ جاؤ مین اوسکو دفن کرون اور نہین تو مین باہر نکل آتی ہون اور کشف ستر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کر لی ہون یہ سنکر وہ مفسدین ممانعت دفن سے باز آئے اور اوسی رات کو جسکے دن کو وہ شہید ہوئے ہین جبیر بن مطعم اور حکیم بن خرام اور عبداللہ بن زبیر اور بعض اور اصحاب کرام نے آکر اونکو وہان سے اوٹھایا جہان لاشِ مبارک اونکی پڑی تھی اور بقیع مین لیگئے وہان بھی وہ مفسدین دفن کرنے سے مانع آئے آخر کو حسن کوکب مین لیگئے اور جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ

وغیرہ نے نماز جنازہ پڑھی اور اوسی جگہ قبر کھدوا کر اون کو اوس مین رکھ کر ایک دیوار اون کی
قبر پر گرا کے اونکے مدفن کو چھپا کر چلے آئے اور یہ حسنؓ کوکب ایک جگہ تھی بقیع سے باہر کہ وہان
لوگ اپنے موتے کے دفن کرنے سے کراہت کرتے تھے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ اوس جگہ کھڑے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک مرد صالح ہلاک ہوگا اور اس جگہ دفن کیا
جائے گا اوس جہت سے یہ جگہ آدمیون کو مانوس ہو جائے گی پس اول جو شخص وہان دفن ہوا
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے بعد اوسکے مروان نے جس زمانے مین حضرت معاویہ
کی طرف سے عامل مدینۂ مطہرہ ہوا اوس جگہ کو بقیع مین داخل کیا اور جس پتھر کو حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کا علامت
ٹھہرایا تھا کہ لوگ اوسکے گرد دفن کیے جائین اور فرمایا لاجعلنک للمتقین اماما اوس پتھر کو اوٹھا
کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قبر شریف پر رکھا اور حکم دیا کہ لوگ انھین کے
گرد اپنے مردون کو دفن کیا کرین قبر سعد بن معاذ الاشہلی رضی اللہ عنہ انکو غزوۂ خندق
کے روز ایک زخم لگا تھا اور جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کے باب مین حکم
کرنے کو انکو طلب فرمایا جیسا کہ ذکر مسجد بنی قریظہ مین اشارہ اس طرف ہو چکا ہے تو خون بند ہو گیا
پھر جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین حاضر ہو کر بنی قریظہ کے باب مین حکم دے کر
اپنے دولت خانہ پر پہونچے تو زخم پھٹ گیا اور خون جاری ہوا اور اس جہان سے رحلت
فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون کے جنازے کی نماز پڑھی اور حضرت مقداد بن
الاسود رضی اللہ عنہ کے احاطہ کے پاس جو گلی گئی تھی اوس گلی کے ایک طرف کو اقصی بقیع
مین انھین کے مکان کے پاس دفن فرمایا سمہودی کہتے ہین کہ جو تعریف کہ قبر سعد بن معاذ
رضی اللہ عنہ کی قدمانے کی ہے وہ اس قبے کی جگہ پر جو حضرت فاطمہ بنت اسد کی طرف
منسوب ہے صادق ہے پس شاید کہ قبر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ہو گی اور اسے
قبر فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا شیعے سے کہتے ہون گے ورنہ اخبار صحیحہ سے ثابت ہوا ہے

لہ حسن کوکب ایک بستان تھا بقیع سے پورب کی طرف ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ کا ۱۲
۲ یعنے بنے مجھے متقیون کا امام کیا ۱۲

کہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی قبر شریف مقبرۂ اہل بیت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین
حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس ہے قبر ابی سعید الخدری رضی
اللہ عنہ خبر مین آیا ہے حضرت عبد الرحمن بن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہما سے کہ وہ فرماتے
تھے کہ ایک دن میرے باپ نے مجھسے فرمایا کہ بیٹا اب مین بوڑھا ہوا اور میرے یار سب کے
سب اس جہانِ فانی سے گذر گئے اب میرے چلنے کا وقت بھی قریب پہونچا ہے تو میرا ہاتھ پکڑ کر
بقیع مین لے چل مین نے تعمیل حکم کی اونکا ہاتھ پکڑ کر بقیع مین لے گیا جب اقصاے بقیع مین
پہونچے اوس جگہ کہ وہان کوئی مدفون نہ تھا فرمایا جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے واسطے
یہین پر قبر کھودنا اور کسی کو خبر نکرا اور کوچہ عمقہ سے کہ اودھر سے آدمی کا گذر کم ہے میرا جنازہ
نکالنا اور جنازہ تیز تیز لے چلنا کہ کوئی میرے جنازے کے ساتھ نہووے اور کسی کو مجھپر رونے
اور نوحہ کرنے ندینا اور میری قبر پر خیمہ لگانے ندینا عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ جب
حضرت والد بزرگوار رضی اللہ عنہ کا وقت رحلت پہونچا تو سب آدمی میرے گھر کو گھیر کر کھڑے
ہوگئے کہ اونکا جنازہ باہر نکلے تو سب ساتھ ہولین مین نے موافق اونکی وصیت کے کسی شخص کو
اونکے موت کی خبر ندی اور بہت سویرے اونکی لاشِ مبارک بقیع مین لے گیا دیکھتا کیا ہون
کہ سب آدمی آپ سے پہلے ہی سے بقیع مین پہونچکر منتظر کھڑے ہین رضی اللہ عنہ
جمیع اصحاب سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہان تک ذکر اون قبور شریفہ کا تھا جو اصحاب
تاریخ نے اون کی تعیین اور جہات مین اخبار و آثار پاکر جنة البقیع مین ذکر کیے گیو
ہین مگر اب جو قبے اور مشاہد اس مقبرۂ عظیم القدر مین اور سوا اسکے اور جو اس بلدہ طیبہ
کے گرد و پیش موجود ہین اور بادشاہانِ قدیم و جدید نے ظن و تخمین یا تحقیق و یقین سے
بنائے ہین وہ کئی قبے ہین اور قبہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کا کہ بعضے خلفا
عباسیہ نے سن پانسو انیس مین بنایا ہے وقیل غیر ذلک یہ سب مین بڑا قبہ ہے دوسرا
قبہ بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا قبہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا چوتھا قبہ سیدنا ابراہیم
بن سیدنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پانچوان قبہ عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا

ہ صاحبزادیون کا ۱۲
ہ اور کہا گیا سوا اسکے ۱۲

اِس قبر کے پاس دُعا کی قبولیت مین ایک اثر ثابت ہے چھٹا قبہ صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا متصل شہر پناہ مدینۂ مطہرہ کے ساتوان قبا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا اِس قبہ
شریفہ مین ایک قبر ہے اور کہتے ہین کہ متولی عمارت اِس مین دفن ہے آٹھوان قبہ فاطمہ بنت
اسد ام امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا اور دو قبے اور ہین بیچ بیچ مین بقیع کے
درمیان قبۂ امہات المومنین اور قبہ سیدنا ابراہیم کے انہین سے ایک مین امام دار الہجرۃ حضرت
امام مالک بن انس اصبحی صاحب مذہب مالکی محب رسول اللہ ومقیم بلدۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور دوسرے مین کہتے ہین کہ نافع مولی بن عمر ہین رضی اللہ عنہما جیسا کہ لکھا ہے سمہودی نے اور
مشہور اہل مدینہ مین یہ ہے کہ قبر امام نافع قاری مدینہ ہے اور بھی سمہودی کہتے ہین کہ کلام ابن
جبیر سے ذکر مشاہد معروفہ مین ایسا مستفاد ہوتا ہے کہ درمیان قبۂ سیدنا ابراہیم و قبۂ امام مالک
کے ایک قبر ہے عبد الرحمن بن الخطاب رضی اللہ عنہما کی جنکو عبد الرحمن اوسط کہتے ہین اور معروف
ہین ابو شحمہ کر حد زنا اونپر لگائی گئی تھی اوسی صدمہ سے بیمار ہو کر انتقال کر گئے تھے سید سمہودی
کہتے ہین کہ یہ تعریف صادق ہے اوس قبہ پر جو منسوب ہے نافع کی طرف واللہ اعلم اور ایک قبہ
چھوٹا سا ہے قبہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی راہ مین حضرت حلیمہ سعدیہ رضی کی طرف منسوب
جو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مرضعہ ہین مگر اہل تواریخ نے کہین اِس قبہ کا ذکر نہین کیا
نہ اثباتاً واللہ اعلم یہ وہ مشاہد و مقامات ہین جو معروف و مشہور ہین لیکن تحقیق وہی ہے جو پہلے
مذکور ہو چکا ہے اور شہر پناہ کے اندر کے قبون مین مشہور تر قبہ سیدنا اسمعیل بن امام جعفر صادق
سلام اللہ علیہما ہے مقابل قبۂ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے پچھان کی طرف اور یہ قبہ بنا ہوا
شہر پناہ سے پہلے کا ہے اور بنانے والا اسکا ابن ابی الہیجا وزیر ملوک عبیدیہ ہین جسنے مساجد
فتح کو بھی نئے سرسے بنایا ہے اور اِس قبے کی عمارت سنہ پانچسو چھیالیس مین واقع ہوئی
ہے اور کہتے ہین کہ حوالی اِس مقام کا شمال کی طرف سے حضرت امام زین العابدین رضی
اللہ عنہ کی دولتسرا کے دروازے تک تھا اور درمیان دروازۂ بیرونی اور دروازہ باغیچہ
کے ایک کنوان ہے منسوب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف کہ پانی اوس کا بیمارون
کے واسطے شفا ہے نقل کرتے ہین کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حالت مرض مین

اس کنوین مین گر پڑے تھے اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز مین تھے
حضرت نے غایت توکل وحضور ورضا سے نماز قطع نہ کی رضی اللہ عنہما وارضاہما عنی خیر الجزا اور
اوس قبۂ شریفہ کی جانب غربی مین ایک مسجد ہے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب
اس زمانے مین اکثر آدمی اوس کی زیارت سے محروم ہین اب رہے وہ مشاہد مشہورہ جو مدینہ معطرہ مین
بقیع سے باہر ہین وہ تین مشہد ہین اول مین افضل واعظم مشہد مقدس سید الشہدا حمزہ بن عبد المطلب
رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم واخوہ من الرضاع ہے اور اصل بنا اس قبہ عالی
کی خلیفہ ناصر الدین کی ماں نے کی ہے سن پانچسو نوے مین اور وہ پتھر جسپر تاریخ لکھی ہے بعضے
جہّال نے مسجد مصرع سے جہان حضرت امیر حمزہ شہید ہو کر گرے ہین اوٹھا کر یہان لا کر رکھی ہے
اور سلطان قایتبا نے سن آٹھ سو ترانوے مین اوس کے صحن اور عمارت کو بڑھایا ہے اور اس
مشہد کے اندر ایک قبر اور ہے وہ قبر سنقر ترکی کی ہے جو متولی عمارت مسجد تھا اور ایک اور قبر
صحن مین ہے وہ قبر ایک شریف کی ہے اُمرائے مدینہ سے کسی کو یہ گمان نہو کہ یہ قبور شہدا ہین اور
اور زائر کو چاہیے کہ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ پر کہ بھانجے ہین حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ
عنہ کے اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ پر بھی سلام پڑھے کہ یہ دونون صاحب بھی وہین مدفون ہین
حضرت ابو جعفر امام محمد باقر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا
حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور اصلاح ومرمت اوسکی
کیا کرتی تھین اور اونکی قبر شریف کی علامت کے واسطے پتھر رکھا تھا اور حاکم حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت امیر حمزہ
کی قبر شریف پر جایا کرتی تھین اور وہان جا کر نماز پڑھتی تھین اور روتی تھین اور دوسری روایت
مین آیا ہے کہ ہفتہ دو تین دن کا فصل دیکر قبور شہدائے اُحد کی زیارت کو جایا کرتی تھین اور
وہان جا کر نماز پڑھتی تھین اور اونکے واسطے دعا کرتی تھین اور روتی تھین رضی اللہ عنہا اور
فضیلت اُحد اور شہدائے اُحد کی انشاء اللہ تعالیٰ ایک علحدہ فصل مین ذکر کرینگے دوسرا مشہد مالک
بن سنان والد حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما کا یہ مشہد مدینۂ منورہ کی شہر پناہ کے اندر

لہ چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رضاعی بھائی حضرت کے ۱۲ ژ

یہان کی الگ پر واقع ہی اور اوسپر ایک قبہ ہے قدیم البنا اور یہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ
شہداء احد سے ہین انکو احد سے اوٹھا کر یہین لا کر دفن کیا تھا اور یہ جگہ جہان وہ دفن ہین
اگلے زمانے مین بازار مدینہ کے اندر داخل تھی تیسرا مشہد حضرت محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن علی
المرتضی سلام اللہ علیہم اجمعین کا جو نفس ذکیہ کر معروف ہین اور ابی جعفر منصور کے زمانے مین شہید
ہوئے اور یہ مشہد مدینہ منورہ سے باہر ہے جبل سلیع سے پورب کی طرف اور اوسپر عمارت لق و دق
بنی ہے اور ایک مسجد بھی ہے اوسکے قبلے مین ایک نہر جاری ہے عین زرقا سے نقل کرتے ہین کہ
نفس ذکیہ یعنی محمد بن عبد اللہ بن الحسن المثنیٰ نے منصور عباسی پر خروج کیا اور بہت سے آدمیون
نے اونکے ہاتھ پر بیعت کی منصور نے یہ بات سنکر اپنے چچا عیسیٰ بن موسیٰ کو چار ہزار آدمی کے ساتھ
اوپر بھیجا عیسیٰ بن موسیٰ نے جبل سلیع پر پہونچکر توقف کیا اور محمد بن عبد اللہ سے کہلا بھیجا کہ ہنے
تمکو امان دی تم اگر خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرو اونھون نے کہلا بھیجا کہ واللہ مرنا غرت کے ساتھ
بہتر ہے اوس زندگی سے جو خواری کے ساتھ ہو اوسکے بعد وہ اور اونکے اصحاب کہ تین سو کئی آدمی
باقی رہ گئے تھے سبکے سب نے غسل کامل کر کے اور خوشبوئین لگا کے عیسیٰ بن موسیٰ پر حملہ کیا اور
تین مرتبہ اونکو سامنے سے بھگا دیا آخر کار بسبب کثرت اعدا کے تاب نہ لا کر مغلوب ہو گئے ابن جوزی
محدث کے پوتے نے ریاض الافہام مین لکھا ہے کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے اونکا سر مبارک منصور کے پاس
بھیجا اور اونکے بدن کو اونکی بہن زینب اور اونکی صاحبزادی فاطمہ نے چپکے چھپا کر بقیع مین
دفن کر دیا لیکن خبر صحیح یہی ہے کہ وہ اسی جگہ دفن ہین جو نذکور ہو چکی اور قتل احجار زیت بار
ہوئی جو مالک بن سنان کے مشہد کے پاس ہے اور حضرت سرور انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم
نے وہان پر دعاے استسقا پڑھی کہتے ہین کہ ذو الفقار حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی محمد بن
عبد اللہ کے پاس تھی عیسیٰ بن موسیٰ نے بعد اونکے شہید کرنے کے اونکی کمر سے نکال کر منصور
کے پاس بھیجدی پھر منصور سے رشید کو پہونچی اصمعی کہتا ہے کہ مین نے اوسے دیکھا ہے اوسکے
اٹھارہ فقرے تھے اور فقرہ لغت مین پیٹھ کی ہڈی کو کہتے ہین اور یہ ذو الفقار حضرت علی مرتضیٰ
کرم اللہ وجہہ کو حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچی تھی چنانکہ کتب سیر احادیث مین مسطور ہے

لہ یہ حدیث اور ہے اور خضری اور اونکی اتباع نے لکھی ہے ۱۲

اور خبر مین آیا ہے کہ قتال کے دن محمد بن عبد اللہ نے بن عامر سلمی سے کہا کہ ایک ابر ہمارے سر پر آکر
سایہ کریگا اگر ہمارے اوپر برسے گا تو ہماری فتح ہوگی اور اگر ہمارے اوپر سے گذر کر دشمنون کے سر پر
پہونچے گا تو تو جان لے کہ میرا خون احجار زیت پر پڑے گا عبد اللہ بن عامر کہتے ہین کہ واللہ ویسا ہی
ہوا جیسا محمد بن عبد اللہ نے کہا تھا ایک ابر کا ٹکڑا ہمارے سر پر پیدا ہوا اور ہمارے سر سے گذر کر
عیسی بن موسی کے سر پر سایہ گستر ہوا آخر الامر اون لوگون نے فتح پائی اور محمد بن عبد اللہ نے
شہادت اور خون اونکا احجار زیت پر بہایا گیا نقل کرتے ہین کہ محمد بن عبد اللہ کی صحبت سے عیسی
بن موسی نے امام مالک کو بہت پٹوایا کہ اونسے موافقت رکھتے تھے اور موافقت کا دم بھرتے
تھے اس حکایت کو نقل کیا ہے امام فر بری نے تتمیم فی زیارۃ اہل البقیع ۔ بقیع والون کی زیارت
مین سنت یہ ہے کہ جب بقیع کے دروازے پر آئے تو سلام مشہور کہ زیارت قبور کے وقت اسکا پڑھنا
مستحب ہے پڑھے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاَھْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَ
ھُمْ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَھُمْ بعد اسکے یا پہلے اسکے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور پڑھنا سورہ اخلاص کا بقبرستان
کے سنت موکدہ ہے اور خبر مین آیا ہے کہ جو شخص مقبرے مین آوے اور گیارہ بار سورۂ اخلاص
پڑھکر ثواب اوسکا اہل مقبرہ کو ہدیہ بھیجے تو اوسکا بعدد ہر مردے کے جتنے اوس مقبرے مین ہین اجر
دیا جاتا ہے اور چاہیے کہ سلام مین سارے آل واصحاب و مومنین کو جو اس مقبرہ شریفہ مین
دفن ہین شریک کرے اور منھ اپنا قبۂ شریفہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیرے
کہ بائین طرف باب بقیع سے متصل مدفون ہین اور ختم بھی اونھین کی زیارت پر کرے رضی اللہ
عنہا اور علمائے متاخرین اختلاف کرتے ہین اسبات مین کہ کسکی زیارت سے ابتدا کرے ایک گروہ
اس طرف گیا ہے کہ پہلے زیارت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مع ائمہ اہل بیت رسالت رضوان اللہ
علیہم اجمعین جو اونکے ساتھ ایک قبہ مین آرام فرماتے ہین کرے اسواسطے کہ یہ اسہل اور اقرب ہے
اور ان حضرات کے سامنے سے گذر جانا اور دوسرون کی زیارت کی طرف متوجہ ہونا سوء ادب
سے خالی نہین ہے اور کہتے ہین کہ زمانہ قدیم مین اہل مدینہ کا عمل اسبات پر تھا اور بعض مشائخ متاخرین

۱؎ یہ عبد اللہ بن عامر سلمی محمد بن عبد اللہ کے اصحاب مین سے ہین ۱۲ ؎ ۱۵ اے اللہ مغفرت کر بقیع غرقد والون کو اے اللہ نہ ہم کو محروم رکھ اجر سے اور نہ فتنے مین ڈال ہمکو بعد اونکے اور بخشدے اور اونکو ۱۲ تر

اہل مدینہ مثل شیخ محمد بن عراق وغیرہ کو بھی اسطرح لوگون نے مشاہدہ کیا ہو اور یہ شیخ محمد بن عراق بڑی متبع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بڑے متقی تھے اور بعضے علمائے حنفیہ نے بھی اسبات کی تصریح کی ہے اور سمہودی کا کلام بھی بعضے مواضع مین اسی قول کی ترجیح مین ظاہر ہے ولیکن اونھون نے ارشاد مین یہ کہا ہے کہ زائر کو چاہیے کہ اول قصد موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرے جو دار عقیل کے نزدیک ہے اسواسطے کہ منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان تشریف لاکر کھڑے ہوے اور اہل بقیع پر دعا کی اور اوس زمانے مین وس جگہ ایک چھوٹی سی مسجد ہے اوسکو موقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہین بعد اوسکے قصد زیارت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کرے پھر حضرت فاطمہ بنت اسد والدہ سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما کی قبر شریف کی زیارت کرے پھر سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے پھر ازواج مطہرات پھر امام مالک پھر امام نافع پھر حضرت عباس پھر حضرت صفیہ عمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ عنہم اجمعین کی زیارت کرے اور ایک گروہ اس طرف سے گیا ہے کہ ابتدا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے کرے اور جو اونکے ساتھ ہین اونکی بہنین وغیرہ کہ جزو شریف حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسواسطے کہ تعدیم دوسرونکی اونپر مناسب نہین یہ مذہب اعدل الاقوم معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم اور ایک گروہ اسطرف گیا ہے کہ ابتدا حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی زیارت سے کرے اور وجہ یہ بیان کرتے ہین کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سارے اہل بقیع سے افضل ہین اور ابن فرحون مالکی وغیرہ نے اس مذہب کی ترجیح کی ہے اور کہا ہو کہ اون کی زیارت سے پہلے جس قبر کی طرف سے گذر ہو اوسپر سلام کرے اور کچھ یون سا توقف کرے اور چلا جائے اور بھی اسی گروہ کا کلام ہے کہ بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے مع اون حضرات کے جو اونکے قبہ مبارک کے اندر ہین بعد اونکے قبور شریفہ ازواج مطہرات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وغیرہا کی زیارت کرے بعد اوسکے مشہد عقیل رضی اللہ عنہ مین آئے اور زیارت کرے اور اونکے دروازے پر بہت ٹھہرے اور دیر تک دعا مانگے اسواسطے کہ وہ موقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور دعا اوس جگہ قبول ہوتی ہے بعد اوسکے زیارت سیدنا ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرے

مع اونکے جو اونکے ساتھ ہین اونکی بہنین اور حضرت عثمان بن مظعون اور جتنے صحابۂ کرام کہ
وہان آرام فرماتے ہین رضی اللہ عنہم اجمعین اور بعض علما کا کلام محصل یہ ہے کہ ابتدا حضرت
عباس رضی اللہ عنہ کے قبۂ شریفہ سے کرے بعد اوسکے جو آگے پڑ جاوے اسواسطے کہ جسکی ادنی
جلالت شان ہو اوسکے آگے سے بغیر سلام کے گذر جانا مروت اور طریقہ ادب سے نہایت بعید
ہر بعضے کہتے ہین کہ یہی مقصد صالح ہے ساتھ اسکے ضرر نہین کرتا نہ رعایت کرنا افضل اشرف کا
اور ایک جماعت علماء مدینہ سے ایسا نقل کرتے ہین کہ وہ لوگ جب قصد زیارت بقیع کرتے تو پہلے
موقف شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جاتے اور سارے اہل بقیع کے واسطے دعا کرتے اور
اپنا مطلب حق تعالی سے مانگتے اور پھر کھڑے ہوتے بغیر اثبات کے کہ کسی خاص قبر پر جاکر کھڑے
ہون اور اس طریق کے اختیار کرنے مین مستند ان حضرات کا فعل ماثور حضرت علیہ الصلواۃ والسلام کا
ہے پس اگر یہ بات ثبوت کو پہونچی ہے اور ان حضرات کا قصد مجرد اتباع سنت ہو تو بہتر ہے
اور بعض علما نے کہا ہے کہ اگر یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے ہر چند صحت کو نہ پہونچا
ہو اور ان حضرات کا مقصود اتباع سنت ہو تو تمام ہے ولیکن اثبات مین شک نہین کہ اگر توقف
سید الکائنات علیہ افضل الصلواۃ واکمل التحیات مین سعادت وتوف حاصل کرکے زیارت
مقربان آن حضرت علیہ الصلواۃ والسلام سے مستفیض ہون تو نہایت مناسب ہے کہ موجب
مزید اجر وبرکات وثواب وحسنات ہوگا والسلام تکمیل[1] فی زیارۃ اہل البیت فصل خطاب مین
حضرت امام جعفر صادق سلام اللہ علیہ وعلی سائر اہل بیت النبوۃ سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا
آپنے جو شخص زیارت کرے کسی ایک کی ائمہ سے تو گویا اوس نے زیارت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی اور کسی نے حضرت امام موسی رضا رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مجھے آپ تعلیم کیجیے ایک
قول البلیغ کامل کہ مین زیارت اہل بیت کے وقت اوسے پڑھا کرون آپ نے فرمایا کہ جب تو
ارادہ کرے اہل بیت کی زیارت کا تو اول غسل ادا کر اوسکے بعد جا اول دروازے پر کھڑا
ہو کر شہادتین ادا کر اوسکے بعد جب تو اندر داخل ہوا اور تیری نظر قبر پر پڑے تو تیس مرتبہ اللہ اکبر
پھر تھوڑا چل وقار کے ساتھ نزدیک نزدیک قدم ڈالتا ہوا پھر کھڑا ہو کر تیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ پھر

[1] پوری کرنا بات کا زیارت اہلبیت مین ١٢ ؎ ١٢ ترجمہ

اور چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہہ یہ سو مرتبہ ہوئے اوسکے بعد کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ بَیْتِ الرِّسَالَةِ وَمُخْتَلَفَ
الْمَلَائِکَةِ وَمَہْبِطَ الْوَحْیِ وَخُزَّانَ الْعِلْمِ وَمُنْتَہَی الْحِکَمِ وَمَعْدِنَ الرَّحْمَةِ وَاُصُوْلَ الْکَرَمِ وَقَادَةَ الْاُمَمِ
وَعَنَاصِرَ الْاَبْرَارِ وَدَعَائِمَ الْاَخْیَارِ وَاَبْوَابَ الْاِیْمَانِ وَاُمَنَاءَ الرَّحْمٰنِ وَسُلَالَةَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعِتْرَةَ
صَفْوَةِ الْمُرْسَلِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَئِمَّةِ الْہُدٰی وَمَصَابِیْحِ الدُّجٰی وَاَعْلَامِ التُّقٰی وَذَوِی الْحِجٰی
وَالنُّہٰی وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلٰی مَحَالِّ رَحْمَةِ اللّٰہِ وَمَسَاکِنِ بَرَکَةِ اللّٰہِ وَمَعَادِنِ حِکْمَةِ اللّٰہِ وَ
حَفَظَةِ سِرِّ اللّٰہِ وَحَمَلَةِ کِتَابِ اللّٰہِ وَوَرَثَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَی الدُّعَاةِ اِلٰی
حُکْمِ اللّٰہِ وَالْاَدِلَّاءِ عَلٰی مَرْضَاةِ اللّٰہِ وَالْمُظْہِرِیْنَ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَنَہْیِہٖ وَالْمُخْلِصِیْنَ فِیْ تَوْحِیْدِ اللّٰہِ وَرَحْمَةُ
وَبَرَکَاتُہٗ بِیْ مُسْتَشْفِعٌ بِکُمْ مُقَدِّمُکُمْ اَمَامَ طَلِبَتِیْ وَاِرَادَتِیْ وَمَسْئَلَتِیْ وَحَاجَتِیْ اُشْہِدُ اللّٰہَ اَنِّیْ مُؤْمِنٌ
بِسِرِّکُمْ وَعَلَانِیَتِکُمْ وَاِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مِنْ عَدُوِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا

باب تیرھوان فضائل جبل احد مین

کہ محبب محبوب سید انبیا و منزل سید الشہدا ہے علیہ و آلہ الصلوٰة والسلام و رضی اللہ عنہ
تفصیل احوال غزوہ اُحُد اور سارے غزوات کے ساتھ کتب سیرہ و تواریخ مین مذکور ہی یہان مناسب
بیان فضیلت اُحد اور قبور شہدا ہے جو اس غزوہ مین شرف شہادت عظمیٰ کو پہونچے ہین صحیحین مین
آیا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم نے جبل احد کی طرف اشارہ کرکے فرمایا ہٰذَا جَبَلٌ
یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ یعنے یہ ایک پہاڑ ہے کہ ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین اور اس کلمہ کا صدور

لہ سلام ہو تمپر اے اہل بیت رسالت اور اے جگہ پے درپے آنے فرشتونکی اور جگہ اُترنے جبرئیل کے اور خازن علم کی اور جگہ انتہا پانے حکمتون کی
اور کھان رحمت کی اور جڑ کرم کی اور کھینچنے والے امتون کے اور عنصر ابرار کے اور ستون اخیار کے اور دروازے ایمان کے اور امین رحمن کے اور فرزند خاتم النبیین کے
اور صفوة المرسلین اور خدا کی رحمت اور برکات اُسکے سلام ہو اوپر اماموں ہدایت اور چراغون تاریکی کے اور نشانون تقویٰ کے اور صاحبان
عقل و زیرکی کے اور خدا کی رحمت و برکات اُسکی سلام ہو اوپر جگہون خدا کی رحمت کے اور جگہون ٹھہرنے برکت کے اور جگہون نکلنے خدا کی حکمت کے اور حفاظت
کرنیوالے خدا کے بھید کے اور اوٹھانیوالے خدا کی کتاب کے اور وارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خدا کی رحمت اور اسکے برکات سلام ہو اوپر بلانے والے خدا
کے حکم کیطرف راضی ہونے والے اوپر خدا کی مرضیون کے اور ظاہر کرنیوالے خدا کے امر و نہی کے اور اخلاص کرنیوالے خدا کی توحید مین اور رحمت خدا کی اور اسکے
برکات تحقیق مین طلب شفاعت کرتا ہون تمسے اور آگے کرنیوالا ہون تمکو اپنی طلب و ارادہ و سوال و حاجت کے گواہ کرتا ہون اللہ کو اسبات کا کہ مین تمھارے بھید
و آشکار کا اور تحقیق بیزار ہون مین دشمن محمد و آل محمد سے خواہ انسمین جن ہو خواہ انس صلی اللہ علی محمد و آلہ الطیبین الطاہرین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

حضرت علیہ و علی آلہ الصلواۃ والسلام سے اوقات متعددمین ثابت ہوا ہے چنانچہ تعدد وروایات
بخاری اسبات کا مظہر ہے ایک روایت مین حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہی کہ ایک روز
حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک جبل احد پر پڑی آپ نے اللہ اکبر کہکر فرمایا ہٰذا
جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ عَلٰے بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ وَہٰذَا عَیْرٌ جَبَلٌ یُّبْغِضُنَا وَنُبْغِضُہٗ عَلٰی بَابٍ مِّنْ اَبْوَابِ النَّارِ
عَیر بفتح عین جہملہ ایک پہاڑ ہے مقابل اُحُد کے مکہ معظمہ کی راہ پر حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ
وسلم اوسکو دشمن رکھتے تھے علما کہتے ہین کہ اس جگہ سے معلوم ہوا کہ حسد و بُغض و سعادت و شقاوت
جمادات مین بھی پیدا ہے امام نووی کہتے ہین کہ یہ جو محبت جانبین سے حدیث مین مذکور ہی کہ پہاڑ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوس پہاڑ کو دوست رکھتے
تھے محمول ہی حقیقت پر اسواسطے اوسکی جگہ جنت ہوئی کیونکہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ اور یہ پہاڑ حبکہ محب سرور
انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم سید اہل جنت ہین تو اس پہاڑ کی جگہ
بھی حضرت کے جوار ہوئی دروازہ بہشت پر اور اللہ تعالی نے محبت و عشق جبال مین اس طور پر رکھا
ہی جیسا تسبیح کرنا رکھا ہے جمادات مین آیہ کریمہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ اس بات سے خبر دیتی
ہے اور جبکہ جبال اور سارے جمادات اللہ تعالی کا ذکر و تسبیح کرتے ہین اگر اوسکے حبیب علیہ
الصلواۃ والسلام کے عشق اور محبت سے بھی موصوف ہون تو کیا مشکل بات ہے **بیت** سِرِّ حُبِّ
ازلی در ہمہ اشیا جاریست ÷ ورنہ بر گل نزدے بلبل مسکین فریاد ÷ اور محققین علما یون کہتے ہین
کہ حضرت حبیب العالمین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فقط جن و انس و ملائکہ کیطرف مبعوث
نہین ہوئے بلکہ ساری مخلوقات اور تمامی موجودات کے رسول ہین حَتَّی النَّبَاتَاتِ وَالْجَمَادَاتِ
اور خطاب فرمانا آپکا اس جبل کی طرف اسطور پر کہ اُسْکُنْ یَا اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ اَوْ شَہِیْدٌ اوسکی
عقل و علم پر اول دلیل ہے ورنہ اس خطاب کے سمجھنے کا کیا طریق ہوا اور عشق محبت لوازم فہم و عقل سی ہی

لہ یعنے یہ ایک پہاڑ ہی کہ وہ ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اوسکو دوست رکھتے ہین اوپر ایک دروازے کے دروازون میر سے جنت کے یعنے اُحد جنت مین ہوگا
اور یہ عیر ایک پہاڑ ہی کہ ہمارے ساتھ دشمنی رکھتا ہی اور ہم اوسکے ساتھ دشمنی رکھتے ہین اوپر ایک دروازے کے دروازون جہنم سے یعنے عیر جہنم کے دروازے
پر ہوگا ۱۲ لہ یعنے جوسکے ساتھ دوستی رکھے وہ اُسکے ساتھ ہے ۱۲ لہ اور نہین کوئی چیز مگر تسبیح کرتی ہے ساتھ تعریف اُسکی کے
لہ یہانتک کہ روئیدگیان اور پتھرون کے بھی رسول ہین لہ ساکن ہوجا ای اُحد کیونکہ تجھپر نبی اور شہید ہین ۱۲

اور سلام کرنا پتھر کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زمانۂ نبوت سے پہلے اور نالہ کرنا ستون مسجد شریف کا
آپکی مفارقت سے جیسا پہلے مذکور ہو چکا ہے اس مطلب کے دلائل واضحہ سے ہے اور جیسا کہ اہل مدینہ
آپ کی شان مین دو قسم ہوئے ہین مخلص اور منافق ویسا ہی اماکن مدینہ بھی قسمت پذیر ہوئے اسی
سبب سے جبل عیر مسجد ضرار والی منافقون کی طرف پڑا اور آخرت مین بھی اونھین کے ساتھ دوزخ
مین ہوگا اور غزوۂ احد کے دن ابن ابی وغیرہ منافقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی مدینہ
منورہ سے باہر آئے مگر جبل احد تک کہ مقام صدیقین ومحبوبین ہے نجا سکے اور مدینہ کے قریب ہی سے
پھر کر شقاوت گاہ کی طرف رجوع کیا اور تاویل محبت اور عداوت کے ساتھ محبت وعداوت ساکنین
کی تاویل بعید ہے اور بعضے کہتے ہین کہ بیان محبت کنایہ ہے اور مسرت وخوشی سے جو حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو سفر سے مراجعت فرماتے وقت قبل وصول بمدینۂ منورہ اس جبل کو مشاہدہ فرمانے سے
کہ اعظم وارفع علامات مدینۂ طیبہ ہے حاصل ہوا کرتی تھی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب
مدینۂ طیبہ واہل مدینہ سے خبر بشارت اثر دیتا تھا اور یہ کام محبون ہی کا ہے اور اسوقت حضرت سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعداوت کے آثار اون دونون پہاڑون سے ظاہر
ہین جسکا جی چاہے جا کر دیکھ لے جبل اُحد کی طرف جسوقت نظر کیجاتی ہے ایک نور وسرور اوس
سے مشاہدہ ہوتا ہے اور جسوقت جبل عیر کی نظر کیجاتی ہے ایک ظلمت وغم اوس سے حاصل ہوتا ہے
اور اشتقاق لفظ اُحد کا توحد سے ہے بمعنے انفراد وانقطاع کے اور یہ معنی اوسپر صادق
ہین اسواسطے کہ وہ ایک کوہ پارہ ہے مقابل مدینۂ منورہ کے اوتر کی جانب دو میل یا زیادہ
یا زیادہ کے فصل سے پڑا ہوا اور کسی پہاڑ سے میل نہین رکھتا اور یہ بھی ہے کہ وہ اہل ایمان و
توحید کا چونکہ نصرت گاہ ہے اسواسطے یہ نام اوسکا کہ اوس معنی سے خبر دیتا ہے رکھا گیا اور
کونسا نام اوس نام سے مشتق ہوا حدیث سے بہتر ہوگا بخلاف عَیر کے کہ حمار وحشی[1] کا نام ہے جو طرح
طرح کی برائیون کے ساتھ موصوف ہے اور روایت مین آیا ہے کہ اُحد ایک پہاڑ ہے جنت کے
پہاڑون مین سے جب تم لوگ اوسپر سے گذرا کرو تو میوہ اوسکے درختون کا کھایا کرو اور اگر میوہ نہو
تو اوسکے جنگل کی گھاس ہی حکم رکھتی ہو اور زینب بنت نبط زوجہ انس مالک رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہین

[1] یعنے جنگلی گدھا ۱۲

کہ وہ اپنی اولاد سے کہتی تھین کہ تم لوگ جاکر زیارت اُحد کرو اور لاؤ میرے واسطے وہان کی گھاس وغیرہ اور حدیث مین آیا ہے کہ اُحُدٌ عَلٰی رُکْنٍ مِّنْ اَرْکَانِ الْجَنَّۃِ وَعَیْرٌ عَلٰی رُکْنٍ مِّنْ اَرْکَانِ النَّارِ اور طبرانی روایت عمرو بن عوف سے لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَرْبَعَۃُ جِبَالٍ مِّنْ اَجْبَالِ الْجَنَّۃِ وَاَرْبَعَۃُ اَنْہَارٍ مِّنْ اَنْہَارِ الْجَنَّۃِ وَاَرْبَعَۃٌ مِّنْ مَلَاحِمَ مِنْ مَلَاحِمِ الْجَنَّۃِ قِیْلَ فَمَا الْاَجْبَالُ قَالَ اُحُدٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ مِنْ اَجْبَالِ الْجَنَّۃِ وَوَرْقَانُ جَبَلٌ مِّنْ اَجْبَالِ الْجَنَّۃِ وَالطُّوْرُ جَبَلٌ مِّنْ اَجْبَالِ الْجَنَّۃِ وَلُبْنَانُ جَبَلٌ مِّنْ اَجْبَالِ الْجَنَّۃِ وَالْاَنْہَارُ الْاَرْبَعَۃُ النِّیْلُ وَالْفُرَاتُ وَسَیْحَانُ وَجَیْحَانُ وَالْمَلَاحِمُ بَدْرٌ وَاُحُدٌ وَالْخَنْدَقُ وَحُنَیْنٌ اور ابن شیبہ اس حدیث کو مختصر مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مین لائے ہین اور ذکر ملاحم سے سکوت کیا ہے اور بعضے روایات مین آیا ہے کہ بیت اللہ الحرام زادہا اللہ شرفا و تعظیما چھ پہاڑون کے پتھر سے بنا ہے ابو قبیس اور طور اور قدس اور ورقان اور رضوی اور اُحد اور ابن شیبہ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب حضرت رب العزت جل جلالہ وعم نوالہ نے جبل طور پر تجلی فرمائی چھ پہاڑ عظمت الٰہی سے ڈر کر اوڑ گئے اونمین سے تین مدینہ مین آکر گرے اور تین مکے مین وہ جو مدینے مین آکر گرے احد و ورقان و رضوی ہین اور وہ جو مکے مین آکر گرے حرا و ثبیر و ثور ہین ورقان ایک پہاڑ ہے مکے کے راہ پر مدینہ منورہ سے قریب چنانچہ ذکر مساجد ماثورہ مین اسکی طرف بھی اشارہ ہو چکا ہے اور رضوی ینبع مین ہے اوتنی ہی مسافت پر اور ثبیر منا کی پہاڑی کا نام ہے اور ابن شیبہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ جب موسیٰ اور حضرت ہارون علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام حج یا عمرے کے قصد سے مکہ معظمہ مین تشریف لائے اور مراجعت کے وقت مدینہ مطہرہ مین پہونچکر جبل احد پر اوترے ناگاہ پیغام اجل حضرت ہارون علیہ السلام کو پہونچا اور وہین دفن کیئے گیئے اس زمانے اونکی قبر شریف

لہ یعنی احد ایک کونے پر ہے جنت کے کونوں سے اور عیر ایک کونے پر ہے دوزخ کے کونوں سے ۱۲ لہ یعنے چار پہاڑ ہین پہاڑون جنت سے اور چار نہرین ہین نہرون جنت سے اور چار لڑائیان ہین لڑائیون جنت سے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ چار پہاڑ کون سے ہین فرمایا ایک اُحد ہے کہ وہ ہمکو دوست رکھتا ہے اور ہم اسکو دوست رکھتے ہین ایک پہاڑ ہے پہاڑون جنت سے اور ورقان ایک پہاڑ ہے پہاڑ جنت سے اور طور ایک پہاڑ ہے جنت سے اور لبنان ایک پہاڑ ہے پہاڑون جنت سے اور نہرین چار نیل و فرات و سیحان و جیحان اور لڑائیان بدر و احد و خندق و حنین ہین ۱۲

اس جبل عظیم الشان پر مشہور ہے اور اس جبل پر ایک مسجد ہے کسی فقیر نے چند مدت ہوئی کہ بنائی ہے اور یہ تحقیق نہین ہوا کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم اس پہاڑ پر کس طرف سے چڑھے تھے اور مسجد فتح میں[1] نماز پڑھنے کے باب مین ایک اثر ثابت ہوا ہے لیکن وہ غار جس مین کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھپے تھے اور مقام ہے جہان آدمی کے سر کا سا نشان ہے اور لوگ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان ہے علما کے نزدیک ایسے اثر سے جو اعتماد کے لایق ہو ثابت نہین ہوا اور خبر مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب[2] بن عمیر رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر کھڑے ہو کر آیہ کریمہ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ[3] الایہ اور دعای اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ يَشْهَدُ اَنَّ هٰؤُلَاءِ شُهَدَاءُ[4] پڑھ کر فرمایا کہ آؤ اور شہدای اُحد پر سلام پڑھو کہ جبتک آسمان و زمین قائم ہے جو شخص انپر سلام پڑھے اوسکو یہ جواب سلام دینگے پھر اور جگہ دوسرے شہدا پر کھڑے ہو کر فرمایا یہ میرے اصحاب ہین ان پر قیامت کے دن گواہی دونگا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے اصحاب نہین ہین فرمایا ہان کیون نہین ہو لیکن مین نہین جانتا کہ تم بعد میرے کیا کروگے اور یہ لوگ میرے سامنے اچھی طرح سے دنیا سے گئے ہین روایت کرتے ہین کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش مبارک پر جا کر کھڑے ہوئے تو دیکھتے کیا ہین کہ کفار نے اونکے ناک اور کان کاٹے ہین اور پیٹ پھاڑ کر جگر اونکا نکال لیگئے فرمایا اگر دو خوف نہوتے ایک تو یہ کہ صفیہ کو غم ہوگا دوسرے یہ کہ میرے بعد یہ سنت رہیگی تو مین اسکو یونہین چھوڑ دیتا کہ جانوران جنگلی اوسکے جسم باقی کو کھا جاتے اور فرمایا کہ ایسی مصیبت مجھے اب ہرگز نہ ہوگی اور اس سے زیادہ غم کی جگہہ پر پھر کبھی نہ کھڑا ہونگا یعنے مجھے ایسی مصیبت اور ایسا غم پہونچا ہے کہ اس سے زیادہ مصیبت و غم ہو نہین سکتا اوسی اثنا مین جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور وحی لائے کہ ساتون آسمان والون کے پاس لکھا ہے حمزة بن عبد المطلب اسد اللہ و اسد رسولہ[5] پھر اونکو ایک چادر مین لپیٹنے کا حکم دیا

---

[1] یہ مسجد فتح جبل اُحد کے نیچے واقع ہے ۱۲ [2] حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ از جملہ شہدای احد ہین رضوان اللہ علیہم اجمعین ۱۲ [3] یعنے مسلمانون مین سے وہ مرد ہین کہ سچ کہا اونھون نے اوس چیز کو کہ عہد باندھا تھا اللہ نے اوپر اوسکے ۱۲ [4] یعنے اے اللہ میرے تحقیق تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ یہ لوگ شہید ہین ۱۲ [5] یعنے حمزہ عبد المطلب کا بیٹا اللہ کا شیر ہے اور اوسکے رسول کا شیر ۱۲

اور نماز جنازہ پڑھی ستر تکبیرے اور دفن کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ شہدائے احد
پر علما میں خلاف مشہور ہے اور ابو داؤد و حاکم اپنے صحیح میں لاتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب احد کے دن ہمارے بھائیوں پر جو کچھ پہونچنا تھا پہونچا اللہ تعالے نے ان کی روحوں کو
سبز جانوروں کے پوٹوں میں اتارا کہ جنت کی نہروں پر پہونچکر پانی پیتے ہیں اور بہشت کے میوے
کھاتے ہیں اور قندیلیں سونے کی جو عرش کے نیچے معلق ہیں انمیں جاکر ٹھہرتی ہیں اور آرام کرتی
ہیں عرض کیا ان شہیدوں نے کہ اے رب العزت کیا خوب ہو کہ ہمارے بھائیوں کو جو دنیا میں ہیں
ہمارے اس آرام و آسایش کی خبر پہونچے تاکہ وہ جہاد سے تقاعد نکریں اور اس کار بزرگ کو ادا
کرنے میں کسل و سستی کو راہ ندیں حضرت حق تعالی و تقدس نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہاری خبر انکو
پہونچاؤں گا پھر یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ الآیہ خبر میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر شروع سال میں شہدائے
احد کی قبور شریفہ پر تشریف فرما ہوتے اور فرماتے سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ اور حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ فرماتے تھے کہ جو شخص شہدائے احد پر گذرے
اور انپر سلام بھیجے تو وہ قیامت تک اوسپر سلام بھیجتے ہیں اور ان شہدا کے قبور شریفہ سے
خصوصا قبر شریف حضرت سید الشہدا سے آواز رد سلام کی بارہا سنی گئی ہے اور اسبات میں سلف کے
آثار و اخبار بہت ثابت ہوئے ہیں اور قول صحیح کے موافق عدد شہدائے احد ستر ہیں اور سمہودی نے
اپنی تاریخ میں انکا شمار کیا ہے اور اونکے مواضع قبور کے تعیین میں بہت کوشش کی ہے اور اب اس
زمانے میں حضرت سید الشہدا رضی اللہ عنہ کے مشہد مقدس سے پچھان کی طرف ایک احاطہ کھنچا ہوا ہے
اوسی میں قبور شہدا ہیں لیکن قبروں کی صورتیں نہیں بنائیں رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور
روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دو دو تین تین شہیدوں کو ایک ایک قبر میں
لٹواتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس جسکو علم قرآن زیادہ ہے اوس اسکو لحد میں پہلے اتارو اور
اخبار صحیحہ میں آیا ہے کہ بعد مدت چھیالیس برس کے بیچ شہدا کے قبور شریفہ کو کھولا تو ویسے تر و تازہ

لہ اور مت گمان کرو ان لوگوں کو کہ مارے گئے ہیں بیچ راہ خدا کے مردے زندہ ہیں نزدیک پروردگار اپنے
کے رزق دیے جاتے ہیں ۱۲ تر

پھولون کی کلیان سی لاشین مع کفن نکلین گویا کہ کل ہی دفن ہوئی ہین اور بعضون کے اونہین سے دیکھا
کہ انکے زخم پر ہاتھ رکھکر ویسے ہی رہ گئے ہین ہاتھ کو جُدا کرتے ہین تو زخم سے خون جاری ہوتا ہے
اور ہاتھ کو اوٹھا کر چھوڑ دیتے ہین تو وہین زخم پر پہونچتا ہے اور ان قبور شریفہ کے کھلنے کے جو واقعے
کہ سبب ہوئے ہین اونہین سے ایک یہ ہے کہ بعضی بعضی لاشون کے دفن مین خلط ہوگیا تھا قرابت
ایک کا دوسرے کے پاس دفن ہوا تھا تو لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت صریح سے یا دلالت
حال سے یا قیاس واجتہاد سے اون لاشون کو نکال نکال کر جدا جدا دفن کرتے تھے اور بعضی قبرون
کے کھلجانے کی وجہ سیل ہوئی تھی اور اکثر اس جہت سے قبرین کھلین کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے
زمانِ امارت مین ایک نہر کھدوا کر اسی مشہد مقدس کی طرف سے جاری تھی تو لاشین نکال نکال
نکال کر الگ جا کر دفن کرتے تھے اور امام تاج الدین سبکی رح شفاء الاسقام مین لاتے ہین کہ جس وقت
حضرت معاویہؓ نے نہر نکالی اور نقل شہدا کا اپنے مواضع قبور سے حکم دیا اوسوقت ایک کدال حضرت
سید الشہدا حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے پاے مبارک مین لگی کہ اوس سے خون جاری ہوا
اور نقل کرتے ہین کہ نہر کھدنے کیوقت اونکے عامل نے منادی کی کہ امیر المومنین کی نہر آتی ہے جس کسی کا
مُردہ یہان دفن ہوا ہوے اوسے یہان سے اوکھاڑ کر اور جگہ لیجائے واللہ اعلم اور بعضے شہدائے اُحد غیر اُحد
مین بھی دفن ہوئے ہین اسی جہت سے کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اونہین سے جسکا جہان
انتقال ہو وہین دفن کیا جائے چنانچہ مالک بن سنان کہ اوسی گروہ شہدا سے ہین اونکا انتقال مدینے کے اندر ہوا
اونکو وہین دفن کیا جہان اب مشہور ہے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین اَللّٰہُمَّ احْشُرْنَا فِی زُمْرَتِہِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ [1]
آئین باب چودھوان بیان فضائل زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم مین کہ مقصد
اعلی ومطلب اقصاے مومنین ومسلمین ہے اور اثبات حیات انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات مین —
اب جاننا چاہیے کہ باب زیارت حضرت رفیع الشان سرور کون ومکان رسول انس وجان علیہ افضل
صلوات الرحمن مین احادیث بہت سے وارد ہین بعضے تصریح لفظ زیارت قبر مطہر اور بعضے دوسرے
الفاظ ہین لیکن اسطور پر کہ اونسے یہ مطلب حاصل ہو سکتا ہے مگر وہ احادیث جو صریح لفظ زیارت
مین واقع ہوئی ہین اور بنقل ثقات متعدد طرق سے کہ بعضے انمین درجہ صحت کو پہونچے ہین اور اکثر مرتبہ حسن کو یا

[1] الٰہی حشر ہمارا اونکے گروہ مین کر قیامت کے دن ۱۲ —

ہوئے ہین یہ ہین پہلی حدیث مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ[1] وجہ تخصیص زائرین کی اس فضیلت کے ساتھہ باوجود اس بات کے کہ اس نعمت کی امیدواری ساری مومنین اُمّت کو ہے یہ ہے کہ مراد اس شفاعت سے شفاعت خاص ہی کہ کوئی مرتبہ خاص اوسکی جہت سے ونکو حاصل ہوگا کہ اونکے غیرون کو باوجود کثرت اعمال حسنہ کے وہ مرتبہ میسّر نہ ہوگا جیسا کہ بعضے صحابہ رضؓ کو کہ تمام عمر مین سوا ایک زیارت جمال باکمال حضرت حبیب رب متعال صلی اللہ علیہ وعلےٰ آلہ خیر آل کے اور کسی بات سے مشرف نہین ہوے ہین بنسبت ساری امّت کے ایک ایسی فضیلت حاصل ہے کہ اورون کو حاصل نہین ہوئی مگر بسبب زیارت کے پس اسی پر زیارت قبر شریف کو بھی قیاس کیا چاہیے یا یہ کہ یہ کلام بشارت انجام مشعر اسبات کا ہے کہ زائرین قبر شریف کے حق مین شفاعت واجب ہوگی اور غیر زائرین کے واسطے ممکن ہی یا یہ کہ جو زیارت قبر شریف سے مشرف ہوگا اوسکی موت آپ کی برکت سے دین اسلام پر ہوگی اور اس جہت سے مستحق شفاعت ہوگا دوسری حدیث مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ[2] تیسری حدیث مَنْ جَآءَ نِیْ زَائِرًا لَّا تَعْمَلُہٗ حَاجَۃٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ[3] یہ دونون حدیثین بیان معنی اور تعیین مُراد مین پہلی حدیث کے حکم مین ہین مگر اس تیسری حدیث مین ایک چیز زیادہ ہے وہ یہ کہ زیارت اخلاص اور صدق نیّت سے ہو نہ یہ کہ مدینۂ منوّرہ مین کسی اور حاجت سے گئے اور اوسکے ضمن مین قبر شریف کی زیارت بھی کر لی چوتھی حدیث مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ آپ فرماتے ہین کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی بعد وفات کے گویا کہ اوس نے زیارت کی میری حالت حیات مین اسی حدیث کی بنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے ثبوت پر چنانچہ اس مسئلے کی تحقیق بتفصیل اسباب کے آخر مین آئیگی اس حدیث کے مضمون سے بھی ظاہر ہوا کہ زائرین قبر شریف ایک فضیلت وسعادت خاص سے ممتاز ہین کہ دوسرون کو اس سے بہرہ نہین چنانچہ صحابۂ کرام رضؓ کو اورون پر زیادتی فضل اور کثرت ثواب مین امتیاز حاصل ہی مگر اس تشبیہ سے یہ لازم نہین آتا کہ ساری احکام مین اور سارے وجوہ فضل مین زائر کا حکم صحابی کا ہی یہ ایسا ہے کہ جیسے کوئی شخص خواب مین

---

[1] یعنی فرمایا حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو شخص میری قبر شریف کی زیارت کریگا اوسکے واسطے میری شفاعت واجب لازم ہوگی [2]

[3] یعنے جو شخص آوے مجھے زیارت کرنے اور یہان آنے مین اوسکی حاجت اور نہو سوا میری زیارت کے تو مجھپر حق ہی اسبات کا کہ مین اوسکا شفیع ہون قیامت کی دن ۱۲ [4] جس کسی نے حج کیا بعد اوسکے میری قبر کی زیارت کی بعد میرے انتقال کے گویا کہ میری زیارت کی میری حیات مین ۱۲

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کوئی حدیث سُنے تو باوجود اسبات کی کہ آپکو خواب مین
دیکھنا حقیقت مین آپ ہی کا دیکھنا ہی چنانچہ آپ فرماتے ہین کہ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ[1]
لیکن وہ شرائع واحکام کا مثبت نہوگا پانچوین مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ[2] یہ وعید ہی سعادت
زیارت نہ حاصل کرنے پر حاصل کرنے نعمت حج کے اور اسکا سبب آپکی شفقت ہی اُمت پر اور حرص اسبات پر ہے
کہ آپکی اُمت کو ثواب ہو چھٹی حدیث مَنْ زَارَنِیْ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّشَہِیْدًا[3] علما نے لکھا ہی کہ
شفارش آپکی گنہگارونکے حق مین ہوگی اور گواہی اہل طاعت کے حق مین اور دوسری روایت مین آیا
ہی مَنْ زَارَ قَبْرِیْ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا وَّشَہِیْدًا ساتوین حدیث مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَہُ اللّٰہُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ[4] آٹھوین حدیث مَنْ حَجَّ حَجَّۃَ الْاِسْلَامِ وَ
زَارَ قَبْرِیْ وَغَزٰی غَزْوَۃً وَّصَلّٰی فِیْ بَیْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ یَسْئَلِ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْمَا افْتَرَضَ عَلَیْہِ[5] اس حدیث مین
فضیلت حج اسلام اور زیارت قبر شریف حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جہاد اور نماز بیت المقدس
کی مذکور ہی اور احتمال رکھتا ہے کہ یہ جزاے خاص یعنی فرائض سے سوال نہونا مخصوص ہو ان سب باتون کے
اجتماع کے ساتھ یا انمین سے ہر ایک پر بھی مترتب ہو واللہ اعلم نوین حدیث مَنْ حَجَّ اِلٰی مَکَّۃَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ
فِیْ مَسْجِدِیْ کُتِبَتْ لَہٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ[6] جاننا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا قصد کرنا اور آپکی
مسجد شریف سے مشرف ہونا حج مبرور و مقبول کے برابر ہے بلکہ سبب ہی اوس حج کی مقبولیت کا بھی
جو ادا کرکے حاضر ہوا ہے اور حج مبرور کی جزا مین جنت ہے یقینًا جیسا کہ احادیث مین آیا ہی اور
حج مبرور اُس حج کو کہتے ہین جو پاک ہو محرمات اور منہیات شرعی سے اور ریا اور سمعہ کو اوس مین
دخل نہو اور حقیقت مین حج مبرور وہی ہے جو خداے تعالی کی درگاہ مین مقبول ہو اور یہ موقوف ہی
خدا کی فضل پر دسوین حدیث مَنْ زَارَنِیْ مَیِّتًا فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ حَیًّا وَّمَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ

[1] یعنی جسنے مجھے خواب مین دیکھا اُسنے حقیقت مین مجھے دیکھا ۱۲ [2] یعنی جس شخص نے حج کعبہ کیا اور میری زیارت کی اُسنے مجھپر ظلم کیا ۱۲ [3] یعنی جو میری زیارت کریگا مدینہ مین آنکر ہو جاؤنگا مین اُسکے واسطے شفارشی اور گواہ ۱۲ [4] یعنے جسنے میری قبر کی زیارت کی اُسکا مین سفارشی اور گواہ ہونگا [5] یعنی جو شخص میری زیارت کرے اور زیارت کو مقصود اصلی جانے تو وہ شخص قیامت کی دن میرا ہمسایہ ہوگا اور جو شخص حرم مکہ مین یا مدینہ مین مریگا وہ شخص قیامت کے دن عذاب سے مامون رہیگا ۱۲ [6] یعنے جس شخص نے حج کیا حج اسلام اور زیارت کی میری قبر کی اور لڑا ایک لڑائی کفار کی ساتھ اور نماز پڑھی بیت المقدس مین تو اللہ عز وجل نہین سوال کریگا اس چیز پر جو اُسپر فرض کیا ہی ۱۲ [7] جس شخص نے قصد حج کیا مکے کا پھر قصد کیا میری زیارت کا میری مسجد مین تو اسکے واسطے دو حج مبرور لکھے جاتے ہین ۱۲ [8] یعنی جس شخص نے میری زیارت کی بعد میری وفات کے تو گویا اُسنے زیارت کی میری حالت حیات مین اور جس شخص نے زیارت کی میری قبر کی تو واجب ہوئی اُسکے حق مین ۱۲

شَفَاعَتِی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِی لَہٗ سَعَۃٌ ثُمَّ لَمْ یَزُرْنِی فَلَیْسَ لَہٗ عُذْرٌ معنے اس حدیث کے شامل ہین پہلی اور چوتھی حدیث کو مضمون کو اور خلاصہ مضمون حدیث خامس کو جیسا کہ **گیارھوین حدیث** کہ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین مَنْ زَارَ قَبْرِی بَعْدَ مَوْتِی فَکَاَنَّمَا زَارَنِی فِی حَیَاتِی وَمَنْ لَمْ یَزُرْ قَبْرِی فَقَدْ جَفَانِی چوتھی اور پانچوین حدیث کے موافق ہے **بارھوین حدیث** حضرت امیر المومنین سے ہے کہ مَنْ سَاَلَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدَّرَجَۃَ وَالْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَنْ زَارَ قَبْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِی جِوَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس حدیث کے حاصل معنی اور حاصل معنی ساتوین حدیث کے پہلے جزو کے ایک ہین مگر اسمین فائدہ ایک اور زیادہ ہے وہ یہ کہ جو شخص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے درجہ اور وسیلہ مانگے اسطور پر کہ اَللّٰھُمَّ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ تو اسکی آپ کرینگے یہ جتنی حدیثین ہمنے ذکر کین انمین ہر حدیث کے ثبوت کے طریق متعددہ ہین اگر انکو جدا جدا ذکر کرین تو احادیث کے عدد اس سے زیادہ ہو جائین جو مذکور ہو چکے ہین جیسا کہ سید علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے **فصل** قرآن کی نص سے حیات زمرۂ شہدا اور مقاتلین فے سبیل اللہ کی ثابت ہے اور احادیث جو ثبوت حیات انبیا علیہم السلام ہین از جملہ اون احادیث کے وہ حدیث ہے جو ابو یعلی نقل ثقات حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِی قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ اور جس حدیث سے کہ خاص حیات حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتی ہے وہ یہ حدیث ہے بہت مشہور و معروف کہ فرمایا آپنے مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِی حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ لیکن علما نے اختلاف کیا ہے اسبات مین کہ یہ فضیلت جواب سلام حاصل ہونیکی ہر سلام کرنیوالے کو حاصل ہے خواہ زائر قبر شریف ہو خواہ اُس حیات سے غائب ہو یا خاص اُس شخص کو جو زائر قبر شریف ہوا اور وہان

۱؎ میری شفاعت قیامت کے دن اور جو شخص میری امت مین سے میری زیارت کر سکتا ہو اور نکرے تو اُسکے واسطے کوئی عذر نہین ۱۲ ۲؎ جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی بعد میری موت کے پس گویا کہ اُسنے میری زیارت کی میری حالت حیات مین اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت کی پس تحقیق اُسنے مجھپر ظلم کیا ۱۲ ۳؎ یعنے جو شخص دُعا مانگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے اسبات کی کہ اللہ تعالی آپکو درجہ اور وسیلہ عنایت کرے تو اسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ملیگی قیامت کے دن اور جو زیارت کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی تو ہوگا آپکے جوار مین ۱۲ ۴؎ الہی دے ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ اور درجہ بلند ۱۲ ۵؎ یعنے انبیا علیہم السلام زندہ ہین اپنی اپنی قبرون مین نماز پڑھتے ہین ۶؎ نہین ہے کوئی ایسا کہ سلام بھیجے گا مجھپر مگر یہ کہ اللہ تعالی پھیر لائیگا میری طرف میری روح کو کہ مین درود و سلام کرونگا اُس پر ۱۲

حاضر ہوکر سلام عرض کرے بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ یہ فضیلت حاصل زائرین ہی خاصتہ بقرینہ اوس قید کے جو روایات امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ مین آئی ہے کہ مامن احد یسلم علی قبری اور تحقیق کلام اسطور پر کہ بعضے فضلاء متاخرین نے کی ہی یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کے دو نوع ہین ایک یہ کہ مقصود سلام بھیجنے والی کا سلام بھیجنے سے دعا اور سوال ہو اسبات کا کہ حضرت حق تعالی و تقدس حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرمائے اسمین وہ سلام خواہ بلفظ خطاب ہو خواہ بصیغہ غیبت اور خواہ قائل اسکا حاضر درگاہ عالم پناہ ہو خواہ غائب آگاہ چنانچہ کہے السلام علی محمد یا کہے السلام علیک یا رسول اللہ اس نوع کو بعض علما جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے ساتھ خاص کرتے ہین اور اسکا اطلاق اور ونپر منع کرتے ہین مگر یہ کہتے ہین کہ اور ونپر حضرت کی طفیل و تبعیت مین ہو تو کیا مضائقہ ہی اور دوسری نوع یہ ہی کہ مقصود اوس سے تحیت اور اکرام ہے کہ زائر قبر شریف پر حاضر ہوکر کہے جیساکہ کوئی کسیکی مجلس مین داخل ہونیوالا اہل مجلس پر سلام کہے اس نوع کو کسی نے حضرت عظمی کے ساتھ خاص نہین کیا بلکہ سلام بحکم شریعت غرا واجب کرتا ہے جواب رد سلام کو مسلمان پر خواہ بے واسطہ ہو فی المشافہہ خواہ بواسطہ قاصد ہو اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اس واجب کے ادا کرنے کی رعایت مین احق و اولی ہین سارے عالم سے اور اگر یہ حکم یعنے رد سلام پہلی نوع مین بھی ثابت ہو تو بعید نہین اور دوسری نوع پہلی نوع سے ممتاز ہو ثبوت شرف قرب اور تشریف مخاطبت مین اور وہ جو دوسری حدیث مین آیا ہی کہ حق سبحانہ و تعالے نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جو شخص تمہاری امت سے ایکبار تمپر سلام بھیجے مین اوسپر دس بار سلام بھیجون ظاہر یہ ہے کہ اسبات کو مخصوص پہلی نوع کی ساتھ کرین جیساکہ علما نے کہا ہی اور نسائی باسناد صحیح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ حق تعالی و تقدس نے ایک ایسی فرشتے پیدا کئے ہین کہ زمین پر پھرا کرتے ہین اور سلام میری امت کا مجھے پہونچاتے ہین یہ غائب کے حق مین ارشاد ہوا ہے اور جو اوس آستانہ شریف پر حاضر ہے اسکے باب مین دو حدیثین آئی ہین ایک اسبات پر دلالت کرتی ہی کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اوسکا سلام سنتے ہین اور بھی یہ بنفس نفیس اوسکے جواب سلام کے متکفل ہوتے ہین چنانچہ پہلی حدیث سے سمجھا گیا اور بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے یون مروی ہی کہ

لہ نہین ہے کوئی شخص کہ سلام بھیجے مجھ پر میری قبر کے پاس آکر ۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ قَبْرِیْ رَدَدْتُ عَلَیْہِ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فِیْ مَکَانٍ آخَرَ بَلِّغُوْنِیْہِ اور دوسری حدیث وہ ہے جو
دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ اس حالت مین بھی یعنے حضوری کے ساتھ بھی ایک فرشتہ موکل ہے کہ
اسکا نام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچاتا ہے اور جواب سلام آپکی طرف سے وغیرہ کا متکفل ہوتا ہے
روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مَا مِنْ عَبْدٍ
یُسَلِّمُ عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ اِلَّا وَکَّلَ اللّٰہُ بِہَا مَلَکًا یُبَلِّغُنِیْ وَکُفِیَ اَمْرَ آخِرَتِہٖ وَدُنْیَاہُ وَکُنْتُ لَہٗ شَہِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
اور وجہ موافقت کی ان دونون حدیثون مین واللہ اعلم یہ ہوسکتی ہے کہ سنت الٰہی عز اسمہ اسبات پر جاری
ہو کہ حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مین ایک فرشتہ موکل ہو کہ بندون کی تسلیمات حضور مین پہونچاتا ہو جیسا
بادشاہون کے دربار مین ہوا کرتا ہے اور باوجود اسکے بعضے خاص بندون کو خود بنفس نفیس بھی جواب سلام و کلام سے
مشرف فرماتے ہون فَیَا حَبَّذَا سَعَادَۃً مَنْ فَازَ بِذٰلِکَ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ مصرع ع سب
تمھین چاہے ہین تم چاہو جسے دیکھین کسکو اور عبدالحق کہ اکابر ائمہ حدیث سے ہین احکام صغریٰ مین
باسناد صحیح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ کوئی ایسا شخص نہین کہ اپنے بھائی مسلمان کے قبر کی طرف سے ہو نکلے اور دنیا مین اسکو پہچانتا
ہو اور اسپر سلام کرے مگر یہ کہ بھائی اُسکا یعنی صاحب قبر اوسکو پہچان لیتا ہے اور اوسکو جواب سلام کا دیتا ہے
اور ابن عبدالبر نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور اوسکو صحیح ٹھہرایا ہے چنانچہ ابن تیمیہ نے نقل
کیا ہے تھوڑا سا لفظون مین تفاوت کے ساتھ اور بھی امام عبدالحق رح کتاب عاقبت مین حدیث عائشہ رضی اللہ
عنہا سے روایت کرتے ہین کہ مَا مِنْ رَجُلٍ یَزُوْرُ قَبْرَ اَخِیْہِ فَیَجْلِسُ عِنْدَہٗ اِلَّا اسْتَأْنَسَ بِہٖ حَتّٰی یَقُوْمَ اور ابن
ابی الدنیا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ اگر کوئی اپنے آشنا کی طرف سے گذرے
تو وہ آشنا اُسکو پہچان لیتا ہے اور اگر یہ سلام اوسپر کرے تو وہ جواب دیتا ہے سمہودی کہتے ہین
کہ اسبات مین احادیث بہت سے وارد ہوئے ہین اور کہتے ہین کہ جب یہ بات امتیون اور عامہ مومنین
مین پائی جائے تو سید الاولین والآخرین وصفوۃ المتقین وامام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

لہ یعنے جو شخص میری قبر کے پاس درود بھیجے تو مین اسکے جواب کا خود متکفل ہوتا ہون اور جو مجھپر اور جگہ درود بھیجے تو مجھے فرشتے پہونچا دینگے ۱۲
لہ یعنے کوئی بندہ ایسا نہین ہے کہ سلام بھیجے مجھپر میری قبر کی پاس مگر یہ کہ اللہ تعالے موکل کرتا ہے ساتھ اُسکے ایک فرشتے کو کہ پہونچاتا ہے اُسکا
سلام میرے پاس اور کفایت کرتا ہے اُسکی آخرت اور دنیا کے امر کو اور ہونگا اُسکے واسطے مین گواہ اور سفارشی قیامت کے دن ۱۲ لہ
پس کیا سعادت ہے اُسکی جو اس نعمت کو پہونچے اللہ تعالے کا فضل ہے دیتا ہے جسکو چاہتا ہے ۱۲ لہ یعنے کوئی ایسا نہین کہ زیارت کرے
اپنے باپ کی قبر کی پس بیٹھ جائے اُسکے پاس مگر یہ کہ وہ اُنس کرتا ہے اُسکے ساتھ یہان تک کہ وہ اُٹھے۔

کیونکر نبائی بانگی بازری توثیق عرى الایمان مین سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا ہی کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا پس مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ جو آپکی زیارت کو حاضر ہوتے ہین اور آپ پر سلام بھیجتے ہین آپ اُنکا سلام سُنتے ہین فرمایا نعم وارد علیہم یعنے ہان سنتا ہون اور اُنکے سلام کا جواب دیتا ہون اور ابن نجار ابراہیم بن بشار سے روایت کرتے ہین کہ کہا اُنھون نے کہ ایکسال مینے حج کیا اور حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیواسطے مدینہ طیبہ مین حاضر ہوا جب مین قبر شریف کے پاس پھونچا اور مین نے سلام کیا تو اندر سے آواز آئی وعلیک السلام مثل اسکے اور قصص بھی اولیاء کرام وصلحاے اُمت سے بہت منقول ہین اور باتفاق علماء کبار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین بعد وفات کے کچھ شبہہ نہین ہی اور اسیطرح سارے انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبر شریف مین بحیات کامل تر اور بحقیقت تر حیات شہدا ہی جسکی خبر اللہ تعالی قرآن مجید مین دیتا ہے زندہ ہین اور کیونکر نہ ہو حال یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سید الشہدا ہین اور اعمال شہدا کے آپکی میزان مین ہین اور آپ نے فرمایا ہے علمی بعد وفاتی کعلمی فی احیاتی روایت کیا اسکو حافظ منذری نے اور ابن عدی نے کامل نے اور ابو یعلی بنقل ثقات حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون اور بیہقی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین اور اُسکی تصحیح کرتے ہین کہ الانبیاء لا یترکون فی قبورہم بعد اربعین لیلۃ ولکنہم یصلون بین یدی اللہ حتے ینفخ فی الصور بیہقی کہتے ہین کہ اگر یہ صحت کو پھونچے کہ لفظ حدیث کے یہی ہین تو مراد یہ ہے کہ حیات انبیاء علیہم السلام کی قبور مین ہمیشہ ہی ولیکن چالیس روز رات کی مدت مین انکو نماز وغیرہ کی طاقت نہین ملتی اور بھی بیہقی کہتے ہین انبیا علیہم السلام کی حیات پر دلائل احادیث صحیحہ سے بہت ہین بعد اُسکے ذکر کی وہ حدیث جسکا مضمون یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر شریف کی طرف سے گذرے اور آپنے انکو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا اور سوا اسکے اور احادیث ذکر کیے ہین جنسے آپ کا ملاقات کرنا انبیا علیہم السلام کے ساتھ اور ساتھ انکی ملکر آپکا نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہی

لہ یعنی بعد انتقال کے میرا علم ویسا ہی ہی جیسا کہ حالت حیات مین تھا ۱۲ لہ یعنے انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبر مین زندہ ہین اور نماز پڑھتے ہین ۱۲ لہ یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبر مین بعد چالیس رات کے یونہین چھوڑے نہین جاتے بلکہ نماز پڑھتے ہین

اور بھی بیہقی کہتے ہین کہ ان سب حدیثون کی بنا اسبات پر ہے کہ حق سبحانہ وتعالی انبیاء علیہم السلام پر
بعد اُنکی موت کے ارواح شریفہ کو پھیر دیتا ہے اور مثل شہیدونکے خدای تعالےٰ کے سامنے زندہ ہین اور
بعد اُسکے صاعقہ نفخۂ اولی بحکم نص فصعق من فی السموات ومن فی الارض ان حضرات مین بھی ۔اہ پاویگا
اور لازم نہین آتا کہ وہ بھی ہر طرح پر موت ہے مگر اس معنی کر کہ اُس حالت مین شعور جاتا رہیگا
اور بعضے کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ وتقدس نے شہداء کو الا من شاء اللہ کی قید لگا کر اورون سے
چھانٹ لیا اور بھی بیہقی کہتے ہین کہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ سارے دنون سے افضل جمعہ کا دن ہے
اُسدن تم لوگ مجھپر بہت سا درود بھیجا کرو اسواسطے کہ اُسدن تمہارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہے
صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری صلوات آپ پر کیونکر عرض کیجائینگی اور حال یہ کہ آپ
بوسیدہ ہو گئے ہونگے فرمایا حق تعالیٰ نے زمین پر نبیون کا بدن کھانا حرام کر دیا ہے اور بزار بسند
صحیح حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے کہ اللہ تعالےٰ کے کچھ فرشتے ہین سیر کرنیوالے زمین مین کہ میری اُمت کے اعمال مجھے پہونچاتے ہین
اور فرمایا کہ میری وفات فرمانا بہتر ہے تمہارے واسطے اسواسطے کہ تمہارے اعمال میرے سامنے عرض کئے
جائینگے اگر بہتر ہونگے تو مین اُسپر خدای تعالیٰ کا شکر کرونگا اگر بد اعمال دیکھونگا تو تمہاری حق مین طلب
مغفرت کرونگا اُستاد منصور بغدادی کہتے ہین کہ محققین متکلمین کا مذہب یہ ہے کہ رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم زندہ ہین بعد وفات کے اور خوش ہوتے ہین طاعت امت سے اور انبیاء علیہم السلام کے
ابدان شریفہ بوسیدہ نہین ہوتے قبر مین اور بیہقی کتاب الاعتقاد مین کہتے ہین کہ انبیاء علیہم السلام
کی ارواح شریفہ بعد قبض کرلینے کے اُنکی طرف بھیجدیجاتی ہین اور شہیدونکی طرح سے خدا کے
سامنے زندہ ہین اسواسطے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج مین ایک جماعت انبیا علیہم السلام سے
کے ساتھ اکٹھا ہوئے اور اُنسے ملاقات کی اور صاحب تلخیص نے کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جو مال چھوٹا تھا وہ آپ ہی کے ملک مین باقی رہا جیسا کہ حالت حیات مین تھا ورثا کی طرف منتقل
نہین ہوا جیسا کہ اور اموات کا مال منتقل ہو جاتا ہے اور سبیل اُسکی یہ ہو کہ آپکے اہل وعیال پر انفاق
کر دیا جائے بغیر اعتبار کرنے اُس تقسیم کے جو میراث مین ہوا کرتی ہے اور اسبات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

۱۴ اللہ تعالیٰ کے سامنے اور یہ بات اُسوقت تک رہیگی جسوقت صور پھونکا جائیگا پس بیہوش ہو جاوینگے جو کہ بیچ آسمانون اور جو کہ بیچ زمین کے ہین ۱۲

کے خصائص سے شمار کیا ہی اور امام الحرمین نے اس قول کی تصحیح کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سیرت کے موافق ہے انتہی اور ان ائمۂ اعلام کے کلام سے نکلتا ہی کہ احکام دنیا بھی ثابت ہین پس انبیا علیہم السلام کی حیات شہدا سے اتم و اکمل و افضل ہوئی چنانچہ مذہب مختار و منصور ہی نہ جیسا کہ ظاہر کلام بیہقی مواضع مین اثبات کی طرف ناظر ہے کہ حیات انبیاء علیہم السلام مثل حیات شہدا ہے بلکہ مراد بیہقی کی فقط تشبیہ ہے اصل حیات مین اور اٹھا دینے استبعاد مین نہ اسکے خصوصیات پس وارد ہو گی نہ جو یہا پر بعضے علما نے نزاع کی ہے اور کہا ہے کہ اگر مراد اس حیات سے وہ حیات ہی کہ حق سبحانہ و تعالےٰ نے شہدا کے واسطے ٹھہرا کر فرمایا ہے بل احیاء عند ربہم یرزقون تو صحیح ہے لیکن اثبات مین خلاف کیسا نہین ہے کہ شہید و غیر موت کے احکام مثل منقطع ہو جانی ملک وغیرہ کے جاری ہین اور کہا ہے اسے بعضے نے کہ امام سے تعجب ہی کہ آپ ہی کہتے ہین مات رسول اللہ عن کذا النسوۃ ومات وھو راض من العشرۃ اور نسبت موت کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کرتے ہین پھر آپ ہی حیات کی طرف ثابت کرتے ہین اور زرکشی کہتے ہین کہ کچھ تعجب کی جگہ نہین ہی مات فاحیاہ اللہ تعالیٰ اور شہرستانی نمایۃ المرام مین امام الحرمین سے نقل کرتے ہین کہ فرمایا انھون نے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہین اور جو لوگ آپ پر صلواۃ و سلام بھیجتے ہین آپ انکو سنتے ہین اور سبکی شفاء الاسقام مین کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہمیشگی کی نہین ہی اور حق سبحانہ و تعالےٰ نے آپکو بعد چکھانے لذت موت کے اور جاری فرمانے طریقۂ امانت کے زندہ فرمایا اور انتقال ملک وغیرہ مشروط ہے اُس موت سے جو ہمیشگی کی ہے اور یہ حیات شہیدونکی حیات سے اعلیٰ اور اکمل ہی اور ثبوت اسکا روح کے واسطے بے اشتباہ ہی اور مگر بدن پس احادیث سے ثابت ہوا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے بدن بوسیدہ نہین ہوئی اور روح کا پھر آنا بدن کی طرف تو ثابت ہی ساری اموات کے واسطے اہمین کہ شہید ہون کہ غیر شہید کلام فقط روح کے پھر آنے کے بعد باقی رہنے مین ہی اسطرح پر کہ بدن اُس سے زندہ ہو جاتا ہی جیسے دنیا مین زندہ تھا یا بدن بے روح کے زندہ رہتا ہے اور یہ بات کچھ خدای تعالےٰ کی قدرت سے بعید نہین اسواسطے کہ زندگی کا ملازم ہونا روح کے ساتھ اہلسنت و جماعت کے نزدیک ایک امر عادی ہے کچھ عقلی نہین عقل کے

---

[1] بلکہ زندہ ہین وہ سب نزدیک اپنے رب کے روزی دیے جاتے ہین ۱۲ [2] انتقال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اتنی بی بیان چھوڑ کر اور انتقال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور حال یہ کہ وہ راضی تھے دس بہترین سے ۱۲ [3] یعنے آپ کو موت

نزدیک وہ جائز ہے پس اگر اسپر کوئی دلیل سمعی صحت کو پہونچے تو اسکا اعتقاد واجب ہو جائیگا اور ایک گروہ علما اسکے قائل ہوئے ہین اور اسکو ثابت کیا ہی اور نماز پڑھنا موسیٰ علیہ السّلام کا قبر مین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے اسکا مثبت ہے اسواسطے کہ نماز پڑھنا بغیر بدن کے نہیں ہوتا اور اسیطرح وہ صفات جو شب معراج مین مذکور ہوئے اور انبیا علیہم السلام کی طرف منسوب ہین وہ سب صفات اجسام ہین انتہی جاننا چاہیے کہ ساری اہل سنت وجماعت کو اسبات کا اعتقاد ہے کہ ساری اموات کو عموماً اور انبیا علیہم السلام کو خصوصاً ادراکات مثل علوم و سمع کے ثابت ہین اور ہمکو یقین ہے اسبات کا کہ مردہ قبر مین پھر زندہ ہوتا ہے جیسا کہ احادیث مین وارد ہوا ہے اور کوئی حدیث اسبات مین وارد نہین ہوئی کہ بعد زندہ ہو جانے کے پھر دوسری دفعہ قبر مین مرجاتا ہے بلکہ تنعیم قبر اور عذاب قبر کو قیام قیامت ادراک کرتا ہے اور اسمین شک نہین کہ ادراک کرنا بشرط حیات ہے کفایت کرتی ہے حیات کسی ایک جزو مین اسکے اجزا سے اسطرح کہ جس سے اسکا جثہ قائم نہو جیسا کہ دنیا مین قائم تھا ولیکن ان دلیلون سے جو حیات انبیاء علیہم السلام پر دلالت کرتی ہین اُنکے ابدان شریف کی حیات ثابت ہوتی ہے جسطرح پر دنیا مین تھی مگر اتنا فرق ہے کہ حیات دنیاوی مقتضی غذا ہی اور اس حیات مین غذا کی طرف احتیاج نہین اور حق تعالی قادر ہے کہ جسطرح دنیا مین بدن کو کھانے پینے کے ساتھ زندہ رکھتا ہے وہان بغیر کھائے پیے زندہ رکھے اور ایسے بعضے کیفیات بدن مین پیدا کردے کہ جسکی جہت سے غذا کی طرف احتیاج اور التفات نہو چنانچہ دنیا مین بھی بعضے احوال مین کسی غم یا کسی خوشی کے لاحق ہونے سے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مدتون آدمی کو کھانے پینے کی طرف التفات نہین ہوتا اور حاجت نہین پڑتی اور اگر یہ تسلیم بھی کیا جائے کہ حیات کھانے پینے سے ہوتی ہے تو دلیل حصر نہین جائز ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جیسا کھانے پینے کو حیات کا سبب ٹھہرایا ہے اسیطرح اور اسباب بھی اُسکے پاس ہون کہ جنپر بقائے ابدان منوط ہو انّہ علی کل شیء قدیر اور قدوۃ المحققین کمال الدین بن الہمام رحمۃ اللہ علیہ مسایرہ فرماتے ہین کہ بعد اتفاق کرنے اہل حق کے اثبات پر کہ قبر مین روح اس مقدار اعادہ کرتی ہے کہ جس سے مُردہ تنعیم و عذاب کو قبر مین ادراک کرسکتا ہے بہت سے اشاعرہ اور حنفیہ نے رُوح کے اعادہ مین تردد کیا ہی کہتے ہین کہ روح کے اور حیات مین کچھ ملازمہ نہین کہ بغیر روح کے حیات ہو نہین سکتی اللہ تعالےٰ قادر ہے کہ بدن کو بغیر روح

٭ پھر اللہ تعالےٰ نے آپ کو زندہ کر دیا ۱۲ تحقیق کہ اللہ تعالےٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے ۱۲

زندہ رکھے اور یہ جو دنیا مین معاین ہے کہ بقاء حیات روح سے ہوتی ہو یہ ایک امر عادی ہو کچھ عقلی نہین پس بعضی علماے حنفیہ قائل ہوئے ہین ساتھ وضع روح کے جسد مین اور بعضی قائل ہین کہ اتصال روح مٹی کے ساتھ ہوتا ہے اور روح ومٹی دونون الم پاتی ہین انتہی **فصل** جاننا چاہیے کہ حیات انبیا علیہم السلام اور تربت آنا حیات مین کسی عالم کا اختلاف نہین ہو مگر اسمین البتہ بعضے علما کا خلاف ہے کہ وہ حضرات علیہم السلام زندہ اپنی قبرون مین ہین ٹھہرے رہتے ہین یا انکو کہین اور لیجاتے ہین شیخ علاؤ الدین قونوی کہ محققین علماے شافعیہ سے ہین کہتے ہین کہ اس باب مین جو کچھ مجھپر ظاہر ہوا ہے یہ ہے کہ اعتقاد موجود اور زندہ رہنا انبیا علیہم السلام کا قبرون مین ویسی حیات سے جو وفات سے پہلے ثابت تھی کچھ فرعی مسئلہ نہین ہو کہ اسمین دلیل ظنی پر اکتفا ہو مشاہدہ سے ثابت ہوا کہ اُن حضرات کی پہلی حیات زائل ہوگئی اب اُسی حیات کے عود کرنیکی اثبات پر قطعی دلیل درکار ہو تاکہ اعتقاد اسبات پر راسخ ہو اور ساتھ اسکے کہ ہم اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ حضرات علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے پاس زندہ ہین ایسی حیات سے جو اس حیات متعارف سے اکمل و اشرف و اعلیٰ ہو اور ہم اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ رفیق الاعلیٰ کے سموات علا مین موجود ہین اور یہ حالت افضل و اکمل ہے اُس سے کہ قبر شریف مین ٹھہرے رہین اگرچہ حدیث نبوی سے ثابت ہے کہ مومن کی قبر مین جہانتک نگاہ جاتی ہو وہانتک وسعت اور فسحت کر دیتے ہین چہ جاے قبر شریف سید اہل اصطفا و سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہین کہ کہانتک وسعت ہوگی ولیکن آپکا رہنا قبر شریف سے جنت اعلیٰ مین جسکا عرض سموات وارض اکمل و اعلیٰ ہے ساتھ اسکے کہ حدیث مین آیا ہو کہ انبیا علیہم السلام چالیس روز سے زیادہ اپنی قبرون مین چھوڑے نہین جاتے اپنے پروردگار کے سامنے نماز پڑھتے ہین صور پھونکے تک اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ مین اپنے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہون اس بات سے کہ مجھے بعد تین روز کے قبر مین چھوڑے پس قطعیت انبیا علیہم السلام کی قبور شریفہ مین زندہ موجود رہینگے جیسا کہ پہلے وفات کے تھے متعذر ہی اور نماز پڑھنا موسےٰ علیہ السلام کا اپنی قبر شریف مین ہمیشہ قبر مین رہے پر دلالت نہین کرتا اور کیونکر دلالت کرے اور کیونکر دلالت کرے اور حالانکہ حدیث صحیح مین آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین حضرت موسیٰ علیہم السلام کے ساتھ مع اور انبیا علیہم السلام کے آسمانون پر ملاقات کی پس وجہ توفیق درمیان ان دونون کے

یہ ہو کہ یہ حضرات باوجود اسکے کہ آسمانو نپر رہتے ہین مگر کبھی کبھی اور جگہ بھی تشریف لیجاتے ہین خواہ قبر ہو خواہ اور کوئی مقام اور اس جگہ لازم نہین آتا کہ قبرون مین ہمیشہ رہتے ہین یہ کلام ہے قونوی کا اس صریح یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ قونوی کو انبیا علیہم السلام کے زندہ قبرونمین موجود رہنے مین تردد ہو لیکن اصل مُدعی مین کہ ثبوت حیات ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ گفتگو نہین اس جہت سے کہ یہ دلیل قطعی سے ثابت ہو چنانچہ خود قونوی بعد اس کلام کے کہتے ہین کہ مگر دوسری قسم کی حیات کے اثبات مین جو حیات متعارفہ کی مغائر ہے اور کہانے پینے پر موقوف نہین کسی طرح کی نزاع اور تردد نہین ہو پس ثابت ہوا کہ خلاف فقط اسبات مین ہو کہ ابدان شریفہ انبیا علیہم السلام کے قبور شریفہ مین ویسی زندگی کے ساتھ جو وفات فرمانے سے پہلے دنیا مین حاصل تھی دوام و استمرار کے ساتھ ہین یا نہین یہان پر ایک گفتگو ہے اگر کان رکھ کر سنین تو شاید محل قبول مین پہونچے وہ یہ کہ بعد ثابت ہونے اصل حیات کے دلیل قطعی سے استمرار اور عدم استمرار مین بانبین سے کیسکی دلیل قوی نہین جو کہتے ہین کہ ابدان شریفہ انبیا علیہم السلام کے ہمیشہ قبور مین نہین رہتے اُنکی دلیل یہ دو حدیثین ہین ایک الانبیاء لا یترکون الخ دوسری وانا اکرم علی ربی الخ اور جو قائل ہین ہمیشہ قبور مین رہنے کے اُنکی دلیل بھی دو حدیثین ہین ایک الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون اور دوسری وہ حدیث جس مین موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھتے دیکھا جانا مذکور ہو اور یہ قاعدہ مقررہ ہو اذا تعارضا تساقطا اور کچھ شک نہین کہ اجساد انبیاء علیہم السلام کا قبور مین رکھا جانا معائن اور مشاہد ہے اور اصل باقی رہنا ہے اپنے حال پر اور نہ منتقل ہونا جبتک کہ کوئی دلیل قطعی اسکے خلاف پر قائم ہو اور حقیقت مین قائم نہین ہوئے پس ثابت ہوا کہ جس حیات کی کہ قطعیت ثابت ہوئی ہے وہ قبور مین ہو گی نہ سموات مین واللہ اعلم اور محققین اہل حدیث اور شراح اُسکے اسبات پر ہین کہ حدیث الانبیاء لا یترکون اور اسی طرح انا اکرم علی ربی الخ مرتبۂ صحت کو نہین پہونچی ہین اور ثابت نہین ہوئین اور ان حدیثون کی روایت کرنے والون مین کوئی ایسا ہے کہ سوء حفظ وغیرہ سے مطعون ہے اور اگر یہ حدیثین صحیح ہون تو تاویل اُسکی یہ ہو کہ مراد ترک سے بے شغل رہنا ہے عبادت سے اور بعد گذر جانے مدت کے بھی قبر ہی مین

لـه یعنی انبیا نہین چھوڑے جاتے ہین ۱۲ ـه یعنے اور ہم بزرگ ترین نزدیک پروردگار اپنے کے ۱۲ ـه یعنے انبیا زندہ ہین اپنی قبرون مین نماز پڑھتے ہین ۱۲ ـه یعنے دو دلیلین متعارض ہوتی ہین تو دونون ساقط ہوجاتی ہین ۱۲

مشغول نماز وطاعت حق تعالیٰ وتقدس ہین بلکہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل مین
آیا ہو کہ کوئی پیغمبر ایسا نہین کہ بعد تین روز کے اپنی قبر سے اُٹھایا نجائے سوا میری کہ مین نے اپنے پروردگار
تعالیٰ سے اپنی امت مین قیام قیامت تک رہنا مانگ لیا ہے تاکہ میری امت بحکم ماکان اللہ لیعذبہم
وانت فیہم نزول بلا وعذاب سے محفوظ رہی اور بموجب سیاق اس حدیث کے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ
استمرار وہمیشگی قبر مین بحقیقت حیات حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہو اور ساری
انبیا علیہم السلام کو اصل حیات عند اللہ تعالیٰ ثابت ہے جسپر سبکا اتفاق ہو واللہ اعلم روایت کرتے ہین
کہ جب مفسدون نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تو بعضے صحابہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین نے انکے حضور مین عرض کیا کہ ہم لوگون کے نزدیک مصلحت یہ ہو کہ آپ اہل شام سے جا ملیے تاکہ اس
بلا سے آپکو نجات ملے فرمایا کہ مین ہرگز روا نرکھون اسبات کو کہ اپنی دار الہجرت سے جدائی اختیار کرون
اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمسائے کو چھوڑون اور قصۂ سعید بن مسیّب کا ایام واقعہ حرّہ مین حجرۂ
مبارک سے اذان کا تین روز تک سُننا مشہور ہے مگر وہ جو نووی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
بہشت برین مین تشریف رکھنے کو ترجیح دی ہے آپکے ہمیشہ رہنے پر قبر مین اُسکا جواب یہ ہے کہ جب ایک
ایک ادنی مومن کی قبر ایک باغچہ ہو باغون جنت سے تو ضرور ہو کہ قبر شریف حضرت سید الاولین وسید
الآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی افضل ریاض جنت ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہو کہ حضرت سید الاولین صلی اللہ
علیہ وسلم کو قبر شریف ہی مین تصرف ونفوذ سے ایک ایسی حالت ہو کہ آسمان وزمین وجنت سے حجاب اُٹھ گیا
بغیر اس بات کے کہ آپ وہانسے نقل فرماوین اسواسطے کہ آخرت اور برزخ کے احوال دنیا کے احوال پر قیاس
نہین کیے جا سکتے اور وہ جو اُن دو باتون کی تطبیق مین ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قبر مین نماز پڑھنا دوسرے
سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا ملاقات کرنا انکے ساتھ آسمان مین تو نووی نے کہا ہے کہ انبیا علیہم السلام
باوجود اس بات کے کہ انکا ٹھہراؤ آسمانون مین ہے کبھی اپنی قبرونکی طرف بھی نزول فرماتے ہین
تو وہ شخص جو انکے استقرار کا قبور مین دعوی کرتا ہے اسکے عکس کی طرف جاتا ہے اور کہتا ہے کہ
باوجود انکے قائم رہنے کے اپنے قبور شریفہ مین بعضے اوقات قوت نفوذی سے کہ اُس عالم مین انکو
عنایت کی گئی ہے سموات پر بھی عروج فرماتے ہین یا کہہ سکتا ہو کہ مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

لہ اور نہین تھا اللہ کہ عذاب کرتا انکو اور تو بیچ انکے تھا ١٢ منہ

انبیا علیہم السلام کو قبرون مین اپنے مرور کی وقت آسمانون سے دیکھا جس ترتیب سے کہ مذکور ہی تو اس صورت مین حال فاعل ہی پڑا نہ مفعول سے پس استقرار آسمان مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت ہو نہ صفت انبیا علیہم السلام کی اگرچہ یہ تاویل خلاف ظاہر ہے اور شیخ ابن ابی حمزہ بہجہ مین کہتے ہین کہ دیکھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انبیا علیہم السلام کو سموات مین کئی وجہون کا احتمال رکھتا ہی اول یہ کہ انکو اونکی قبرون مین آسمانون پر سے دیکھا ہو اور جائز ہے کہ حضرت حق تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی قوت بصری عنایت فرمائی ہو مطابق اُسکے جو آپ نے فرمایا ہے کہ رایت الجنۃ والنار فی عرض ہذہ الحائط یہ دو طرحکا احتمال رکھتا ہے ایک تو یہ کہ جنت ونار کو اسی جگہہ سے ملاحظہ فرمایا ہو جیسا کہ کوئی کہے رایت الہلال فی منزلی من الطاق تو مراد موضع طاق ہے دوسری یہ کہ صورت جنت ونار کو اللہ تعالے نے عرض حائط مین تمثل کی ہو اور قدرت دونون کی صلاحیت رکھتی ہی دوسری وجہ یہ کہ جائز ہے کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمانون مین انبیا علیہم السلام کے اجساد کو نہ دیکھا ہو بلکہ انکی ارواح شریفہ کو دیکھا ہو انہین کی صورتون مین تیسری وجہ یہ کہ قادر مطلق جل وعلا شانہ اس رات کو حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واجلال کیواسطے انبیا علیہم السلام کو قبرون مین سے اٹھاکر آسمانون پر لگیا ہو تا کہ انکی صحبت سے حضرت کو بشارت وانس حاصل ہو یا کوئی اور امر منظور ہو کہ ہمکو اُسپر اطلاع نہین یہ ساری وجہین محتمل ہین اور انہین سے کسی ایک کو دوسری پر رجحان نہین اور قدرت کاملہ کل کی صلاحیت رکھتی ہے انتہی اور جو کچھہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کے قبر شریف مین ہونے پر دلالت کرتا ہے از جملہ اُسکے واقعہ سلطان سعید نورالدین شہید ہی کہ سن پانسو بستاون مین واقع ہوا اینے سلطان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات مین تین بار خواب مین دیکھنا اور فرمانا آپکا سلطان سے کہ ان دو نصرانی کے شر سے مجھے بچا اور پہونچنا سلطان کا ایک ہزار آدمی ساتھہ لیکر مدینۂ طیبہ مین اور اُن دونون ملعونون کو پکڑنا اور قتل کرکے انکو جلوا دینا اُسکے بعد حجرۂ شریفہ کے گرد خندق کھدوا کر سیسا گلوا کر نیو بھر لانا چنانچہ تفصیل اُسکی بیانِ فضائل مسجد مین ذکر ہو چکی ہے اور اس قصے کو سارے مورخین مدینہ طیبہ نے ذکر کیا ہے اور اسکی تصحیح کی ہی اور اُن مورخین مین بڑے بڑے علمای مشہورین داخل ہین جیسے شیخ جمال الدین مطری اور مجد الدین فیروزآبادی اور امثال انکے علمای اعلام سے

لہ دیکھا مینے جنت ونار کو اس حائط کے عرض مین ۱۲ جیسے دیکھا مینے ہلال کو اپنی منزل مین طاق سے ۱۲

امام عبداللہ شافعی لکھتے ہین کہ بعضے علماے باطن نے کہا ہے کہ سلطان نورالدین شمار کیا گیا ہی چالیس ابدالون اولیا مین سے اور نائب اُسکا صلاح الدین تین سو مین سے اور ابن اثیر کہتے ہین کہ مین نے تواریخ ملوک کو تتبع کر کے دیکھا تو بعد خلفاے راشدین اور عمر بن عبدالعزیز کے کوئی بادشاہ نورالدین کے برابر نیک سیرت نہین پایا اور ہمکو تعجب ہی کہ اُسکے ترجمے مین اس قصہ مشہورہ کو ذکر نہین کیا واللہ اعلم بعد اسکے جاننا چاہیے کہ علامہ تونوی بعد اسکے کہتے ہین کہ یہ گمان نکرنا چاہیے کہ التفات اور تعلق انبیا علیہم السلام کا قبور کیطرف سے بالکل منقطع اور مرتفع ہو گیا ہی بلکہ درمیان اُنکے اور اُنکے قبور شریفہ کے ایک ایسا علاقہ خاصہ مستمرہ ثابت ہی کہ دوسری جگہ مین ثابت نہین اسیطرح درمیان ساری قبور مومنین اور ارواح مومنین کے ایک نسبت خاص مستمر ہی کہ جسکی جہت سے اجزاء زائرین کو پہچان لیتے ہین اور جواب سلام دیتے ہین اور دلیل اسکی یہ ہی کہ سارے اوقات مین زیارت کا استحباب آیا ہے بعد اسکے بہت سے احادیث اسباب مین نقل کر کے کہتے ہین کہ یہ سب احادیث دلالت کرتی ہین اسبات پر کہ مُردون کو ادراک سمع حاصل ہی اور اس مین شک نہین کہ سمع ایک ایسی صفت ہی کہ مشروط ہی حیات کے ساتھ پس سبھی مُردے زندہ ہین لیکن زندگی اُنکی حیات شہدا سے مرتبے مین کم ہی اور حیات شہدا سے حیات انبیا علیہم السلام کی کامل تر ہے اور تحقیق اسباب مین کہ مختار جمہور علما ہی وہی ہی جو تاج الدین سُبکی سے نقل کیا ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآل **فصل** چونکہ اس مطلب کی تحقیق مین یہان بسط و تفصیل کا اتفاق ہوا تو بعضے مباحث کی طرف جو اس مطلب سے متعلق ہین اشارہ کرنا بھی مناسب نظر آیا کہ اس مطلب کی تکمیل و تتمیم کا موجب ہوگا و من اللہ التوفیق **بحث اول** حدیث الّا ردّ اللہ علی روحی مین اشکال مشہور ہی وہ یہ ہی کہ یہ عبارت یعنی پھر آنا روح مبارک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف مین اور سلام کیواسطے کسی ایک اُمّتی کے سلام کرنے کے وقت دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ آپکی حیات دائم اور ہمیشگی کے ساتھ نہین ہے اسواسطے کہ اگر آپکی حیات دائم اور مستمر ہو تو سلام کے وقت پھر آنے روح مبارک کے کچھ معنے نہونگے کیونکہ معنے تو اُسکے یہی ہین کہ سلام کے وقت پھر آنا روح مبارک کا حادث ہوتا ہے کہ ساتھ اُسکے رد سلام کرتے ہین اور **جواب** اس اشکال کا علما نے بہتسی وجہون سے بیان کیا ہے **ایک وجہ** یہ کہ معنے حدیث کے یہ ہین کہ حق تعالیٰ و تقدس پھیر لایا ہی میری روح کو مجبر کہ مین رد سلام کرتا ہون مگر اسوجہ مین بعض نا لعلمون کو تجب یت کرنے تو ا

له یعنے بعد تردد کے وجود انبیا علیہم السلام مین قبور کے اندر ۱۲ منہ ؏ ردّ روحی کے معنے یہ کہ روح کو پھیر مین قالب سیت مین ۱۲

نحویہ کے گفتگو ہی کہتے ہین کہ حاصل اُسکا لزُوم اقتران حال ہو زمان فعل کے ساتھ اسواسطے کہ وہ کلام چاہتا ہو اثبات کو کہ رد سلام اور اعادہ آپکی رُوح کا اُمتی کے سلام کے وقت سے مقارن ہو نہ پہلے اُسکے وفیہ مافیہ دوسری وجہ یہ کہ رَدّ روح سے مراد روح کا پھیرنا نہین ہے بلکہ عبارت ہو روح اقدس واطہر واعطر کے متوجہ ہونے اِس عالم کی طرف شہود حق تعالی و مشاہدۂ ملاء اعلی کیطرف سے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ کلام خطاب ہو اہل ظاہر کے مقدار پر کہ پہچاننا مردون کا تعبیر پھیر آنے رُوح کے ممکن و متصور نہین ہوتا اور خلاصہ کلام کا کنایہ ہے سُننے سے اور جواب اس اشکال کا بوجہ اتم واکمل باین طور ہو کہ اگر رَدّ روح کا ظاہر ہی معنی پر حمل کرین تو بھی لازم آتا ہے کہ قالب شریف مین بقای روح شریف دائم و مستمر ہو اسواسطے کہ جب پہلے کسی اُمتی کے سلام کے وقت روحِ مبارک قالب شریف کیطرف جوابِ سلام دینے کو پھیر لائی گئی تو پھر دوبارہ قبض ہو جانے کا اعتقاد بغیر دلیل کے ثابت نہوگا ورنہ لازم آیگا کہ احیاب موتین طاری ہون اور اثبات کا کوئی قائل نہین اور کوئی عاقل اِسکا التزام نکریگا اسواسطے کہ یہ ایک نوعِ تعذیب ہو ساتھ اسکے کہ کوئی ساعت ایسی نہین ہو کہ ایک امتی آپکا آپ پر سلام نہ بھیجتا ہو پس لازم آیگا دوام حیات اور دوام رَدّ سلام اور شیخ مجد الدین شیرازی کہتے ہین کہ حدیث شریف مین اگر رَدّ روحی فی باقی جسدی وارد ہوتا تو البتہ ہمیشہ زندہ نرہنے کا توہم ہوتا اور یہ تو وارد نہین ہوا بلکہ وارد ہوا ہے علے روحی بحرف استعلا وہ دلیل ہے ثبوت ہویت وانانیت دورود ونزول پر پس گویا کہ رُوح عبارت ہے کسی خاص وضع کے پیدا ہونے سے ساتھ اصل وجود حیات کے فلیفہم بحث دوسری کہتے ہین کہ اسکے معانی کیا ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسئے علیہ السلام کو قبر مین نماز پڑھتے دیکھا ایسی ہی اور انبیا کو شبِ معراج مین اور حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کو حج کے واسطے آتے دیکھا اور لبیک پکارتے چنانچہ دوسری حدیث مین وارد ہوا ہے کہ گویا مین موسیٰ کو دیکھ رہا ہون کہ ثنیہ سے اُترتا ہے اور لبیک کہتا ہے اور اسی طرح فرمایا کہ گویا مین دیکھ رہا ہون کہ یونس لبیک کہہ رہا ہو اور حالانکہ نماز وحج وغیرہما من العبادات اعمال دنیا سے ہین جو تکلیف و امتحان کا گھر ہے اور دارِ آخرت مین کسی قسم کی تکلیف وامر ونہی نہین ہو علما نے اس سوال کے جواب بھی چند وجہ سے دئے ہین اوّل یہ کہ یہان صلوٰۃ بمعنی ذکر اور دُعا کے ہو اور ذکر و دُعا اعمال آخرت سی ہو دوسری

یہ کہ انبیا علیہم السلام افضل ہین شہداء سے اور شہدا زندہ ہین خدا کے پاس پس حج و نماز کرنا انکا کچھ
بعید نہین تیسری یہ کہ انبیا علیہم السلام کے حالات زندگی کے وقت کے ہین جو حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو دکھائے گئے اسواسطے آپ نے ارشاد فرمایا وکانی انظر الی یونس اور بعضے کہتے ہین کہ برزخ
مین جاری ہونا احکام دنیا کا ثابت ہے اور استکثار اعمال اور زیارت اجر کو منافی نہین اور
منقطع ہوجانا اعمال کا قیامت کے دن کے ساتھ خاص ہے اور قیامت مین بھی جو منقطع ہے
تو تکلیف و امتحان ہے نہ مطلق عمل ورنہ وہ جو حدیث مین آیا ہے کہ سید کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم شفاعت کے وقت سجدہ کرینگے تو وہان یعنی سجدے کے سوا عبادت و عمل کے کیا ہونگے
اب جاننا چاہیے کہ معنے تشبیہ کے جو حدیث مین کانی انظر وارد ہوا ہے کیا ہین بعضے کہتے ہین کہ یہ رویا
خواب ہو جیساکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت مین آیا ہے کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بینا انا نائم رائیتنی اطوف بالکعبۃ اور رویت خواب مین خارجی
چیز کے دیکھنے کے حکم مین ہے اور بعضے کہتے ہین کہ یہ اخبار اُن چیزون سے ہین جو کچھ احوال انبیا
علیہم السلام کے وحی سے آپ پر ظاہر ہوئے ہین اُنکو آپ نے کمال تیقن سے حکم مشاہدہ اور
عیان کا دیکر رویت اور نظر سے تعبیر فرمائی ہے اور شیخ علاء الدین قونوی کہتے ہین
کہ بعید نہین ہے یہ کہ کہا جائے کہ ارواح مقدسۂ انبیا علیہم السلام بعد مفارقت کے ابدان شریفہ
سے بمنزلۂ ملائکہ کرام ہین بلکہ اُنسے افضل اور جیساکہ ملائکہ مختلف صورتون مین متمثل ہو جاتے
ہین اسی طرح جائز ہے کہ ارواح انبیا علیہم السلام بھی متمثل ہو جائین اور ممکن ہے کہ یہ تصرف
بعضے خاص بندون کو حالتِ حیات مین بھی ہو اور ایک روح چند بدنون مین سوا بدن معہود کے
تصرف کرے چنانچہ بعضے محققین بیان حقیقتِ ابدان مین لکھتے ہین کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک اُنمین
سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے اور پہلی جگہ اوس کے بدل اوس کی شبح و مثال رہتی
ہے اور صوفیہ قدس اللہ اسرارہم درمیان عالم اجساد اور عالم ارواح کے ایک عالم
اور متوسط ثابت کرتے ہین اور اس کا نام عالم مثال رکھتے ہین اور اُس عالم کو عالم اجساد سے

---

[1] یعنے گویا کہ مین دیکھتا ہون یونس کی طرف ۱۲ [2] درمیان اُس کے کہ مین سوتا ہون اپنے تئین مین نے
دیکھا کہ طواف کرتا ہون کعبے کا ۱۲

لطیف تر اور عالم ارواح سے کثیف کہتے ہین اور ظاہر ہونا ارواح کا صورتون مختلف مین اور
ظاہر ہونا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین بصورت دحیہ
کلبی رضی اللہ عنہ اور حضرت مریم کے سامنے بصورت بشر سوی الخلق تبہی اُسی عالم مثال پر ہے
اور اسی پر بنا کر کے جائز ہے کہ حضرت موسی علیہم السلام باوجود اثبات کے کہ چھٹے آسمان پر
مستقر ہون اپنی قبر شریف مین بھی بصورت مثال متمثل ہون اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
دونون جگہ اُن کو مشاہدہ فرمایا ہو اور بعد ثابت کرنے عالم مثال کے بہت سے مسائل کا جواب
نکل آتا ہے اور بہت سے اشکالات مثل بیان وسعت جنت اور اسکے ملاحظہ فرمانے کے غرض
خائط مین مثلاً منحل ہو جاتی ہے انتہی کلام الشیخ اور حقیقت یہ ہے کہ تحقیق مسئلہ حیات انبیا
علیہم السلام اور غیر انبیا کے موقوف ہے اس عالم کے سمجھنے پر اور تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے دیکھنے کی حضرت موسی اور حضرت یونس علیہما السلام کو اُس شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جو
روحانیات کے زمان ومکان کو سمجھے اور تمیز اور فرق کرے درمیان اُن زمان ومکان کے
اور درمیان زمان ومکان جسمانیات کے جیسا محققین صوفیہ نے کیا ہے کہتے ہین کہ اُس عالم
مین زمانہ ظرف ماضی ومستقبل وحال کے منقسم نہین ہے اور حالت ہونے یونس علیہ السلام کی
مچھلی کے پیٹ مین وعبور کرنے موسی علیہ السلام کی دریاے نیل سے اور حالت وجود آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی ہے حالت رویت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُن حضرات
علیہ السلام کو قصد حج مین اور لبیک پکارتے وہی حالت ہے جو اُن حضرات نے اپنی حیات
مین قصد حج کیا تھا اور لبیک کہا تھا اور حقیقت اس حالت کی اور پہچاننا اُسکا اعلے
وارفع ہے اس سے کہ اُن کی تمثیل کے قائل ہون اور کہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے انکو اُنکی صورت مثالیہ مین ملاحظہ فرمایا اور چونکہ ان مباحث مین طول دینا اصل مقصود سے
دور پڑتا ہے اسواسطے اتنی ہی پر اختصار لازم ہوا واللہ اعلم وعلمہ احکم

باب پندرھوان

بیان حکم زیارت قبر اعطر واطہر واقدس سید الانس والجان صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم مین واجب ہے یا مستحب اور بیان توسل واستمداد مین ساتھ اُس جناب
منقبت قباب وجنت مآب کے علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ

واصحابہ وسلّم کی باجماعِ علماءِ دین قولاً وفعلاً سب سنتون سے افضل ہی اور سارے مستحبات سے
موکدتر قاضی عیاض رحمۃ اللہ کہتے ہین کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ
سُنّت ہی جسپر سبکا اجماع ہے اور وہ فضیلت ہی جسمین سب کی رغبت ہے اور بعضے علماے
مالکیہ اسکو واجب کہتے ہین اور دوسرے اس قول کی تاویل سُنن واجبہ کر کرتے ہین اور گویا کہ
مراد سُنن واجبہ سے سُنن موکدہ ہین نہایت تاکید کر اور اکثر علما استحبات پر ہین کہ سُنّت زیارت
بعد ادا کرنے فرض حج کے ہے قاضی حسین کہتے ہین کہ جب حج سے فارغ ہو چکے تو چاہیے ہی
کہ ملتزم کے پاس جاکر ٹھہرے اور دُعا کرے بعد اُسکے مدینے کو روانہ ہو اور حضرت سید الرسل صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے شرف حاصل کرے قاضی ابو الطیب کہتے ہین کہ بعد حج وعمرہ کے
مستحب ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا قصد کرے اور حسن بن زیاد امام اعظم ابو حنیفہ
سے روایت کرتے ہین کہ احسن بات حاجی کے واسطے یہ ہی کہ پہلے مکے مین آوے اور مناسک حج
بجا لاوے بعد اُسکے مدینے مین آوے اور زیارت سے مشرف ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم
کی زیارت حضرت امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک سارے مندوبات سے افضل ہی اور سارے مستحبات سے
موکد قریب بدرجۂ واجبات ہی اور چارون مذہب کے عُلما نے حج کی مقدم کرنے کی تصریح کی ہے اور
بعضے کہتے ہین کہ اگر مدینۂ منوّرہ حج کی راہ مین پڑے تو اولیٰ یہ ہے کہ پہلے مدینۂ منورہ کی زیارت
کرے بعد اُسکے حج کرنے کو جائے اور بعضے سلف باوجود اس بات کے کہ راہِ حج مدینۂ منورہ کی
طرف سے نہوتی اس پر بھی زیارت مدینۂ منورہ کو مقدم رکھتے اور لوازم وقت سے ٹھہرائے
اور بالجملہ بعضے تابعین کو قصد مکۂ معظمہ پر زیارت مدینۂ مُطہرہ کی مقدم کرنے مین کسی قسم کا
خلاف نہین ہی اور تاج الدین سُبکی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی زیارت کی فضیلت
کو باصول اربعۂ شرع بیان کیا ہے مگر کتاب اللہ پس حق تعالےٰ کے قول سے ولو انھم
اذ ظلموا انفسھم جاؤک الآیہ اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے درگاہ رسالتپناہ
مین حاضر ہونے کی ترغیب پر اور استحبات کی ترغیب پر کہ اُس آستانۂ شریف پر
حاضر ہو کر سوال مغفرت کرین اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم سے استغفار مانگین

ﻠﮧ اگر یہ لوگ جسوقت ظلم کرتے ہین جانون اپنی کو آوین پاس تیرے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلّم تو

اور یہ ایک رتبۂ عظیمہ ہے کہ منقطع ہونیوالا نہین اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی حالتِ حیات وممات برابر ہے اور استغفار فرمانا آپکا اُمت کے واسطے بعد وفات کے وقت
ملاحظہ کرانے ملائکہ کے نامہاے اعمال اُمت کو جیسا کہ فصل سابق مین مذکور ہو چکا ہے
ثابت ہی اور آپ کے کمال رحمت سے کہ اُمت کے حال پر مبذول ہی اُمید ہے کہ آستانۂ شریف
پر حاضر ہونے والے کے حق مین یہ نسبت اورون کی استغفار نہایت ابلغ واوکد ہوتا ہوگا
اور سارے عُلما نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالتِ حیات وممات کا برابر ہونا اِس
آیۂ مجیدہ سے سمجھکر آدابِ زیارت مین حکم دیا ہے کہ اس آیت کو حضوری کے وقت پڑھ کر
طلبِ مغفرت اُس جناب رسالت مآب سے کیا کرین اور حکایت اُس اعرابی کی جو بعد آپکے
وفات فرمانے کے زیارت کو حاضر ہوا تھا اور یہ آیت پڑھی تھی مشہور ومعروف ہی اور
جس کسی نے مذاہب اربعہ والون سے مناسک حج مین کتاب لکھی ہے اُس نے یہ حکایت
بھی لکھی ہے اور اوس کے پڑھنے کا استحسان کیا ہے اور بہت سے ائمۂ اعلام نے باسانید
مُعتبرہ صحیحہ روایت کی ہے کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہین کہ مین نے مدینے مین حاضر ہوکر
زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا ایک روز مواجہہ شریفہ مین حاضر تھا کہ ایک اعرابی
نے آکر زیارت قبر مطہرہ کی اور عرض کیا کہ یا خیر الرسل حق سبحانہ وتعالےٰ نے ایک سچی
کتاب آپ پر اُتاری ہے اور اوس مین فرمایا ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ
الآیہ اور مین آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون اس اعرابی روکر یہ بیت پڑھی **نظم**
یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ ✤ فطاب من طیبھن القاع والاکم ✤ نفسی الفداء لقبر
انت ساکنہ ✤ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم ✤ پھر وہ اعرابی چلا گیا بعد اُس کے
جانے کے مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ
تو اُس اعرابی کے پاس جا اور اسکو بشارت دے کہ حق سبحانہ وتعالےٰ نے میری شفاعت سے

لہ اور اگر یہ لوگ جسوقت ظلم کرتے ہین جانون اپنی کو آوین تیرے پاس بخشش مانگنے اللہ سے ۱۲ مترجم لہ اے بہتر ان اُس شخص کے
مدفون ہوئی ہین زمین ہموار مین ہڈیان اُسکی پس معطر ہوئی اُن ہڈیون کی بو سے زمین ہموار اور ٹیلے میری جان فدا
ہو اُس قبر پر کہ تم اُس مین ساکن ہو ✤ اُس قبر مین پارسائی ہی اور اُس قبر مین جود وکرم ہے ۱۲ ✤

اُنکی مغفرت کی اور اُسکے گناہون کو بخشدیا اور حافظ ابو عبداللہ مصباح الظلام مین حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ بعد تین دن کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن سے ایک اعرابی نے آکر اپنے تئین قبر شریف پر گرادیا اور خاک مین لوٹنے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ جو کچھ آپ نے خدا سے سُنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا ہے اور جو کچھ آپ نے خداے تعالےٰ سے سیکھ کر یاد کیا ہے ہمنے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے اور از جملہ اُسکے کہ آپ پر اترا ہے یہ آیت ہے ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اور مین نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی جناب مین آیا ہون کہ آپ میرے واسطے استغفار کیجیے قبر مبارک مین سے آواز آئی قد غفر لک اور مکرر وارد ہونا سُنت کا باب زیارت مین وہ حدیث ہین جو باب فضیلت زیارت مین مذکور ہو چکی ہین ساتھ اسکے ہر سُنّت صحیحہ متفق علیہا جو زیارت قبور کے باب مین وارد ہوئی ہے زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب ثبوت استحباب مین کافی ہے کیونکہ قبر سید المرسلین سید القبور ہے اُسکی زیارت بطریق اولی مُستحب ہوگی اور اجماع اُمّت فضیلت زیارت قبر شریف اور اُس کے استحباب پر وہ بھی مذکور ہو چکا ہے ولیکن اختلاف مادۂ نسا مین ہے بعضے کہتے ہین کہ عورتون کو زیارت قبور جائز نہین کیونکہ اُن کی زیارت کے باب مین نہی وارد ہوئی ہے اور صحیح یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور دونون صاحبون رضی کی مرد و عورت سب کو عموماً مستحب ہے اور عموم نہی سے جو زیارت نسا مین وارد ہے ان قبور شریفہ کی زیارت مخصوص ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نہی سابق حدیث نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا الخ سے منسوخ ہو گئی اور منقول ہے کہ متاخرین ائمۂ شافعی سے ہین اولیا و صالحین کے قبورون کو بھی اس حکم مین داخل کرتے ہین اور ثبوت زیارت سیدۃ النسا رضی اللہ عنہا کا شہداے اُحد کو اور تشریف لیجانا اُن کا سید الشہدا رضی اللہ عنہ کی زیارت کو بعد چند روز کے جیسا کہ باب فصل بقیع مین مذکور ہو چکا ہے اور وارد ہونا روایت کا اس مضمون مین کہ حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

لے لوگ جس وقت ظلم کرتے ہین جانون اپنی کو آوین تیرے پاس پس بخشش مانگے اللہ سے واسطے انکے رسول البتہ پاوین گے اللہ کو توبہ قبول کرنیوالا مہربان ۱۲ ؎ تحقیق تیرے گناہ بخشے گئے ۱۲ ؎ مین نے تمکو منع کیا تھا قبرون کی زیارت کرنے سے پس

عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی قبر شریف کی مکۂ معظمہ مین زیارت کی مؤید قبول ہوگی
ہو واللہ اعلم اب رہا قیاس وہ یہ ہے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبور بقیع اور
شہدای احد کی زیارت کو تشریف لیجاتے تھے پس جب دوسرون کی قبور کی زیارت مستحب ہوگی تو
زیارت قبر مبارک سلطان تخت مین وزمان سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما تعاقب الملوان
و دار القمران بطریق اولی مندوب ومستحب ہوگی اور بعضے علما نے کہا ہے کہ زیارت قبور سے مقصود
فقط تذکر آخرت ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے زوروا القبور فانہا تذکرکم الآخرۃ اور
کبھی زیارت قبور سے مقصود دعا واستغفار ہوتا ہے اہل قبور کے حق مین جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قبور بقیع کی زیارت کرتے تھے اور کبھی مقصود زیارت سے نفع اٹھانا ہوتا ہے اہل قبور
سے چنانچہ زیارت قبور صالحین مین آثار ثابت ہوئے ہین امام حجۃ الاسلام کہتے ہین کہ جس کسی
کہ اسکی حالت حیات مین نفع اٹھاوین اس سے بعد اسکے مرنے کے بھی تبرک وانتفاع لین
امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہین کہ قبر شریف حضرت امام موسیٰ کاظم سلام اللہ علیہ کی قبولیت
دعا کے واسطے تریاق اعظم ہے اور بعضے مشایخ نے کہا ہے کہ مین نے چار آدمیون کو اولیاے
کرام سے پایا کہ اپنے قبور کے اندر بھی ویسا ہی تصرف رکھتے ہین جیسا کہ حالت حیات
مین رکھتے تھے یا زیادہ اس سے ایک شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے
شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور دو شیخ اور ذکر کئے ہین اور بعضے علمائے مذہب
نے قبور کے ساتھ استمداد کرنے مین خلاف کیا ہے جیسا کہ شیخ کمال الدین بن ہمام نقل کرتے
ہین واللہ اعلم ابو محمد مالکی کہتے ہین کہ سوا مزار مقدس حضرت سید الرسل صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور مزارات جمیع انبیا ومرسلین علیہم السلام کے اور قبور سے قصد انتفاع کرنا بدعت ہے
امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مستثنیٰ کرنا اس بعض قبور شریفہ انبیا علیہم السلام
کو صحیح ہے مگر اور قبور کے ساتھ قصد انتفاع کو بدعت کہنا محل نظر ہے اور کبھی زیارت قبور
واسطے حق ادا کرنے اہل قبور کے بھی ہوتی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہت مانوس حالت
میت اسوقت ہے جبکہ کوئی اسکے آشناؤن مین سے اسکی قبر کی زیارت کو آوے

ع اب تم زیارت قبور کرو ۱۲ لہ یعنی تم قبرون کی زیارت کرو کیونکہ وہ یاد دلاتی ہے آخرت ۱۲ ـ

اور اسباب مین احادیث بہت وارد ہوئی ہین اور حدیث مرفوع مین آیا ہے کہ من[1] زار قبر ابویہ
فی کل جمعۃ او احدہما کتب بارا وان کان فی الدنیا ماقبل ذلک بہما عاقا اور قبر مبارک حضرت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مین یہ سب معانی مذکورہ حاصل ہین اور امام مالک
سے نقل کرتے ہین کہ وہ مکروہ رکھتے تھے اسبات کو کہ کوئی کہے زرنا قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اس قول کی وجہ کراہت مین اختلاف ہی عبدالحق صقلی کہتے ہین کہ وجہ اُسکی یہ ہے کہ زیارت
ایک فعل ہی کہ کرنا نہ کرنا اُسکا برابر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی
زیارت واجب ہی اور قاضی عیاض مالکی کا مختار یہ ہے کہ یہ کراہت زیارت کی اضافتِ قبر
کی طرف کرنے سے پیدا ہوئی ہے پس اگر زرنا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہو تو کچھ کراہت نہین اور
قبر کیطرف اضافت ایک حدیث کے وارد ہونے کی جہت سے مکروہ ہی وہ یہ کہ اللّٰھم[2] لاتجعل
قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائہم مساجد اور اصل زیارت
اگرچہ اس قبیل سے نہین ہے لیکن اُس سے زبان کی نگاہ رکھنے مین احتیاط ہے جیساکہ طریقہ
امام مالک رحمۃ اللہ کا ہے سد ذرائع مین لیکن واقع ہونا لفظ قبر کا حدیث مین اسبات کا
منافی ہی سبکی کہتے ہین کہ شاید یہ حدیث امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو نہ پہونچی ہو گی یا خود مخذوف
قبور غیر نبی مین ہوگا اور ابن رشد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہین کہ وہ فرماتے تھے
کہ اگر کوئی کہے زرت[3] النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مین مکروہ رکھتا ہون کیونکہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اعظم و اعلیٰ ہین اسبات سے کہ انکی زیارت کیجاے اور بھی ابن رشد کہتے ہین کہ
وجہ کراہت کی یہ ہے کہ کثرت استعمال لفظ زیارت کا اموات مین ہوتا ہے اور حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم زندہ تر ہین ہر زندہ سے سواے اللہ کے اور بعضے کہتے ہین کہ زیارت اکثر اوقات
و اغلب احوال مین مردے کو نفع پہونچانے کے واسطے ہوتی ہی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

---

[1] یعنی جو شخص اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کرے ہر جمعہ کو یا ایک اُن دونون کی تو لکھا جائیگا بار یعنی نیکی کرنیوالا
والدین کے ساتھ اگرچہ تھا دنیا مین اس سے پہلے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا ۱۲ [2] یعنی اے اللہ میرے مکر دے
میری قبر کو ایک بت کہ جسکو لوگ پوجین بہت بڑا غضب خدا کا اُس قوم پر ہے کہ جسنے بنالیا ہے اپنے نبیون کی قبرون کو
مسجدین ۱۲ [3] یعنے زیارت کی مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۱۲ -

کی زیارت ایسی نہین ہی ہر تقدیر منع اور کراہت راجع باعتبار ظاہر و رعایت لفظ کے ہے اور دوسرون کے نزدیک مختار عدم کراہت ہے اور یہی ظاہر ہے **فصل** اور کر اختیار کرنا سفر کا زیارتِ قبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اور شد رحال کرنا یعنے لاد پھاند کر جانا اس نعمتِ عظمیٰ کے حاصل کرنے کو پس ہرگاہ زیارت قبر شریف کا استحباب ثابت ہوا تو مشروعیت و استحباب سفر بھی اُسکو لازم ہے اور یہ بھی جہت ہی کہ دلیلون مین عموم ہے اور اِن سے قرب و بُعد کا اس مین استوا نکلتا ہے اور مگر حدیث لا تشدوا الرحال الا الی ثلثة مساجد مراد اس سے سوا اُس مساجد ثلثہ کے اور کسی مسجد کی طرف شد رحال کرنے کی ممانعت ہی چنانچہ قاعدۂ نحوی اسکا مقتضی ہی اور قاعدۂ نحوی یہ ہے کہ مستثنےٰ مفرغ مین واجب ہی کہ مستثنیٰ کی جنس سے ہو پس ممانعت مطلق سفر کی سوا اُن مساجد کے لازم نہین آتی ہے اور کیونکر ہو اور حالانکہ سفر حج اور سفر جہاد اور سفر ہجرت دار کفر سے اور سفر تجارت اور اسفار جمیع مصالح دنیوی کے باتفاق جائز اور مشروع ہین اور بعضے کہتے ہین کہ مقصود حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس فرمانے سے یہ ہے کہ تبرک مقصود کسی مسجد کے قصد مین نہین ہے سواے ان مساجد ثلثہ کے یعنے مسجدِ حرام اور مسجد النبی اور مسجد اقصےٰ کے ساتھ اسکے کہ قصدِ زیارت نبوی کو قصد مسجدِ شریف لازم ہی کیونکہ مسجد شریف کے پہلو ہی مین مزار شریف واقع ہی اور مقصود وہان حاضر ہونے سے دونون امر ہین مسجد سے برکت حاصل کرنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم بجا لانا جیسا کہ حالتِ حیات مین آپ کی ملازمت حاصل کرنے کا قصد کرین نہ فقط تعظیم قبر شریف کی اور بعضے کہتے ہین کہ شد رحال ان تین مسجدون کے سوا اور طرف مطلقًا ممنوع نہین ہے بلکہ اگر ممنوع ہی تو باعتقاد تعظیم و فضیلت و مضاعفِ ثواب ہوا کرتا ہے اس طرح اور طرف نہ کرنا چاہیے اور بغیر اعتقاد تعظیم وغیرہ ہو تو کچھ منع نہین اور جو مقالات ان مساجد فاصلہ کے شہرون سے قریب ہین وہان مسجد قبا پر قیاس کر کے پیادہ و سوار جانا درست ہے کیونکہ نفط شد رحال چاہتا ہے دور و دراز جانے کو جیسا کہ بعضے علما نے کہا ہے اور جمہور علما اسپات پر ہین کہ نذر ساتھ غیر مساجد ثلثہ کے جائز نہین اور بعضے مطلقًا جائز رکھتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اگر بغیر شد رحال کے ہے تو جائز اور اگر نہین تو نہین اور بعضے لوگون نے حضرت عبد اللہ بن عباس

لـه یعنے نہ لاد پھاند کر جاؤ مگر تین مسجدون کی طرف ۱۲

رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نذر مانے مسجد قبا جانے کی تو وفا کرنا اوسکا اوسپر لازم ہوگا یا نہین فرمایا لازم ہوگا اور درود فضائل مسجد قبا سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ مسجد شریف بھی مساجد ثلثہ کے حکم مین ہوگی شد رحال وغیرہ مین کیونکہ وارد ہوا ہے کہ نماز اس مسجد کی عمرے کے برابر ہے اور وارد ہوا ہے کہ دو رکعت اس مین افضل ہے ہزار رکعت سے مسجد اقصیٰ مین اور ثبوت کو پہونچا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لیجاتے تھے سوار اور پیادہ اور مروی ہی قول حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اگر یہ مسجد کسی کنارے پر کنارون مین سے ہوتی تو اسکے طلب مین کسقدر اونٹ ہلاک نہوتے اور نہ مذکور ہوتا اس مسجد کا مساجد ثلثہ کے ساتھ حکم مذکور مین ہے کیونکہ مدینے سے یہ مسجد قریب ہے اور حکم اسکا اوس سے علیحدہ نہین یا یہ کہ اس مسجد کی فضیلتین اور جگہ مذکور ہو چکی ہین پس اوسی پر اکتفا کر کے اوسکو اون مساجد کی ساتھ مذکور نہین کیا واللہ اعلم اور جو کوئی نذر مانے ساتھ زیارت حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اوس کے وجوب وفا مین کسیکا خلاف نہین اور سوا آپ کے اور سب کے زیارت کے ساتھ نذر ماننے مین خلاف ہے اور مسافرت اختیار کرنا سلف کا حضرت سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے بہت ثابت ہے از جملہ اوسکے حکایت ہے حضرت بلال مؤذن رضی اللہ عنہ کے آنے کی شام سے مدینۂ طیبہ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے مین ابن عساکر حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ بلال نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تو کبھی ہماری زیارت کو نہین آتا بلال رضی اللہ عنہ اوسی وقت خواب سے بیدار ہو کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مدینۂ منورہ کے قصد سے نکل پڑے اور مدینۂ منورہ مین پہونچکر قبر شریف پر حاضر ہو کر بہت روئے اوسوقت امام حسن و حضرت امام حسین علیہما السلام حجرۂ مبارک سے باہر نکل آئے بلال رضی اللہ عنہ نے اون دونون صاحبزادون کو گود مین لے لیا اور سر اونکا چوما اور وہی تھوڑے دن ہوئے تھے کہ حضرت سیدۃ نساء العالمین رضی اللہ عنہا نے اس جہان سے رحلت فرمائی تھی لوگون نے چاہا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے اذان دلوا دین تو یہ سب نے ملکر ٹھہرائی کہ حضرات حسنین علیہما السلام

سے اسباب مین کہلوایا چاہیے کہ صاحبزادون کی فرمایش کرنے سے ناچار ہو جائین گے اذان کہنی
پڑیگی ورنہ اونھون نے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی واسطے اذان نہین کہی
ہی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رحلت فرمانے کے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی
اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای بلال تم ہمارے واسطے اذان دیا کرو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ یا خلیفۂ رسول اللہ آپ نے اپنے مال سے مجھے خریدا اور خدا کی راہ مین آزاد کیا آیا اپنے
واسطے کیا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا خلیفۂ رسول اللہ اب بھی مجھے آپ خدا
کے واسطے چھوڑ دیجیے تاکہ اپنے طور پر رہون مجھے اُب طاقت نہین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے بعد پھر کسی واسطے اذان کہون پس شام کو چلے گئے اور وہان سے بقصدِ زیارت
مدینۂ طیبہ مین آئے الغرض جب امام حسن اور امام حسین علیہما السلام نے حضرت بلال سے
اذان کہنے کی فرمایش کی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ مجبور ہو کر مسجد کی چھت پر تشریف لیگئے
اور جس جگہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین کھڑے ہو کر اذان کہا کرتے تھے
اوسی جگہ کھڑے ہو کر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر آدمیون مین ایک شور پڑ گیا گویا کہ تمام مدینہ جنبش مین
آگیا اور جب کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ تو اور زیادہ تزلزل ہو گیا اور رونا پیٹنا شدت سے
پڑ گیا پھر جب اشہد ان محمدا رسول اللہ کہا تو ایک اور ہی قیامت قائم ہو گئی کوئی مرد و عورت
اور چھوٹا اور بڑا مدینے مین ایسا نہ تھا کہ اپنے گھر سے روتا چلاتا باہر نہ نکل آیا ہو گویا روزِ مصیبت
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تازہ ہو گیا روایت کرتے ہین کہ حضرت بلال اوسوقت
کمال تنگئ دل اور بیقراری اور فرطِ غم اور وفورِ الم سے اذان تمام نہ کر سکے اور کوٹھے سے نیچے اُوتر
آئے اور نقل کرتے ہین کہ جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ملک شام فتح کیا
اور بیت المقدس والون کے ساتھ مصالحہ کیا حضرت کعب احبار حضور امیر المومنین مین حاضر ہو کر
شرف اسلام سے مشرف ہوئے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اون کے اسلام
لانے سے بہت خوش ہوئے اور وہان سے مراجعت کے وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مخاطب
ہو کر فرمایا کہ اے کعب تمہارا دل چاہتا ہے کہ ہمارے ساتھ مدینے چلو اور سرور انبیا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ

کہ نعم یا امیرالمومنین انا افعل ذلک پھر جب حضرت امیرالمومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینے
مین پہونچے تو سب کامون سے پہلے فرازمعلی سلطان انس و جان حاضر ہو کر سلام سے مشرف
ہوئے اور عبدالرزاق باسناد صحیح روایت لاتے ہین کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہما جب کسی سفر سے آتے پہلے قبر شریف پر حاضر ہوتے اور کہتے السّلام علیک یارسول اللہ
السلام علیک یا ابابکر السلام علیک یا ابتاہ اور موطا امام مالک مین بھی یہ روایت
مذکور ہوئی ہے اور ایک شخص نے حضرت نافع مولی ابن عمر رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ آیا آپ نے
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر سلام کرتے تھے فرمایا مین نے
دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے کہ قبر مبارک پر کھڑے ہوتے تھے اور کہتے تھے السلام
علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی اور مسند امام اعظم مین حضرت عبداللہ بن عمر رضی
عنہ سے روایت لاتے ہین کہ انھون نے فرمایا کہ سُنّت یہ ہے کہ قبر شریف نبوی پر
قبلے کی طرف سے آوے اور پیٹھ قبلے کی طرف کرکے کھڑا ہو اور کہے السلام علیک
ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور نقل کرتے ہین کہ مروان بن حکم نے ایک شخص کو دیکھا
کہ اپنا مُنہ قبر شریف پر رکھے تھا مروان نے اُسکی گردن پکڑ کر کہا کہ تو جانتا ہے کہ یہ کیسا
فعل تجھ سے ہو رہا ہے اُس نے کہا چھوڑ مجھے مین پتھر منہ مین رکھے ہون بلکہ محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی تربت پر میرا منہ ہے اور کہا کہ مین نے سنا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے کہ رو ؤ تم دین پر اسوقت کہ نااہل صاحبِ ولایت ہو جاے رضی اللہ عنہ
تا ملہ اور عمر بن عبدالعزیز شام سے قاصد بھیجتے تھے کہ حضور رسالت پناہ مین اونکا سلام پہونچاوے
اور یہ فعل انکا صدر زمان تابعین مین تھا اور روایت اس خبر کی مشہور ہے آب رہا وہ جو حسن
بن حسن رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ اونھون نے ایک قوم کو قبر شریف کے گرد
کھڑے دیکھکر منع کیا اور فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ میری قبر کو عید
نہ ٹھہراؤ اور اپنے گھرون کو قبرین نہ بناؤ اور جہان کہین تم ہو وہین سے مجھپر درود بھیجو
تحقیق تمہارا درود پہونچتا ہے اور وہ جو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے روایت

لہ یعنی ہان ای امیرالمومنین مین یہ گردن گا یعنے حاضر ہون گا ۱۲

کرتے ہین کہ اُنھون نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑکی کیطرف سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف
آتا ہی اور دعا کرتا ہی اسکو منع فرمایا اور اُسی حدیث مذکور کا مضمون اُسے سنایا اور وہ جو دوسری
روایت مین آیا ہی کہ سہل بن سہیل کہتے ہین کہ مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام کو آیا تھا اور
حسن بن حسن بن علی رضوان اللہ علیہم حضرت جناب سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر مین
تعشی کرتے تھے مجھے بلایا مگر مجھے چونکہ اُسوقت کھانے کیطرف رغبت کم تھی نہ گیا فرمایا کہ قبر شریف کے
پاس کیا کھڑے کرتے ہو سلام کرو اور وہانسے ہٹو اور فرمایا قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تتخذوا
قبری عیدًا الحدیث اور فرمایا تم اور جو اندلس مین ہی دونون برابر ہین قرب مین اور جو مثل اُسکے حضرت
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین ان سب کا جواب یہ ہی کہ شاید اُس شخص نے جسکو ان اماموں
نے منع فرمایا حد اعتدال سے قدم آگے رکھا ہوگا یا اُس مین بناوٹ کا اثر پایا اس منع سے ان حضرات کو
تعلیم وتنبیہ سبات کی مقصود ہوگی کہ حضور معنوی مین قُرب اور بُعد مسافت ایک ہی ہی چنانچہ کسی نے کہا ہے
شعر در راہِ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست + می بنیمت عیان ودعا می فرستمت + اور امام مالک کی مذہب
مین قبر شریف کے پاس ٹھہرنا بہت مکروہ ہی خصوصًا اہل مدینہ کو والا انکار اصل زیارت کا اور قبر شریف
پر حاضر ہونیکا اور اُس مقام معلی مین ٹھہرنے کا ہو نہین سکتا اسواسطے کہ روایت صحیح ان ائمہ اہلبیت
سلام اللہ علیہم سے آئی ہے کہ جب یہ حضرات حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو
حاضر ہوتے تھے تو اُس اسطوانہ کے پاس جو روضہ شریف سے ملا ہوا ہے کھڑے ہوتے اور سلام بھیجتے اور
فرماتے کہ اسی جگہ ہی سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطری کہتے ہین کہ پہلے حجرہ شریف کے
داخل کرنے سے مسجد مین طریقہ سلف کا یہی تھا جو مذکور ہوا اور اس زمانے مین کھڑے ہونے کی جگہ
سلام کے واسطے چاندی کی میخ کے مقابل ہے جو چہرۂ مبارک کے سامنے دیوار مین جھلاتی ہی چنانچہ
باب زیارت مین آویگا انشاء اللہ تعالیٰ اور قول حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ
لا تجعلوا قبری عیدًا حافظ منذری کہتے ہین کہ احتمال رکھتا ہے کہ مراد اس سے ترغیب ہو کثرت زیارت

لہ یعنی شام کو کھانا کھاتے تھے ۱۲ لہ یعنے نہ بناؤ تم لوگ میری قبر کو عید ۱۲ لہ حضرت مترجم کے زمانے مین مواجہہ شریفہ کی
پہچان مسمار فضہ سے رکھی ہوگی اور مترجم کے زمانے مین مواجہہ شریفہ مین تین ہیرے نہایت بیش بہا ٹکے لگے ہوئے جالی شریف
کے اندر دیوار حجرہ مبارک سے معلق ہین اُنہی کے سامنے کھڑے ہوکر سلام پڑھتے ہین ۱۲

قبر شریف پر اور اشارہ ہوا اس بات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کو مثل عید کے
نہ ٹھراؤ کہ سال بھر مین ایک دو بار سے زیادہ نہین آتے اور منذری کہتے ہین کہ قول حضرت پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاتجعلوا بیوتکم قبوراً سے مراد یہ ہے کہ اپنے اپنے گھرون مین بغیر طاعت وعبادت
پڑے نہ رہا کرو اور اپنے گھرون کو مثل قبرون کے نہ بناؤ کہ جیسے قبرون مین مُردے پڑے رہتے ہین
بے طاعت وعبادت ویسے ہی تم بھی پڑے سویا کرو ان اقوال شریفہ کا حمل ان معانی پر بہت مناسب
معلوم ہوتا ہی جیسا منذری نے کہا سبکی کہتے ہین کہ مراد منع تعیین وقت ہی زیارت کے واسطے جیسا
کہ عید کیواسطے تعیین روز و وقت ہوتا ہے بلکہ تمام سال اور مدتِ عمر وقتِ زیارت ہے یا مراد تشبیہ ہے
عید کے ساتھ اظہار زینت واجتماع وغیرہ مین کہ عید مین یہ امور ہوتے ہین بلکہ چاہیے یہ ہی کہ زیارت
وسلام ودُعا پر اکتفا کرین انتہیٰ اس جگہ سے لازم نہین آتا کہ مرقد مطہر کے سامنے ٹھہرنے اور تطویل
دُعا وکثرت تضرع والتجا مین کسی طرح کی کراہت ہو فیا لہا من سعادۃ رزقنا اللہ الرجوع الیہا
ونسالہ الاعادۃ **فصل** اب رہی یہ بات کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ ٹھہرانا اور
شفیع لانا جنابِ الٰہی مین چاہیے ہے یا نہین سو تحقیق اُسکی یہ ہے کہ وسیلہ ٹھہرانا اور شفیع لانا حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جناب باری مین اور طلبِ مدد اُس جناب سے کرنا فعل انبیا ومرسلین اور سلف و
خلف صالحین ہی کیا آپکے پیدا ہونے سے پہلے کیا بعد پیدا ہونے کے حیات دنیویہ مین بھی اور عالم برزخ
مین بھی اور عرصۂ قیامت مین بھی کہ انبیاء مرسل کو وہان دم مارنے کی تاب نہوگی اور ہمارے حضرت
فخر عالم سردار آدم وبنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بابِ شفاعت مفتوح فرماوینگے اور اولین و
آخرین کو مستغرق بحار رحمت ونعمت کرینگے اور بابِ استمداد مین اُس جناب عالم وعالمیان مآب سے ان
چارون موطن مین اخبار وآثار وارد ہوئے ہین پہلے موطن مین تو از جملہ اخبار واحادیث یہ حدیث
ہی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کہ جب آدم صفی اللہ علیہ السلام سے وہ خطبہ صادر ہوا تو انکی توبہ
قبول ہونے کے واسطے یہ کہا یارب اسئلک بحق محمد ان تغفرلی درگاہِ مجیب الدعوات سے فرمان آیا

---

[1] یعنے نہ بناؤ تم لوگ اپنے گھرون کو قبرین ۱۲ [2] یعنے اے وہ شخص واسطے اُسی مرقد کے سعادت سے روزی دی ہم کو
اللہ رجوع کی طرف اُسی مرقد کے اور سوال کرتے ہین ہم اعادہ تئین ۱۲ [3] اس حدیث کی تصحیح علماء نے کی ہے
[4] یعنے اے رب میرے مین تجھ سے مانگتا ہون کہ بحق محمد تو مجھے بخشدے ۱۲

کہ تونے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیونکر پہچانا اور حالانکہ ابتک مین اونکے جوہر روحانی کو بند جسمانیت مین نہین لایا اونھون نے عرض کیا کہ جسدن تونے مجھے پیدا کیا اور روح علوی کو میری قالب بشری مین پھونکا تو مین نے قوائم عرش پر لکھا دیکھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اُسدن مینے پہچانا کہ یہ تیرا بندہ محبوب ترین خلق ہے تیری نزدیک اور مقرب ترین تیری درگاہ کا فرمان آیا کہ ای آدم تو اُسکو ہماری درگاہ مین اپنی مغفرت کا وسیلہ لایا ہمنے تیرے گناہ بخشے ای آدم اگر محمد نہوتا تو ہم تجھے پیدا نکرتے اور بعضے روایات مین آیا ہے کہ جن کلمات سے کہ آدم صفی اللہ علیہ السلام کی توبہ ہوئی چنانچہ آیہ کریمہ فتلقیٰ آدم من ربہٖ کلمات فتاب علیہ[1] اُسپر ناطق ہے وہ کلمات یہ تھے الٰہی بحرمت محمد وآلہ اغفر لی جسکی کہتے ہین کہ جب توسل اعمال صالحہ کے ساتھ باوجود اسبات کے کہ وہ اعمال صالحہ افعال انسان ہین اور افعالِ انسان قصور نقصان کے منصف ہوا کرتے ہین درست جائز ہو تو شفیع لانا اور وسیلہ ٹھہرانا حضرت حبیب رب العالمین کو کہ محب و محبوب حضرت غافر الذنوب جل و علا ہین بطریق اولی ہوگا شعر

یا اکرم الرسل ما لی من الوذ بہ + سواک عند حلول الحادث العمم[2] + اور دوسرا مواطن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب کے ساتھ توسل کرنا آپکی مدتِ حیات دنیا مین وہ اتنی بار واقع ہوا ہو کہ حصر سے زیادہ ہو خبر مین آیا ہو کہ ایک اندھے نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ دعا کیجئے کہ حق سبحانہ وتعالے مجھے عافیت عنایت فرماوے آپ نے فرمایا کہ اگر تو بصارت چاہتا ہے تو مین دعا کرون اللہ تعالی تجھے بینا کردے اور اگر اجر آخرت چاہتا ہے تو صبر کر کہ یہ تیرے حق مین بہتر ہو اُسنے عرض کیا کہ آپ دعا کیجیے یا رسول اللہ فرمایا وضو کر اُسنے وضو کیا فرمایا پڑھ اللھم انی اسألک واتوجہ الیک نبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم شفعہ فیّ[3] ترمذی کہتے ہین کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب اور بیہقی بھی اس کی تصحیح کرتے ہین

---

[1] پس سیکھہ لین آدم نے پروردگار اپنے سے کچھ باتین پس پھر آیا اوپر اُسکے ۱۲ [2] یعنی اے اللہ میرے بحرمت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اولاد انکے مجھے بخش تو مجکو ۱۲ [3] ای بزرگترین انبیا نہین ہے میرے واسطے کوئی ایسا شخص کہ مین اسکی طرف پناہ لاؤن سوا تیرے حادثہ عام کے نازل ہونے کے وقت ۱۲ [4] یعنے ای اللہ میرے مین سوال کرتا ہون تجھ سے اور متوجہ ہوتا ہون تیری طرف بذریعہ تیرے نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی الرحمت کے اے محمد مین متوجہ ہوا بذریعہ تمہاری اپنے رب کے طرف اپنی اس حاجت مین کہ روا نہ کیجائے واسطے میرے تو اُن کی شفاعت قبول کر میرے حق مین ۱۲

اور آخر مین اسکے اتنی عبارت اور بھی زیادہ کرتے ہین فقام وتقدّا بصر وفی روایۃ ففعل الرجل فبرء
اور اخبار باب توسل اور استمداد ارباب حاجات مین اس جناب عالم و عالمیان مآب سے بحساب ثابت
ہین اور مکرر تیسیر موطن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ توسل کرنا اور آپ کو شفیع لانا
بعد آپکی رحلت فرمانے کے اسمین بھی بہت سی آثار وارد ہوتے ہین طبرانی معجم کبیر مین حضرت عثمان بن
حنیف رض سے روایت لاتے ہین کہ ایک شخص کو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ کی حاجت
تھی اور روا نہوتی تھی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو نظر التفات اسکی طرف اصلا نہ تھی وہ
شخص اُنکے پاس آیا یعنے حضرت عثمان بن حنیف کے اور اُنسے اُس حاجت کے روا ہونے کی تدبیر پوچھی انھون نے
کہا کہ تو وضو کر کے مسجد مین جا اور دو رکعت نماز پڑھ اور کہہ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبینا
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی لیقضی حاجتی + بعد اسکے اپنی حاجت
عرض کر اس شخص نے موافق اُنکے فرمانے کے عمل کیا اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے
در دولت پر گیا دربان نے آگے بڑھ کر لیا اور بتعظیم وتکریم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
کے حضور مین لیگیا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو اپنے فرش خاص پر بٹھایا اور پوچھا
کہ تمھاری کیا حاجت ہی اُسنے جو حاجت بیان کی آپنے روا فرمائی اور فرمایا کہ اسکے بعد جو حاجت ہوا کرے
تم ہمارے پاس آیا کرو ہم فوراً روا کر دیا کرینگے وہ شخص بہت خوشحال ہو کر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ
عنہ کے پاس سے اٹھکر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اللہ تعالی تمکو جزای خیر دے
شاید تم نے کچھ میری حاجت روائی کے باب مین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ اسطرح
مجھسے پیش آئے اور اس سے پہلے اصلا وہ میری طرف متوجہ نہوتے تھے حضرت عثمان بن حنیف نے
فرمایا کہ واللہ مینے تمھارے باب مین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کچھ نہین کہا سوا اس کے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپکے پاس ایک اندھا حاضر ہوا اور اُسنے اپنے بینا ہونے
کے باب مین آپ سے دعا چاہی اور سارے اُس حدیث سابق کو ذکر کیا پس مین نے اُسپر قیاس کیا کہ توسل
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجب قضاے حاجت اور سبب انجاح مرام ہے اور قاضی عیاض
مالکی رحمۃ اللہ علیہ کتاب شفا مین لاتے ہین کہ ایک دن مسجد نبوی مین درمیان ابو جعفر خلیفہ اور حضرت

[1] پس کھڑا ہو گیا اور تحقیق بینا ہو گیا اور دوسری روایت مین ہے پس کیا اس آدمی نے پس اچھا ہو گیا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مناظرہ واقع ہوا شاید کہ اثنائے گفتگو مین ابو جعفر کی آواز کچھ بلند ہو گئی حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ای امیرالمومنین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد مین کیون آواز بلند کرتا ہی اور حال یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنی کتاب عزیز مین ایک قوم کو ادب دیتا ہے اور فرماتا ہی کہ لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیہ اور ایک قوم کی مدح کرتا ہی اور فرماتا ہی ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ الآیہ اور تو اس بات کو جان لے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت بعد وفات کے ویسی ہی ہی جیسے آپ کی حالت حیات مین تھی خلیفہ کو یہ بات سنکر ایک رقت پیدا ہوئی اور خشوع اور خضوع اوسپر طاری ہوا اور کہنے لگا کہ یا ابا عبداللہ دعا کے وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہون یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کیون پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منھ پھیریگا اور حال یہ ہی کہ پیغمبر تیرا بھی وسیلہ ہی اور تیری باپ آدم صفی اللہ کا بھی خدای تعالیٰ کی درگاہ مین پس تو اوسکی طرف منھ کرکے طلب شفاعت کر تاکہ وہ تیرا شفیع ہو جائے اور آگے باب آداب زیارت مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منھ کرتے اور آپ کو وسیلہ ٹھہراتے اور آپکے حضور مین دعا کرنے کا استحباب اور مضمون رعایت کرنے کمال ادب اور نہایت تعظیم کا مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور پہلے قبر حضرت فاطمہ بنت اسد ام علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما مین مذکور ہو چکا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکی قبر مین اترے اور فرمایا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی اس حدیث مین دلیل ہے توسل پر دونون حالتون مین بہ نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت حیات مین اور بہ نسبت اور انبیا علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے اور جبکہ اور انبیا علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کی اور جبکہ اور انبیا علیہم السلام کے ساتھ بعد وفات کے توسل جائز ہوگا تو سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بطریق اولیٰ جائز ہوگا بلکہ ساتھ اس حدیث کے اولیاء کرام کے ساتھ توسل کو بھی کہ بعد وفات ہو قیاس کرین تو دور نہین ہان مگر اگر کوئی دلیل تخصیص حضرات رسل علیہم السلام پر قائم ہو تو البتہ جائز نہوگا مگر ایسی دلیل کہان واللہ اعلم اور ابن ابی شیبہ بسند صحیح نقل کرتی ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

لہ مت بلند کرو آواز اپنی کو اوپر آواز نبی کے ۱۲ ؎ تحقیق کہ جو لوگ پست یعنی نیچا کرتے ہین آواز اپنی کو نزدیک رسول خدا کے یہ لوگ ہین وہ جو آزمایا ہی اللہ نے دلون انکے کو واسطے پرہیزگاری کے ۱۲ ؎ بحرمت پیغمبر تیرے کے اور بحرمت ان انبیا کے جو

کے زمانے مین قحط پڑا ایک شخص قبر شریف نبوی پر حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ استسق لامتک فانہم قد ہلکوا بعد اسکے اُس شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ جا عمر کو بشارت دے کہ پانی برسے گا اور یہ نوع توسل طلب دعا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ اپنے پروردگار تعالیٰ وتقدس سے عرض کر کے اس حاجت کو روا کروا دین جیسا کہ حالت حیات مین ہوا کرتا تھا چنانچہ مضمونِ عبارت یا محمد انی توجہت الیٰ ربی فی حاجتی لتقضی لی اسکا مشعر ہے فافہم اور ابن جوزی روایت کرتے ہین کہ ایک وقت مدینہ والون کو قحط شدید آیا لوگ حضور حضرتِ عائشہ صدیقہ محبوبۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ عنہا مین اسکی شکایت لائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہوا اور ایک کھڑکی حجرۂ مبارک مین آسمان کی طرف کھولو کہ قبر شریف اور آسمان کے بیچ مین کوئی چیز حائل باقی نہ رہے لوگون نے مطابق حکم کے عمل کیا خدا کے فضل سے آپکی برکتِ شفاعت سے خوب پانی برسا اور قحط جاتا رہا یہان پر ایک بات سمجھنا چاہیے وہ یہ کہ حضرت جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دریچہ کشائی کا جو حکم دیا تو اسمین ایک رمز ہے ظاہر ہے اسباب کی طرف کہ موجب فتحیاب مطلوب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا وسوال ہے درگاہ جناب باری جل جلالہ مین اور اسی قبیل سے ہے سوال کسی سائل کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ کہا اُسنے اسلک مرافقتک فی الجنۃ اور مکرر چوتھا موطن یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساری عالم کا بوسیلۂ شفاعت قیامت کے دن توسل کرنا بھی اخبار متواترہ سے ثابت ہے اور علماء کا اجماع اسپر منعقد ہے اور صالحین کے ساتھ بھی جو اُس جناب سے علاقہ رکھتے ہین توسل کرنے مین اخبار وآثار ثابت ہوتے ہین چنانچہ قصّہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی طلب باران کرنے کا بتوسل حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسبات کا مثبت ہے خبر صحیح مین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ جب کبھی قحط پڑتا تھا اور امساک باران ہوتا تھا

تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طلب باران مین حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ۱ مجھ سے پہلے گذر گئے ہین ۱۲ ۲ یعنی آپ اپنی امت کیواسطے خدا سے پانی مانگیے کہ وہ لوگ تحقیق ہلاک ہو گئے ۱۲ ۳ یعنی اے محمد مین نے منہ کیا طرف رب اپنے کے وقت حاجت اپنی کے تاکہ پوری ہو جاوے واسطے میرے ۱۲ ۴ یعنی مین سوال کرتا ہون آپکی جناب مین ساتھ کا کہ آپ اپنے پروردگار تعالیٰ وتقدس سے درخواست کیجئے اور شفاعت فرمایئے کہ مجھے آپکے ساتھ جنت مین لیجائے اور اس سعادت سے مشرف کرے ۱۲

ساتھ توسل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خداوندا اس سے پہلے جو قحط پڑتا تھا تو ہم تیرے پیغمبر کے ساتھ
توسل کرتے تھے اور تیری درگاہ عالیجاہ مین اپنی قبولیتِ دُعا و مغفرت کیواسطے انکو وسیلہ ٹھہراتے تھے
اب تیرے پیغمبر کے چچا کے ساتھ توسل کرتے ہین ہمارے واسطے پانی بھیج اور ایک روایت مین حضرت
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا خداوندا
ہم تجھسے پانی مانگتے ہین تیرے پیغمبر کے چچا کے وسیلہ سے اور اُنکے بڑھاپے کو تیری درگاہ معلی مین شفیع
لائے ہین اور اسوقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ اپنی دُعا مین یہ کہتے تھے کہ خداوندا یہ قوم میری طرف
توجہ لائی ہے اُس قرابت کی جہت سے جو مجھے تیرے پیغمبر کے ساتھ ہے خداوندا مجھو اس قوم کے آگے
شرمندہ نہ کرنا اسی معنی مین کہا ہے عباس بن عقبہ بن ابی لہب نے **شعر** بعمی سقی اللہ الحجاز واھلہ + علیہ
یستسقی بشیبہ عمر + اور حصول مطالب مین کہ استغاثہ اور طلب کے وقت مرقد منور سرور انبیا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے محتاجون اور مسکینون کو ہوئے ہین اخبار و آثار بہت آئے ہین محمد بن منکدر کہتے ہین
کہ ایک شخص میرے باپ کے پاس اسّی دینار امانت رکھکر جہاد کو چلا گیا اور اذن دیگیا کہ اگر تمکو حاجت
پڑے تو اسمین سے خرچ کرنا میرے باپ نے وہ سب اپنی حاجت مین خرچ کر ڈالے جب وہ شخص آیا تو اپنے
اسّی دینار طلب کئے اور میرا باپ اُسکے ادا کرنے سے عاجز ہوا تو میرے باپ نے اُس سے کہا کہ تو کل میرے
پاس آنا مین اسکا جواب تجھے دونگا اور رات کو میرے باپ نے مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مین شب باشی اختیار کی اور حال اُنکا یہ تھا کہ نہایت اضطراب سے کبھی حضور شریف مین جاتے تھے اور
کبھی منبر شریف کے پاس آکر استغاثہ و فریاد کرتے تھے ناگاہ تاریکی شب مین ایک مرد ظاہر ہوا اور
اسّی دینار کی تھیلی اُنکے ہاتھ مین دیکر چلا گیا اونھون نے صبح کو یہ اسّی دینار اُسکو دیے اور زحمت مطالبہ
سے خلاصی پائی اور امام ابو بکر بن مقری کہتے ہین کہ مین اور طبرانی اور ابوالشیخ یہ تینون آدمی حرم
شریف مصطفوی مین تھے کہ بھوک نے ہمارے اوپر غلبہ کیا اور اُسی حال مین دو دن گذر گئے جب عشا
کا وقت آیا تو مینے قبر مبارک کے سامنے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ الجوع اور اسکے سوا اور کوئی کلمہ
نہین کہا اور پھر کر چلا آیا اور مین اور ابوالشیخ سو رہے اور طبرانی بیٹھے کسی چیز کے آنیکا انتظار کرتے تھے

لہ مجرب میرے چچا کے سیراب کیا اللہ نے اور اہلِ حجاز کو طلبِ باران کرے ساتھ بڑھاپے اُن کے عمر

ناگاہ ایک مرد علوی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا اور اُسکے ساتھ دو غلام تھے اور ہر ایک کے ہاتھ مین ایک
زنبیل تھی کھانے سے پُر ہمنے دروازہ کھول دیا وہ آکر بیٹھ گیا اور ہمارے ساتھ اُسنے کھایا اور جو کچھ
کھانے باقی رہا اُسکو ہمارے پاس چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے قوم شاید تمنے اپنی بھوک کی شکایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی کہ اُسوقت مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین
دیکھا کہ مجھ سے آپ فرماتے ہین کہ اُن لوگون کو کھانا کھلاؤ اور ابن جلا کہتے ہین کہ مین مدینۃ الرسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آیا تو مجھپر ایک دو فاقے گذرے مینے قبر شریف نبوی کے پاس حاضر ہوکر عرض
کیا کہ انا ضیفک[1] یا رسول اللہ بعد اُسکے سو گیا تو دیکھا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ
مین ایک روٹی عنایت کی مینے آدھی ہی خواب مین کھائی جب بیدار ہوا تو دیکھا کہ دوسری آدھی میرے
ہاتھ مین باقی ہے اور ابو بکر اقطع کہتے ہین کہ مین مدینے مین آیا پانچ روز مجھپر گذر گئے کہ کھانا نہین ملا
مین نے قبر شریف پر حاضر ہوکر عرض کیا اَنَا ضَیفُکَ یَا رَسُولَ اللہ بعد اسکے مین سو گیا تو خواب مین کیا
دیکھتا ہون کہ حضرت سید انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہین اس عنوان پر کہ ابو بکر صدیق رض
آپکے داہنے ہین اور عمر فاروق رض آپکے بائین اور علی مرتضیٰ آگے آگے ہین علی مرتضیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اُٹھ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہین مینے اُٹھکر آپ کے دونون چشم مبارک کے بیچ
مین بوسہ لیا آپنے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی مینے کھائی جب مین بیدار ہوا تو مینے ایک ٹکڑا اُسکا
اپنے ہاتھ مین پایا اور احمد بن محمد صوفی کہتے ہین کہ تین مہینے تک مین جنگلون جنگلون گھوما تھا اور
میرے بدن کا چمڑا اسب پھٹ گیا تھا مین مدینے مین آیا اور قبر مقدس پر حاضر ہوکر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دونون صاحب رضی اللہ عنہما پر سلام بھیجا مینے اُسکے بعد دیکھتا کیا ہون کہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرماتے ہین کہ احمد تو آیا کیا حال ہے تیرا مینے عرض کیا
انا جائع فی ضیافتک[2] یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ ہاتھ اپنا کھول مینے ہاتھ کھولا آپنے چند درہم میرے ہاتھ
مین رکھدئے مین بیدار ہوا تو درہم میرے ہاتھ مین تھے مینے بازار مین جاکر فطیر و فالودہ خرید کر کے کھایا اور
پھر جنگل کو چلا گیا امثال ان حکایات کے بہت کثرت سے ہین اکثر انہین سے مشائخ صوفیہ سے منقول ہین

---

[1] مینے مین آپکا مہمان ہون یا رسول اللہ ۱۲۔

[2] مینے مین بھوکا ہون اور مین آپ کی ضیافت مین ہون یا رسول اللہ ۱۲۔

کہ محرمان اسرار و مقربان درگاہ جناب رسالت پناہ ہین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رضی اللہ عنہم اور اکثر
اون میں جو کھانے پینے سے متعلق ہے تو یا آپ بنفس نفیس اسکے متکفل ہوئی ہین یا کیسکو اہلبیت مین سے
حکم دیا ہے اور بیگانے کو نہین بھیجا چنانکہ مقتضای کرام ہے **شعر** اگر خیریت دنیا و عقبی آرزو داری
بدرگاہش بیا و ہر چہ میخواہی تمنا کن ❊ **شعر** حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ ❊ او یرجع الجار منہ غیر
محترم صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا **تتمیم** یہ بات ٹھہری ہوئی
ہے کہ ان چارون مواطن مین پہلا موطن اُس جناب عالم و عالمیان مآب کے ساتھ خاص ہے یعنی جیسا کہ
توسل کیا گیا آپکی رُوحِ مبارک کے ساتھ قبل آپکے خلعت جسمانی پہننے کے اور کسی نبی یا ولی کی روح
شریف کے ساتھ وقوع مین نہین آیا اور کوئی نبی یا ولی اس منقبت عظمی مین آپ کے ساتھ شریک
نہین ورنہ وارد ہونا نقص کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا مین اسباب مین کفایت کرتا ہے مگر
توسل اُس جناب کے ساتھ نشاءِ حیات دنیا مین ظاہر ہے کہ آپکے خصائص سے نہین ہے بلکہ آپکے بعض تابعین
کو بھی کہ آپکے شرف اتباع اور نسبت قرابت سے مشرف ہین ثابت ہے اور ثبوت کرامات اور تصرفات
غیر متناہیہ ان حضرات کا کمونات مین اس مطلب کے اثبات مین کافی ہے اور توسل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
سے عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے ساتھ قضیۂ طلب باران مین بھی ظاہر ہوتا ہے اور کسی عالم کا
اسمین خلاف معلوم و متحقق نہین ہے اور اسیطرح توسل اور طلبِ مدد بوسیلہ شفاعت قیامت کے دن انبیا اور
اولیاءِ اُمت کو بھی جائز ہے چنانچہ عقائد کی کتابون مین موجود ہے اب رہا تبرک و توسل عالم برزخ اور
موطن قبر مین وہ بھی حضرات انبیا علیہم السلام کے ساتھ خاص نہین بلکہ اولیا و صلحاے اُمت کے ساتھ
جائز ہے واللہ اعلم اس جہت سے کہ حالتِ حیات مین تو جواز توسل عام ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ بعد
موت کے روحیت باقی رہتی ہے اور بسبب ایمان و عمل صالح و شرف اتباع حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے اسکو شعور و ادراک و قرب و منزلت خدا تعالی کے نزدیک حاصل ہوتا ہے تو بعد مرنے کے بھی
انکے ساتھ توسل کرنے سے کوئی چیز مانع نہین ساتھ اسکے کہ حقیقت معنی توسل و استمداد کے سوال و دعا ہے جناب
باری سے بواسطہ اُس محبت و اکرام کے جو اس بندۂ خاص کے ساتھ رکھتا ہے یا اُس بندے کی روح

لے لیے ایسا نہین ہے کہ محروم رہے امید وار اون کی عنایتون کا یا پھر جائے ہمسایہ اُن کے پاس سے بغیر عزت [illegible]

سے طلب و التماس ہو اثبات کی کہ حضرت حق تعالیٰ و تقدس کی جناب مین بوسیلہ اپنے قرب و کرامت کے ہمارے
واسطے یہ دعا کرے اور اسمین نص صریح کے وارد ہونے کی حاجت نہین کیونکہ جسکو وسیلہ ٹھہرایا ہے اوسکی
ذات باقی ہو بخلاف پہلے موطن کے بلکہ نہ وارد ہونا نص کا اسکے منع پر کافی ہے ہان اگر کوئی
دلیل قاطع قائم ہو اثبات پر کہ سوای انبیاء علیہم السلام کے اور کسیکے ساتھ توسل کرنا درست نہین تو البتہ
منع کرنا درست ہوگا اور ظاہر یہ ہو کہ کوئی دلیل نہین اگر کوئی کہے کہ سوا معصوم کے یعنی انبیا علیہم السلام
کے اور کسیکی موت ایمان پر متیقن نہین تو ہم کہین گے کہ بقا اُسکا اُن لوگون مین جو مبشر ہین خصوصًا و عمومًا
یقینی ہے پس توسل انکے ساتھ جائز ہوگا اور اسمین تفرقے کا قائل کوئی نہین ہے ساتھ اسکے کہ وارد
ہونا اخبار و آثار مشائخ کبار سے کہ ارباب کشف و شہود و محرمان اسرار عالم مثال ہین اس شبہے کے
مادے کا جاسم ہے ہان بعضے فقہا کو اس مسئلے مین گونہ خلاف ہو ولیکن حق مستحق اثبات کا ہو کہ اسکی
اتباع کیجاے واللہ اعلم **باب سولھوان** ذکر آداب زیارت فیض بشارت حضرت خیر الانام علیہ
الصلوٰۃ والسلام اور مدینہ منورہ کی اقامت اور مع الخیر اپنے وطن مین پہونچنے کے والسلام
چونکہ قصد زیارت ایک سفر مخصوص ہو تو ضرور ہین آداب متعلقہ سفر بعضے انمین سے متعلق ہین مسافر کے
ساتھ جیسے استخارہ کرنا اور سنے ہر سے توبہ کرنا اور رد مظالم کرنا اور اہل حقوق کو راضی کرنا اور
عیال کو نفقہ دینا اور زاد راہ کی آمادگی کرنا اور طلب رفیق کرنا اور بھائیون کو وداع کرنا اور
دعائین اپنے ساتھ لینا جنکا پڑھنا نکلتے وقت اور سوار ہوتے وقت اور منزل مین اُترتے وقت مسنون و
ماثور ہو اور ساری آداب جو ابتداے سفر اور وسط راہ مین وصول مقصد تک اور وطن کو پھر آنے تک
مستحب و مسنون ہین یہ سب ہمنے کتاب آداب الصالحین مین ذکر کیے ہین جو چوتھائی کتاب احیاء العلوم کا
ترجمہ ہو اسی جہت سے بیان اُتنے ہی آداب کے ذکر پر اقتصار کیا جو اس سفر مبارک اثر کے ساتھ مخصوص
ہین از جملہ اُن آداب کے جنکی سب سے زیادہ رعایت درکار ہے نیت خالص کرنا ہے کیونکہ اسی پر مدار
اعمال و افعال کا دارومدار ہو فمن[1] کانت ہجرتہ الی اللہ و رسولہ فہجرتہ الی اللہ و رسولہ الحدیث
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت مین نیت تقرب الی اللہ ہے اور کونسا تقرب
و توسل اعلیٰ و اکمل ہوگا حبیب رب العالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جناب مین حاضر ہونے

[1] پس جو شخص کہ ہو ہجرت اوسکی اللہ و رسول کی پس ہجرت اوسکی اللہ و رسول کی طرف ہو ۱۲ ف

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ[۱] وان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ[۲] اور مستحب ہی کہ حضرت
سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے ساتھ مسجد شریف نبوی مین حاضر ہونے کو بھی
مقصود و ملحوظ رکھے جیسا کہ ابن صلاح و امام نووی رحمہما اللہ تعالی نے اسکے ساتھ تصریح کی ہی اسواسطے
کہ اس مسجد شریف کی طرف شد رحال کرنے مین اور اس مسجد شریف مین نماز پڑھنے کے باب مین بہت
سی حدیثین وارد ہوئی ہین اور شیخ الحنفیہ کمال الدین بن الہمام بھی اپنے مشائخ سے ایسا ہی نقل
کرتے ہین و لیکن بعد اسکے کہتے ہین کہ اولی تجرید نیت ہے زیارت کے واسطے یعنے فقط
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی نیت کرکے جائے اور بعد مدینے مین پہونچنے اور
حصول زیارت کے مسجد کی نیت علیحدہ کر لے یا دوسرے سفر مین دونون کی نیت بجا لائے اسلئے کہ اس
صورت مین شان زیارت کی تعظیم و اجلال بہت ہی اور بہت موافق ہے حدیث لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی[۳]
کے ساتھ اور حق یہ ہے کہ مسجد شریف کی نیت کو نیت زیارت کے ساتھ ملانا اخلاص نیت زیارت کو
منافی نہین ہی کیونکہ مسجد شریف کا قصد کرنا اور اس سے برکت حاصل کرنی اور اسمین نماز پڑھنی
اور دعا کرنی آپکے حکم سے عین ملاحظہ و مشاہدہ ہے آپ ہی کی نسبت کا اور از قبیل ان حاجات
کے نہین جنکا عمل مین لانا سعادت و شفاعت کے حاصل کرنے مین کچھ خلل ڈالے بلکہ زیارت کے
متممات سے یہ ہے کہ نیت اعتکاف مسجد شریف کی جسقدر کہ ہو سکے کرے اگرچہ ایک ساعت ہو
اور تعلیم و تعلم خیر اور ذکر الٰہی اور کثرت درود اور ختم قرآن مین مشغول رہے اور اگر کوئی مدینہ
مطہرہ مین پہونچنے سے پہلے نیت مسجد کی کرتے تو اسکے ثواب نیت پانے مین کچھ شبہہ نہین ہی اور از
جملہ آداب سفر زیارت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہی کہ اس راہ عظیم کو بڑی جوش و خروش اور کمال
شوق و ذوق کے ساتھ دریائے محبت محبوب رب العالمین مین مستغرق عبادت و طاعت الٰہی مین مشغول
و عمل مین جو سفر فرح و سرور سے معمور حسن اخلاق و کثرت خیرات مین ڈوبا ہوا ذاکر و شاغل فرحان و
شادان بغیر کسی الم و ملال طے کرے تا قابل انعکاس انوار محمدی و اسرار احمدی ہو جاے شعر

[۱] جو کوئی کہا مانے رسول کا پس تحقیق کہا مانا اللہ کا ۱۲۔
[۲] تحقیق وہ لوگ کہ بیعت کرتے ہین تجھسے سوا اسکے نہین کہ بیعت کرتے ہین اللہ سے ۱۲۔
[۳] نہ لاوے اوسکو کوئی حاجت مگر میری زیارت ۱۲

اور ابچشم پاک تو آن دید چون ہلال ۔ ہر دیدہ جای منظر آن ماہ پارہ نیست ۔ مصرع ع پاک شو اول
وپس دیدہ بران پاک انداز ۔ اور از جملہ آداب سفر زیارت یہ ہی کہ اس راہ مین اکثر احوال بلکہ
سارے اوقات مین سوای ادای فرائض وقضای ضروریات کے برعایت شرائط آداب کہ خاتمہ کتاب
مین لکھی جائینگی شوق وحضور وطہارت ونظافت کے ساتھ حضرت سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام
پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا رہی کہ اسباب مین بہت سیدھی راہ اور بڑا قوی وسیلہ یہی ہی اور اگر خدا چاہی
تو اُسکے وسیلہ سے زیارت جمال باکمال میسر ہو خصوصًا اوقات متبرکہ مین جیسے صبح کی نماز کے بعد اور
خصوصًا مدینہ منورہ کے پاس پہونچکر حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک گروہ فرشتون کا فقط
اس کام کے مخلوق کیا ہے کہ قاصدین زیارت جو راہ مین صلوٰۃ وسلام حضرت سید الانام علیہ
الصلوٰۃ والسلام پر بھیجتے ہین تو یہ اُسکو حضور مین اسطور پر پہونچاتے ہین کہ فلان بن فلان حضور
کی زیارت کو آتا ہے اور یہ تحفہ سلام پیش پہونچاتا ہے اور غور کرنا چاہیے کہ کون سی سعادت
اس سے بڑھ کر ہوگی کہ اُسکا نام اور اُسکے باپ کا نام حضور مجلس پُر نور جناب سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ذکر کیا جائے اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جس نے مساجد محمدی
اور آثار احمدی مدینے کی راہ مین واقع ہین اُن سبکی زیارت وتتبع کو لازم وقت جانے اور از
جملہ آداب زیارت یہ ہی کہ جب مدینہ طیبہ مطیبہ مطہرہ زادہا اللہ شرفًا وتعظیمًا وتکریمًا کے قریب پہونچے
اور ابتدا شہر مشاہدہ کرے تو خضوع وخشوع وتضرع وحضور بڑھاوے وتبعہ حصول مقصود وصول بلوغ
بغایت مطلوب محبوب کمال فرحت وسرور نشاط پیدا کرے شعر[1] وا عظم مایکون الشوق یومًا ۔ اذا دنت
الخیام من الخیام ۔ شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک ۔ آتش شوق تیز تر گردد ۔ خبر مین آیا ہے
کہ جب زیارت کا قصد کرنے والا مدینہ منورہ کے قریب پہونچتا ہے تو فرشتے ہدایا رحمت ساتھ لیکر
اُسکی پیشوائی کو آتے ہین اور بہت قسم کی بشارتین اُسکے شامل کرتے ہین اور طبقہاے انوار
حضور سر در اسکے نثار وقت کرتے ہین شعر ہر دم از دل سر دگر تازہ سر بر میزند ۔ تا مالبا روزِ
وصال یار نزدیک آمدست ۔ اور چاہیے ہے کہ بعد مجاور ہو جانے اوس منزل شریف کے
ایسا تصور کرے کہ گویا سلطان عالم کے دربار مین حاضر ہوا ہو اور مشاہدہ آثار وعلامات مدینہ مطہرہ

[1] یعنی اعظم اوس چیز کا کہ ہوئے شوق کسی دن جب ہو کہ جب قریب ہو جادین مین خیمون سے ۱۲

مثل ان پہاڑون وغیرہ کے جو قریب اُسکے واقع ہین اور غلبہ شوق زیارت وعظمت پیغمبر سے کہ باطن
سے منبعث ہے ایک حالتِ عظیم پیدا ہو جاتے اور عمدہ اسباب مین محافظت دل اور خشوع باطن
ہے ساتھ محافظت اعضائے ظاہری کے گناہون سے اور جاری رکھنا ہے زبان کا صلوٰۃ وسلام
مین ساتھ تفکر کرنے کے ملاحظہ عظمتؐ جلال مین نہ یہ کہ فقط زبان پر درود جاری رہے اور
دل مین غفلت طاری ہو اور باز رہنا ہے آواز بلند سے کہ طریقہ عوام ہے ولیکن اگر کمال حضور
کسی کو نصیب نہو تو خضوع ظاہر کو ساتھ سعی کرنے کے طریقہ تشبیہ اہل دل ہاتھ سے نہ دے
کہ وہ بھی جب دوام واستقامت قبول کرے گا تو البتہ اس حالت تک یا اس حالت کے قریب
تک پہونچا دیگا انشاء اللہ تعالےٰ چنانچہ بعضون نے کہا ہے **شعر** یا صاحبی ہذا العقیق فقف بہ
متوالہا ان کنت لست بوالہ + اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب جبل مفرح تک پہونچے تو
اُسکے اوپر نہ چڑھے اگر جانے کہ اوپر چڑھنے مین لوگون کو اس فعل کے واجب یا سنت ہونے کا
توہم ہوگا یا یہ موجب ہوگا ایذا کا خواہ اپنے خواہ غیر کے اور اگر ان باتون سے خالی ہو اور جانے
کہ جمال جان افزاے مدینہ کے مشاہدہ کرنے سے ولولہ اور تعظیم وہیبت بڑھ جائے گی تو اوپر چڑھنے
کی ممانعت کی کوئی وجہ نہین ہے بلکہ موافق قواعد ودلائل کے چڑھنا ہی مستحب ومستحسن معلوم ہوتا ہے
اور وہ جو کسی نے کہا ہے کہ مشاہدہ مدینہ کے واسطے اس پہاڑ پر چڑھنا بدعت سیئہ ہے یہ قول پایہ
تحقیق سے گرا ہوا ہے بلکہ بہت شنیع ہے اور انصاف سے بہت دور ہے کیونکہ مشاہدہ کرنا در و دیوار
آرام گاہ حبیب کا موجب ازدیاد شوق اور ولولہ امر محبوب ہے اور یہ ٹھہرا ہوا ہے کہ وسائل کو
مقاصد کا حکم دیا کرتے ہین **نظم** قرب الدیار یزید شوق الوالہ + لاسیما ان لاح نور جمالہ
او بشر الہادی بان لاح النقا + وبدت علی بعد روس جبالہ + فہناک عیل الصبر من ذی
عبرۃ + وبدا الذی یخفیہ من احوالہ + **بیت** چنین کہ رقص کنان گرم میر فیر جوب

لہ اے میرے رفیق یہی ہے مقام عقیق پس ٹھہر جا یہان اس خیال مین کہ سرگردان ہے اگرچہ نہین ہے تو سرگشتہ ۱۲ ے
بینے نزدیک ہو جانا دیار کا بڑھاتا ہے شوق عاشق حیران کو خصوصاً اگر ظاہر ہو نور جمال اوسکا یا بشارت دی رہنمائی
کہ ظاہر ہوا نقا یا ظاہر ہوئین دور سے چوٹیان ہائے پہاڑون کی پس یہان سے جاتا رہا صبر صبر والے سے اور کھل
گیا وہ کچھ چھپایا تھا اپنے احوال سے ۱۲

مگر نہ دُور نگاہش بمحمل افتادست + اور کیونکر ہو سکیگا اُس مشتاق سے کہ لقاء حبیب کے شوق مین اسقدر منازل طی کرکے سرحد قرب منزل وصول کو پہونچا ہو اور مقام وصال مین پہونچنے سے پہلے کسی طور پر مشاہدہ در و دیوار آرام گاہ محبوب ممکن ہو اور نہ دیکھے اور صبر و تحمل کر جائے **بیت**
ولی کہ عاشقِ صابر بود مگر سنگست + ز عشق تا بصبوری ہزار فرسنگست + اور اپنی عمر پر کسی کو اعتماد ہی شاید حرم شریف مین پہونچنے سے پہلے موت آجائے **بیت** باین کہ کعبہ نمایان شود ز پا منشین + کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگست + بارے اُسکے مشاہدے سے محروم نرہے اور جب مسجد ذوی الحلیفہ تک کہ آبار علی کے پاس واقع ہے پہونچے تو وہان ٹھہر کر دو رکعت نماز ادا کرے بشرطیکہ جان و مال کی طرف سے بے کھٹکا ہو اور یہ علی جسکی طرف یہ کنوئین منسوب ہین مراد اُس سے حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نہین ہین یہ کوئی اور شخص تھا زمانے سابق مین اسیطرح وادی فاطمہ جو مکہ معظمہ کے قریب ہے وہ بھی حضرت فاطمہ کی طرف منسوب نہین یہ کوئی اور فاطمہ ہین اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب مدینۂ مطہرہ اور مناری اور قبے نظر پڑین تو تعظیماً و اجلالاً اوتر پڑے اور اپنے تئین سواری سے زمین پر گرا دے اور اگر ہو سکے تو مسجد شریف تک پیادہ جائے **نظم** ہذی قباب وہذی یثرب + البشر فقد حصل المنا والمطلب + البشر فقد حصل التواصل وانقضے + زمن الجفا والوقت وقت طیب + والریح قد اھدت لنا من طیبہ + عرفا کنشر المسک بل ھو اطیب وادخل بحجرۃ احمد قبابہ + یاوی الفقیر ویستجیر المذنب + حدیث مین آیا ہے کہ جب وفد عبد القیس کی نظر حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال جہان آرا پر پڑی تو قبل اونٹ بٹھانے کے فوراً سب نے اپنے تئین زمین پر گرا دیا اور حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو اس سے منع نفرمایا **بیت** واذا المطے بنا بلغن محمدا + فظھورھن علے الرجال حرام + **شعر** گو طاقت آنم کہ باین جاذبہ شوق + رخسار ترا بنیم و بیتاب نگردم + اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ قاصد زیارت

لہ یہ قبے ہین اور یہ مدینہ ہے خوش ہو کہ حاصل ہوا مطلوب اور خوش ہو کہ حاصل ہوا وصل اور گذر گیا زمانہ ظلم کا اور وقت بہت اچھا وقت ہے اور ہوا نے ہمکو پہونچائی مدینے سے ایک خوشبو مثل خوشبوے مشک کے بلکہ یہ خوشبودار تر ہے مشک سے اور داخل ہو حجرۂ احمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کیونکہ اُنکے دروازے کے ساتھ پناہ لیتا ہے فقیر اور گناہ گار ۱۲ ‏ لہ یعنی جبکہ سواریون نے ہمکو پہونچایا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اُنکی پیٹھین اُنکے بوجھون پر حرام ہین ۱۲

جب حرم شریف مدینہ سے مشرف ہو تو حضرت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجکر یہ دعا پڑھے اللھم ہذا حرم رسولک فاجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب اللھم افتح لی ابواب رحمتک وارزقنی فی زیارۃ نبیک ما رزقتہ اولیائک واہل طاعتک واغفر لی وارحمنی یا خیر مسئول ✝ اور عمدہ اسباب مین استغراق ظاہر وباطن ہے صلوٰۃ وسلام مین اور عظمت وجلالت عتبۂ عالیہ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام مین اور اوس وقت کے لوازم سے ہے فرحت وسرور اور شکر گذاری حق تعالیٰ وتقدس کی کہ اوس نے بفضل منعام جلت نعمایہ وتعالت آلائہ نے اپنے فضل وکرم سے یہ دن دکھایا اور بخت خفتہ کو جگایا **شعر** چندار وز سعادت چندار وز وصال باغ من گل ہکنند امروز بعداز چند سال ✝ اور از جملۂ آداب زیارت یہ ہے کہ اوس بلدۂ طیبہ مطیبہ مطہرہ معظمہ مکرمہ محترمہ مین داخل ہونے کے واسطے غسل کامل بجالائے اور مسواک کرے اور کپڑے نظیف پہنے اگر سفید ہو تو بہتر ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کپڑون مین سفید کپڑے کو زیادہ دوست رکھتے تھے اور زیور حلم ووقار سے آراستہ ہو اور لباس احرام سے جیسا کہ بعضے عوام کرتے ہین پرہیز کرے کیونکہ وہ خصوصیات مکہ معظمہ اور خواص حج وعمرہ سے ہے بعد اوسکے عظمت وجلال شان اون ساحات مصطفوی پیش نگاہ کرکے بکمال خشوع وخضوع ظاہری باطنی کے ساتھ داخل بلدۂ معظمہ ہو اور جانے کہ یہ وہ مکان ہے کہ پروردگار جہان نے اپنے حبیب وصفی سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے اختیار کیا ہے اور جتنی فتوحات وبرکات عالم مین شائع وظاہر ہین اون سبکا منبع ومنشا یہی ہے مکان متبرک ہے **شعر** ہر گل وسبزہ کہ در باغ نمودی دارد ✝ آخر ای باد صبا اینہمہ آورد تست ✝ اور اس تصور سے غافل نہو کہ یہ زمین وہ ہے کہ جسنے حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقدام شریف چومے ہین اور پاے مبارک اسپر رکھے گئے ہین اور اوس زمین مقدس پر پانون رکھنے اور اوٹھانے مین ہیبت وسکنت کو دخل دے جو صفت لازمہ حضرت سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات تھی اور جانے کہ یہ درگاہ عالم پناہ اتنی بزرگ ہے کہ یہان ادنی سوء ادب مثل رفع صوت وغیرہ کی حبط ...

لہ یعنے اے میرے اللہ یہ تیرے رسول کا حرم ہے پس گردان دے تو اسکو واسطے بچاؤ آگ سے اور پناہ عذاب سے اور برے حساب سے اے اللہ میرے دروازے رحمت اپنی کے اور عنایت کر مجھے اپنے نبی کی زیارت مین وہ کچھ عنایت کیا ہے تونے اپنے اولیا کو اور اپنے طاعت والون کو اور بخشدے مجکو اور رحمت کر مجھپر اے بہتر سوال کئے گیون سے ۱۲

عمل ہوتا ہے نظم طابت بطیبک یثرب ذترا ہا + من اجل ذلک طیبہ سماہا + وزہب کوانع نوریا مع نورہ
وجبت ریاض قباجا وقبابا + انا وتو وک یا خاتم الانبیا + جئنا بفاقتنا وانت غناہا + جئنا الیک
بضاعۃ قد ازجت + فاقبل بضاعتنا ولا تخفاہا + اور ازجملہ آداب زیارت یہ ہے کہ دروازہ شہر
پناہ مین داخل ہونیکے وقت کہے بسم اللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ رب ادخلنی مدخل صدق
واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا حسبی اللہ آمنت باللہ توکلت علی اللہ
لا حول ولا قوۃ الا باللہ اللہم انی اسئلک بحق السائلین علیک بحق ممشای ھذا الیک فانی لم
اخرج بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ اخرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک اسئلک ان تبعدنی من النار
وان تغفرلی ذنوبی انہ لا یغفر الذنوب الا انت اور یہ دعا مسجد مین داخل ہوتے وقت ہر وقت
مستحب ہے اور حدیث حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ مین آیا کہ جو شخص اس دعا کو مسجد کی راہ مین
پڑھے اللہ تعالی ستر ہزار فرشتے اوسپر موکل کرتا ہے کہ اسکے واسطے استغفار کرین اور رب العزت جل جلالہ
اسکی ہوتا ہے اور ازجملہ آداب زیارت یہ کہ مسجد شریف مین داخل ہونے سے پہلے صدقہ دے کیونکہ صدر
اسلام مین یہی معمول تھا کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قصد تخلیہ کرتا تھا اوسپر واجب
تھا کہ کچھ پہلے صدقہ دیتا تھا بعد اسکے ملازمت شریف مین حاضر ہوتا تھا چنانچہ آیہ کریمہ اذا ناجیتم
الرسول فقدموا بین یدے نجوٰکم صدقۃ اسپر دال ہے کہتے ہین کہ اول جسنے اس بات پر عمل کیا وہ
وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تھے اور بعد منسوخ ہو جانے اسکے وجوب کی استحباب اپنی جگہ پر باقی رہا کہ وہ
صفت لازمہ مطلق صدقہ ہے اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی زیارت وفات کی بعد حکم ملازمت

لہ خوشبودار ہو گئی آپکی خوشبو سے یثرب اور ہستی اسکی اس جہت سے نام اسکا طیبہ ہوا ۱۲ منہ اور روشن ہوئی لوامع نور آپکی کر ساتھ نور
آپکی اور تر و تازہ ہوئی باغ قبون اسکے کے اور قبا اسکے کے ہم آپکے مہمان ہین ای خاتم الانبیا ہم آئے ہین محتاج اور آپ ہمارے غنا ہین
لائے ہین ہم آپکے پاس کھوٹی پونجی بس آپ قبول کیجیے ہماری پونجی کو اور نہ پوشیدہ کیجیے اسکو ۱۲ منہ یعنی شروع کرتا ہون ساتھ
نام اللہ کے جو کچھ کہ اللہ نے چاہا نہین قوت ہے مگر ساتھ اللہ کے اور رب داخل کر مجکو سچا داخل کرنا اور نکال مجکو سچا نکالنا اور کر دے مجکو
اپنے پاس سے سلطان نصیر اللہ مجھکو کافی ہے ایمان لایا مین ساتھ اللہ کے اور بھروسا کیا اوپر اللہ کے ہتر نہین حول و قوت ہے مگر ساتھ اللہ کے
میری مین سوال کرتا ہون تجھسے بحق سائلین جو تجھپر ہے اور بحق اس راہ کے جو تیری طرف ہے اسواسطے کہ مین نہین نکلا گیا ہون اسواسطے کہ فخر
کرون اور دکھاؤن اور سناؤن بلکہ نکلا گیا ہون واسطے ڈرنے کے تیرے غضب سے اور واسطے طلب کرنے کے تیری مرضی کو مین سوال کرتا ہون تجھ سے اس بات کا
کہ تو مجھے دور رکھ آگ سے اور یہ کہ میرے گناہون کو بخشدے کہ بخشنے والا گناہون کا کوئی نہین ہے سوا تیرے ۱۲ منہ جو حقیقت کا نون مین باجمیع گرم

رکھتی ہی حالتِ حیات مین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہٖ وازواجہ وسلم اور از جملہ آدابِ زیارت یہ ہی کہ بقصد زیارت حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام مسجد شریف مین داخل ہونیکو سب کاموں سے مقدم رکھی اور پہلے اوس سے کسی کام مین مشغول نہوگا مگر وہ جو ضروری ہو کہ بغیر اُسکے خاطر مطمئن نہو اور دل اسطرف لگا رہی اور جب داخل ہو تو اس مکان کی عظمت وابہت کے تصور سے اور اُسکے شرف وعزت کے ملاحظہ سے غفلت نکرے اور جانتا رہی کہ یہ مکان ہبط وحی اور منزلِ رحمت اور مقامِ عزت اور مسجد الانبیا سید المرسلین حبیب رب العالمین ہی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ و اصحابہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ واتباعہ اجمعین اور از جملہ آدابِ زیارت یہ ہے کہ مسجد شریف مین داخل ہونے کے وقت تھوڑا سا وقفہ کرے گویا کہ اس جناب سے اندر حاضر ہونیکا اذن مانگتا ہی اور بعض علما کہتے ہین کہ اِسکی کچھ اصل نہین واللہ اعلم اور مسجد شریف مین داخل ہونے کے وقت پہلے داہنا پانون رکھے اور یہ دُعا پڑھے جسکا پڑھنا ہر مسجد مین داخل ہونیکے وقت مستحب ہی اعوذ باللہ العظیم وبوجہہ الکریم وبنورہ القدیم من الشیطان الرجیم بسم اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اللہم صلے علی سیدنا محمد عبدک ورسولک وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیما کثیرا اللہم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اللہم وافقنی واعنی علی کل ما یرضیک ومن علی بحسن الادب السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ اس دُعا کو مسجد مین آنے کے وقت اور اُس سے باہر جانے کے وقت ترک نکرے لیکن باہر جانے کے وقت وافتح لی ابواب فضلک کہی بجای رحمتک کے اور کم سے کم جو اس مین کفایت کرتا ہے یہ کلمات ہین اعوذ باللہ بسم اللہ الحمد للہ السلام علی رسول اللہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اور رسول سے پس آؤ تم قبل باتین کرنے انکے صدقہ ١٢ [۱] یعنی مین پناہ مانگتا ہون تجھ اللہ بزرگ کے اور ساتھ اُسکی وجہ کریم کے اور ساتھ اُسکی نورِ قدیم کے شیطان راندہ ہوگئے سے ساتھ نام پاک اللہ کے نہین ہول و قوت ہر گر ساتھ اللہ کے جو کچھ اللہ نے چاہا نہین قوت ہی مگر ساتھ اللہ کے ای اللہ تو رحمت بھیج اوپر ہمارے سردار محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو تیرے بندے اور تیرے رسول ہین اور اوپر اُنکی آل و اصحاب کے اور سلام بھیج بہت سلام بھیجنے کہ ای اللہ میری بخشدے میرے گناہون کو اور کھولدے میری واسطے اپنے دروازے رحمت کے ای اللہ میری توفیق دی مجھے اور مدد کر میری ہر اس چیز پر جس سے تو راضی ہی اور احسان کر تو مجھپر ساتھ حسن ادب کے سلام اوپر تمہارے ای نبی اور خدا کی رحمت اور خدا کی برکتین سلام اوپر ہمارے ١٢ [۲] اور اوپر بندون اللہ کے جو صالح ہین [۳] کھول تو واسطے میری دروازے فضل اپنے کے ١٢ [۴] یعنی مین پناہ مانگتا ہون ساتھ اللہ کے شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے سب تعریف اللہ کو ہے سلام اوپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلام اوپر تمہارے اے نبی اور رحمت اللہ کی اور برکات اُسکی ١٢

حدیث شریف مین آیا ہے کہ اذا دخل احدکم المسجد فلیسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور داخل ہونے والے کو چاہیے کہ کمال انکسار و عاجزی اور ہیبت و وقار اور تعظیم کے ساتھ زینت مسجد وغیرہ سے آنکھین نیچی رکھتے ہوئے جوارح کو فعل عبث سے بچاتے ہوئے خاطر کو اور اشغال سے بچاتے ہوئے عظمت محمدی اور سطوت احمدی اپنے دل مین بٹھائے ہوئے مسجد شریف مین داخل ہو اور اعتقاد رکھے کہ سید الانس والجان حبیب خالق کون و مکان علیہ الآف التحیۃ والسلام من الملک والمنان موجود و حیات ہین اور ہمارے احوال کو ملاحظہ اور ہماری آوازون کو سمع فرماتے ہین اور اگر اُسوقت کوئی شخص ایسا سامنے آجائے کہ اُسکے ساتھ بغیر سلام و کلام کے چارہ نہین تو جہانتک ہو سکے اپنے تئین اُس سے بچائے جا اور چشم پوشی کر جای اور اگر ضرورت پڑ جاے تو قدر ضرورت سے آگے نہ بڑ جائے اور دل سے اُس طرف مشغول نہو اور از جملہ آداب زیارت یہ ہے کہ جب داخل مسجد شریف ہو تو اعتکاف کی نیت کر لے اگرچہ اندر ٹھہرنے کا زمانہ تھوڑا ہی ہو کیونکہ یہ بعضے علما کے نزدیک صحیح ہے اور فضیلت و ثواب حاصل کرنے کو کافی ہے اور کل مساجد مین داخل ہونے کے وقت یہ ادب رعایت کے اور سہل انگاری اسمین نہ کرنا چاہیے کہ اگرچہ یہ عمل تھوڑا ہے مگر اثر عظیم رکھتا ہے بعد اسکے روضۂ مبارک مین آوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ پر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد ادا کرے اور اُسکی قرأت مین طوالت نہ دے فقط قل یا ایہا الکافرون و قل ہو اللہ احد پر اکتفا کرے اور اگر جگہ آدمیون کی کثرت کی جہت سے پہونچ نہ سکے تو اُسکے قریب کسی اور جگہ کھڑے ہوکر پڑھ لے اور اُسوقت نماز فرض کی تکبیر ہوتی ہو یا نماز فرض کے فوت ہو جانیکا خوف ہو تو تحیۃ المسجد کے پڑھنے کے ساتھ مقید نہو کیونکہ یہ غرض نماز فرض سے بھی حاصل ہے اور بعد تحیۃ المسجد کے خدا کا شکر بجا لائے کہ اُس تقدس و تعالیٰ نے اس نعمت عظمیٰ سے مشرف کیا اور حصول سعادت دارین کی دعا مانگے اور یقین کرے کہ یہ وہ درگاہ عالیجاہ ہے کہ کوئی طالب صادق اور فقیر سائل یہانسے محروم و نا امید نہین پھرا شعر حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمہ + او یرجع الجار منہ غیر محترم + اور جیسا کہ کہا ہے ایک بزرگ نے

ملہ یعنے جب کوئی داخل ہو تم مین سے مسجد مین تو اسکو چاہیے ہے کہ سلام کرے بنی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ۱۲ ملہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ اس محراب سے جو اس زمانے مین محراب نبوی مشہور ہے کچھ تھوڑا سا داہنی کو ہے ۱۲ ملہ ایسا نہین ہے کہ محروم رہے امید وار اُنکی عنایات سے یا پھرے ہمسایہ اُنکی جناب سے بغیر عزت پائے ۱۲ -

تظلم علی بابک تعالی مددت بید الرجی + ومن جاء ہذا الباب لا یخشی الردا + سلام علی انوار طلعتک التی + اعیش بہا شکرا واقضی بہا وجدا + فمالک ان تعطف علینا بنظرہ ترے + ما اسر الوجد فینا وما ابدا + وانت ملاذ العبد فی نمایۃ المنی + وسید قد ساد من جاء عبدا وانت ارادتی وانت وسیلتی + فیا حبذا انت الوسیلۃ والقصد + علماء کا اختلاف ہے کہ پہلے تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے یا پہلے زیارت حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کرنا بعضے اُکی زیارت کی تقدیم کو تحیۃ المسجد پر تجویز کرتے ہیں اور بعضے کہتے ہین کہ اگر چہرۂ مبارک کے سامنے سے مرور ہو تو زیارت کو مقدم کرنا مستحب ہے اور اکثر علما کے نزدیک مستحب ہر تقدیر پر تقدیم تحیۃ المسجد ہے زیارت پر حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک بار مین کسی سفر سے پھر کر آیا تھا حضور حضرتِ رسالت و خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مین حاضر ہوا آپ نے فرمایا کہ تو مسجد مین داخل ہوا اور نماز پڑھی مین نے عرض کیا نہین یا رسول اللہ فرمایا جا مسجد مین داخل ہو اور نماز ادا کر اُسکے بعد ہمکو آ کر سلام کر اور خلاف اُس سلام کے سوا مین ہے جو آدابِ دخول مسجد سے ہے اسواسطے کہ وہ مقدم ہے تحیۃ المسجد پر بالاتفاق جیسا کہ گذرا اور جواز سجدۂ شکر مین بھی تحیۃ المسجد کے پہلے ہو یا پیچھے اختلاف ہے شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر کوئی نعمت تازہ سوا اُن نعمتون کے جو متوالی دائم ہین عنایت ہو تو جائز ہے اور اُسکے جواز مین علماے حنفیہ کے روایات بھی آئے ہین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل شریف سے بھی منقول ہوا ہے واللہ اعلم **فصل** بعد اِسکے کہ تحیۃ المسجد ادا کر چکے زیارتِ شریف کی طرف متوجہ ہو اور اللہ تعالے کی جناب سے رعایتِ ادب مین استعانت کرے کہ اُس مقام منیف اور موقف شریف مین بغیر اللہ تعالے کے مدد اور اعانت کے ٹھہرنا ممکن نہین **اشعار**

لہ اوپر تمہارے دروازے عالی کے پھیلایا ہے مین نے ہاتھ امید کا اور جو شخص آیا اس دروازے پر نہین ڈرتا سوال رد ہونے کا کو سلام ہو اوپر انوار طلعت پر الی ۔۔۔ الانوار طلعت کے کہ زندگی کرتا ہون مین ساتھ اُسکے شکر کے اور جان دیتا ہون مین ساتھ اُسکے عشق کے شاید اگر تم پھیرو ہماریطرف کوئی نگاہ دیکھ لو تم جو چھپا ہے ہم مین جدا اور جو ظاہر ہے ہم ۱۲ اور تم پناہ ہو غلام کی نہایت امید مین اور ایسے سردار ہو کہ تحقیق سردار ہو گیا وہ شخص کہ آیا اُسکے پاس غلام اور تم ارادہ ہو اور تم میرے وسیلہ ہو پس کیا خوشی کی بات ہے کہ ۱۲

فلما اتینا قبر احمد لاح من سناه ضیاء * اخجل الشمس و البدرا * و فمنا مقاما شهد الله انه * یذکرنا من فرط هیبته العشرا * وجینا اليه فی شدت من نفوسنا * فجنبنا العسر او بشرنا البرا * هو البحر الکن سلسبیل وان ترد * ترد سلسبیلا الالم یزل برا * فیهدیک فی سبل العناة واصلا * الیه به حتی ترا ذاته عهدا * هو الکنز کنز الله بیت علومته * و من اودع الرحمن فی فلبه اسیم * اور جسقدر ممکن ہو سکے ظاہر و باطن مین خضوع و خشوع و عجز و انکسار سے ایک ذرہ فروگذاشت نکرے یہ البتہ ہے کہ سجدہ نکرے اور منھ خاک پر نہ ملے اور جالی شریف کو نہ چومے اور جو مثل اسکے خلاف شرع امر ہون اُن سب سے اجتناب کرے اگرچہ ظاہر بینون کی نظر مین وہ ادب کے قبیل سے معلوم ہوتے ہون بلکہ یقین اسبات کا رکھو کہ حقیقت ادب آپکی اتباع اور امتثال امر مین ہے اور جو اسبات سے نہین وہ باطل ہے اور اگر کوئی امر غلبہ حال و شوق سے پیدا ہو تو وہ بھی اگر لوگون کے جمع ہونے کے وقت نہو تو بہتر ہے اور بعضے علما کو اسباب مین کچھ گفتگو ہے لیکن مفتی بہ اور مختار وہی ہے جو کہا گیا اور سلام کے وقت داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ پر رکھکر کھڑا ہو جیسے نماز مین کھڑے ہوا کرتے ہین چنانچہ کرمانی نے اسبات کی تصریح کی ہے اور قبلے کی طرف پیٹھ کرے اور مسمار فضہ کی طرف منھ اور قندیل کے نیچے کھڑا ہو مترجم غفر اللہ لہ کہتا ہے کہ اس زمانے مین کہ سن بارہ سو اُنتی ہین مقابل چہرہ مبارک کے تین ہیرے دیوار حجرۂ مبارک سے لٹکتے ہین اور وہی مواجہہ شریفہ کی پہچان ہے اور اُسی کے سامنے کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہین اور مسمار فضہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ کے زمانے مین ہوگی اب نہین ہے اور حجرات شریفہ کو مسجد شریف مین داخل کرنے سے پہلے قدما کے کھڑے ہونیکی جگہ اُس مقام کے اندر تھی جس مقام مین اب جالی شریف ہے اور وہ قبر مبارک سے تین چار گز فاصلے سے ہوگی اور اس زمانے مین زائرین شباک شریف کے باہر کھڑے ہوتے ہین بہر حال جالی شریف کے قریب کھڑا ہو اور دو

تم وسیلہ اور قصد ہو ۱۲ ؁ پس ہرگاہ کہ حاضر ہوئے ہم قبر شریف احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تو ظاہر ہوئے انکی روشنی سے ایک چمک کہ شرمندہ کیا اُسنے شمس و بدر کو اور کھڑے ہوئے ہم ایسی جگہ کہ گواہ کرتا ہون مین اللہ کو اسبات کا کہ وہ یاد دلاتا ہے ہمکو اپنی فرط ہیبت سے عشر کو اور آئے ہم واسطے اُسکے بیچ شدت کے اپنے نفوس سے پس گذرا ہم سے بھون سختی کے تین یہانتک کہ آسان کر لیا ہم نے یعنی آسانی کے تئین وہ دریا ہے بلکہ سلسبیل ہے اور اگر وارد ہوگا تو وارد ہوگا تو سلسبیل کے تئین تحقیق کہ وہ سلسبیل ہمیشہ فیض رسان ہے پس ہدایت کرتا ہے تجھے بیچ راہون غایت کے درانحالیکہ پہونچنے والے ہین طرف اُسکے ساتھ اسکے یہان تک کہ دیکھے تو ذات اسکی کے تئین انکارات خزانہ اللہ کا خزانہ ہے گھر علمون اسکے کا کون شخص ہے کہ امانت رکھے رحمن کے تئین بیچ قلب اپنے کے پوشیدہ ۱۲ ؁ کرمانی اعظم علمائے حنفیہ سے ہین

ادب کو ہاتھ سے نہ دے اور یقین رکھے اسبات کا کہ آن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکے کھڑے ہونے اور
حاضر رہنے پر مطلع ہین اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو نہ بہت پست بصفت حیا و وقار سلام
عرض کرے السلام علیک ایہا النبی الکریم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر تین بار کہے السلام علیک یا رسول
اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا خاتم النبیین آخر
عبارت تک جو زیارت کے رسالون مین لکھی ہے اور معلم لوگ پڑھاتے ہین اور مختار بعض سلف کا
مثل حضرت عبد اللہ بن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم کے اختصار ہی اور اختصار مقدار السلام علیک یا رسول اللہ
پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
شریف کو حاضر ہوتے کہتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یا رسول اللہ السلام علیک یا ابا بکر السلام علیک یا ابتاہ
اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ سے نقل کرتے ہین کہ کہتے تھے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
اور غالب یہ ہے واللہ اعلم کہ اقتصار اس مقدار پر روز مرہ کی زیارت مین ہوگا یا تنگی وقت مین مثل
اقامت نماز کے یا دوسری ضرورت سے ورنہ اُس عاشق زار سے کہ با دل پر اشتیاق وسینہ پر از شکایت
فراق ایک مدت جنگل و بیابان طی کرکے حبیب کے دروازے پر پہونچا ہو کب ہو سکتا ہی کہ اس مقدار
قلیل پر اکتفا کرے بیت طی لسانی از خدا خواہم و روز محشری * پیش تو تا بیان کنم حال شب دراز
اور اکثر علما نے تطویل وتکثیر کو اختیار کیا ہے اسواسطے کہ نبی کریم کے حضور مین کھڑا ہونا اور اس خیال
کے ساتھ مخاطبت کرنا ایک بڑا امر عظیم اور بڑی سعادت ہی کما قال الشاعر شعر حمامۃ جرعی حومۃ الجندل
اسجعی + فانت بمری من سعاد ومسمع + اور اگر اس زائر کو کسی نے حضور حضرت رسالت وخاتمیت
مین سلام پہونچانے کی وصیت کی تو عرض کردے اس عنوان پر کہ السلام علیک یا رسول اللہ من
فلان بن فلان یا اس عنوان پر کہ فلان بن فلان سلم علیک یا رسول اللہ بعد اسکے داہنے طرف
ایک گز شرعی کے قدر ہٹ کر کھڑا ہو اور کہے السلام علیک یا ابا بکر الصدیق یا صفی رسول اللہ
وثانیہ فی الغار جزاک اللہ عن امۃ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خیرا السلام علیک یا عمر الفاروق
الذی اعز اللہ بہ الاسلام جزاک اللہ عن امۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خیرا السلام علیکما من فلان بن فلان

لـ۱۵ ای کبوتر وطن خشک جو ہلہ الجندل کی آواز کر اسواسطے کہ تو وہ ہی کہ سعاد تجکو دیکھتی ہی آواز تیری سنتی ہی اور حومۃ الجندل نام مکان کا ہی
اور سعاد نام معشوق کا ۱۲ منہ سلام ہو تمپر ای ابو بکر صدیق ای مقبول رسول اللہ کے اور ساتھی اسکے غار مین جزا دے اللہ امت محمد کی طرف سے بہتر کی
سلام تمپر ای عمر فاروق ایسے کہ غلبہ دیا اللہ نے سبب کی اسلام کو جزا دے اللہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بہتر کیا اور سلام ہو تم دونون پر

اگر کسی نے وصیت کی ہو تو مواجہۂ شریف حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر ہو اور بطریق سابق پھر سلام عرض کرے اور توسل اور تشفع استمداد اور استعانت مین نہایت تذلل و انکسار خضوع و خشوع بجا لاوے اور آثارِ سلف سے ثابت ہے کہ جو شخص قبرِ مبارک کے پاس یہ آیہ پڑھے اِنَّ اللہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا بعد اُسکے ستر بار کہے صلی اللہ علیہ وسلم علیک یا محمد تو فرشتہ آسمان سے ندا دیتا ہے کہ صلّے اللہ علیک یا فلان کوئی تیری حاجت وہ نہین ہے کہ آج بر لائی گئی ہو اور بعضے علما نے بخیال اسکے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نام مبارک کے ساتھ ندا کرنے مین نہی وارد ہے کہا ہے کہ اگر صلّے اللہ علیہ وسلم علیک یا رسول اللہ بجای یا محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہے تو اچھا ہے مین کہتا ہون کہ یا نبی اللہ کہے تو اور اچھا ہے کیونکہ نظم قرانی کے ساتھ موافق تر ہوگا بعد اُسکے اوپر کی طرف آوے اور درمیان قبر مبارک اور درمیان اسطوانہ کے اسطور پر کہ سر مبارک کی طرف پیٹھ نہونے پائے قبلے کی طرف منھ کرکے کھڑا ہو جاوے اور حمد و ثنا اور دُعا اور درود و سلام مین مشغول ہو پھر روضۂ مبارک مین آوے منبر شریف کے پاس اور دعا کرے کہ دعا اُسجگہ مستجاب ہے **فصل** آداب اقامت مدینۂ منورہ مین از جملہ اُن آداب کے یہ ہے کہ مدینۂ طیبہ مین جتنی مدت ٹھہرا ہو اُس مدت کو غنیمت سمجھے اور رات دن مسجد شریف سے لپٹا رہے اور حضوری مسجد شریف کو انواع خیرات و صدقات و طاعات و صلواۃ کے ساتھ لازم سمجھے اور اُسمین شک نہین ہے کہ اسقدر مسجد مین جو زمانِ نبوت مین تھی تخصیص طاعت بجا لانا افضل و اکمل ہوگا اور از جملہ آدابِ اقامت مدینہ یہ ہے کہ اگر زائر مسجد شریف کے اندر ہو تو حجرۂ مبارک سے نظر کو نہ اٹھاوے اور اگر باہر ہو تو قبۂ مبارک پر بکمال ہیبت و تعظیم و خضوع و خشوع سے نظر رکھے کہ قبۂ مبارک پر نظر کرنے کا حکم استحباب مین حکم یعنے پر نظر کرنے کا ہے اور جو نورانیت اور ذوق قبۂ مبارک کی طرف نظر کرنے سے عاشقانِ مشتاق اور مشتاقانِ عاشق شہر کے باہر سے حاصل کرتے ہین اسکا دریافت کرنا موقوف ہے اُسی حالت پر اسوقت اور کیفیت و ذوق و نورانیت کی شرح ممکن نہین **مصرع** ذوق این مے نشناسی بخدا تا نچشی + اور جملہ آداب اقامت مدینۂ منورہ سے یہ ہے کہ ہو سکے تو مسجد شریف مین احیای لیل کو ہاتھ سے نہ دے

ف فلانے یعنی فلانے سے ۱۲ ؎ تحقیق اللہ اور فرشتے اُسکے درود بھیجتے ہین اوپر نبی کے اے لوگو جو ایمان لائے ہو درود بھیجو اوپر اُسکے اور سلام بھیجو سلام بھیجنا ۱۲ ؎ رحمت کرے اللہ تجھ پر اے فلانے شخص ۱۲ ؎ یہ منبر جو مسجد نبوی مین اب بنا ہوا ہے اُسیجگہ ہے جہان تھا پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اگرچہ ایک ہی رات ہو کہ اُس رات کی قدر شب قدر سے کچھ کم نہین بلکہ زیادہ ہی **مصرع** آن شب
قدر کہ گویند اہل خلوت امشب ست **شعر** کل اللیالی لیلۃ القدران دنت + کما کان یوم اللقایوم
جمعۃ **نظم** نحن فی حضرۃ الحبیب جلوس + تیقظۃ نہ ہ ولا منام + یا رسول الالہ انی محبت فیک
الشر عاشق مستہام + یا رسول اللہ انی منزل ونزیل الکرام لیس یضام + یا رسول الالہ انت
رجائی + ؛ امامی نعم الرجاء والامام + اور اگر وہان کی شب باشی کی اجازت لینے مین کچھ تردد
وتذلل کی نوبت آوے اور حکام کے پاس دوڑ دھوپ کا اتفاق پڑے تو اُسکو اپنی سعادت
وقت اور شرف روزگار سمجھے اور طواشی اور اغوات کے ساتھ تعظیم وتکریم سے پیش آوے
کہ اُس جناب عرش مآب کے خدام ہین اور یہ ادب وہ ہے از جملہ آداب اقامت مدینہ منورہ کہ
ہر مدنی کی طرف اسمین خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا ہو نظر عظمت وعزت سے نگاہ ڈالے اسواسطے کہ ہر تقدیر
پر اور ہر حال مین یہ لوگ اس جناب کے ساتھ ایک نسبت واضافت خاص رکھتے ہین **شعر** کفی شرفا
انی مضاف الیکم + وانی بکم ادعی وادعی واعرف اور چاہیے ہے کہ اس رات مین کہ تمام عمر وہی
ایک رات ہو ساری اپنے اعمال واشغال ورد وہی کو ٹھہرائے اللہم صلے علی محمد وآلہ صلوۃ انت لہا
اہل وصل وسلم علیہ صلوۃ ہو لہا اہل صلوۃ ناشیۃ من بین اسرالذی بینک وبینہ لا یعرف
قدرہا الا انت ولا ہو صلوۃ ہی معراج قدسہ الیک وسمۃ انسہ لدیک اور اسقدر کیفیت
وجد بہم پہونچائے کہ نیند اوسکے پاس پھٹکنے نپائے اور حاشا وکلا کہ مشتاق جمال باکمال
حبیب رب متعال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیال کو اوس درگاہ باعظمت وعزت وجلال مین
نیند آئے **مصرع** قرار چیست صبوری کدام وخواب کجا + **شعر** گفتی ام درخواب رو تا بینیش اندر خیال
این سخن بیگانہ را گو آشنا را خواب نیست + اور اوس حبیب خدا دولت کی خدمت مین جو سعادت واقبال
اوس شب وصال کا پاوے میری التماس یہ ہے کہ اس فریفتہ جمال محمدی وشیفتہ کمال احمدی بجاری فرا[ق]

جمعہ کا دن ۱۲ ملاقات کا دن ہو جیسا کہ ہر دن اگر نزدیک رہین شبے ساری راتین اور لے ۱۲ ہو تھے فرماتے جلوہ آپ جیسے منبر رکھا تھا جو کا اصلی
ہون شیدا عاشق کی خدا ہے قسم آپکو ہون رکھتا دوست کے اللہ رسول اے خواب ہے نہین اور ہے بیداری مین بیٹھے مین حبیب درگاہ ہم لے
ہو ایام تیرے اور ہو الیہ میری تم کے اللہ رسول ہے جاتا رکھا نہین روزہ الا ترے ان سوا دیکھا ہے تیرے اور ہون اترا اگر یہان آپکے مین کہ اللہ رسول
ہے کیا گیا بسیار آپکو حبیب ہون مین اور ہے طرف آپکی اضافت میری کہ یہ کو شرف ہے کرتا کفایت لکہ ۱۲ خواجہ منہ ۱۲ نہ آتا جمع شہ ۱۲ ایام بہتر اور

ہرتا پا اشتیاق کو فراموش نکرے اور اگر اپنے سے خبر باقی رہے تو اس دیوانہ کو یاد کرنا ضرور ہے
شعر چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی ؛ بیاد آر حریفان بادہ پیما را + کیونکہ اگر باور کرو تو تمکو بھی
اس دیوانے نے انھی وقت مین یاد کیا ہے اور اگر اسمین کچھ تمکو شک ہو تو اس جناب سے دریافت کر لو تاکہ
تمکو یہ شک باقی نرہے سبحان اللہ کہان تھا اور کہان آگئے الحمد للہ الذی احیانی بعد ما اماتنی والیہ
النشور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور از جملہ آداب یہ ہے کہ مسجد شریف مین داخل ہونیکے وقت سے
نکلنے کے وقت تک دل و زبان و جوارح کو ہر چیز مکروہ سے نگاہ رکھے اور ہر اس چیز سے جو اوب والے
و فضل کے خلاف ہو اور برابر اس تصور و ملاحظہ مین رہے کہ مین ایک بڑے ادب کی جگہہ مین حاضر
ہون اسمین اگر کوئی شخص ایسا کہ جسکے ساتھ مجالست اور مکالمت سے حضور دل مین فتور پڑتا ہے ہمنشینی
و ہمکلامی اسکی چاہے تو اسکو چاہیے ہے کہ اپنے تئین اس شخص کے ہاتھ سے بلطائف الحیل چھڑا وے
اور اکتفا کرے ایک کلام مختصر پر جو قدر ضرورت پر حصول مقصود مین کفایت کرے اللھم اغفر لنا
وتقبل منا ما عملنا بفضلک وکرمک واجبر ما فات عنا بعفوک وعلمک لا الہ الا انت سبحانک
انی کنت من الظالمین اور از جملہ آداب یہ ہے کہ جیسا بعضے عوام الناس تمر صیحانی مسجد شریف
مین کھا کر گٹھلی مسجد ہی مین ڈال دیتے ہین ایسا نکرے اسواسطے کہ یہ فعل نہایت بے ادب و تعظیم مسجد سے دور ہے
اور تحقیق وارد ہوا ہے کہ مسجد کو ایذا ہوتی ہے ادنی چیز سے جو اسمین پڑ جائے جیسے آنکھ کو ایذا ہوتی
ہے خس وغیرہ کے پڑ جانے سے اور ذکر اس ادب کا آداب زیارت کی کتابون مین شاید بملاحظہ ما دات
خلق ہوا ہو کہ اگلے زمانے مین تھی ورنہ فی زمانہ تو اسبات کا اثر بھی نہین ہے شاید اگلے لوگ اصحاب صفہ کی
فعل کو اپنے فعل کی سند ٹھہراتے ہونگے کہ وہ حضرت رضی اللہ عنہم اجمعین مقیمان بارگاہ الٰہی تھی مسجد ہی مین
رہتے تھے اور مسجد ہی مین تمر وغیرہ نوش فرمایا کرتے تھے واللہ اعلم اور از جملہ آداب یہ ہے کہ پہلے ہی سے
اپنی جانماز کسی خاص جگہ مین روضۃ من ریاض الجنۃ سے ڈال نرکھے اور لوگون پر جگہہ کو تنگ نکرے
بلکہ اس مکان متبرک کی فضیلت جمع کرنے کی حرص رکھتا ہے تو سب سے پہلے آوے اور مصلی ڈالکر ایک جگہ بیٹھے

---

۱ اور رعایت کیا گیا اور پہچانا گیا ۱۲ ۲ سب تعریف اللہ ہی کو لئے ہے جسنے زندہ کیا مجکو بعد اسکے کہ مردہ کیا مجکو اور اسی کیطرف ہے پراگندہ ہونا
نہین کوئی لایق پرستش مگر اللہ اور محمد رسول ہین اسکے ۱۲ ۳ اے اللہ بخشدے ہمکو اور قبول فرما ہمسے جو عمل کیا ہمنے ساتھ فضل اپنے کے اور
بخشش اپنی کے اور پورا کر دے اس چیز کو جو فوت ہو گئی ہمسے ساتھ عفو اپنے کے اور علم اپنے کے نہین کوئی معبود مگر تو پاکی ہے تجھکو تحقیق مین تھا ۴

نہ یہ کہ مصلے ایک خاص جگہ پر ڈالدیا اور آپ تشریف لے گئے پھر جسوقت امام محراب مین کھڑا ہوا آپ تشریف لاکر اپنے مصلے پر نماز مین مشغول ہوئے اس فعل کی کراہت ومنع مین گفتگوے علما بہت ہے اور فتوی اسکی کراہت پر دیا ہے اور اُسکی کے حکم مین ہروہ جو صبح سے پہلے دروازہ مسجد شریف کھلتے ہی کچھ لوگ جو باہر دروازے کے آکر پہلے ہی سے منتظر بیٹھے ہین دفعۃً دوڑ پڑتے ہین اور پہلی صف مین جگہ گھیر کر اپنی اپنی جانماز ین ڈالکر زیارت شریف کی طرف متوجہ ہوجاتے ہین اور آداب اور سکینۃ ووقار کو کہ خصوصاً اُس مسجد شریف مین داخل ہونے کا درکار ہے ہاتھ سے دیتے ہین بلکہ بعضے سادہ لوح غایتِ حرص کی جہت سے کہ تعیین مکان اور اُس فضیلت کو حاصل کرنی مین رکھتے ہین زیارت کے بھی مقید نہین ہوتے اور اگر ہوتے بھی تو باستعجال تمام شعر حافظا علم و ادب ورزکہ در حضرتِ شاہ ٭ ہر کرا نیست ادب لایقِ قربت نبود شعر ادبوا النفس ایہا الاصحاب طرق العشق کلہا آداب ٭ نعوذ باللہ من الجفوۃ والغفلۃ ربنا لا تجعلنا من الغافلین ۔ اور از جملہ آداب یہ ہے کہ مسجد مین تھوک نڈالے کیونکہ فتوی اسکی حرمت پر ہے اور وہ جو وارد ہوا ہے کہ دفن کردینا تھوک کا کفارہ ہوجاتا ہے ڈالنے کا اُسکو سبکی کہتے ہین کہ مراد اُس سے یہ ہے کہ دفن ہمیشگی گناہ کو مانع ہے اُسوقت سے نہ یہ کہ گناہ کا محو کرنے والا ہے پہلے سے اور وہ حکایت جو رسالہ قشیریہ مین حضرت سلطان ابا یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ ایک شخص کی زیارت کو تکلیف لے گئے تھے ناگاہ اُس شخص نے مسجد مین تھوکدیا آپ پھر کھڑے ہوئے اور اسکی زیارت نہ کی مشہور ومعروف ہے یہ حکم سارے مساجد مین ہے چہ جائے آنکہ مسجد خاتم الانبیا ہو اور ادب تھوک ڈالنے مین جمیع احوال مین یہ ہے کہ بائین پانون کی ڈاہنے اور دا ہنی طرف سے احتراز کرے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ اس مسجد شریف مین کہ محل نزول قرآن اور مہبط جبرئیل ہے ختم قرآن مجید مین اگرچہ ایک ہی بار ہو قصور نکرے اور اگر ہوسکے تو کسی کتاب کا قرأت ومطالعہ کو جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل وشمائل پر مشتمل ہو اسکے ساتھ ختم کرے یا کسی سے سُنے تاکہ صفات وفضائل تجدید مکرر سنکر باعث شوق لقاے آنجناب ودواعیہ

ظالمون ۱۲ لے اسکا ایک قسم ہے مجبوری کی ۱۲ لے اعدب اور نفس کو اے رفیقون طریقہ عشق کے سب کے سب آداب ہین پناہ لیتے ہین اللہ کے ساتھ بیہودگی اور غفلت سے اے پروردگار ہمارے اگردان ہمکو غافلون سے ۱۲ لے سبکی اعاظم علماے شافعیہ سے ہین ۱۲

درود تعظیم آن ختمی مآب علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات قوی تر اور تازہ تر جائے اور از جملہ آداب یہ ہے
کہ جتنے ہو سکین مدت اقامت مین روزہ رکھے خصوصاً اگر مدت اقامت کم ہو اور ہوا گرم تا کہ کچھ شدت
مدینہ منورہ کا فراچکھ لے اور از جملہ آداب یہ ہے کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم کی
زیارت کے زیارت بقیع کہ آل واصحاب کرام وازواج مطہرات واتباع وتبع اتباع وعلما وصلحے
امت کا مرقد پاک ہے اور زیارت سید الشہدا عم النبی المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حمزۃ بن عبد المطلب
رضی اللہ عنہ اور زیارت مسجد قبا وغیرہ من المساجد وزیارت آبار وسائر امکنہ وآثار سید الابرار
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غنیمت سمجھے اور بیان اُن مواضع اور احوال واخبار اُن مواضع کا پہلے
ہو چکا ہے لیکن کلام اس مین ہی کہ زیارت بقیع کو ہر روز بعد زیارت حضرت صلوٰۃ اللہ علیہ وعلی آلہ
کے جایا کرے یا فقط جمعہ کے دن جیسا کہ اب جاری ہے امام نووی اور اُنکے تابعین اسبات پر ہین کہ
زیارت بقیع ہر روز کرنا چاہیے اور بعضی علما اس کلام مین مناقشہ کرتے ہین کہ اسکے واسطے کوئی دلیل
مستند نہین ہی شیخ ابو الحسن بکری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ زیارت قبور سُنت موکدہ ہی اور یہ شامل ہی
ہر روز کو غایۃ الامر یہ ہے کہ جمعہ کے دن افضل واوکد ہوگی اور از جملہ آداب یہ ہی کہ جو مرتبہ قبر مبارک
کے پاس سے ہو نکلے اگرچہ باہر مسجد سے ہو کھڑا ہو جائے اور صلوٰۃ اور سلام آپ پر بھیجے اور اگر یہ ہو نکلنا
دن بھر مین کتنی ہی مرتبہ واقع ہو نقل کرتے ہین کہ اس ادب کے ترک کرنے مین ایک شخص بزرگان قدیم
مین سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب سے خواب مین معاتب ہوئے ہین اور مسجد کے اندر چاہتا
ہی کہ جب مرتبہ داخل ہو حضرت علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر سلام بھیجے اور بیٹھے اور اگر ہر مرتبہ مواجہہ شریف
سے مشرف ہو کر طریق زیارت بھی بجا لایا کرے تو افضل واکمل ہوگا ساری مذاہب مین سوای مذہب
امام مالک رحمۃ اللہ کے کہ وہ کثرت سے زیارت کرنے کو مستحب نہین رکھتے چنانچہ اوپر اسبات کیطرف
اشارہ ہو آیا ہے اور حاصل وخلاصہ ساری آداب کا یہ ہے کہ رعایت تعظیم وحهابت واستغراق اور
حضور اور شوق اور محبت اور طاعت اور عبادت اور ساری نیکیون کو حفظ قلب وجوارح کے ساتھ ظاہر
وباطن مین اور ساتھ غنیمت جاننے مدت اقامت کے باعتقاد اسبات کے کہ خلاصہ عمر یہی ایک زمانہ
ہے توجہ اتم واکمل واولی وافضل بجا لائے اور ایکدم نسبت توجہ وحضور سے غافل نہ ہو اور تعطش طلب اور

لہ جمع بر یعنی کنوان ۱۲

ترو و طرق ادب سے فارغ نہ بیٹھیں چنانچہ کسی نے کہا ہے **شعر** نادیدہ رخت عمری سودای تو ورزیدم فارغ ز تو کے باشم اکنون کہ ترا دیدم* اور اگر اس جناب کی طرف سے بادیہ خنایت قوی ہے تو ہرگز نچھوڑے گا کہ دوسری جگہ جائے **شعر** با انچہ دلم قرار گیر وبے تو* آتش بمن اندر زنان زنم بستان* اور از جملہ آداب مہمہ کہ لوگون مین بعضی عوارض کی جہت سے اُسکی رعایت مین قصور واقع ہوتا ہے یہ ہی کہ مدینہ مطہرہ کے رہنے والون کے ساتھ محبت و رعایت تعظیم مین علی حسب مراتبہم کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرے تا بجدیکہ نسبت جوار صوری پر کوئی مرتبہ فضیلت زیادہ نرکھتا ہو بلکہ ہر چند فسق و بدعت اور ساری اقسام گناہ سے مطعون ہو اسواسطے کہ شرف جوار حضرت سید الابرار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کافی ہے اور یہ شرف کسی معصیت و بدعت سے زائل نہین ہوتا اور حسن خاتمہ اور عفو و مغفرت سے محروم نہین کرتا **شعر** فیا ساکنی اکناف طیبۃ کلکم* الی القلب من اجل الحبیب حبیبُ* **نظم** رای المجنون فی البیداء کلبا* فمد لہ من الاحسان ذیلا* فلاموہ علے ما کان منہ* وقالوا لم منحت الکلب نیلا* فقال دعوا الملامۃ ان عینی رأتہ مرۃ فی حی لیلے* **مثنوی** بو الفضولی گفت اے مجنون خام* این چہ شید است این کہ می آرے مدام* پوز سگ دائم پلیدی می خورد* مقعد خود را بلب می استرد* عیبہای سگ بسے او برشمرد* عیب دان از عیب او بوی نبرد* گفت مجنون تو ہمہ نقشی و تن* اندرا بنگر ز چشم من* کین طلسم بستۂ مولاست این* پاسبان کوچۂ لیلے ست این* اور وہ جو اس ادب واجب الاہتمام کی رعایت مین قدم ڈگ جانیکی جگہ ہے بعضے شریفون اور خادمانِ حرم کا حال ہے کہ بعضے بدعات اور تقصیرات کے ساتھ منسوب ہین چاہیے یہ ہی کہ انکی طرف بھی بنظر نسبت قرابت اور جوار شریف کے چشم حقارت سے ندیکھے اور اعتقاد کرے کہ نیکیون مین بدون کا بھی چھپاؤ ہی اور ملاحظہ منشای قول حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شان بدرین باوجود صدور بعضی تقصیرات کے بعضے اُنکے [1] ے غافل نرہے اور مخالفت کے بشاشت اور نرمی کلام کو ہاتھ سے ندے اور گالی گلوح اور سختی

[1] اے بسنے ہی رہنے والو گرد و پیش مدینہ کے تم سب طرف قلب کے سب حبیب کے حبیب ہو ۱۲ [2] دیکھا مجنون نے بیابان مین ایک کتے کو پس پھیلا واسطے اُسکے احسان سے دامن پس ملامت کیا اسکو لوگون نے اوپر اسکے کہ ہوا اُس سے اور کہا لوگون نے کہ کیون چھوا تو نے کتے کو پس کہا اسنے چھوڑ دو ملامت کو تحقیق میری آنکھ نے دیکھا ہے اسکو ایک مرتبہ کوچۂ لیلے مین ۱۲

اپنے مین باز رکھو واسطے کہ بیٹا باوجود عاق ہو جانے کے بھی بعضے احکام سے مثل استحقاق ارث
اور صحت نسبت کے باہر نہین نکلتا اور گمان نیک حضرت صدیق و فاروق اور دوسرے
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مین یہ ہے کہ ہر اُس چیز مین کہ اُنکے حق سے متعلق ہے سوا عفو کر دینے
کے اولاد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جائز نہین رکھتے تو گمان نیک رکھو اور حق کو اہل حق پر
چھوڑ اور شفاعت محمدیہ اگر گنہگاران اہلبیت نبوت و رسالت مین درکار نہو کہ جنکے ظاہر کرنیکی طرف
ارادۂ آلہی جل جلالہ متوجہ ہو تو پھر اس سے اور کونسا محل ہوگا اور بعضے مشائخ رحمہم اللہ نے اس
آیہ سے ایسا سمجھا ہے کہ اہلبیت نبوت مین سے کوئی شخص دنیا سے انتقال نکریگا جبتک نجاست معنوی
پاک نہوے گا خواہ اسکا سبب لحوق مرض ہو خواہ اور کوئی امر صعب مکفرہ سیئات یہ ترجمہ ہے کلام بعضے
علمائے مکہ معظمہ کا اس کتاب جو آداب زیارت مین تصنیف ہوئی ہے بعبارتہ اور کلام سمہودی
وغیرہ اس ادب کے محل رعایت مین اسکے ساتھ موافق ہے واللہ اعلم **فصل** جبکہ زیارت حضرت
سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام اور زیارت مساجد و مشاہد عظام سے فراغت حاصل کرکے
اپنے وطن کی طرف پھرنے کا عزم مصمم کرے تو چاہیے کہ پہلے وداع مسجد نبوی کی طرف مشغول ہو
یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز پڑھنے کے مقام مین یا دوسری جگہ اسکے قریب نماز پڑھے
اور دعا کرے بعد اُسکے قبر مطہر کی طرف جسطرح کہ آداب زیارت مین متوجہ ہوا اور دونون جہان
کی سعادت حاصل ہونے کی دعا اپنے حق مین اور اپنے عزیز و قریب و دوستون کے حق مین مانگے اور اللہ
تعالے سے قبولیت حج و زیارت کی طلب کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالے اپنے فضل سے اور اپنے
حبیب کے طفیل سے صحت و سلامت کے ساتھ وطن کو پہونچائے اور لڑکون بالون کو اچھی طرح سے
دکھائے اور یہ دعا پڑھے اللّٰھم[ل] انا نسئلک فی سفرنا ھذا البر والتقوی ومن العمل ما تحب وترضی اللّٰھم لا تجعلہ آخر
العہد بنبیک ومسجدہ وحرمہ ویسر لی العود الیہ والعکوف لدیہ وارزقنی العفو والعافیۃ فی الدنیا
والآخرۃ وردنا الی اہلنا سالمین غانمین آمین + اور قبول دعا کا اثر یہ ہے کہ اُسوقت رولائی آئی

ل یعنے اے اللہ میرے ہم تجھسے مانگتے ہین اس سفر مین نیکی اور تقوی کو اور عمل سے کہ وہ عمل تو دوست اسے رکھتا ہو
اور آسان کرے نہ ٹھہرا تو اسکو آخر عہد ساتھ اپنے نبی اور مسجد نبی اور حرم نبی کے اور آسان کر دے میرے واسطے پھر وہان
حاضر ہونیکو اور وہان حاضر رہنے کو اور عنایت کر مجھکو عفو اور عافیت دنیا و آخرت مین اور پہونچا ہمکو ہمارے اہل و عیال تک صحت کے

بلکہ گریہ وزاری ساری اوقات مین باعث ذوق ونشان امید واری ہے **مثنوی** این دلم باغست
وچشمم ابروش + ہرکرا بہ باغ خندد وشاد وخوش + ذوق خندہ دیدۂ ای خیرہ خند + ذوق گریہ بین کہ
ہست آن کان قند + روشنی خانہ باشی ہمچو شمع + گر فرو باری تو ہمچون شمع دمع + تا نگرید ابر کی
خندد چمن + تا نگرید طفل کے یابد لبن + اور اگر رولائی غلبہ نکرے تو اپنے تئین رُولانے مین
سعی وکوشش کرے کچھ مضامین درد انگیز یاد کرے اور روئے کہ اس مقام مین رونا ہر وجہ سے
علامت قبولیت ہے اگر تھوڑا سا مرشتہ محبت اور علاقہ دوستی کی طرف رکھتا ہوگا تو رولانے
کیطرف احتیاج نہ پڑیگی **بیت** ولی از سنگ باید بسیر راہ دل + کہ تحمل کند آن لحظہ کہ محمل برود
نظم اَحِنُّ الیٰ زیارۃ حی لیلے + وعہدی من زیارتہا قریب + وکنت اظن قرب العہد یطفی +
لہیب الشوق فازداد اللہیب + بعد اسکے اُسی طرح روتا ہوا اس درگاہ عالیجاہ عالم پناہ
کی مفارقت اور اُن مقامات بزرگ کے چھوٹنے پر حسرت وغم کھاتا ہوا بغیر اسبات کے
پچھلے پانون چلے بلکہ جسطرح چلا کرتے ہین چلے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
مین وداع کے وقت پچھلے پانون چلنے کو کسی نے آداب مین سے نہین گنا بخلاف وداع بیت اللہ
شریف کے کہ وہان وداع کے وقت سُنّت یہ ہو کہ مسجد کے باہر تک پچھلے پانون چلے اسواسطے کہ ثابت
ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف سے وداع ہونے کے وقت اسیطرح چلے تھے اور کسیجگہ
منقول نہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین وداع کے وقت صحابۂ کرام اسطرح کرتے
ہون واللہ اعلم اور چاہیے کہ وداع وقت جسقدر ہو سکے صدقہ دینے مین قصور نکرے اور اکثر علماء
اسبات ہین کہ خاک مدینہ مطہرہ سے اینٹ وپتھر وصراحی وکوزہ وغیرہ ساتھ نہ لے مگر علماء حنفیہ اور
بعض شافعیہ اسکو جائز رکھتے ہین بہر حال کچھ ہدایا مثل کھجور وپانی وغیرہ کے کہ جس سے اہل وعیال
ودوست وآشنا خوش ہون ہمراہ لیلے تو بہتر ہے بغیر اسبات کے کہ اُس مین تکلف کو دخل دیوے اور
سفر سے آنے والے کو اہل وعیال کیواسطے ہدیہ ساتھ لانے مین آثار متوکدہ واخبار صحیحہ وارد ہوئے ہین
اور مراجعت کے جتنے آداب کہ باب رجوع من السفر مین آئے ہین اُن سب کی رعایت کرے

حسو سلامت سے ۱۲ لہ نالہ کرتا ہون مین طرف زیارت کوچۂ لیلے کے اور عہد میرا اُسکی زیارت سے قریب ہے
اور تھا مین کہ گمان کرتا تھا اسبات کا کہ قریب دار بجھا دیگا آتش شوق کو پس زیادہ ہو گئی بھڑک ۱۲

اور جب اپنے شہر کے پاس پہونچے تو یہ دعا پڑھے اللّٰہم انی اسئلک خیرہا و خیر اہلہا و خیر ما فیہا و اعوذ بک من شرہا و شر اہلہا و شر ما فیہا اللّٰہم اجعل لنا قرارًا و رزقًا حسنا اور جب شہر مین گھسے تو پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد و ہو علی کل شیٔ قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ و نصر عبدہ و ہزم الاحزاب وحدہ و اعز جندہ فلا شیٔ بعدہ اور چاہیے کہ اپنے گھر مین پہونچنے سے پہلے اہل کے بالون کو اپنے صحیح و سالم پہونچنے کی خبر پہونچا دے اور یکایک نہ چلا آوے اور رات کو نہ آوے اور بہت اچھا وقت آنے کا وقت چاشت ہے آخر دن تک رات داخل ہونے سے پہلے اور گھر مین داخل ہونے سے پہلے مسجد مین جائے اور دو رکعت نماز پڑھے اگر وقت مکروہ نہو اور دعا کرے اور صحت و سلامت کے ساتھ پہونچنے کا شکر نعمت بجا لاوے اور کہے الحمد للہ الذی بنعمتہ و جلالہ تتم الصالحات اور جو سامنے پڑ جائے اُس سے مصافحہ کرے اور معانقہ بھی کرے تو جائز ہے اگر امرد نہو نقل ہے کہ حضرت سفیان بن عیینہ اُستاد امام شافعی رحمہ اللہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالی کے پاس آئے حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے اُنسے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ مین معانقہ بھی کرتا اگر بدعت نہوتا حضرت سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ معانقہ کیا اُس شخص نے جو ہمسے تمسے دونون سے بہتر تھا معانقہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور انکا بوسہ لیا جس زمانہ مین کہ وہ حبش سے آتے ہین امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا وہ مخصوص ہے جعفر کے ساتھ حضرت سفیان رحمہ اللہ نے فرمایا نہین عام ہے حکم ہمارا اور جعفر کا ایک ہے اگر ہم صالحین مین سے ہون پھر فرمایا کہ تم مجھے اذن دیتے ہو کہ تمہاری مجلس مین حدیث بیان کرون حضرت امام مالک رحمہ اللہ

ف۱ اے اللہ تحقیق کہ مین سوال کرتا ہون بخشش نیکی شہر کی اور نیکی رہنے والے اُسکے کی اور نیکی اُسکی کہ بیچ اُسکے ہے اور پناہ مانگتا ہون مین ساتھ تیرے برائی اُسی شہر سے اور برائی رہنے والے اُسی شہر سے اور برائی اُس چیز سے کہ بیچ اُسکے ہے اے اللہ کر دے ہمکو تو واسطے ہم سب کے اسی شہر کو جگہ ٹھہرنے کی اور روزی دے ف۲ نہین کوئی معبود سوا تیرے کہ وہ ایک ہے اور نہین کوئی شریک اُسکا واسطے اُسکے ملک ہے اور واسطے اُسی کے سب تعریف اور وہی اوپر ہر چیز کے قادر ہے رجوع کرنے والے ہین ہم توبہ کرنے والے ہین اپنی اپنے رب کے تعریف کرنے والے نہین کوئی معبود مگر اللہ اکیلا سچا ہے وعدہ اُسکا اور مددگار ہے بندے اپنے کا اور شکست دی گروہ کو جو مدد دوسرے کے اور غالب کیا گروہ اپنے کے تئین نہین ہے کوئی چیز بعد اُسکے ف۳ سب تعریف واسطے اللہ کے ہے ایسا اللہ کہ ساتھ نعمت

نے فرمایا ہان بیان کرو مینے اذن دیا پس حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی نے حدیث بیان کی اُس
سندسے جو انکے نزدیک تھی اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے سکوت فرمایا یہان پر حضرت قاضی
عیاض مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ سکوت حضرت امام مالک کا دلیل ہے ظہور تصویب قول سفیان رحمہ اللہ
پر جبتک کہ کوئی دلیل قائم نہو تخصیص جعفر رضی اللہ عنہ پر انتہی کلام القاضی اور وہ جو کچھ کہ دلالت کرتی ہے
حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہ خاص ہونے پر حدیث ترمذی ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالے
عنہ سفر سے پھر کر آئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھہ کھڑے ہوئے اور چادر مبارک کھینچتے ہوئے
جھپٹے اور پہونچکر اُنسے معانقہ کیا اور اُنکی دونون آنکھونکی درمیان مین بوسہ لیا کذا قال بعض المالکیہ
اور اگر کسی عالم یا صالح یا شریف سے ملاقات ہو تو اُسکے ہاتھونکو چومنا بھی درست ہے اور منھہ چومنا چھوٹے
لڑکے یا چھوٹی لڑکی کا اور اُسکے سارے اعضا کا اگرچہ دوسرے شخص کا فرزند ہو سُنّت ہے اور جب گھر کے
اندر داخل ہو تو دو رکعت نماز پڑھے اور اللہ تعالی کا وظیفہ شکر و دُعا و حمد و ثنا ادا کرے بعد اُسکے
اپنے اہل و عیال سے ملکر گھر سے باہر نکلکر کسی جگہ پر بیٹھے کہ محلے والے اور دوست آشنا اُس سے آکر
ملین بس جو شخص ملاقات کو آوے اُسکے ساتھ تعظیم و تکریم و بشاشت و لطف و شفقت و تواضع سے
پیش آوے اور دُعا کرے خصوصًا شہر مین آنے اور مقیم ہو جانے سے پہلے کہ دُعا مسافر کی خصوصًا حاجی
کی اپنے شہر مین پہونچنے سے پہلے مستجاب ہے اور اگر کوئی امر خلاف شرع پیش آوے جیسے دف و مزامیر
کہ مسافر کے آنے کے وقت خلاف شرع لوگون کی یہان بجا کرتے ہین منع کرے اور خلاصہ سارے آداب
کا اور روح ساری مناسک کی اور عمدہ سارے افعال مین اور افضل سارے اوضاع سے یہ ہے کہ اس سفر
مبارک سے پھر آنے کے بعد تجدید توبہ اور التزام تقوی پر عزم کرے اور ظاہر و باطن کی نیکیان حاصل
کرنے پر مستعد رہے کیونکہ کہتے ہین کہ علامات حج مبرور سے یہ ہے کہ جیسا گیا تھا اس سے بہتر پھرے دلیل
اسپر اور علامت اسکی یہ ہے کہ اتباع سید الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرص اور محبت فنا اور اہل
دنیا سے متنفر دلی اور محبت آخرت پہ سرگرمی پیدا ہو واللہ اعلم اسبات سے کہ پھر گناہون کے گرد پھرے اور بیہودے
قیدی کرے فان النکسۃ اشد من المرض ونعوذ باللہ من الحور بعد الکور اور اگر بعضے ابواب خیر مین اپنے
پروردگار سے عہد کرے اُسکے وفا کرنے کو لازم سمجھے کہ خدا سے نقض عہد کرنے کا انجام اچھا نہین ہے

ہو اُسکی کر اور جلال اُسکے کے تمام ہوجاتے ہین صالحات ۱۲ سلہ اسواسطے کہ عود کرنا بہت سخت ہے مرض سے اور پناہ مانگتا ہون مین گھاٹے نقصان

فمن نکث فانما ینکث علی نفسه ومن اوفی بما عاهد علیه الله فسیؤتیه اجرا عظیما ومن الله التوفیق

باب سترھوان ذکر فضائل درود مین اور جو کچھ اُس سے متعلق ہی چونکہ اعظم آداب سالکین طریق زیارت اہدی درود ہی حضرت سید الانس والجان علیه الصلوٰة والسلام من الملک المنان کی حضور مین اسواسطے اُسکے فضائل و ثمرات واحکام واوقات کا بیان ضروریات وقت سے ٹھہرا اور وہ چند فصلون مین تفصیل پاتا ہے وبالله التوفیق **فصل** جاننا چاہئے کہ درود کے فوائد جو حصر سے باہر ہین اُنکا ضبط کرنا زبانِ قلم سے ہو نہین سکتا لیکن بعضی علما و حفاظ حدیث نے جسقدر فوائد کہ احادیث صحیحہ و روایات حسنہ سے اُنکے نزدیک ثابت ہوتی ہین اُن سبکو ضبط کیا ہی اور سلک بیان پر دیا ہی بعضے اُن فوائد مین سے نتیجہ اصل درود ہین اور بعضے ایک عدد خاص پر مترتب ہین اور بعضے کسی خاص کیفیت کے اثر ہین اور بعضے کسی ایک وقت معین کی ساتھ خاص ہین اور بعضے ایک حالتِ خاص کو لازم ہین اور انہین سے کچھ کچھ اس کتاب مین مذکور ہوئے ہین والله الموفق از جملہ فوائد درود امتثال امر الٰہی ہی اور موافقت اُس جناب کے ساتھ اور اسکے ملائکہ کے کیونکہ وہ تعالیٰ و تقدس نے فرمایا ان الله وملٰئکته یصلون علی النبی یا ایها الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما اور از جملہ فوائد درود یہ ہی کہ جو کوئی ایک درود نبی صلی الله علیه وآله وسلم پر بھیجے الله تعالیٰ اُسکے بدلے مین دس رحمتین اُسپر اُتارتا ہی اور دس درجے اُسکے بلند کرتا ہی اور دس نیکیان اُسکے نامۂ اعمال مین لکھدیتا ہی اور دس گناہ اُسکے مٹادیتا ہی اور بعضی احادیث مین واقع ہو کہ دس گردنین آزاد کرنے اور بیس غزوے کے برابر ہو جاتا ہی اور از جملہ فوائد یہ ہی کہ درود بھیجنے والے کی دُعا قبول ہوتی ہی اور شفاعت اور گواہی نبی علیه الصلوٰة والسلام کی اسکے حق مین واجب ہو جاتی ہی اور از جملہ اُسکے یہ ہی کہ درود بھیجنے والے کو حضرت صلی الله علیه وآله وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہی اور قیامت کو دروازۂ جنت پر اُسکا شانہ حضرت صلی الله علیه وآله وسلم کے شانۂ مبارک سے بھڑ جائیگا اور حضرت صلی الله علیه وآله وسلم تک سب سے پہلے ہو پہنچیگا

۱؎ سے بعد زیادتی کے ۱۲ ۲؎ پس جس نے عہد توڑا پس سوا اسکے نہین کہ عہد توڑتا ہی اوپر جان اپنی کے اور جس نے وفا کی ساتھ اُس چیز کے کہ عہد کیا ہی اوپر اسکے الله سے پس شتاب دیگا اُسکو ثواب بڑا ۱۲ ۳؎ یعنی تحقیق الله تعالیٰ اور اُسکے فرشتے درود بھیجتے ہین نبی پر اے ایمان والو تم درود بھیجو اوسپر اور سلام بھیجو سلام بھیجنے کر ۱۲

اور اُس شدت کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے ساری اُمور کے متولی ہو جائینگے اور از
جملہ اُسکے یہ ہے کہ درود بھیجنے والے کی ساری مشکلین آسان ہوتی ہین اور ساری حاجتین بر آتی ہین
اور ساری گناہ بخشے جاتے ہین اور ساری بُرائیونکا کفارہ ہو جاتا ہے اور ایک قول پر جتنے فرض کہ
فرض ہو گئے ہون اُنکا بھی کفارہ ہو جاتا ہے اور صدقہ کی جگہ پہ قائم ہوتا ہے بلکہ ایک قول پر
اُس سے افضل ہے اور از جملہ اُسکے یہ ہے کہ درود پڑھنے کی وجہ سے کرب جاتا ہے اور بیمار سے شفا
پاتا ہے اور خوف وجزع دور ہوتا ہے اور متہم کا بری ہوتا کھل جاتا ہے اور دشمنون پر فتح پاتا ہے
حق تعالیٰ راضی ہوتا ہے اور اُسکی محبت دل مین پیدا ہوتی ہے اور فرشتے اُسکے حق مین دعا کرتے ہین
اور عمل و مال اُسکی برکت سے پاک ہوتا ہے اور بڑھتا ہے اور صفائی قلب اور فراغبالی اور سارے اُمور مین
برکت حاصل ہوتی ہے حتی کہ اسباب مین اور اولاد مین اور اولاد کی اولاد مین چوتھے طبقے تک صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور از جملہ اُسکے ہے اہوالِ قیامت سے نجات پانا اور سکرات موت کی آسانی
آسانی ہونا اور حالکِ دنیا سے خلاص ہونا اور بھولی چیز کا یاد آجانا اور فقر و حاجت کا دور
ہو جانا اور اقسام بخل و جفا و دُعای رغم انف سے سالم رہنا اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا
ہے کہ جو کوئی میرے ذکر کے وقت درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے اور گویا کہ اُس نے جفا کی مجھ پر اور اُسپر دعا کیجاتی
ہے رغم انف کی یعنی خاک مین ملجانے ناک کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور از جملہ اُسکے ہے مجلس کا پاک ہو جانا
اور گھیر لینا رحمت کا اس مجلس کے بیٹھنے والون کو اور نور بڑھ جانا صراط پر اُترنے کے وقت اور ثابت
رہنا قدم کا اُس حال پر آفات مین اور اُس سے نجات پانا طرفۃ العین مین برخلاف حال ان لوگونکی
جو درود کے تارک ہین اور ساری فوائد درود سے اعظم واتم ذکر آنا اے درود بھیجنے والے کا حضرت
سیدالانبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین شعر لک البشارۃ فاخلع ما علیک نقد + ذکرنا
ثم علی ما فیک من عوج بیت تا جان میدہم در آرزو اے قاصد آخر باز گو + در مجلس آن
نازنین حرفے کہ از ما میرود اور از جملہ اُسکے ہے زیادہ ہو جانا حضرت حبیب رب العالمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اور آجانا محاسن نبویہ کا دل مین اور متخیل ہو جانا خیال کا آنکھ

لہ تجھکو خوشخبری ہے پس اتار اُس بوجھ کو جو تجھ پر ہے کیونکہ بالتحقیق کیا گیا تو اُس دربار عالی مین باوجود
اس کجروی کے جو تجھ مین ہے

مین کہ اکثر درود کو لازم ہی مگر وہ درود جو بصفت حضور و توجہ متصف ہو اللہم صلی وسلم علیہ **شعر** + دشتی عن قلبی ترای وسطہ + ذکرک فی سطر والتوحید فی سطر[1] اور از جملہ اسکے ہی محبت کرنا آدمیون کا اور محبت کرنا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسکے ساتھ اور مصافحہ کرنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس سے قیامت کے دن اور زیارت کرنا اُسکا جمال جہان آرای محمدی کو خواب مین اور محبت کرنا فرشتون کا اسکے ساتھ اور دعا کرنا فرشتون کا اُسکے واسطے اور لکھنا اُنکا اسکے درود کو سونے کے قلمون سے چاندی کے ورقون پر اور دعا اور استغفار کرنا انکا اسکے واسطے اور پہونچانا ملائکہ سیاحین کا اسکے درود کو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اس عنوان سے کہ فلان بن فلان مثلاً کمترین بندگانِ عبدالحق بن سیف الدین یسلم علیک یا رسول اللہ و کمترین غلامان عبدالحق بن غلام رسول یسلم علیک یا رسول اللہ اور اعظم فوائد صلواۃ وسلام سے مشرف ہونا ہے شرف ردِ سلام سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ مستمرہ ہے اور کون سی سعادت اس سے زیادہ ہوگی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاے خیر و سلامت اُسکے شامل حال ہو اگر تمام عمر مین ایکبار بھی ہاتھ لگی تو ثمر خیر و سلامت اور سو ہزار کرامت کا موجب ہے **بیت** بہر سلام کمین رنجہ در جواب آن لب + کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو + اور اس سعادت کا حاصل ہونا یقیناً اسواسطے ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہی کہ جواب سلام سنت ہی بلکہ فرض ہی تو ضرور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سنت سنیہ کے ادا فرمانی مین موافق اپنی خصلت کریمہ کے کان یبارد بالسلام مروی ہے مبادرتر اور مبالغ تر ہونگے اور اسبات سے ایک نکتہ دقیقہ اور معلوم ہوتا ہی کہ زیارت کرنے والا وقت زیارت کے سلام عرض کرنے سے پہلے آپ کے سلام سے مشرف ہوتا ہے اور بعد سلام کرنے کے بعد جواب سلام سے بھی مشرف ہوتا ہی اور از جملہ فوائد درود ہی تین روز تک باز رہنا فرشتون کا اُسکے گناہ لکھنے سے اور باز رکھنا انکا آدمیون کو اُسکی غیبت سے اور آنا اُسکا قیامت کے دن عرش کے سایے مین اور اُسکی ترازو اعمال کا بھاری ہوجانا اور پیاس سے مامون رہنا اور جنت مین بہت سی حورین پانا اور مشتمل ہونا درود کا ذکر و شکر و معرفت حق نعمتِ الہی جل سلطانہ پر اور اظہار عجز ہونا اداے حق رسالت سے

[1] یعنے اگر پھاڑا جائے میرا دل تو دیکھے تو اسکے درمیان اپنا ذکر ایک سطر مین اور توحید ایک سطر مین ۱۲

کیونکہ درود مین طلب و سوال تو الی حق تعالی ہے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صفت و ثنا کے ساتھ اور اس مین کچھ شک نہین کہ حق تعالی و تقدس اپنے بندے سے اس سوال و طلب کو دوست رکھتا ہے اور جبکہ بندہ نے اپنی رغبت و سوال و طلب کو خدا و رسول کی خوشی کے امر مین صرف کیا اور اپنے نفس کی خوشی کے امور پر غالب کیا تو ضرور ہے کہ مستحق جزا و کامل اور فضلِ خاص کا قابل ہوگا اور حاجتین بر آنے اور مشکلین آسان ہو جانے کا سبب یہی ہے جو مذکور ہوا فافہم و باللہ التوفیق اور دیگر حاصل ہونا ذکر خدا کا ضمن درود مین ظاہر ہے کیونکہ اکثر صیغے درود کے مشتمل ہین اسم مبارک اللّٰھم پر کہ مراۃ ملاحظہ جمیع اسماء و صفات ہے حسن بصری رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر سلف سے نقل ہے کہ جو شخص حضرت رب العزت تعالی و تقدس کو لفظ اللّٰھم کے ساتھ کرے تو اس نے گویا سارے اسماء حسنی کے ساتھ یاد کیا اب ہر مومن صادق اور محب مشتاق کو لازم ہے کہ اس عبادت کے بڑھانے مین اور اس کے اختیار کرنے مین اور استعمال مین تقصیر نہ کرے اور ایک عدد مخصوص جو ہمیشہ اس سے ہو سکے اور اسپر آسان ہو روز مرہ کا ورد ٹھہرا لے کہ وارد ہوا ہے کہ خیر العمل ادومہ و قلیل دائم خیر من کثیر منقطع[1] اور چاہیے ہے کہ ہزار سے ہر روز کم نہو اور اگر اسقدر نہو تو پانسو پر اکتفا کرے اور اگر یہ بھی متیسر نہو تو ہر روز سو مرتبہ پڑھ لیا کرے اور مختار بعضون کا تین سو ہے اور بعضون کا دو سو صبح و شام بعد نماز صبح اور بعد نماز شام کے اور چاہیے کہ کچھ سوتے وقت بھی ایک عدد معین کا ورد رکھے اور جو مومن موفق ہر روز بہت درود پڑھنے کی عادت ڈالتا ہے تو اسپر آسان ہو جاتا ہے اور بعضے صیغے درود کے ایسے ہین کہ اکثر اُن کا پڑھنا بھی بہت آسان ہے اور جب اسکی حلاوت و لذت درود پڑھنے والے کے مذاق جان مین پہونچے تو اس کی قوت و قوام روح اسی سے ہو گی فذکر الحبیب للمریض طبیب[2] اور بڑا تعجب ہے اس مومن سے کہ دن رات مین ایک ساعت بھی اس عبادت مین کہ منبع انوار و برکات اور مفتاح ابواب جمیع خیرات و سعادت ہے صرف نکرے اور قول حضرت سید الانبیا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا

---

[1] یعنی بہتر عمل کا وہ ہے جو ہمیشہ ہو اور تھوڑا عمل ہمیشگی کے ساتھ بہتر ہے اس بہت سے جو چھوٹ جائے ۱۲۔

[2] پس ذکر حبیب کا واسطے مریض کے طبیب ہے ۱۲۔

[3] اسوقت کفایت کرتا ہے تیرے غم کو ۱۲۔

یکفی ہمک اس شخص کے تئین کہ جسنے کہا جعل لک صلوٰتی کلہا آور قول حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا
لولا اجد مانی ذکر اللہ عجلت الصلوٰۃ النبویۃ عبادتی لکھا اسباب مین کافی ہے اور سلوک والون کو
اس دروازے سے آنے مین فتوحات عظیمہ حاصل ہوتے ہین اور بعضے مشائخ فرماتے ہین کہ جب
شیخ کامل مکمل کسی کو ہاتھ نہ لگے تو درود کا التزام کرے انشاء اللہ مقصود تک بآسانی پہونچیگا اور
یہی درود اور اُسکا توجہ اس جناب کی طرف اسکی ترتیب اور تہذیب کریگا اور درگاہ خداوندی تک
پہونچائیگا اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب سے مشرف کریگا اور وصیت کرتی
تہے بعضے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ قرأت قل ہو اللہ احد کو کثرت درود کے ساتھ اور فرماتے تھے کہ
قل ہو اللہ احد پڑھنے سے ہم نے خدائے واحد کو پہچانا اور کثرت درود سے ہمنے صحبت رکھی ساتھ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور فرماتے تھے کہ جو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
کثرت سے درود بھیجیگا وہ سوتے جاگتے آپ کی زیارت سے مشرف رہیگا جیسا کہ نقل کرتے ہین
شیخ کامل امام علی متقی حکم کبیر مین حضرت شیخ احمد بن موسیٰ متشرع صوفی سے اور بعضے متاخرین مشائخ
شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہین کہ بر تقدیر نہ پانے ولی کامل مکمل مرشد متصرف کے طریق تحصیل
معرفت آلہی یہ ہے کہ دوام ذکر و کثرت درود کے ساتھ ظاہر شریعت کا التزام کرے کثرت درود سے
ایک نور عظیم باطن مین پیدا ہوگا کہ رہنمائی اُسکی کریگا اور اُس جناب ملائک مآب سے بے واسطہ غیر
اس تک پہونچائیگا اور خلاصہ طریق شاذلیہ کا جو ایک شعبہ ہے طریقہ عالیہ قادریہ کا یہی ہے کہ بوسیلہ التزام
متابعت اور دوام حضور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے واسطہ استفاضہ کرتے ہین
فسجدوا واجتہدوا من اللہ الاعانۃ والتوفیق فضل سخاوی اور بعضے محدثین رحمہم اللہ نقل کرتے
ہین کہ محمد بن سعد بن مطرب ہر روز سونے سے پہلے کچھ درود پڑھ لیا کرتے تھے ایک رات رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ آپ اُن کے گھر مین تشریف لائے اور اپنے جمال
باکمال سے گھر کو روشن فرمایا اور فرماتے ہین کہ ادھر لا اپنا مُنھ جس سے درود پڑھا کرتا ہے ہم اُس کا
بوسہ لین یہ کہتے ہین کہ مجھے آپکے دہن مبارک سے اپنے دہن نالایق کو ملانے مین شرم آئی تو اپنا رخسارہ

لـہ کرون گا مین واسطے آپکے اپنی ساری دعا ۱۲ اسـلـہ یعنے اگر نپاتا مین وہ کچھ کہ خدا کے ذکر مین ہے تو گردانتا مین صلوٰۃ
نبویہ کو اپنی عبادت ۱۲ اسـلـہ پس سعی اور کوشش کرو تم اللہ سے ہے مدد دینا اور اسباب خیر کا مہیا کرنا ۱۲

آپکے دہن مبارک کے پاس لے گیا آپنے اُسکا بوسہ لیا میری آنکھ کُھل گئی تو سارے گھر مین مین نے
مُشک کی خوشبو پھیلی ہوئی پائی اور میرے رخسارے سے آٹھ دن تک مُشک کی
بو نہین گئی اور شیخ احمد بن ابی بکر بن رَدّو صوفی محدث اپنی کتاب مین شیخ مجدالدین
فیروزآبادی سے ساتھ اُن اسانید کے جو اُن کے نزدیک معتبر ہین روایت کرتے ہین کہ
اقلانسی نے کہا ہے کہ ایک روز شبلی ابوبکر مجاہد کے پاس آئے ابوبکر اُن کی تعظیم کو کھڑے
ہوگئے اور معانقہ کیا اور دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ لیا مین نے عرض کیا یا سیدی
ایسا کچھ اس شخص کے ساتھ آپ نے کیا اور حالانکہ آپ اور سارے بغداد والے اسکو
مجنون کہتے ہین فرمایا یہ کچھ اُسکے ساتھ مین نے نہین کیا بلکہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
دیکھکر مین نے ایک شب خواب مین دیکھا کہ شبلی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین
حاضر ہوا آپ اُسکے آنے سے کھڑے ہوگئے اور اُسکے ساتھ معانقہ فرمایا اور اُسکی دونون
آنکھون کے درمیان کا بوسہ لیا پس مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اتنی عنایت آپ نے
شبلی کے حال پر کی فرمایا ہان وہ بعد نماز کے یہ آیہ کریمہ پڑھا کرتا ہے لقد جاءکم رسول
من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم اور بعد اُس کے مجھپر درود بھیجتا ہے
اور بھی اُنکی کتاب مین شبلی قدس سرہ سے نقل کرتے ہین کہ انھون نے کہا کہ ایک شخص
میرے ہمسایہ مین مرگیا تھا اُسے مین نے خواب مین دیکھا مین نے کہا کہ خداے تعالے نے تیرے
ساتھ کیا کیا اس نے کہا کیا پوچھتے ہو بڑے بڑے ہول مجھپر گذرے اور منکر نکیر کے سوال
کے وقت مجھکو بڑی دقت ہوئی مین نے جانا کہ شاید دین اسلام پر میری موت
نہین ہوئی ایک آواز آئی کہ یہ سزا اُسکی ہے کہ جو تو نے اپنی زبان کو دنیا مین بیکار رکھا
جب عذاب کے فرشتون نے میرا قصد کیا تو ایک شخص نہایت خوبصورت بہت
خوشبودار میرے اور فرشتون کے درمیان مین حائل ہوگیا اور اُس نے حجت ایمان مجھ
یاد دلائی مین نے کہا خدا تجھپر رحم کرے تو کون ہے کہنے لگا کہ مین وہ شخص ہون کہ خداے تعالی نے

؎ تحقیق آیا ہے تمہارے پاس پیغمبر نفس تمہارے سے شاق ہے اوپر اُسکے یہ کہ ایذا مین پڑو تم حرص کرنے والا ہے
اوپر بھلائی تمہاری کے ساتھ مسلمانون کے شفقت کرنے والا مہربان ہے ۱۲

تیری کثرت درود سے مجھ پیدا کیا اور حکم دیا ہے کہ ہر شدت و کرب مین تیری اعانت کرون
اور یہ حکایت مصباح الظلام مین بھی بذکر قنبل اور اُنکے ہمسایہ کی علی سبیل الاجمال
منقول ہی اور بھی اُسی کتاب مین حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین
کہ حق تعالے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ یا موسیٰ اگر میری حمد کرنے
والے عالم مین نہون تو ایک قطرہ پانی کا آسمان سے نہ اُتارون اور ایک دانہ زمین سے
نہ اُگاؤن اسی طرح بہت سی چیزین ارشاد فرمائین یہان تک کہ فرمایا کہ ای موسیٰ تو
چاہتا ہے کہ مین تجھسے قریب تر ہو جاؤن اُس قریب سے جو تیرے کلام کو تیری
زبان سے ہے اور تیرے خطرات کو تیرے دل سے ہے اور تیری روح کو تیرے بدن
سے ہے اور تیری نگاہ کو تیری آنکھ سے ہے انھون نے عرض کیا کہ ہان یا اللہ مین
چاہتا ہون فرمایا پس تو بہت سا درود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیج تاکہ تجھے یہ نسبت
حاصل ہو جائے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم اور ایک روایت مین آیا ہی
کہ فرمایا ای موسیٰ تو چاہتا ہے کہ قیامت کی پیاس سے تو محفوظ رہے انھون نے عرض کیا
ہان یا اللہ مین چاہتا ہون فرمایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہت سا درود بھیج روایت
کی اسکو حافظ ابو نعیم نے حلیہ مین اور بھی اُسی کتاب مین مذکور ہے کہ حضرت علی مرتضے
کرم اللہ وجہہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا گناہون کو ایسا مٹاتا ہے کہ پانی آگ کو نہین بجھاتا اور آپ پر
سلام بھیجنا افضل ہے گردنون کے آزاد کرنے سے اور آپ کے ساتھ محبت رکھنا افضل ہے
خدا کی راہ مین تلوار مارنے سے روایت کی اسکو ابو القاسم اصفہانی نے اور وہ بھی ہی
روایت لاتے ہین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جب دو مسلمان آپس مین ملاقات کے وقت مصافحہ کرین اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر درود بھیجین تو پہلے اس سے کہ ایک دوسرے سے جُدا ہو دونون کے سارے گناہ
اگلے اور پچھلے بخشے جاتے ہین روایت کی اسکی حافظ بن علی بشکوال نے اور بھی حضرت
علی کرم اللہ وجہہ سے روایت لاتے ہین کہ ایک دن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ جو شخص حجتہ الاسلام سے مشرف ہوا اور بعد اُسکے ایک غزوہ کرے تو چار سو حج
کے برابر ہوگا پس جو لوگ ایسے تھے کہ انکو استطاعت حج اور قوت جہاد نہ تھی اس بات
کے سُننے سے دل اُنکے ٹوٹ گئے حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
واصحابہ وسلم پر وحی بھیجی کہ جو شخص تمپر درود بھیجیگا اوسکو چار سو غزوے کا ثواب ملیگا
اور ہر غزوہ چار سو حج کے برابر نکلا ہے اسکو ابو حفص بن عبد المجید میانشی نے مجالس مکیہ
مین اور بھی اُسی کتاب مین فصل احادیث خضر والیاس علیہم السلام مین لاتے ہین شیخ
مجد الدین فیروز آبادی سے متصل قصہ ابو المظفر محمد بن عبد اللہ خیام سمرقندی کے کہ کہا
اُنھون نے کہ مینے ایک روز راہ گم کی ناگاہ ایک مرد کو دیکھا مینے کہ کہتا ہے آؤ میں مین اُسکے
ساتھ ہولیا اور گمان مجھی ہوا کہ یہ خضر ہین مین نے پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے فرمایا خضر بن ایشا
ابو العباس اور اُنکے ساتھ ایک اور شخص کو بھی پایا اُنسے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے اُنھون نے
فرمایا کہ الیاس بن شام پھر مین نے اُن دونون صاحبون سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمپر خداے
تعالیٰ رحمت کرے آیا تم نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا وہ بولے کہ ہان دیکھا ہے
مینے کہا کہ خدا کے واسطے جو کچھ تمنے اُنکی زبانِ مبارک سے سنا ہو مجھ سے بیان کرو کہ مین
روایت کرون تم سے فرمانے لگے کہ ہم نے سنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
فرماتے تھے کہ جو کوئی کہے صلے اللہ علی محمد وآلہ وسلم تو اسکا دل نفاق سے پاک کیا جاتا ہے
جیسے پاک کیا جاتا ہے کپڑا پانی سے اور انھین اسناد سے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ والسلم نے کہ جو کوئی کہے صلے اللہ علے محمد بہ تحقیق کہ اُسکے منھ پر کھولدیے جاتے ہین ستر
دروازے رحمت کے اور ساتھ اُنھیں اسناد کے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب
تم بیٹھو کسی مجلس مین اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم وصلے اللہ علی محمد تو حق تعالےٰ ایک
فرشتے کو موکل کرتا ہے کہ تمکو غیبت سے باز رکھے اور جب مجلس سے اُٹھو اور کہو بسم اللہ الرحمن الرحیم
وصلے اللہ علی محمد تو اللہ تعالےٰ منع فرماتا ہے آدمیون کو تمھاری غیبت کرنے سے
اور ساتھ انھین اسناد کے فرمایا حضرت خضر والیاس علیہما السلام نے کہ ایک شخص
شام سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض

کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میرا باپ دوست رکھتا ہے کہ آپ کی زیارت کرے لیکن بہت بڈھا اور نابینا ہے اور قدرت آنے کی نہین رکھتا آپ نے فرمایا اپنے باپ سے کہ سات ہفتے مین یعنی سات شب مین کہے صلے اللہ علے محمد مجھے وہ خواب مین دیکھیگا اور کہ روایت کرے مجھسے حدیث کی اُس نے ویساہی کیا جیسا آپ نے فرمایا تھا پس دیکھا اُس نے آپ کو خواب مین اور روایت کی اس نے آپ سے حدیث اور اُسی کتاب مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ درود بھیجو خداے تعالےٰ کے انبیا و رسل پر کیونکہ حق تعالےٰ نے جیسا مجھے رسول کرکے بھیجا ہو انکو بھی رسول کرکے بھیجا ہے اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان وفی کتاب الدعوات الکبیر[1] اور حضرت انس بن مالک کی روایت سے لاتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذا سلمتم علے فسلموا علے المرسلین[2] اخرجہ ابن ابی عاصم اور روایت کعب رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضے اللہ عنہا کے حضور مین حاضر ہوئے اور مجلس مین ذکر چلا حضرت سید الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو کہا کعب رضی اللہ عنہ نے کہ کوئی دن ایسا نہین ہے کہ آفتاب طلوع کرے مگر یہ کہ اُترتے ہین ستر ہزار فرشتے اور گھیر لیتے ہین قبر مطہر معطر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اپنے بازو سمیٹتے ہین اور آپ پر درود بھیجتے ہین اور جب شام ہوتی ہے تو وہ عروج کرجاتے ہین اور دوسرا گروہ اُسی عدد کے ساتھ اترتا ہے اور جو کچھ وہ کرگئے ہین یہ بھی ویساہی کرتے ہین یہ اُس دن تک رہے گا کہ آپ قبر معلے سے برآمد ہونگے اور برآمد ہونے کے وقت ستر ہزار فرشتے آپ کے گرداگرد ہون گے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ وسلم روایت کی اسکو دارمی نے اور روایت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے لاتے ہین کہ فرمایا الصلوٰۃ علی النبی تدرک الرجل وولدہ وولد ولدہ[3] روایت کیا ابن بشکوال نے

---

[1] نکالا ہے کہ جبیہے نے شعب الایمان مین اور کتاب دعوات کبیر مین ۱۲

[2] یعنے جس وقت کہ سلام بھیجو تم مجھپر پس بھیجو اوپر رسلین کے ۱۲

[3] یعنے درود نبی پر پاتا ہے آدمی کو اور اسکی اولاد کو اور اسکی اولاد کی اولاد کو ۱۲۔

نیچے ان احادیث کے جنھین نقل کیا ہو کتاب الرواوے اصل پر بڑھا کر حضرت شیخ فرماتے ہین کہ مین نے اُس سے نقل کیا اور انتساخ کیا ہے کتاب اصل سے مدینہ مطہرہ مین ہفتے کے روز دسوین جمادی الاولی سنہ نو سے ستانوے مین اور وہی تاریخ ہے ان اوراق یعنے جذب القلوب کے لکھنے کی الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین **حکایت** نقل کرتے ہین کہ ایک شخص کو لوگون نے دیکھا کہ طواف وسعی صفا مروہ اور سارے مواقف ومناسک حج مین سوا درود کے اور کوئی دعا نہین پڑھتا لوگون نے کہا کہ ان مقامات مین تو ادعیہ ماثورہ کیون نہین پڑھتا فقط درود پر اکتفا کرنے کی وجہ کیا ہے اُس نے کہا کہ مین نے عہد کیا ہے کہ درود کے ساتھ اور کسی دُعا کو شریک نہین کرونگا اور اسکا سبب یہ ہے کہ جب میرے باپ نے انتقال کیا اُسکا منھ گدھے کا سا ہوگیا یہ حال دیکھکر مجھے بڑا غم ہوا پس مین سو گیا دیکھتا کیا ہون کہ حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف رکھتے ہین مین نے آپ کا دامن پکڑ لیا اور اپنے باپ کی شفاعت کی اور گدھے کی سی شکل ہوجانے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ سود کھایا کرتا تھا اور جو سود کھاتا ہے اُس کا حال دنیا اور آخرت مین یہی ہوتا ہے لیکن یہ بھی تھا کہ ہر روز سونے سے پہلے سو بار مجھپر درود بھیجتا تھا اس جہت سے مین نے اسکی شفاعت کی اللہ تعالی نے قبول فرمائی پس مین جاگ اٹھا اب دیکھتا کیا ہون کہ میرے باپ کا منھ چودھوین رات کا چاند سا ہوگیا ہے اور دفن کے وقت بھی مین نے سُنا ہاتف سے کہ کہتا تھا تیرے باپ پر عنایت ومغفرت کا سبب درود وسلام ہوا کہ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم پر بھیجا کرتا تھا اور نقل کرتے ہین کہ کسی طالب علم حدیث کو خواب مین دیکھا کہ وہ کہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالے نے بخشدیا اور سارے اہل مجلس کو جو استماع حدیث کرتے تھے بسبب ذکر درود کے کہ اس فن شریف کے قرأت کے لوازم سے ہے اور شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کتاب جمع الجوامع کے دیباچہ مین نقل کرتے ہین کہ ابن عساکر اپنی تاریخ مین حفص بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ مینو ابو زراعہ کو بعد اُسکے مرنے کے خواب مین دیکھا کہ آسمان دنیا مین فرشتون کی امامت

کرتا ہر مینے اُس سے پوچھا کہ تو نے یہ رتبہ کس جہت سے پایا اس نے کہا مین نے اپنے ہاتھ سے
ہزار ہا حدیث نبوی لکھی اور ہر حدیث مین کہا عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ من صلے علے صلوٰۃ مرۃ صلے اللہ علیہ عشرًا اور بھی
نقل کرتے ہین کہ ایک مرد صالح کسی کے تین ہزار دینار کا قرضدار ہو گیا صاحب مال
نے اُسکا مرافعہ قاضی کے یہان کیا قاضی نے ایک مہینے کی مہلت دی وہ مرد صالح
قاضی کے یہان سے آکر محراب تضرع وانکسار مین بیٹھ کر درود مین مشغول ہوا مہینے
کی ستائیسوین رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ حق تعالے
وتقدس تیرا قرض ادا کرتا ہے تو علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکم دیا ہے کہ تو مجھے تین ہزار دینار دے کہ مین اپنا قرض
ادا کرون مرد صالح کہتا ہے کہ مین سوتے سے جاگا تو اپنے مین خوشی کا اثر پایا لیکن
اپنے دل مین سوچا کہ اگر وزیر کہے کہ اس واقعے کے سچائی کی علامت کیا ہے تو مین کیا
کہون گا اُس دن مین نے اُس کے پاس جانے مین توقف کیا پھر دوسری رات کو خود
سرورِ عالم فخرِ آدم و بنی آدم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلّم کو خواب مین دیکھا کہ آپ
وہی فرماتے ہین جو پہلے دن ارشاد ہوا تھا مین بہت خوشی کے ساتھ خواب سے اوٹھا مگر
اُس دن بھی بمقتضاے بشریت علی بن عیسیٰ کے پاس جانے سے مین نے اپنے تئین باز
رکھا تیسری رات کو پھر مینے حضرت سرورِ دین ودنیا علیہ الاف التحیۃ والثنا کو خواب مین
دیکھا کہ آپ میرے نجانے کا سبب علی بن عیسیٰ کے پاس پوچھتے ہین مین نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ صلعم اس واقعے کے سچائی کی ایک علامت چاہتا ہون حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلّم نے یہ بات سنکر میری تحسین وآفرین کی اور فرمایا کہ اگر علی بن عیسیٰ علامت
اُس واقعے کے سچائی کی تم سے مانگے تو اس سے کہنا کہ علامت یہ ہے کہ تو ہر روز بعد نماز
فجر کے آفتاب نکلنے تک قبل اسکے کہ تو کسی سے بات کرے پانچہزار مرتبہ درود پڑھ کر
ہماری حضور مین پیشکش کیا کرتا ہے اور اس راز کو تیرے کوئی نہین جانتا سوا خدا کے

۱؎ یعنی جو شخص درود بھیجے مجھپر ایکبار تو رحمت کرتا ہے اللہ اسپر دس بار ۱۲ –

تعالیٰ کے اور کراماً کاتبین کے یہ خواب دیکھکر جو مین اٹھا تو سیدھا وزیر کے پاس چلا گیا اور اُس سے اس خواب کا قصہ مین نے بیان کیا اور اس واقعے کے سچائی کی علامت جو آپ نے ارشاد فرمائی تھی اُس کے سامنے ظاہر کی وہ نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ مرحبا برسول رسول اللہ حقا بعد اُس کے مجھے تین ہزار دینار اُس نے لا کر دیے اور کہا کہ اس سے اپنا قرض ادا کر اور تین ہزار اور دیے کہ اسکو اپنے عیال کا نفقہ کر اور تین ہزار اور دیے کہ اسکو اپنا مایہ تجارت کر اور مجھے قسم دی کہ تو رابطہ محبت مجھ سے قطع نہ کرنا اور جو حاجت تجھے پڑا کرے میرے پاس آیا کر مین تیری حاجت روائی مین بدل و جان کوشش کرون گا پس مین اُن تین ہزار دینار کو لیکر قاضی کے پاس گیا تا کہ اُسکے سامنے ادا کرون صاحب دین کو دیکھا مین نے کہ بہوت قاضی کے پاس آیا مین نے دنانیر گنے اور سارا قصہ اُن کے سامنے بیان کیا قاضی نے کہ یہ ساری کرامتین وزیر ہے کیون دے ئے مین نے یہ دین تمھارا ادا کیا پس صاحب دین بولا کہ یہ سب کرامتین تم لوگون کو لینے کی کیا وجہ ہے مین سزاوار تر ہون اسباب مین کہ برأت اسکی تیرے ذتے سے کرون مین نے اللہ و رسول کے واسطے اپنا دین معاف کیا پس قاضی نے کہا کہ جو کچھ اللہ اور رسول کے واسطے نکال کے لایا ہون اسکو اب پھیر کر نہ لیجاؤن گا وہ مرد صالح کہتا ہے کہ مین وہ سارا مال لیکر اپنے گھر آیا اور حق تعم کا شکر بجا لایا وللہ الحمد والمنۃ وعلی رسولہ الصلوٰۃ والتحیۃ فصل پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کی فضیلت واستحباب ہر وقت و ہر حال مین ہے ولیکن شب جمعہ اور روز جمعہ مین افضل واجب ہے اس رات اور دن کے شرف کی جہت سے اور اس جہت سے کہ ان دو وقتون مین درود بھیجنے کی فضیلت اخبار و آثار سے ہوئی ہے حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہین کہ شب جمعہ افضل ہے شب قدر سے اسواسطے کہ لطیفہ ظاہر دنی کہ ساری خیرات

لہ خوشی ہو سات رسول اللہ کو حق ہے ۱۲

عہ اللہ ہی کے واسطے ہے حمد اور احسان اور اوپر رسول اُسکے کے ہے درود و تحفہ ۱۲

وبرکات کا اصل و مادہ ہی اسی رات مین حضرت آمنہ کے پیٹ مین قرار پایا ہے ساتھ اور خصوصیات کے جو اسکی شان مین وارد ہین واللہ اعلم اور حدیث مین آیا ہے کہ افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ فان صلواتکم تعرض علی فادعوا لکم واستغفرہ رواہ ابوداؤد وصححہ النوری اور دوسرے روایت مین آیا ہے کہ فانہ یوم مشہود تشہد الملائکۃ اور درود والے پڑھنے والے سے سنکر مجھ پہونچاتے ہین اور خبر مین آیا ہے کہ جو درود کہ تم جمعے کے دن مجھپر بھیجتے ہو وہ عرش کے نیچے نہین ٹھہرتا اور جس فرشتے کے پاس تک پہونچتا ہے وہ ملائکہ سے کہتا ہے کہ صلوا علی قائلہا اور دوسری حدیث مین آیا ہے کہ اکثروا علی من الصلوٰۃ فی لیلۃ الغراء والیوم الاغر اور ایک روایت مین ہی فی لیلۃ الزہراء والیوم الازہر اور بعضے علماء نے کہا ہے کہ شب جمعہ کی خصوصیات سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفس نفیس جواب صلوٰۃ و سلام دیتے ہین صلوٰۃ و سلام عرض کرنے والے کو اس شب مین اللہم وسلم علیہ فی کل یوم ولیلۃ وفی کل لمحۃ ولحظۃ اور مفاخر الاسلام مین حدیث لاتا ہے من صلی علی فی لیلۃ الجمعۃ مأۃ صلوٰۃ قضی اللہ لہ مأۃ حاجۃ سبعین حاجۃ من امور الدنیا وثلثین من امور الآخرۃ اور دوسری حدیث مین آیا ہی کہ جو شخص جمعے کے دن ہزار مرتبہ یہ درود پڑھے اللہم صلے علی محمد وآلہ الف الف مرۃ تو وہ شخص جب تک اپنی جگہ بہشت مین نہ دیکھ لیگا اس جہان سے انتقال نہ کرے گا سخاوی نقل کرتے ہین کہ حدیث مرفوع مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص سات جمعے مین ہر روز سات بار یہ درود پڑھے گا اسکے حق مین میری شفاعت واجب ہو جائیگی

لہ یعنی تمہارے سب دنون سے افضل دن جمعہ کا ہی اس مین پیدا کیا آدم اور اسین روح قبض کی گئی اور اسین نفخہ ہی اس مین صعقہ ہی پس تم لوگ اس دن مجھپر درود بھیجا کرو اسواسطے کہ اس دن تمہارا درود مجھپر عرض کیا جاتا ہی پس مین دعا کرتا ہون تمہارے واسطے اور استغفار کرتا ہون روایت کی ہی اسکی ابوداؤد نے اسکی نودی نے ۱۲ سلہ یعنے جمعہ کا دن ہی کہ فرشتے حاضر ہوتے ہین ۱۲ سلہ یعنی درود بھیجو ان درود بھیجنے والے پر ۱۲ سلہ اور روزون کی نسبت شب روشن اور روز روشن مین مجھپر زیادہ درود بھیجا کرو ۱۲ سلہ اے اللہ درود و سلام بھیج اسپر ہر دن اور رات مین اور لمحہ اور ہر لحظہ مین ۱۲ سلہ یعنے فرمایا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جو مجھپر درود بھیجے شب جمعہ کو سو بار تو اسکی سو حاجتین برآتی ہین ستر ان مین سے دنیاوی حاجتیں اور تیس اخروی ۱۲ سلہ ای اللہ درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل انکی پر ہزار ہزار مرتبہ ۱۲ سلہ ای اللہ میرے

اللّٰھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد صلواۃ تکون لک رضاء و لحقہ اداء و آزا لوسیلۃ والمقام المحمود الذی وعدتہ واجزہ عنا ما ھو اھلہ واجزہ عنا افضل ما جازیت نبیا عن امتہ وصل علیٰ جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین یا ارحم الراحمین اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یزید بن وہب سے کہا کہ جمعے کے دن درود ترک نہ کر ہزار مرتبہ پڑھا کر اللّٰھم صل علیٰ محمدن النبی الامی اور بھی کتاب مفاخر الاسلام مین حضرت سعید بن مسیب سے لایا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کہ من صلی علی یوم الجمعۃ ثمانین مرۃ غفرہ ذنوبہ ثمانین سنۃ اور میری شرح منہاج مین نقل کرتے ہین کہ حدیثِ حسن مین وارد ہوا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر درود بھیجے بصیغۂ اللّٰھم صل علیٰ محمد عبدک و رسولک النبی الامی وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم تسلیما کے تو اسی برس کے گناہ اس کے بخشے جاتے ہین اور مفاخر الاسلام مین لایا ہے کہ جو شخص جمعے کے دن بعد نماز عصر کے قبل اس سے کہ اٹھے اُس جگہ سے جہان پر نماز ادا کی ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی مرتبہ درود بھیجے تو اسکے اسی برس کے گناہ بخشے جائینگے اور خبر مین آیا ہے کہ خالد بن کثیر کے سرہانے قبل دم ٹوٹنے کے ایک پرچہ کاغذ کا پایا گیا اس مین لکھا تھا کہ براءۃ من النار لخالد بن کثیر انکے گھر والون سے پوچھا گیا کہ یہ کیا کام ایسا کرتے تھے کہ اس کرامت سے مشرف ہوئے انھون نے کہا کہ وہ ہر جمعہ کو ہزار بار درود حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر بھیجا کرتے تھے **فصل** جیسا کہ کثرت درود کو فضیلت ہے شب جمعہ مین ویسا ہی شب دو شنبہ مین بھی ہے اس واسطے کہ دو شنبہ ہے روز بزرگ ہے کہ اس مین بندون کے

۱؎ درود بھیج محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آل محمد پر ایسا کہ ہو موافق تیری خوشی کے اور واسطے حق انکی کے اور عنایات فرما انکو وسیلہ اور مقام محمود جو وعدہ فرمایا تونے اور جزا دی ہماری جانب سے جس چیز کے سزاوار ہین وہ جزا دی ہماری طرف سے بزرگترین اس جزا کا کہ جزا دی تونے اور نبیون کو انکی اُمت کی طرف سے اور درود بھیج تمام بھائیون اُنکے پر نبیون سے اور صدیقون سے اور شہیدون اور صالحون سے یا ارحم زیادہ رحمون کا ۱۲ ۲؎ یعنے جو شخص مجھپر درود بھیجے جمعے کے دن اسّی مرتبہ تو بخشے جاوین گناہ اُسکے اسّی برس کے ۱۲ ۳؎ ای اللہ درود بھیج محمد بندے اپنے پر اور رسول اپنے پر جو نبی اور اُمّی ہین اور آل اصحاب انکی پر اور سلام ۱۲ ۴؎ بیزاری ہے آگ سے

اعمال درگاہ رب العزت مین عرض کیئے جاتے ہین اسی جہت سے حضرت سید المرسلین صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ اکثر اس دن روزہ رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اُس دن بندون کے اعمال حضرت ذوالجلال مین عرض کیئے جاتے ہین پس مین دوست رکھتا ہون کہ اعمال میرے عرض کیئے جائین اس حال مین کہ مین روزہ سے ہون احیاء العلوم مین ہے کہ جو شخص شب دوشنبہ مین دو رکعت نماز پڑھے اسطور پر کہ پہلے رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور دوسری رکعت مین اکیس بار پڑھے اور تیسری رکعت مین تیس بار پڑھے اور چوتھی رکعت مین چالیس بار پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد پچھتر بار پھر استغفار کرے اپنے واسطے اور اپنے والدین کے واسطے پچھتر بار پھر درود بھیجو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پچیس بار پھر جو حاجت حضرت حق تعالےٰ سے مانگیگا پاویگا الحدیث اور پنجشنبے کے روز درود پڑھنے کی فضیلت مین بھی ایک حدیث وارد ہوئی ہے مفاخر الاسلام مین لایا ہے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مَن صلّے علیّ یوم الخمیس مأۃ مرۃ لم یفتقر ابدًا

فصل اس مین شک نہین کہ برکت کی جگہ اور ہر موطن خیر مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا مستحسن و مستحب ہے لیکن علما رحمہم اللہ تعالےٰ نے چند مواضع کی گنتی لگائی ہے جہان استحباب اس فضیلت کا موکد تر اور فاضلتر ہے وہ یہ ہین کہ طہارت کے بعد اگرچہ تیمم ہی ہوا اور نماز مین بعد تشہد کے اور امام شافعیؒ کے نزدیک بعد قنوت کے بھی اور بعد نماز کے اور بعد اذان اور اقامت کے اور رات کو اُٹھنے کے وقت تہجد کے واسطے اور بعد وضو وحمد کے اور بعد نماز تہجد کے اور مسجد کے پاس سے نکلنے کے وقت اور روز جمعہ کو اور شب جمعہ کو خصوصًا بعد نماز جمعے کے اور روز پنجشنبہ کو اور دوشنبہ کو اور روز یکشنبہ کو اور خطبون مین اور اول روز اور آخر روز کو اور وقت سحر کو اور خطبون مین بعد بسم اللہ کے اور تکبیرات عید مین شافعیہ کے نزدیک اور نماز جنازہ اور احرام مین لبیک کہنے کے بعد اور صفا اور مروہ پر اور بعد تہلیل اور تکبیر کے اور بیت اللہ شریف زاد ہا اللہ شرفًا وتعظیمًا کی زیارت کے وقت اور حجرۂ اسود کے بوسہ لینے کے وقت اور طواف مین

ہ خالدین کثیر کو ۱۲ اس لیئے جو شخص مجھپر درود بھیجا کرے پنجشنبے کے روز سو مرتبہ وہ محتاج کبھی نہو گا ۱۲

اور ملتزم کے پاس اور ساری مواقفِ حج مین اور قبر شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ
وسلم کے پاس کہ اخص واقرب مواضع اور مستجلب انوار وبرکات ہے اور مشاہدۂ آثار نبویہ
کے وقت مثل مسجد قبا اور مدینۂ منورہ معطرہ مطہرہ معظمہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً وتکریماً
اور وادی بدر اور جبل اُحد وغیرہ اور بیع اور شرا کے وقت اور وصیت نامہ لکھنے کے
وقت اور ارادۂ سفر کے وقت اور سواری پر سوار ہونے کے وقت اور منزل مین اوترنے
کے وقت اور بازار کے جانے کے وقت اور بازار مین داخل ہونے کے وقت چنانچہ
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہین بازار مین کہ کثرت شغل بیع وشرا
کی جہت سے لوگون کو خدائے تعالےٰ سے غافل پاتے تھے تشریف لاتے تھے اور حمد وصلوٰۃ
کہتے تھے اور دعوت مین جانے وقت اور دعوت سے پھرتے وقت اور گھر مین آنے
کے وقت اور نزول حاجت کے وقت اور خوف احتیاج کے وقت اور غلام یا جانور
کے یا جانور کے بھاگ جاتے وقت اور غم وشدت کے وقت اور طاعون کے وقت اور خوف غرق
کے وقت اور کان بولنے کے وقت ساتھ ضمیمہ اس قول کے کہ ذکر اللہ[۱]
من ذکرنی بخیر اور پاؤن سو جانے کے وقت اور بھولی چیز یاد کرنے کے وقت اور خوف
نسیان کے وقت اور شرب کھانے کے وقت اور پانی پینے کے وقت طرف سے اور گدھے
کی آواز کرنے کے وقت اور گناہ کرنے کے وقت بعد تاکہ اُسکا کفارہ ہو جائے اور
اوّل وآخر دُعا کے اور ملاقات کے وقت کسی بھائی مسلمان دیار ومصاحب کے ساتھ
اور قوم کے مجتمع ہونے کے وقت متفرق ہونے سے پہلے اور مجلس سے اُٹھنے کے
وقت تاکہ مامون رہے غیبت سے اور ہر جماؤ مین جو خدا کے واسطے ہو اور شعائر اسلام
کے واسطے اور قرآن کے ختم ہونے کے وقت اور دُعائے حفظ قرآن مین اور کلام
کے شروع ہونے کے وقت مگر یہ کہ وہ کلام منہی عنہ ہو اور درس دینے سے پہلے اور
وعظ سے پہلے اور قرأت حدیث کے اول وآخر اور جسوقت کوئی چیز اچھی معلوم ہو مگر
بعض علماء مالکیہ درود پڑھنے کو مقام تعجب مین مکروہ رکھتے ہین چنانچہ تسبیح وتہلیل کسی امر حرام

لہ یعنے خدا کو یاد کیا جس نے مجھے یاد کیا بھلائی کے ساتھ ۱۲

کے نزدیک یا نزدیک عرض اسباب اور کھولنے متاع کے مکروہ ہے اور بڑی ضروری جسجگہ درود بھیجنے کی یہ ہے کہ آپ کا نامِ مبارک زبان پر آئے یا لکھا جائے اور حدیث مین آیا ہی کہ من صلے علی فی کتاب لم تزل الملائکۃ تستغفر لہ مادام اسمے فی الکتاب[لہ] اس حدیث کی روایت بہت سے علماءِ حدیث نے کی ہے ولیکن سند اسکی ضعیف ہے اور ابنِ جوزی نے اُسکو وضعی کہا ہے واللہ اعلم اور نقل کرتے ہین کہ ایک شخص کاغذ کے بخل کی جہت سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین لکھتا تھا اسکا ہاتھ گر گیا اور ایک اور تھا کہ صلی اللہ علیہ فقط لکھتا تھا اور وسلم اُسکے ساتھ نہین ملاتا تھا اُس نے خواب مین دیکھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اُسپر عتاب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تو اپنے تئین چالیس نیکیون سے کیون محروم رکھتا ہے یعنے لفظ وسلم مین چار حرف ہین اور ہر حرف کے بدلے دس نیکی ہین پس اس حساب سے چالیس نیکیان ہوئین اور اسی قبیل سے ہے وہ جو بعضے رمز اور اشارات پر اکتفا کرتے ہین چنانچہ بعضے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامت ص ام یا صلعم رکھتے ہین اور رمز علیہ السلام کا عین وم کرتے ہین وعلی ہذا القیاس

حکایت کرتے ہین کہ ایک سے خواب مین کسی نے پوچھا کہ حق تعالے نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا اور کس بات پر تمکو بخشا اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا نامِ مبارک جب کبھی لکھتا تھا تو اسکے ساتھ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بھی ضرور لکھتا تھا یہی سبب میری بخشایش کا ہوا اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کو کسی نے خواب مین دیکھا اُن سے پوچھا کہ حق تعالے نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اللہ تعالے نے مجھپر رحمت کی اور مجھے بخشدیا اور مجھے بہشت مین لیگیا جیسے دولہا کو لیجاتے ہین اور موتی و یاقوت مجھپر نثار کئے جیسے دولہا پر نثار کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہوا کہ رسالہ لکھنے مین مین کہا کرتا تھا صلے اللہ علی محمد عدد ماذکرہ الذاکرون وعدد ماغفل عن ذکرہ الغافلون

فصل حضرت سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام کی زیارت

[لہ] یعنی جو شخص درود بھیجے مجھپر کتاب مین تو ہمیشہ فرشتے اسکے واسطے استغفار کرین گے جب تک کہ میرا نام کتاب مین رہے گا ۱۲ [لہ] درود بھیجے اللہ اوپر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے شمار اُس چیز کے کہ ذکر کرین اسکو ذکر کرنے والے اور شمار کرو اس چیز کا کہ غافل ہون ذکر اسکے سے غافل ۱۲ [لہ] اے اللہ درود بھیج محمد اور آل محمد پر اور سلام جیسا دوست رکھتا ہے

خواب مین حاصل ہونے کے اسباب مین سے ایک سبب ہے التزام درود طہارت کے ساتھ بصیغۂ اللھم صل علی محمد وعلی آلہ وسلم کما تحب وترضیٰ لہ اور اس درود کے التزام سے بھی یہ سعادت حاصل ہوتی ہے اللھم صل علی روح محمد فی الارواح اللھم صل علی جسدہ فی الاجساد اللھم صل علی قبرہ فی القبور اور مفاخر الاسلام مین لاتا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز ہزار بار درود بھیجے بصیغۂ اللھم صل علی محمد ن النبی الامی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو خواب مین دیکھے یا اپنا گھر بہشت مین دیکھے اور اگر نہ دیکھے تو خدا چاہے تو پانچ جمعہ تک ایسا کچھ دیکھے کہ اُس سے خوشی حاصل ہو اور جو شخص شب جمعہ کو دو رکعت پڑھے اسطور پر کہ دونون رکعتون مین بعد سورۂ فاتحہ کے گیارہ گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور بعد سلام پھیرنے کے سو بار درود بھیجے بصیغۂ اللھم صل علی محمد النبی الامی وآلہ وسلم اگر نصیب ہوگا تو انشاء اللہ تین جمعے نہ گذرینگے کہ خواب مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کریگا اور مشرف ہوگا حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ مینے اسکا تجربہ کیا ہے اور بھی روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کو دو رکعت نماز ادا کرے اس طور پر کہ ہر رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ اخلاص پچیس بار پڑھے اور بعد سلام پھیر کے ہزار بار درود بھیجے بصیغہ اللھم صلے اللہ علے النبی الامی وہ خواب مین حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے اور سعید بن عطا سے روایت ہے کہ جو شخص طاہر فرش پر لیٹے کہ داہنے ہاتھ کو تکیہ کرے اور یہ دُعا پڑھکر سو جائے انشاء اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے خواب مین مشرف ہوگا اور وہ دُعا یہ ہے اللّٰھم انی اسئلک بجلال وجھک الکریم ان ترینی فی منامی وجہ نبیک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رویۃ یقربھا عینی وتشرح بھا صدری وتجمع بھا شملی وتفرح بھا کربتی وتجمع بھا بینی وبینہ یوم القیامۃ فی الدرجات العلے ثم لا تفرق بینی وبینہ ابدا یا ارحم الراحمین ٭

---

۱۲ اور پسند کرتا ہے اُسکے واسطے ۱۲ ؎ اے اللہ درود بھیج اوپر روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارواح مین اور اے اللہ درود بھیج اوپر جسد اسکے کے اجساد مین اے اللہ درود بھیج اوپر قبر اسکے کے قبرون مین ۱۲ ؎ یعنی اے اللہ میں مین سوال کرتا ہون ساتھ تیری وجہ کریم کے بزرگی کے کہ تو دکھادے مجھے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک خواب مین کہ ٹھنڈک کردے اُس سے میری آنکھ اور کھولدے برکت اسکی سے میرا سینا اور جمع کردے اُس برکت سے میری پراگندگی اور کھولدے اسکی برکت سے کرب اور جمع کردے اسکی صحبت سے درمیان میرے اور درمیان انکے قیامت کے دن درجات عالیہ مین اور نہ جدائی ڈال درمیان میرے اور درمیان اُنکے کبھی اے سب رحمون سے زیادہ رحیم ۱۲ -

اگرچہ اس طریق کے درود بھیجنے کا ذکر نہین کیا لیکن طالب اس سعادت کا درود پڑھ کر اس دعا کو
پڑھے تو اس مین شک نہین کہ اتم واکمل ہوگی اور اس سعادت کے حاصل کرنے کے اور بھی طریق علما
نے بیان کئے ہین خلاصہ ان سب کا کثرت درود اور دوام توجہ اور استغراق ہی حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ذکر شریف مین واللہ الموفق **فصل** جو صیغہ درود کے کہ حدیث شریف نبوی مین
وارد ہوئے ہین اُنکا پڑھنا بیشک افضل واکمل ہوگا کیونکہ وہ درود مشتمل ہین حضرت سید الرسل صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ شریفہ پر پھر بعضے علما کہتے ہین کہ اُن سب مین وہ صیغہ جو بعد تشہد کے پڑھا
جاتا ہی سب سے افضل ہے اور وہ احادیث صحیحہ مین کیفیات مخصوصہ پر وارد ہوا ہی چنانچہ اسکا ذکر آئیگا
اور ہر ایک حصول مقصود مین کافی ووافی ہے اسباب مین سب سے ظاہر تر ومشہور تر یہ صیغہ ہے اللھم صل علی
محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت
علی ابراہیم وعلی آلِ ابراہیم انک حمید مجید ۔ سبکی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ جسنے پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا بصیغہ درود تشہد بہ تحقیق اُسنے درود بھیجا اسوجہ پر کہ جسپر مامور ہوا ہے اور
پالیا اس نے وہ ثواب جو موعود ہی درود پڑھنے پر تحقیقاً اسیواسطے اگر کوئی شخص حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر افضل صلوٰۃ بھیجنے کی قسم کھائے تو درود تشہد پڑھنے سے اسکا ذمہ بری ہوجاتا ہے اس قسم
کے عہد سے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ درود بھیجنے والے کو چاہیے کہ جو کچھ احادیث
صحیحہ مین کیفیات مخصوصہ سے وارد ہوا ہے وہ سب جمع کرے اور پڑھے تاکہ ساری صیغہائے ماثورہ کا ثواب
پاوے اور وہ سب یہ ہین اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وعلی آل محمد وازواجہ
امہات المومنین وذریتہ واہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم فی العالمین
انک حمید مجید اللھم بارک علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وعلی آل محمد وازواجہ امہات
المومنین وذریتہ واہل بیتہ کما بارکت علی ابراہیم وعلی آلِ ابراہیم فی العالمین
انک حمید مجید وکما یلیق بعظیم شرفہ وکمالہ ورضاک عنہ وکما تحب وترضے لہ
عدد معلوماتک ومداد کلماتک ورضا نفسک وزنتہ عرشک افضل صلوٰۃ
واکملہا واتمہا ذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرہ الغافلون وسلم تسلیمًا
کذالک وعلینا معہم اور شیخ کمال الدین بن الہمام حنفی رحمۃ اللہ فرماتے ہین

کو جتنی کیفیات کہ حدیث مین وارد ہین اس صیغے مین موجود ہین اللہم صل ابدا افضل صلواتک علے

سیدنا محمد عبدک ونبیک ورسولک محمد وآلہ وسلم تسلیما وزدہ تشریفا وتکریما وانزلہ المنزلۃ لہ المقرب عندک یوم القیمۃ ابن قیم جوزی حنابلہ سے اور بعضے علماے شافعیہ کہتے ہین کہ اولی یہ ہے کہ جو جو درود جس جس صورت پر وارد ہوا ہے جدا جدا ایک ایک وقت مین پڑھے تاکہ سب کے پڑھنے سے مشرف ہو اور سبکا اکٹھا کرنا مستلزم ہے ایک نیا صیغہ بننے کا کہ ہیئت مجموعی اُسکی کسی حدیث مین وارد نہین ہوئی انتہی بہر تقدیر بعضے صیغے کہ احادیث مین مذکور ہین اور اخبار ماثورہ سے پہونچے ہین یہان انکا ذکر ہوتا ہے وباللہ التوفیق پہلا صیغہ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید روایت کی اسکی مسلم نے لیکن بعضے طریق حدیث مین اسپر کچھ اور زیادتی بھی ہے دوسرا اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی بخاری اور مسلم نے تیسرا اللہم صل علی محمد النبی الامی وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلے آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی احمد نے اپنی مسند مین چوتھا اللہم صل علی محمد وازواجہ وذریتہ کما صلیت علی آل ابراہیم وبارک علی محمد وازواجہ وذریتہ کما بارکت علی آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی شیخین یعنے بخاری اور مسلم نے اپنے صحیحین مین اور نسائی اور ابن ماجہ نے پانچوان اللہم صل علی محمد عبدک ورسولک کما صلیت علے ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلے آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اس کی شیخین اور نسائی نے چھٹا اللہم اجعل صلواتک وبرکاتک علی محمد وعلے آل محمد فما جعلتہا علے ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید وبارک علے محمد وعلے آل محمد کما بارکت علے ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی قاسم نے جیسا کہ آگاہ کیا ہے

اسپر نسائی نے اپنے مفاخرین ساتوان اللہم صل علی محمد واہل بیتہ کما صلیت
علی ابراہیم انک حمید مجید اللہم صل علینا معہم اللہم بارک علے محمد واہل بیتہ
کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک علینا معہم صلواۃ اللہ
وصلواۃ المومنین علے محمد النبی الامی السلام علینا ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
روایت کی اسکی دار قطنی نے اٹھوان اللہم صل علی محمد وعلے
آل محمد روایت کی اسکی ابوداؤد نے نوان اللہم صل علے محمد
النبی الامی وازواجہ امہات المومنین وذریتہ واہل بیتہ کما صلیت
علے ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی بھی ابوداؤد نے حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ من سرہ
ان یکتال بالمکیال الاوفی اذا صلے علینا اہل البیت فلیقل ہذا دسوان اللہم
صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک علی محمد کما صلیت وبارکت علی ابراہیم وعلے
آل ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی نسائی نے گیارھوان
اللہم اجعل صلواتک ورحمتک وبرکاتک علی محمد وعلی آل محمد اکما جعلتہا علے
ابراہیم انک حمید مجید روایت کی اسکی احمد نے بارھوان اللہم صل علی محمدا
کما امرتنا ان نصلے علیہ وصل علیہ کما ینبغے ان یصلے علیہ ذکر کیا اسکو صاحب
شرف المصطفے نے شرف المصطفے مین تیرھوان اللہم صل علی محمد عبدک و
رسولک النبی الامی الذی امن بک وبکتابک واعطہ افضل رحمتک آنہ اشرف
علی خلقک یوم القیمۃ واجرہ خیر الجزاء والسلام علیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تنبیہ
ان صیغون مین جو صیغہ خالی ہے ذکر سلام اُسکے بعد یہ کلمہ ضم کرنا چاہیے السلام علیک
ایہا النبی الکریم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسواسطے ذکر صلواۃ کا بغیر سلام کے اکثر
علماء کے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ اللہ تعالے نے آیۂ کریمہ یا ایہا الذین امنوا
صلوا علیہ وسلموا تسلیما مین صلواۃ کے ساتھ سلام کو بھی ذکر فرمایا اگرچہ بعضے کو اسکی

لہ اے وہ لوگ جو ایمان لاتے ہو درود بھیجو اوپر اُسکے اور سلام بھیجو سلام بھیجنا ۱۲

کراہیت مین کچھ کلام ہو لیکن خلاف اولی ہونا تو اُسکا متفق علیہ ہے اور وہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صیغہ صلوٰۃ کے ساتھ سلام کو ذکر نہین فرمایا اسکا سبب یہ ہی
کہ صحابہ کرام کو اسکا علم پہلے سے تھا چنانچہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ صحابہ کرام
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور حضرت رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حاضر ہوے
اور عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ ہمنے بہ تحقیق جان لیا کیفیت سلام کو کہ آپ پر سلام
بھیجنا چاہیے آپ ہمکو تعلیم فرمائیے کہ صلوٰۃ آپ پر کیونکر بھیجا کرین فرمایا کہو اللھم صل
علے محمد وعلے آل محمد الحدیث اور اس قیاس پر اختصار کرنا فقط سلام پر بھی مکروہ یا
خلاف اولی ہوگا اور اکثر عجم والون کی عادت ہے کہ ذکر نام مبارک کے ساتھ علیہ السلام
پر اقتصار کیا کرتے ہین لیکن عرب کی کتابون مین یہ بات بہت کم ہے اور نہایت
حُسن اختصار اور ابقاے مقصود مین واقع ہوا ہے وہ جو اگلے پچھلے مصنفون نے
اپنے کتب مین ذکر نام مبارک کے ساتھ صیغہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کا التزام
کیا ہے اور شاید کہ قصد اختصار باعث ہوا ہے علے آلہ ذکر نہ کرنے کا ورنہ اس کلمہ کا
بڑھانا لفظ اور کتابت مین احسن واولی ہے چنانچہ بعضے نسخون مین مسطور ہوتا ہے
اگرچہ منظور کا عطف ضمیر مجرور پر اعادہ جار کے اکثر نحویون کے نزدیک درست نہین
اور اگرچہ دعاے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متضمن ہے دعاے آل واصحاب
اور جمیع مومنین کو کما قیل وہذا دعاء شامل للبریۃ **فصل** علما مین اختلاف ہے کہ سارے
درودون سے افضل کونسا درود ہے اس مین اقوال متعددہ وارد ہوئے ہین اور
مین نہین جانتا کہ اختلاف کس جہت سے ہوا ہے اس جہت سے ہے کہ ہر ایک کے
نزدیک ایک صیغے کی شان مین کوئی اثر وارد ہوا ہے یا اس جہت سے ہے کہ ہر ایک
کے نزدیک ایک صیغہ گھیرے ہوئے ہے کیفیت وکمیت فاضلہ کو وہ جو کچھ بعضے زیارت
کے رسالون مین علما نے لکھا ہے دس قول ہین **پہلا قول** سب درودون سے افضل
درود وہ ہے کہ جو بعد تشہد کے پڑھا جاتا ہے چنانچہ اس کے طرف اشارہ ہوا آیا ہے

لہ یعنے یہ دعا شامل ہے سارے خلق کو ۱۲

دوسرا قول اللهم صل علی محمد و علی آل محمد کما ذکرہ الذاکرون وکما سہی عنہ الغافلون تیسرا قول اللهم صل علی محمد و علی آل محمد کما ہو اہلہ ومستحقہ چوتھا قول اللهم صل علے محمد و علے آل محمد کما انت اہلہ پانچوان قول اللهم صل علے محمد و علے آل محمد افضل صلوٰتک عدد معلوماتک چھٹا قول اللهم صل علی محمد النبی الامی علی کل نبی و ملک و ولی عدد کلماتک التامات المبارکات ساتوان قول اللهم صل علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی و علی ازواجہ و ذریتہ عدد خلقک ورضی نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک اٹھوان قول اللهم صل علی محمد و علی آل محمد صلوٰۃ دائمۃ بدوامک نوان قول اللهم بارک محمد وال محمد صل علی محمد وآل محمد واجز محمدا ما ہو اہلہ دسوان قول اللهم صل علی محمد وازواجہ امہات المومنین وذریتہ واہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم انک حمید مجید **فصل** حدیث مین آیا ہے کہ اذا صلیتم علے فاحسنوا الصلوٰۃ[1] اور بعضے مفسرون نے آیہ کریما وقولوا للناس حسنا[2] کی تفسیر مین کہا ہے کہ مراد ناس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور مراد قول سے حسن صلوٰۃ ہے اون پر اور سدی کہ علماے تفسیر سے ہین جماعۂ صحابۂ کرام وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نقل کرتے ہین کہ جس کسیکو اللہ تعالے بیان شافی اور قوت تعبیر معانی صحیحہ ساتھ الفاظ فصیحہ کے عنایت کرے اور ساتھ اوس بیان شافی اور قوت تعبیر کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آیات شریف وعظمت کو صلوات وتسلیمات تصنیف وایجاد کرکے ظاہر کرے اور اس راہ کے چلنے والون اور اس نعمت کی قدر جاننے والون مین داخل ہو تو اس حکم عالی کے بجا لانے والون مین سے ہوگا اور بعضے صیغون کی افضلیت مین جو اختلاف واقع ہوا ہے تو غالب ہے

[1] یعنے جب تم درود بھیجا کرو مجھپر تو اچھا کرے ۱۲

[2] اور کہو واسطے لوگون کے بھلائی ۱۲

کہ معتمد اسکا بھی حدیث ہو گی اور اسی پر بنا کر کے اکابر سلف و خلف نے صیغہ بلیغہ
اور کلمات بالغہ مطابق اُس کے جو ماثور ہے تصنیف کئے ہین اور بعضے ان مین
سے بیان مذکور ہوتے ہین ایک اُن مین سے یہ ہے اللھم صل علے
سیدنا محمد السابق الخلق نورہ ورحمتہ اللعالمین ظہورہ عدد ما مضی من خلقک
وما بقے ومن سعد منہم ومن شقے صلوٰۃ تستغرق العد وتحیط بالحد صلوٰۃ لا غایۃ
لھا ولا انتھا عملا ابد لھا ولا انقضاء صلوٰۃ دائمۃ بدوامک وعلے آلہ
واصحابہ کمثل ذالک والحمد للہ علے ذالک سخاوی نقل کرتے ہین کہ اوس
درود کا ثواب دس ہزار درود کا ہے اور اسکا ایک عجیب و غریب قصہ ہے اور
ایک یہ ہے اللّٰھم صل علی سیدنا محمد افضل ما صلیت علے احد من خلقک
صلوٰۃ دائمۃ بدوامک باقیۃ ببقائک صلوٰۃ تکون لک رضا ولحقہ ادا اٰ صلوٰۃ
مقبولۃ لدیک معروفۃ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلّم یہ صیغہ مشہورہ ہے اور
مسبعات عشر[1] مین ماثور ہے اور زمانہ تابعین سے معمول مشائخ آیا ہے حضرت شیخ اجل
اکرم علی متقی نے اپنے بعضون رسالون مین اس صیغہ کی وصیت فرمائی ہے اور
حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ جس صیغے کی کہ فقیر کو حضرت شیخ عبدالوہاب
متقی رحمتہ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ مین وداع کے وقت اجازت فرمائی ہے بھی یہی
درود ہے اور اجازت مشائخ کی خاصیت سے جو کچھ اس بندہ کو ان لفظون مین نور و
سرور و حضور و خشوع و خضوع حاصل ہوا ہے اور صیغون مین ساتھ قطع نظر کے مبالغات
سے جو کیفیت و کمیت مین ہین کم حاصل ہوتا ہے اور جب پھر ایسے صیغے کی طرف پھرین
آتے دل کو آرام نہین ہوتا اور یہ بات اجازت مشائخ کے خواص و اسرار سے
ہے واللہ اعلم اور ایک یہ ہے اللھم لک الحمد بعدد من حمدک ولک الحمد
بعدد من لم یحمدک ولک الحمد کما تحب ان تحمد اللھم صل علے محمد بعدد من
صلے علیہ وصل علے محمد بعدد من لم یصل علیہ وصل علے محمد

[1] مسبعات عشر اوراد مشہور و متبرک ہین ۱۲-

کہا حبیب ابن قسیلے علیہ اس صیغہ کو انشا کیا ہے طبرانی نے اور کہا ہے کہ اس کو خواب
مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پڑھا ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اُسکو سُنکر تبسم فرمایا ہے یہان تک کہ کھل گئین کچلیان آپ کی اور ثنایا ہے شریف
سے نور ظاہر ہوا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور ایک یہ ہے اللھم
صل علی محمد ملاء الدنیا و ملاء الآخرۃ و بارک علی محمد ملاء الدنیا و ملاء الآخرۃ وسلم
علے محمد ملاء الدنیا و ملاء الآخرۃ اور ایک یہ ہے اللھم صل علے
محمد وآلہ واصحابہ واولادہ وازواجہ وذریتہ واہل بیتہ واصھارہ وانصارہ
واشیاعہ ومحبیہ وامتہ وعلینا معھم اجمعین یا ارحم الراحمین ذکر کیا ہے
اسکو سخاوی نے شفا سے اور نقل کیا ہے اسکو حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہ کہتے تھے
کہ جو شخص ارادہ کرے کہ پئے پر پیالہ حوض مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس اسکو
پڑھے اور ایک یہ ہے اللھم صل علی محمد فی الاولین وصل علے محمد فی
الآخرین وصلے علے محمد فی النبیین وصل علے محمد فی المرسلین وصل علے
محمد فی الملاء الاعلے الی یوم الدین اللھم اعط محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ والشرف والدرجۃ
والرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا اللھم آمنت بمحمد ولم اراہ فلا تحرمنی فی الحیوۃ رؤیتہ
وارزقنی صحبتہ وتوفنی علے ملتہ واسقنی من حوضہ شربا مریا سائغا ھنیا
لا اظمأ بعدہ ابدا انک علی کل شئ قدیر اللھم بلغ روح محمد وآلہ منا تحیۃ وسلام اللھم
کما آمنت بہ ولم اراہ فلا تحرمنی فی الجنۃ رویتہ تلمسانی نیشاپوری سے نقل کرتے ہین
کہ عطا نے کہا ہے کہ جو کوئی اس صیغہ کو تین بار صبح اور تین بار شام کو پڑھا کرے اسکے گناہ
سب جاتے رہتے ہین اور ہمیشہ اسکو خوشی حاصل رہتی ہے اور دعا اسکی قبول ہوتی ہے
اور امید اسکی پوری ہوتی ہے اور دشمنون پر فتح پاتا ہے اور اچھے کامون پر اُسے توفیق
ہوتی ہے اور بہشت مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رفیق ہوگا اور ایک یہ ہے
اللھم صل علی محمد وبارک وسلم وعظم وکرم فی الدنیا باعلاء دینہ واظہار دعوتہ

سلہ طبرانی کا بر علماے حدیث سے ہین ۱۲

واعظام ذکرہ وابقاء شریعتہ وفی الآخرۃ بقبول شفاعتہ فی امتہ وتضعیف ثوابہ واظہار
فضلہ علی الاولین والآخرین وتقدیمہ علی کافۃ الانبیاء والمرسلین فی الشفاعۃ واعلاء
درجتہ فی الجنۃ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین **اور ایک یہ ہے** صلی اللہ
علے محمد وآلہ وسلم صلوٰۃ ہو الہا صبح کے وقت اس درود کے پڑھنے مین امر واقع ہوا
ہے **اور ایک یہ ہے** اللہم صل علی محمد وعلے آل محمد صلوٰۃ انت لہا اہل وہو لہا
اہل وبارک وسلم یہ درود درجۂ قبولیت تک پہونچا ہے نقل کرتے ہین کہ ایک شخص
زائرین مقبولین سے یہ درود مدینہ منورہ مین پڑھا کرتے تھے جب انھون نے ارادہ
سفر کا کیا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ تھوڑے
دن تم یہان اور رہو ہمکو یہ درود پڑھنا تمہارا خوش آیا ہے **اور ایک**
یہ ہے اللہم صل علے محمد معدن الجود والکرم ومنبع العلم والحکم وعلی آلہ واصحابہ
وسلم یہ صیغہ اس سلسلۂ شریفہ کے مشائخ مین مشہور ومتعارف ہے **اور ایک یہ**
ہے اللہم صل وسلم علے حبیبک وقریبک ولبیبک منظر ربوبیتک ومثال حضرتک
ومثال قدرتک روح القدس معطی الحیاۃ والغنیاۃ بارک بکثیر العوالم مفیض نواطق
النفوس صاحب النظر والتعالی شموس نورک نقل کرتے ہین کہ کلمات طیبات حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے ترکیب دیے ہوئے ہین اور ناقلین اسکے بعضے مشائخ
قادریہ ہین اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ یہ کلمات عالیات ہمارے پیر ومرشد
برحق نے بھی اپنے رسالۂ اوراد مین ذکر کئے ہین واللہ اعلم **اور ایک یہ**
ہے اللہم صل وسلم علے روح محمد فی الارواح وصل وسلم علے جسدہ فی الاجساد
وصل وسلم علے قبرہ فی القبور سخاوی نے درمنتظم سے نقل کیا ہے کہ ایسا وارد ہوا ہے
کہ جو کوئی اس درود کو بہت پڑھے گا وہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے
خواب مین مشرف ہوگا اور آپ کی شفاعت پاوے گا اور آپ کے حوض سے سیراب
ہوگا اور بدن اُسکا جہنم کی آگ پر حرام ہوگا اور یہ صیغہ حرمین شریفین والون مین بہت
مستعمل ہے اور اوسپر زیادہ کرتے ہین وعلی اسم محمد فی الاسماء اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ

فرماتے ہین کہ مین نے بعضے وقت غلبۂ شوق وذوق مین آپ کے پاے مبارک سے سر مبارک
تک ہر عضو شریف کو ذکر کرتا ہون اور درود بھیجتا ہون اس طرح پر کہ اللھم صل علی رأس
محمد فی الرؤس وصل علی شعر محمد فی الشعور وعلی جبهة محمد فی الجباہ وعلے عین محمد فی العیون
وعلی اُذن محمد فی الاذان وعلی وجہ محمد فی الوجوہ وعلے صدر محمد فی الصدور و
علی قلب محمد فی القلوب وہکذا اور کبھی کہتا ہے وعلے بلد محمد فی البلاد وعلے دار محمد
فی الدور وعلے مسجد محمد فی المساجد وہکذا اور ایک یہ ہے اللھم لبیک
اللھم سعدیک صل وسلم علیہ ان اللہ وملائکتہ یصلون علے النبی یا ایھا الذین آمنوا
صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور ایک یہ ہے صلوٰۃ اللہ البر الرحیم والملائکۃ المقربین
والنبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وما سبح لک من شئ فی الارض والسماء
یارب العالمین علی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب خاتم النبیین وسید المرسلین وامام
المتقین الشاہد البشیر الداعی الیک باذنک السراج المنیر وسلامہ علیہ وعلے
آلہ واصحابہ اجمعین یہ صیغہ حضرت جناب علی مرتضے کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے
اور شفا مین مذکور ہے اور اُس نماز مین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر بعد رحلت فرمانے کے حضرت مرتضی علے کرم اللہ وجہہ نے پڑھی ہے یہی تھا
اور ایک یہ ہے اللھم اجعل صلواتک وبرکاتک ورحمتک علے سید
المرسلین وامام المتقین وخاتم النبیین محمد عبدک ورسولک امام الخیر
ورسول الرحمت اللھم ابعثہ مقاما محمودا یغبط فیہ الاولون والآخرون
اللھم صل علی محمد وعلے آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلے آل
ابراھیم انک حمید مجید اللھم بارک علے محمد وعلے آل محمد کما بارکت
علے ابراھیم وعلے آل ابراھیم انک حمید المجید اس صیغے کی روایت
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کرتے ہین اور ایک یہ ہے اللھم
تقبل شفاعتہ محمد الکبرے وارفع درجتہ العلیا واٰتہ سولہ فی الآخرۃ والاولیٰ
کما اتیت ابراھیم وموسے روایت کی ہے اسکو طاؤس نے عبداللہ

بن عباس رضی اللہ عنہ سے اور ایک یہ ہے اللهم اعط محمدا افضل ما سالک لنفسه و اعط محمدا افضل ما سالک لاحد من خلقک و اعط محمدا افضل ما انت مسئول له الی یوم القیامة یہ مروی ہے وہب بن الورد سے اور ایک یہ ہے اللهم صل علی سیدنا محمد و علی آل سیدنا محمد ن النبی الامی الذی ارسلته رحمة للعالمین واصطفیته علی الخلائق اجمعین عدد ما فی علمک وملأ ما فی علمک وزنته بغی ملک وعدد خلقک وعدد کل ذرة اضعافا مضاعفة فی ذلک الف مرة فی الف مرة فی کل نفس ولمحة ولحظة وطرفة یطوف بها اهل السماوات والارض وعلی آله وصحبه وسلم اور ایک یہ ہے اللهم صل علی محمد عبدک ورسولک السید الکامل الفاتح الخاتم بنور المبین ورسولک الصادق الامین ات سیدنا محمدن الوسیلة والفضیلة والدرجة الرفیعة والبعثه المقام المحمود الذی وعدته الشفیع المرتضی ورسولک المجتبی اللهم صل علیه وعلی آله کما صلیت علی ابراهیم و بارک علیه وعلی آله کما بارکت علی ابراهیم فی العالمین انک حمید مجید عدد ما خلقک ورضاء نفسک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا طیبا مبارکا برحمتک یا ارحم الراحمین اور ایک یہ ہے اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد ما اختلف الملوان وتعاقب العصران وکرر الجدیدان و استقبل الفرقدان واضاء القمران وبلغ روحه وارواح اهل بیته منا التحیة والسلام بعد اسکے یہ دعا کیجاوے کہ اللهم ملئکة السباحین والذین خلقهم لتبلیغ هدایا الصلواة من الامة الا حضرت نبیک وحبیبک ان یبلغوا هذه الهدیة من هذا الحقیر ویقولوا یا رسول الله قد بلغها الیک العبد الفقیر مسکین عبد الحق بن سیف الدین الساکن ببلدة دهلی العبد المذنب العاصی الذی لا لحبار له ولا هنا ء الا جناب ک وبابا بنا سبب هذا المقام من العبارات اویقولوا یا رسول الله قد بلغها الیک العبد الفقیر المسکین عبد الحق بن غلام رسول احب الله تعالے

علینا قبول القبول بجاه ذریۃ سیدتنا فاطمۃ الزہراء البتول الساکن بساحۃ گا تفور العبد المذنب العاصی الذی لا ملجأ لہ ولا منجا الا جنابک وانا سب ہذا المقام من العبارات اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد م بعدد اوراق الاشجار وبعدد قطرات الامطار وبعدد دواب البراری والبحار وعلی آلہ وصحبہ وسلم اور کبھی یوں کہا جاتا ہے بعدد کل قطرۃ قطرت من سمائک الی ارضک من حین خلقت الدنیا الی یوم القیمۃ وکذالک اوراق الاشجار ودواب البراری والبحار اور ایک یہ ہے اللہم صل علی سیدنا محمد م بعدد کل ذرہ الف الف مرۃ وعلی آلہ وصحبہ وسلم اس درود کی فضیلت اکابر سے منقول ہے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم عدد کل شیٔ وصل علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم زنتہ کل شیٔ اللہم صل علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم عدد خلقک ورضاء نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک ومنتہٰی علمک وسلغ رضاک اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد م بعدد اسمائک الحسنٰی وبعدد کل معلوم لک اور ایک یہ ہے اللہم صل علی محمد عدد کل ما خلقت وذرأت وبرأت وعدد کل قطرۃ قطرت من سمواتک الی ارضک من حین خلقت الدنیا الی یوم القیمۃ کل یوم الف مرۃ وعلی آلہ وصحبہ وسلم اور ایک یہ ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد صلوٰۃ تکون لک رضا ولحقہ اداء واعطہ الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقاما محمودا واجزہ عنا افضل ما جزیت نبینا علی امتہ وصل علی جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وعلی جمیع الاولیاء والمتقین وعلی سیدنا الشیخ محی الدین عبدالقادر المکین لامین وعلی جمیع ملائکتک من اہل السموات والارضین علی جمیع عبادک الصالحین وعلینا معہم یا ارحم الراحمین اس صیغے کا پڑھنا بعد نماز صبح کے کتب مشائخ میں آیا ہے اور ایک یہ ہے اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل محمد صلوٰۃ تنجینا بہا من جمیع الاہوال والآفات وتقضی لنا بہا

جمیع الحاجات وتطہرنا بہا من جمیع السیات وترفعنا بہا عندک اعلی الدرجات وتبلغنا بہا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوٰۃ وبعد الممات اور کبھی یہ دو کلمے وتطہرنا بہا من جمیع السیات کے پڑھے جاتے ہین وتغفر لنا بہا جمیع الذنوبات وتکفر بہا جمیع الخطیات اس درود کے پڑھنے سے سارے مقاصد دنیا وآخرت کے برآتے ہین اور ساری مشکلین آسان ہوتی ہین اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ میری مشکلین اور حاجتین اسی سے برآتی ہین اور پڑھنا اسکا واسطے نجات کے آفات کشتی ودریا سے منقول ومجرب ہے اور کم سے کم تین سو مرتبہ ہے نقل کرتے ہین کہ ایک شخص کو ایک مشکل آسان ہونے کے واسطے ہزار بار پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی تین سو بار پڑھ چکا تھا کہ وہ مشکل آسان ہوگئی بعد اس درود کا وظیفہ تین سو بار پڑھنے کا تعین ہوا جیسا کہ ذکر کیا ہے اسکو بعضے علمانے اور ایک یہ ہے اللھم صل علی سیدنا محمد النبی الامی الطاہر الزکی صلوٰۃ تحل بہا العقد وتفک بہا الکرب صلوٰۃ تکون لک رضاء ولحقہ اداء وعلی آلہ وصحبہ وسلم وبارک۔ اس درود کے پڑھنے سے دل روشن ہوتا ہے اور سینہ کشادہ ہوتا ہے اور حاجتین برآتی ہین اور غم دور ہو جاتے ہین اور اس کو غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہین اور ایک یہ ہے اللھم صل وسلم وبارک وکرم علی سیدنا ونبینا محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی نبی الرحمۃ وشفیع الامۃ الذی ارسلتہ رحمۃ للعالمین وعلی آلہ واصحابہ والاولادہ وذریتہ واہل بیتہ الطیبین الطاہرین وعلی ازواجہ الطاہرات امہات المومنین افضل صلوٰۃ وازکی سلام وانمی برکات عدد ما فی علمک وزنۃ فی علمک وملاما فی علمک ومداد کلماتک ومبلغ رضاک وصل وسلم وبارک وکرم کذلک کلہ افضل صلوٰۃ وازکی السلام وانمی برکات وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی آل وازواج واصحاب کل منہم والتابعین اور حضرت شیخ علیہ الرحمۃ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے وعلی سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر الجیلانی المکین الاولین وعلی کل ولی اللہ فی العالمین وسائر

المومنین من الاولین والآخرین عدد ما علم اللہ وملا ما علم اللہ وزنتہ ما علم اللہ وارحمنا اطفنا بحرمتہم اجمعین واشفقنا وعافنا من کل آفۃ وعاہۃ واعف عنا وعاملنا بلطفک الجمیل ولا تسقط علینا بذنوبنا من لا یرحمنا برحمتک یا ارحم الراحمین ۔ آمین آمین آمین ۔ بعضے صالحین سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اس درود کو بالالتزام پڑھتا ہے وہ نجات پاتا ہے ہر بلائے نازل سے اور محفوظ رہتا ہے ہر حادثہ سے اور حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ مجھے اسکی اجازت بعضے مشائخ محدثین سے حاصل ہوئی ہے اور ایک یہ ہے اللہم صل وسلم علے سیدنا ومولینا وشفیعنا وملاذنا وملجانا محمد وعلے آلہ واصحابہ واولادہ وذریتہ وازواجہ واہل بیتہ واتباعہ واشیاعہ صلواۃ ناشئۃ من معدن السر الذی بینک وبینہ ولا یعلمہ احد الا انت اوہو وبارک وکرم وشرف وعظیم ومجد حسب قربہ ودرجتہ عندک ومقدار اکرامک ومحبتک لہ وصل سلم علیہ وعلے آلہ عدد کل علم علمتہ ایاہ وکل فضل خصصتہ بہ وکل نعمۃ انعمتہا علیہ صلواۃ جامعۃ ولجمیع المراتب وشاملۃ لکل الدرجات وعامۃ لکل الخیرات ما یکن ان یتصور وما یتصور وما یظہر علے احد ولا یظہر اللہم صل علے سیدنا محمد عبدک ورسولک ونبیک وحبیبک وخلیلک وصفیک ونجیک وذخیرتک وخیرتک وخیر خلقک الذی ارسلتہ رحمۃ للعالمین وہادیا للضالین وشفیعا للمذنبین ودلیلا للمتحیرین وطریقا للعارفین واماما للمتقین ونورا للمستبصرین وراحما علے المساکین وبشیر للمطیعین ونذیر للعاصین ورؤفا رحیما بالمومنین الذی نورت قلبہ وشرحت صدرہ ورفعت ذکرہ وعظمت قدرہ واعلیت کلمتہ وایدت دینہ وامیت بقیتہ ورحمت امتہ وعممت برکتہ اللہم صل وسلم علیہ صلواۃ تنور بہا القلوب وتغفر الذنوب وتستر بہ العیوب وتکشف الکروب وتفرج الہموم وتنزیل الغموم وتدفع البلاء وتنزل الشفاعۃ وتسہل الامور وتشرح الصدور وتوسع القبور

وتیسیر الحساب وتعلم الکتاب وتثقل المیزان وتنجی الجنان وتعد اللقاء وتستد الضمار صلواۃ تصلح الاحوال وتفرغ البال وتصفی الوقت وتجنب المقت صلوٰۃ تعم برکاتہا وتحیط کراماتہا وتشیع انوارہا وتظہر اسرارہا موجبۃ للسداد وباعثۃ علی الرشاد ومانعۃ عن الضلال ودافعۃ للاختلال ومحصلۃ للکمال صلوٰۃ لاتدع خیرا من خیرات الدنیا والآخرۃ الا حصلتہا ولاتترک کمالا من کمالات الظاہر والباطن الا اتمتہا واکملتہا صلواۃ دائمۃ متصلۃ مع باقیۃ غیر منقطعۃ واقعۃ مع بلسان الحال والقال سودتیہ جمیع الحقوق فی جمیع الاحوال صلواۃ راضیۃ مرضیۃ کاملۃ مکملۃ تامۃ متممۃ نامیۃ منمیۃ مقبولۃ شمولۃ جبلیلۃ جزیلۃ نوراً وسرورا وجاراً وضیاراً وسنارا وغبارا علناً وعملا وحالا وذوقا اولا وآخرو ظاہرا وباطنا برحمتک وفضلک وجودک وعنایتک ورعایتک وکلائتک وحمایتک یا الہ العالمین وخیر الناصرین ویا ارحم الراحمین ویا اکرم الاکرمین ویا غیاث المستغیثین الی یوم الدین من ازل الازال الی ابدالابدین برحمتک یا ارحم الراحمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ حضرت شیخ علیہ الرحمتہ فرماتے ہین کہ سارے کلمات اس درود کے بعضے زیارات حضرت سید الکائنات علیہ الصلواۃ والتسلیمات مین کمال تضرع اور انکسار کے ساتھ آپ کے حضور فائض النور مین جلدی جلدی مین نے انشا کر کے آپ کے سامنے پڑھے ہین امید کہ مسموع ہمع رضا ہوتے ہون اور یہ میرے سفر حج کے غنائم مین سے ہے والحمد للہ رب العالمین سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الکتاب

سپاس بےقیاس کے لایق خاص وہ پروردگار ہے جسنے اپنی رحمت کاملہ سے گمراہان بادیۂ ضلالت اور سرگشتگان وادی جہالت کی رستگاری کے واسطے رایت ہدایت اور لواے رشادت بلند فرما کر حج وزیارت حرمین الشریفین زادہما اللہ شرفا وتعظیما کو موافق کلام صداقت انجام

حجوا فان الحج یغسل الذنوب کما یغسل الماء الدرن[1] کے بموجب کفارت سیئات اور مطابق مضمون ہدایت مشحون من زار قبری وجبت لہ شفاعتی[2] کے باعث استحصال شفاعت حضرت سرور کائنات علیہ التحیات والصلوات کا ٹھہرایا اور درود نامحدود اسکے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وذریاتہ کو سزاوار ہے کہ جسنے واسطے صلاح امت اور فلاح جماعت کافہ مسلمین وزمرۂ مومنین کے کیا کیا مساعی جمیلہ وکرویات متظاہرہ اور شدائد اور صعوبات متکاثرہ کو اپنی ذات بابرکات پر ملتزم اور گوارا فرمایا **امابعد** اوپر رائے مومنین اور صاحبان صدق ویقین کے مبرہن ہو کہ یہ رسالہ عجوبہ کہ ترجمۂ مرغوب کتاب مستطاب فارسی مسمی بہ **جذب القلوب الی دیار المحبوب** مصنفۂ حضرت مولانا شاہ **عبد الحق** دہلوی بخاری رحمتہ اللہ علیہ کا ہے جس مین کوائف مدینہ طیبہ اور اذکار مفیدہ حالات حضرت سرور کائنات خلاصۂ موجودات علیہ وعلی آلہ واصحابہ الصلوات والتسلیمات کو واسطے نفع عام خصوصًا واسطے اُن مومنین تقوی شعار اور مسلمین ورع آثار کے کہ جو کنایات عربی اور نکات فارسی کے سمجھنے کی دستگاہ نہین رکھتے ضبط کیا گیا ہے واقع تاریخ دوم ربیع الاول ۱۲۸۲ہجری رونق پذیر اختتام ہوا اور تسہیل عبارات وتفصیل اشارات سے مقبول قلوب خاص وعام ہوا امید کہ سب بھائی مسلمان فضیلت مدینۂ منورہ اور کرامت اس بلدۂ مشرفہ کی معلوم کرکے ازدیاد اعتقاد اور فرط انقیاد کے ساتھ اُسکی زیارت کو اپنی سعادت سمجھکر کامیاب دارین ہو جائین اور حضرت مترجم کو کہ اُنھون نے نہایت عمدگی اور بغایت خوبی سے بتصریح وتشریح زبان اُردو عام فہم مین ترجمہ فرمایا ہے دُعاے خیریت کونین کے یاد وشاد فرمائین الٰہی بحرمت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہدیہ قبول ہو اور جو کوئی اِسکو لکھے یا پڑھے یا سُنے اوس کا مقصد دلی دونون جہان مین حاصل ہو آمین یا رب العلمین

[1] حج کرو تم بہ تحقیق کہ حج دھوتا ہے گناہون کو جسطرح دھوتا ہے پانی میل کو ۱۲۔

[2] جس نے زیارت کی مزار میرے کی واجب ہوئی واسطے اس شخص کے شفاعت میری ۱۲۔

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد والمنۃ کہ درین ایام فرخ التیام رسالۂ فیض مقالہ **مرغوب القلوب** ترجمۂ اردو **جذب القلوب** جو فضائل مدینۂ منورہ مین عدیم المثیل ولاجواب ہے **منشی نولکشور صاحب** سی - آئی - ای - واقع کانپور صانہ اللہ عن شر الذموزمین بسرپرستی معلے القاب عالیجناب ستودہ شیم فرخندہ خو **منشی پراگ نرائن** صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بصد حسن و خوبی بہزاران خوش اسلوبی تبصحیح تمام و تنقیح مالا کلام باہ مئی ۱۹۰۵ء تیسری مرتبہ حلیہ طبع سے محلے اور زیور انطباع سے آراستہ و پیراستہ ہوا والحمد للہ علی ذلک ؎

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل الحینیؔ مطبع ہذا

شائع گردید خوب با حسن و صفا	اردو جذب القلوب از فضل خدا
عاقل تاریخ عیسوی کر و رقم	مرغوب القلوب بہجت افزا زیبا

تاریخ طبع از سحر بیان مولانا محمد حامد علی خان صاحب حامدؔ شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

چھپ چکا جس گھڑی یہ جذب قلوب اردو	ہر بشر کو ہوا مرغوب چھپا یہ اچھا
سال تاریخ جو مطلوب ہو تمکو حامد	لکھدو تم - ترجمہ کیا خوب چھپایہ اچھا
	۲۳ ۱۳ھ

اعلان - اس ترجمہ کے کل حقوق بحق مطبع اودھ اخبار مین محفوظ و محدود ہین

ایضاً۔ جلد اول۔

ایضاً۔ جلد دوم

اسرار محبت۔

دوا الشفا۔ جدید شرح قصیدہ بردہ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۵ء۔

جامع طیبی۔ حالات حضرت پیغمبر علیہ السلام یعنے پیدایش نور محمدی سے تا وفات شریف۔

شرح قصیدہ بردہ۔ مطبوعہ ثمر ہند۔

مقالات الصوفیہ۔ مطبوعہ غیر مطبع۔

سفینۃ الاولیا۔ از شاہزادہ دارا شکوہ

وصیت نامہ۔ مع رسالہ دانشمندی۔

مولود النبی۔

تحریر الشہادتین۔ شرح سر الشہادتین۔

تحفہ اثنا عشریہ۔ جلی قلم مطبوعہ سنہ ۱۸۸۵ء

کتب اخلاق و تصوف

مصباح الہدایت۔ ترجمہ عوارف۔

صد پند۔ سودمند لقمان حکیم شامل چار رسالہ

کلمۃ الحق۔ مع شرح نور مطلق مطبوعہ سنہ ۱۸۸۵ء

مکتوبات جوابی حضرت شیخ شرف الدین۔

مکتوبات۔ حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری

مطلع انوار۔ مع حواشی جدید۔

نفحات الانس۔ مع سلسلۃ الذہب۔

فوائد الفوائد۔ از حضرت نظام الدین دہلوی

شرح بوستان۔ از ٹیکچند بہار مطبوعہ دہلی۔

فوائد سعدیہ۔

لوائح جامی۔

رسالہ ستہ ضروریہ۔ غیر مطبع۔

پندنامہ عطار۔

کیمیائی سعادت فارسی۔

اخلاق جلالی۔ محشی۔

اخلاق ناصری۔ کاغذ گندہ۔

ایضاً۔ کاغذ رسمی۔

اخلاق محسنی۔ دیکھو سررشتہ تعلیم بک ڈپو۔

معدن الجواہر۔

مطالب رشیدی۔ مطبوعہ سنہ ۱۸۸۵ء۔

مثنوی سلسبیل۔

مثنوی بزم وصال۔ دیکھو سررشتہ تعلیم بک ڈپو۔

مثنوی شیخ بہلول۔

مجالس العشاق۔ با تصویر۔

منطق الطیر۔

گلشن اسرار۔

می باید شنید۔

می باید دید۔

نکات احسانی۔

انشائے اسرار فرنگستان

شبستان نکات و گلستان نغمات ۔

دائرہ صنعت ۔ گنجینۂ صنائع تاریخی ۔

دانش نامہ ۔ جہان ہر شے کی آفرینش

بطور حکمت فلاسفہ

دبستان مذاہب ۔ عقائد مذہبیہ اقوام مختلف

رسالہ منازعت ۔ تقدیر و تدبیر ۔

مخزن العلوم ۔ مع نقشہ ۔

گلشن خیال ۔ تاریخ گوئی کے قاعدے ۔

قول فیصل ۔

ابواب الجنان ۔ جلد اول در آداب

و اخلاق اسلامی ۔

ایضاً ۔ حصہ دوم ۔

کتب تواریخ انبیا و اولیا وغیرہ

سفینۂ رحمانی ۔

عجائب القصص ۔ مطبوعہ دہلی ۔

احسن القصص ۔ حالات از تخلیق عالم

و آدم تا رسول آخر الزمان ؐ

حیات القلوب ۔ کامل ہر سہ جلد ۔

جلد اول ۔ در حالات انبیا ۔

جلد دوم ۔ در معجزات پیغمبر آخر الزمان ۔

جلد سوم ۔ در بیان امامت

جذب القلوب ۔ الی دیار المحبوب

روضۃ الصفا ۔ سات جلدمین یکجائی

گنجینۂ سروری ۔ معروف بہ گنج تاریخ و ا[illegible]

دوفات اولیاء کرام

وقائع شاہ معین الدین چشتی

خزینۃ الاصفیا ۔ کامل دو جلدمین

ترجمہ فوائد سعدیہ ۔ متضمن حالات اوتاد و

اقطاب و تاریخ اولیا و سوانح عمری

اصفیا مطبوعہ ۱۲۹۳ھ کاغذ سفید گندہ

ایضاً ۔ کاغذ سفید رسمی ۔

قصص الانبیاء ۔ کلان مسمی بہ روضۃ الاصفیا

ایضاً ۔ خورد ۔

عجائب القصص ۔ مبسوط حالات انبیا ترجمہ

مولوی فخر الدین مطبوعہ ۱۲۸۶ھ ۔

تاریخ حبیب آلہ ۔

مجموعہ فتوحات واقدی ۔ کامل در چہار

حصہ مطبوعہ ۱۲۸۳ھ ۔

(۱) مغازی الصادقہ ۔ معروف بہ

مغازی الرسول ۔

(۲ و ۳) فتوح الشام ۔ و فتوح المصر

اردو یکجائی ۔

(۴) غزوۂ عرب ۔ معروف

بہ ترجمہ فتوح العجم

منہاج النبوۃ ۔ ترجمہ معراج النبوۃ در دو جلد کامل

فہرست مرغوب القلوب ترجمۂ اُردو جذب القلوب الی دیار المحبوب

صفحہ	مضمون
	جگہ اوس کے قریب نماز پڑھنا۔
۲۵۳	ستترھوان باب فضائل درُود شریف کے ذکر مین اور جو متعلق اس سے ہے اور اس باب مین ایک حکایت اور آٹھ فصلین ہین۔
۲۶۲	حکایت عجیب فضیلت مین درود شریف پڑھنے ایک شخص کے ۱۲۔
۲۶۳	فصل فضیلت و استحباب پڑھنے درود شریف کا ہر وقت اور ہر حال مین اور افضلیت وجوب اوسکے کی شب جمعہ اور روز جمعہ مین۔
۲۵۷	فصل فائدہ پڑھنے درود شریف پہلے سونے سے۔
۲۶۶	فصل جیسا کہ کثرت درود شریف کی فضیلت شبِ جمعہ مین ہی ویسا ہی شبِ دوشنبہ مین بھی ہی
۲۶۷	فصل استحسان و استحباب بھیجنے درود شریف اوپر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر برکت کی جگہ اور مواطنِ خیر مین اور تخصیص مقامات مین درود شریف پڑھنے کی باقوال علماء دین رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے۔
۲۶۹	فصل شرف حصول زیارت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی خواب مین بوسیلۂ پڑھنے درود شریف کے۔
۲۷۱	فصل جو صیغے درود شریف کے کہ حدیث شریف نبوی مین وارد ہین اون کا پڑھنا بیشک افضل واکمل ہے۔
۲۷۴	فصل اختلاف علما کا اس باب مین کہ ساری درودون مین افضل کونسا درود شریف ہی
۲۷۵	فصل بیان درود شریف کا بعنوان کیفیت و کمیت صیغ درُود فوائد درود شریف۔
۲۸۴	خاتمۃ الکتاب۔
۲۹۶	خاتمۃ الطبع مع تاریخ طبع۔

تمام شد